الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب

تفسیر حقانی کا پانچواں حصہ جو سورہ حجر سے لیکر سورہ نمل کے آخر تک سوا چھ پارہ کی تفسیر ہے اور جس میں زمانہ حال کے موافق قرآن مجید کے لطائف و حقائق کو اردو میں ظاہر کیا گیا ہے انتہیٰ

تفسیر فتح المنان

المشہور بہ

تفسیر حقانی

بعہد ہمایوں شاہ اسلام حضور پرنور نظام الملک آصف جاہ میر محبوب علی خان بہادر
شاہ دکن خلد اللہ ملکہ

باہتمام جناب مولوی حافظ محمد عبد الاحد صاحب بماہ رجب المرجب ۱۳۰۸ھ

مطبع مجتبائی دہلی میں طبع ہوا

فہرست مضامین جلد پنجم تفسیر حقانی

ختم شد

المجلد الثانی

سورہ حجر مکہ میں نازل ہوئی اسمیں ننانوے آیات چھ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓرٰ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ وَ قُرۡاٰنٍ مُّبِیۡنٍ ۞ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَوۡ کَانُوۡا مُسۡلِمِیۡنَ ۞ ذَرۡہُمۡ یَاۡکُلُوۡا وَ یَتَمَتَّعُوۡا وَ یُلۡہِہِمُ

یہ ہیں آیتیں کتاب اور کھلی قرآن کی ۔ کبھی منکر حسرت کرینگے کہ کاش ہم مسلمان ہوتے ۔ انکو چھوڑ کہ کھالیں اور برت لیں اور انکو

الۡاَمَلُ فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ ۞ وَ مَاۤ اَہۡلَکۡنَا مِنۡ قَرۡیَۃٍ اِلَّا وَ لَہَا کِتَابٌ مَّعۡلُوۡمٌ ۞ مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّۃٍ اَجَلَہَا وَ مَا

امید بہلائے رکھے پھر آئندہ معلوم کرلینگے ۔ اور جتنی بستی کوئی ہلاک نہیں کی کہ جسکے لئے وقت مقرر نہ لکھا گیا تھا ۔ کوئی قوم نہ اپنے وقت سے جلدی کرسکتی ہے اور نہ

یَسۡتَاۡخِرُوۡنَ ۞ وَ قَالُوۡا یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡ نُزِّلَ عَلَیۡہِ الذِّکۡرُ اِنَّکَ لَمَجۡنُوۡنٌ ۞ لَوۡ مَا تَاۡتِیۡنَا بِالۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنۡ کُنۡتَ مِنَ

دیر ۔ اور کہدیا اے وہ شخص کہ جسپر نصیحت نازل کی گئی تو ضرور دیوانہ ہے ۔ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لے آتا اگر تو

الصّٰدِقِیۡنَ ۞ مَا نُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃَ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَ مَا کَانُوۡۤا اِذًا مُّنۡظَرِیۡنَ ۞

سچا ہے ۔ ہم فرشتے تو بات پوری کر کے ہی بھیجا کرتے ہیں اور جب تھا نہیں مہلت بھی نہ دیجاتی

رب بالتخفیف والتشدید وضم الراء وفتحہا وما کافۃ لرب ویمکن ان یکون نکرۃ (ترکیب) نکرۃ موصوفۃ ای رب شئی یودہ الذین و رب حرف جر الفعل فیما بعدہ والعامل محذوف تقدیرہ رب کافر یود الاسلام (تفسیر) الا ولہا جملہ لغت ہے قریہ کی لو ما بمعنی ہلا

یہ سورہ بھی مکہ میں نازل ہوئی اسمیں حجر کے رہنے والوں کی ہلاکت زیادہ تر عبرتناک بات ہے یعنی قوم ثمود کا حال اور حجر شام اور مدینہ کے درمیان ایک وادی ہے الٓر سے یہاں تک قرآن کا منجانب اللہ ہونا بیان کر کے دنیا کی لذات و شہوات میں مبتلا ہونیوالے کفار کا انجام کار بیان فرماتا ہے کہ ربما یود کہ قیامت کو دنیا بوقت مرگ یہ لوگ خواہش کرینگے کہ کاش ہم ایمان لائے ہوتے ۔ رب کے معنی بعض کہتے ہیں بہت ہیں کہ بہت حسرت کرینگے اور بعض کہتے ہیں کم کے ہیں کہ مراد یہاں سے یہ ہے عرب کی عادت ہے کہ کبھی کثیر الوجود چیز کو یقین دلانیکے لئے بلفظ قلیل ذکر کرتے ہیں جیسا کہ اس شخص کی نسبت کہ جس سے ہمہ وقت یا اکثر اوقات کوئی نا مستقیم ہو کہتے ہیں کہ کبھی تو ہمیں یاد کرلیگے ۔ چونکہ انسان کی عمر بے بنیاد ہے اسکی اجل ہر وقت ریل گاڑی کیطرح دوڑی چلی آرہی ہے لیکن اسکو معلوم نہیں کہ کب آپہنچیگی اسلئے بھولا ہوا ہے اور دنیا کے عیش و آرام اور نعمتوں میں ایسا غرقاب ہے کہ جہاں جاتا ہے وہاں کی خبر ہی نہیں بس دنیا کا حاصل کرنا ہی مقصود اصلی جانتا ہے اور جو خدا کے ہادی اسکو راہ راستی کی رہنمائی کرتے ہیں تو نشہ میں کبھی انپر ہنستا مسخرا کرتا ہے کبھی اور اور حجتیں کرتا ہے چنانچہ مکہ کے کافر حضرت صلعم سے یوں ہی پیش آتے تھے اسلئے ذرہم سے خبر دیتا ہے کہ ملکو بیان فرماتا ہے کہ اے نبی ان بدبختوں کا ذرہ ہی انکا حصہ ہے سو انکو یہیں مبتلا رہنے دے چند روز کھالیں پی لیں اور انکی تمنائیں اور دل کی لمبی چوڑی امیدیں کہ یوں کرینگے اور یوں ہوگا انکو غفلت میں ڈالے رکھیں اجل قریب ہے ابھی معلوم کرلینگے مگر اجل کا آنا ایسی ناپاک قوموں کی بربادی کا قضاء و قدر نے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے انسان انہیں امیدوں اور آرزوؤں کی پورا ہونیکی دھیان میں ہوتا ہے کہ یکایک موت آلیتی ہے اسکی سیکڑوں آرزوئیں اسکے کفن میں لپٹی ہوئی ساتھ جاتی ہیں ۔ حسرتیں اسکی سر پٹکتی ہیں دم مرگ عمر ہا کیا کیا تھے ۔ و انک لمجنون یہ وہ پہلا شبہ ہے نبی کی نسبت جو جواب دینے کے قابل نہیں ہیں لو ما تاتینا یہ نبوت کی نسبت کفار دنیا پرست سر شار کا دوسرا شبہ ہے جسکا جواب دیتا ہے کہ فرشتے تو عذاب لیکر آتے ہیں اگر وہ ملئے تو تمہیں مہلت نہ دینگے ۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ

ہمنے ہی قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکے نگہبان ہیں اور تجھسے پیشتر ہم پہلی قوموں میں بھی رسول بھیج چکے ہیں اور وہ تو جب کوئی رسول

إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ۝

انکے پاس آیا اس سے مسخری کرتے رہے اسیطرح سے بٹھاتے ہیں ہم گنہگاروں کے دلوں میں کہ اسپر ایمان نہ لاوینگے اور یہ قدیم دستور چلا آیا ہے

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ۝ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ۝

اور اگر ہم انپر آسمان کا کوئی دروازہ کھولدیں پھر وہ اسمیں چڑھنے لگیں تو بھی کہینگے کہ ہماری بینائی بند کر دی گئی ہے بلکہ ہمپر جادو کیا گیا ہے

ترکیب

نحن مبتدا نزلنا خبر جملہ انا کی خبر یا نحن انا کی تاکید۔ کذلک ای الامر کذلک ۔ السلک ایک چیز کا دوسری میں داخل کرنا اور ممکن ہے کہ صفت ہو مصدر محذوف کی ای سلکا مثل استہزائہم ۔ والضمیر للاستہزاء ای کمثل ادخالنا التکذیب فی قلوب اولئک نسلکہ ای ندخل الاستہزاء فی قلوب المجرمین ای کفار مکہ۔

تفسیر

کفار نے رسول صلعم کو دیوانہ کہا تھا جس سے انکا یہہ مطلب تھا کہ جو کچھہ رسول ہمکو سناتا ہے وہ کلام الٰہی نہیں دیوانوں کی بڑ اور بکواس ہے [اور کفار جو انبیاء علیہم السلام کی نسبت ایسی باتیں کہا کرتے تھے انکی چند سبب تھے اول یہہ رسول شہوات ولذات باطلہ کے ترک اور عبادات و نیکروی کی تاکید کرتے تھے یہہ بات نہر شاق گذرتی تھی دوم رسوم بد اور مذاہب باطلہ کا ترک کرنا جو پشت در پشت انہیں مروج ہونیکی وجہ سے ایک امر ناحق قرار پاگیا تھا اور بھی ناگوار معلوم ہوتا تھا اور اب بھی لوگوں کا رسوم و عادات خلاف شرع ترک کرنے میں یہی حال ہے سوم انبیاء فقرا ہوتے تھے نہ انکے پاس مال تھا و جتھانہ اعوان و انصار اسلئے رؤسا پر ایسے لوگوں کا مطیع ہونا شاق گذرتا تھا چہارم انکا گمراہ ازلی ہونا بڑا سبب تھا] اسکے جواب میں فرماتا ہے انا نحن الخ کہ ذکر یعنی قرآن ہمارا ہی نازل کیا ہوا ہے اور ہمیں اسکے محافظ ہیں اس پیشین گوئی کے مطابق آج تیرہ سو برس ہونیکو آئے قرآن ایسا محفوظ ہے کہ مشرق سے مغرب تک سب مسلمانوں کی زبان پر یکساں ہے ایک لفظ یا زیر و زبر کا بھی فرق نہیں آنحضرت صلعم کے عہد سے لیکر اب تک بلکہ قیامت تک حفاظ اور قراء اور علماء کی جماعتیں اسکی محافظت پر کمربستہ ہیں یہہ قرآن کا بڑا معجزہ ہے امام رازی فرماتے ہیں واعلم انہ لم یتفق لشیء من الکتب مثل ہذا الحفظ فانہ لا کتاب الا وقد دخلہ التصحیف والتحریف والتغییر و شیعہ میں جو متعصب اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن میں سے عثمان رضی اللہ عنہ نے فلاں فلاں سورتیں کم کر دیں اس آیت و دیگر آیات سے مردود ہیں وہ بھی شیع الاولین میں داخل ہیں جنہوں نے رسولوں کا انکار کیا۔

ولقد ارسلنا فرماتا ہے کہ انکا ایسی باتیں کرنا کوئی نئی بات نہیں بلکہ تجھسے پیشتر اے محمد صلعم پہلی قوموں میں بھی جتنے رسول بھیجے تھے انکا بھی یہی حال تھا کہ جو رسول آیا اسکو جھٹلاتے رہے اسیطرح ان کفار کے دلوں میں قضا و قدر نے یہہ انکار و تکذیب ڈالدیا ہے جسکی وجہ سے وہ قرآن پر ایمان نہیں لاتے وقد خلت سنۃ الاولین اور پہلوں کے ساتھ جو کچھہ اللہ کا دستور تھا کہ اخیر وہ انکو ہلاک کرتا آیا ہے وہ بھی چلا آتا ہے ولو فتحنا الخ یعنی وہ جو کہتے ہیں معجزہ کے طور فرشتے کیوں نہیں آتے فرشتے تو کیا اگر ہم انکے لئے آسمان کے دروازے کھولدیتے اور سیڑھی لگادیتے کہ جس پر چڑھکر وہانکے حالات دیکھ آتے (یا یہہ معنی کہ آسمان کے دروازوں سے فرشتوں کو چڑھتے اترتے دیکھتے) تو بھی یہی کہدیتے کہ یہہ نظر بندی ہے اور جادو۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ۝ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ۝ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ

اور البتہ ہمنے آسمان میں برج بنائے اور اسکو دیکھنے والونکے لئے مزین بنایا اور اسکو ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا مگر جو کوئی چوری سے سن گیا تو

فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ ۝ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْزُونٍ ۝ وَجَعَلْنَا لَكُمْ

اسکے پیچھے دہکتا ہوا انگارا پڑا اور ہمنے زمین کو پھیلایا اور اسپر بوجھ ڈالدیے اور اسمیں ہر چیز اندازہ سے اگائی اور اسمیں تمہارے

فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ ۝ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ ۝ وَأَرْسَلْنَا

لئے روزی رکھی اور انکے لئے بھی کہ جنکے تم روزی دہندہ نہیں ہو اور ایسی کوئی چیز نہیں کہ جسکے خزانے ہمارے پاس نہوں اور ہم اسکو ایک اندازہ معین ہی نازل کرتے ہیں اور ہمنے

الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ وَمَا أَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ

بھرنے والی ہوائیں چلائیں پھر آسمان سے پانی اتارا پھر وہ تمہیں پلایا حالانکہ تمہارے ہاتھ اسکے خزانے نہیں اور ہمیں تو زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور آخر الکل ہم ہی ہیں

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝

اور ہمکو معلوم ہیں تم میں سے اگلے اور پچھلے تیرا رب انکو جمع کریگا وہ حکمت والا اور خبردار ہے

ترکیب

الا من منصوب ہے مستثنیٰ منقطع ہونیکی وجہ سے اور جر بھی ہو سکتا ہے من استرق سے بدل ہوکر اور رفع بھی ہو سکتا ہے مبتدا ہوکر وخبر فاتبعہ وجاز دخول الفاء فیہ لتضمن المبتدأ معنی الشرط - والارض منصوب ہی مددنا محذوف سے - ومن لستم منصوب ہے جعلنا سے والمراد بمن العبید والبہائم فانہا مخلوقۃ لمنافعنا اور مجرور بھی ہو سکتا ہے لکم ولمن لستم -

تفسیر

قرآن مجید کی عادت ہے کہ ایک مقصد کے بعد دوسرے مطلب کو بیان فرمایا کرتا ہے تاکہ سننے والے کے دل پہ بار نہ معلوم ہو پھر جبکہ مسئلہ نبوت میں کلام کرچکا تو مسئلہ توحید کو شروع کرتا ہے جس پر کہ اثبات نبوت موقوف ہے اور نیز توحید کے متعلق ایسا کلام کرنا گویا نبوت نبی کو اسکے اثر سے مشاہدہ کرا دینا ہے کہ جسکے منہ سے ایسی بات الہامی اور روح کو تازہ کرنیوالی نکلی -

ولقد جعلنا الخ توحید کے ثبوت میں دلائل سماویہ سے یہ **اول دلیل** ہے کہ ہمنے آسمان میں برج بنائے اور آسمان کو ستاروں سے مزین کیا اور شیاطین سے اسکو محفوظ رکھا کہ کوئی شیطان وہاں تک جا نہیں سکتا اور جو کوئی چوری کے طور وہاں آئی بات سنتی کو جا بھی پہنچا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے تو شہاب مبین یا شہاب ثاقب یعنی آگ کا شعلہ جسکو ستارہ ٹوٹنا کہتے ہیں اسکے پیچھے دوڑتا ہے - رجیم رجم سے مشتق ہے جسکے معنی پتھراؤ کرنا یعنی پتھر پھینک پھینک مارنا - گالی گلوچ اور بہتان لگانیکو بھی اسی لئے رجم کہتے ہیں کہ گویا بیہودہ باتوں کے پتھر مارے جاتے ہیں - منہ قولہ لارجمنک اسی لاسبنک اور اسی مناسبت سے تخمینی اور بے تکی باتوں کو بھی رجم کہتے ہیں منہ قولہ رجما بالغیب گویا شیاطین پر آتشی شعلوں کے پتھر مارے جاتے ہیں -

مقدمۂ تفسیر میں بیان ہوچکا ہے کہ شیاطین کو لطافت مادہ کی وجہ ملائکہ کی باتیں سننے اور انکے دیکھنے اور اونچے چڑھنے کی قدرت عطا کی گئی ہے + بروج برج کی جمع ہے اسیطرح ایک جگہ قرآن میں آیا ہے تبارک الذی جعل فی السماء بروجا اور ایک جگہ ہے ولو کنتم فی بروج مشیدۃ اور والسماء ذات البروج اس سے یہ مراد نہیں کہ جسطرح اینٹ پتھروں کی گول گول عمارت قلعوں کی دیواروں اور دیگر جگہ ہوتی ہے اسطرح آسمان پر برج بنے ہوئے ہیں -

بلکہ یہ مراد کہ آسمان میں مختلف ستاروں کے نمودار ہونے سے خربزے کی پھانکوں کی طرح آسمان کے بارہ حصے باہم کرکے جدا جدا معلوم ہوتے ہیں اور انکی زبان عرب میں یہ نام مشہور تھے حمل ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ میزان عقرب قوس جدی دلو حوت۔

جب طبیعت فلکیہ ایک تھی اور اسی لئے حکماء کے نزدیک اسکی شکل کروی یعنی گول بنی تو پھر یہ بروج مختلف الطبائع اور آسمان میں یہ گوناگوں چیزیں کسنے بنائیں انمیں کمی بیشی کسنے کی اور ان اجزاء کو کسنے مرکب کیا؟ صرف ایک اللہ قادر مختار قوی قہار جبار نے۔ پھر اسنے نہ صرف ستاروں کو آسمان کی زیب و زینت بنایا بلکہ وہاں کا انتظام لائق بھی کیا جو نے شیطانوں کے لئے شہاب مبین کو کوتوال بنایا تو پھر کیا وہ انبیاء جو کہ منتظام ہی آدم نکرتا؟ اور نیز شیاطین کو تو عالم علوی کی طرف رسائی نہیں پھر اگر خدا کا الہام اور جبرئیل امین کی پیغام رسانی نہیں تو محمد صلعم کو عالم علوی کی باتیں کیونکر معلوم ہوگئیں؟ سبحان اللہ اس ایک جملہ نے کسقدر باتیں ثابت کر دیں۔

والارض مددنٰہا یہ عالم سفلی کے حالات سے دوسری دلیل ہے۔ اول زمین کو پھیلانا باوجود کروی ہونے کے اسکا ایسا سطح رکھنا کہ جسپر مخلوق بس سکے اسکی صنعت ہے۔ دوم القینا فیہا رواسی مفرد راسی اور اسکی جمع راسیات اسکی جمع یعنی جمع الجمع رواسی ہے رواسی ٹھہرنے اور جمنے والی چیز جس سے مراد پہاڑ ہیں یہ مضمون بہت جگہ قرآن میں ہے منجملہ انکے وفی الارض رواسی ان تمید بکم ہے اور کبھی ان پہاڑوں کو اوتاد یعنی زمین کی میخیں بھی فرمایا ہے۔ خواہ یوں کہو کہ زمین پیدا کرنے کے بعد جو بارشیں ہوئیں تو بلند قطعات میں ادھر ادھر سے مٹی گر کے اونچے نیچے مختلف صورتوں کو ٹیلے جو رہ گئے تھے متحجر ہوکر پہاڑ بنگئے یا یوں کہو کہ بدء الخلقت میں ساتھ ہی خدا نے پہاڑ بھی بنائے مگر ان کا زمین کے لئے میخ اور بار اور رکھاؤ ہونا کلام تشبیہی ہے گویا فرش زمین پر یہ بھاری بھاری پتھر دھر دئے ہیں کہ ہلنے نہ پاوے۔ یہ بھی قدرت کاملہ کی بڑی نشانی ہے اور نیز پہاڑوں کے فوائد اور انکی معادن اور نباتات کے منافع بآواز بلند اپنے خالق یکتا کی توحید و صناعی پر گواہی دے رہے ہیں جنکی طرف

وانبتنا فیہا من کل شیء موزون۔ میں اشارہ ہے۔ موزون سے مراد اندازہ کی ہوئی چیز یعنی زمین میں یا پہاڑوں میں یہ بے انتہا جڑی بوٹیاں اسکے اندازہ علمی سے باہر نہیں۔ یا یہ مراد کہ وہ وزن رکھتی ہیں یعنی بیفائدہ اور عبث نہیں عمدہ اور مناسب چیز کو موزوں کہتے ہیں جیسا کہ کلام موزوں وجعلنا لکم فیہا معایش سوم نہ صرف بندوں کی معاش اور روزی زمین پر پیدا کی بلکہ من لستم لہ برازقین چارپائے اور تمہارے نوکر غلام بال بچے کہ جنکو اپنے زعم میں تم روزی دیتے ہو انکی روزی بھی اسنے پیدا کی نہ تمنے۔ یا یہ معنی کہ جن چیزوں کے تم روزی رساں نہیں ہو چارپائے تمہارے غلام وغیرہ انکو بھی خدا ہی نے تمہارے لئے پیدا کیا۔

وان من شیء یہاں سے اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ عالم وجود میں جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں وہ بقدر حاجت مخلوق ظاہر کرتے ہیں یہ نہیں کہ وہ ہمارے ہاں بیقدر تھا۔ بلکہ اسکے خزانے ہمارے پاس ہیں یعنی ہمارے ہاں بے انتہا ہے۔ بارش وغیرہ سب کا یہی حال ہے وارسلنا الریاح لواقح یہ تیسری دلیل ہے کہ ابر اٹھانیوالی ہواؤں کا چلانا اور مینہ برسانا اور بندوں کو نفع پہنچانا اسیکا کام ہے وانا لنحن نحیی ونمیت الخ یہ چوتھی دلیل ہے کہ باوجود دیکہ اپنی بقا میں کوئی کوشش کیسی ہی کرے مگر ہم مارتے ہیں اور ہم ہی پیدا کرتے ہیں ہمیں کسیکو بھی دخل نہیں اور اگلے جو ہو چکے ہیں اور آئندہ جو ہونگے وہ سب ہمکو معلوم ہیں اور پھر ہم سب کو جمع کرینگے یہ بھی ہمارا ہی کام ہے کیونکہ ہم حکیم اور علیم ہیں۔ یہیں دار آخرت کا بھی کس عمدگی سے اثبات ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۚ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ

اور البتہ ہم نے انسان کو خشک مٹی سے خمیر دیکر بنایا اور جان کو اس سے پہلے آگ کے شعلے سے بنایا اور جبکہ تیرے رب نے

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ

فرشتوں سے کہا کہ میں بشر بنانیوالا ہوں خشک مٹی خمیر دی ہوئی سے پھر جب اسکو ٹھیک بنا چکوں اور میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اسکے آگے سجدہ میں گر پڑنا

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰٓی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝ قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ

پھر سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے وہ سجدہ کرنے والوں میں نہ تھا فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنیوالوں کے

السّٰجِدِیْنَ ۝ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ۝ وَّاِنَّ

ساتھ نہ ہوا کہا میں ایسا نہیں کہ ایسے بشر کو سجدہ کروں کہ جسکو تو نے خشک مٹی خمیر دی ہوئی سے بنایا فرمایا تو یہاں سے نکل بیشک تو پھٹکارا گیا ہے اور بیشک

عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ۝ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝

تجھ پر لعنت ہے قیامت تک کہا اے رب مجھے مہلت دے جس دن تک مردے اٹھیں فرمایا اچھا تجھے مہلت ہے وقت معلوم کے دن تک

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ۝ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ

کہا اے رب جیسا کہ تو نے مجھے بےراہ کیا ہے میں بھی انہیں زمین میں بہکاؤنگا اور سب کو گمراہ کرونگا مگر ان میں سے تیرے خالص بندے فرمایا یہ راہ

عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ ۝ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ۝ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ

مجھ تک سیدھی ہے میرے بندوں پر تیرا کچھ بس نہیں چلیگا مگر جو تیرا تابع ہوگا گمراہوں میں سے اور جہنم سب کا ٹھکانا ہے جسکے سات دروازے ہیں ہر

بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ۝

دروازہ کے لئے انمیں سے ایک حصہ بٹا ہوا ہے

ع ۳ ۱۹

ترکیب

من حما موضع جر میں صفت ہے صلصال کی باعادہ جار۔ والجان منصوب ہے علی شریطۃ التفسیر۔ انی الخ جملہ مقولہ ہے قال کا فاذا شرط و نفخت عطف ہے سویتہ پر فقعوا ف جواب شرط میں اور قعوا امر ہے وقع یقع سے تمام جملہ جزمیں ہے قال کے الا ابلیس اگر منقطع کہا جاوے تو ابی ان الخ کے ساتھ متصل ہوگا لےولکن اور اگر متصل مانا جاویگا تو جدا کلام ہوگا سائل کا جواب۔

تفسیر

یہ پانچویں دلیل ہے توحید پر پہلی آیات میں عام حیوانات کے پیدا کرنے سے توحید ثابت کی گئی تھی ان آیات میں انسان و جن کے پیدا کرنیکا ذکر کرکے اپنی توحید ثابت کرتا ہے۔ جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حوادث کا سلسلہ غیر متناہی نہیں ضرور اسکی ابتدا ہوتی ہے تو اب انسان کا سلسلہ کہ جسکی پیدائش یکے از دیگرے ہوتی ہے ضرور کسی ایک ایسے شخص سے ہوگا کہ جو ماں باپ سے پیدا نہوا ہو اور چونکہ انسان زمین پر رہتا ہے محسوس ہوتا ہے اور ایک دوسرے سے ملاقی ہوتا اور جسم کثیف رکھتا ہے اور یہی لئے اسکو بشر کہتے ہیں (الا التفسیر کونہ بشرا فالمراد منہ کونہ جسما کثیفا یباشر و یلاقی۔ تفسیر کبیر)

اسلئے ضرور ہوا کہ اسکا مادہ غالب خاک ہو ولقد خلقنا الانسان من صلصال کہ خاک سے بغیر خمیر کئے اور گارا بنائے اسکا پتلا نہیں بن سکتا من حماٍ مسنون لہذا اس سر سلسلہ کو جسکا نام آدم علیہ السلام ہے خاک سے گوندھ کر بنایا۔ اور پھر اس پتلے میں روح ڈالی اور فرشتوں سے سجدۂ تعظمی کرایا۔ اگر غور کیا جاوے تو عاقل بہت جلد اقرار کر سکتا ہے کہ خاک اور پانی کا از خود جمع ہونا اور پھر اس میں روح پڑنا از خود ممکن نہیں ضرور یہ کسی حکیم و علیم کا کام ہے۔

اور صرف آدم ہی کو ہمنے قدرت کاملہ سے پیدا نہیں کیا بلکہ والجان خلقناہ من قبل من نار السموم اس سے سیکڑوں ہزاروں برس پہلے قوم جنات کے سر سلسلہ جان کو آگ سے پیدا کر چکے ہیں۔

جان ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جان سب جنوں کے باپ کا نام ہے اور یہی قول اکثر مفسرین کا ہے اور یہی ٹھیک بھی معلوم ہوتا ہے گو بعض نے جان سے مراد ابلیس رکھا ہے۔ جان کے معنی لغت میں سانپ چھپنے والے کے ہیں کہتے ہیں جن الشی اذا ستره۔ چونکہ آدم کے خلاف اسکا غالب مادہ آگ کا لطیف شعلہ ہے اسلئے یہہ قوم محسوس نہیں ہوتی ہر ایک کو دکھلائی نہیں دیتی اور اسی لئے اس قوم کو جن اور انکے باپ کو جان کہتے ہیں۔

خدا تعالیٰ لطیف وخبیر نے اول ملائکہ کو بنایا انکے بعد جن کی قوم کو جنکا مادہ ملائکہ سے ذرا قریب تر تھا پھر انسان کو جسکا مادہ کثیف ہے۔ ترتیب وار چلا یہہ معلوم نہیں کہ دیگر حیوانات گدھا گھوڑا گائے بھینس وغیرہ کب بنائے آدم سے پہلے یا پیچھے لیکن اسمیں تو کوئی بھی شبہہ نہیں کہ ان انواع کا بھی ایک ایک سر سلسلہ ہے جس سے یہہ انواع پھیلے ہونگے۔ اس آیت سے یہہ بات تو صاف صاف معلوم ہو گئی کہ قوم جن انسان کے غیر ہے اور اس سے پہلے بنی ہے اور اسکا مادہ بھی انسان کے مادہ سے غیر ہے پھر جو مسلمان کہلا کر غیر محسوس ہونیکی وجہ سے بہ تقلید فلاسفہ قوم جن کا انکار کرتا ہے اور توجیہ باطل کر کے ان کو انسانوں کے زمرے میں ملاتا ہے محض جاہل ہے۔

ان جنوں کا سر سلسلہ جان نبی تھا یا نہیں قرآن مجید سے ثابت نہیں ہوتا۔ اس قوم میں جو کافر سرکش ہیں جنکا پہلا پیشوا ابلیس ہے ان کو شیاطین کہتے ہیں۔ قوم جن کی کیفیت کسیقدر ہم مقدمۂ تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔ اور یہہ بحث کہ حضرت آدم علیہ السلام زمین پر کس جگہہ بنائے گئے تھے سورۂ بقرہ کی تفسیر میں آچکی ہے۔

ہر چند آدمؑ خاک سے بنایا گیا مگر اسمیں وہ اسرار حکمت رکھے تھے کہ جنکی نہ فرشتوں کو نہ ابلیس کو خبر تھی اسلئے اسکے پیدا ہونیسے پیشتر ملائکہ کو خبر کر دی اور حکم دیدیا کہ جب وہ بن کے تیار ہو تو سب کے سب اسکے آگے جھک جانا تعظیم کے لئے فرشتوں نے تو ایسا ہی کیا مگر ابلیس نے اسکے مادہ خاکی پر لحاظ کر کے اسکو کمتر اور اپنے تئیں اچھا سمجھا اور تکبر کی راہ سے حکم الٰہی نہ بجا لایا اسکی سزا میں نکالا گیا اور بنی آدم کے بہکانیکا بیڑا اٹھایا اسلئے حشر تک زندہ رہنے کی دعا کی مگر وہاں سے وقت معلوم یعنی صور پھونکنے تک کی منظوری ہوئی موت سے چارہ نہوا اور فرما دیا کہ میرے خالص بندوں پر تیرا بس نہ چلیگا اور جو تیرے کہنے میں آئیگا جہنم میں جائیگا جسکے سات دروازے یا طبقے ہیں یعنی جہنم بھی بڑی لمبی چوڑی تیار کر رکھی ہے۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ

پرہیزگار باغوں اور چشموں میں رہینگے (کہا جائیگا) ان باغوں میں جاؤ سلامتی اور امن سے اور جو کچھ انکے دلوں میں رنجش ہوگی ہم دور کردینگے تختوں پر منہ سامنے بھائی بھائی بنے بیٹھے ہونگے

لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ۝ نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ۝ وَنَبِّئْهُمْ

انکو وہاں نہ کچھ رنج پہنچیگا نہ وہاں سے نکالے جائینگے میرے بندوں کو جتلا دو کہ میں بڑا معاف کرنیوالا رحم کرنیوالا ہوں۔ اور یہ بھی کہ میرا عذاب بھی سخت ہے۔ اور ابراہیم کے

عَن ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ إِنَّا مِنكُمْ وَجِلُونَ ۝ قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ۝ قَالَ

مہمانوں کا حال انکو بتا جبکہ وہ انکے پاس گئے پھر سلام کیا ابراہیم نے کہا ہمکو تم سے خوف معلوم ہوتا ہے۔ بولے نہ ڈر ہم تجھے مژدہ دیتے ہیں ایک لائق فرزند کا کہا

أَبَشَّرْتُمُونِي عَلَىٰ أَن مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ۝ قَالُوا بَشَّرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُن مِّنَ الْقَانِطِينَ ۝ قَالَ وَمَن يَقْنَطُ مِن رَّحْمَةِ رَبِّهِ

کیا مجھے اب بڑھاپے میں مژدہ دیتے ہو سو اب کاہیکا مژدہ دیتے ہو۔ بولے ہم تجھے صحیح مژدہ دیتے ہیں پھر تو نا امید نہ ہو۔ کہا ناامیدی تو اپنے رب کی رحمت سے

إِلَّا الضَّالُّونَ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ۝ إِلَّا آلَ لُوطٍ إِنَّا لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ

گمراہی کیا کرتے ہیں۔ کہا اے پیغامبرو تمہارا کیا قصد ہے کہا ہم ایک نافرمان قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں مگر لوط کا کنبہ کہ ہم اُن سب کو بچا لینگے

إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا إِنَّهَا لَمِنَ الْغَابِرِينَ ۝

بجز انکی بیوی کی کہ ہمنے ٹھان لیا ہو وہ پیچھے رہجانیوالوں میں ہے

ترکیب

بسلام حال ہے فاعل ادخلوا سے اے سالمین او مسلما علیہم۔ اخوانا حال ہے ہم سے علی سرر بھی حال ہے اور متقابلین بھی۔ علی ان مسنی حال میں ہے اے بشرتمونی کبیرا۔ تبشرون کے نون کو مکسور پڑھا ہے نون وقایہ ہے۔

تفسیر

توحید ثابت کرتے کرتے اسکے ضمن میں دار آخرت کا بھی ذکر آگیا اور وہاں گناہگاروں کے لئے جہنم میں جانا بھی مذکور ہوا تو اسکے بعد نیک لوگوں کا حال اور انجام کا بیان کرنا گویا بیان کو تمام کر دینا ہے۔

فرماتا ہے کہ متقین یعنی شرک و کفر سے بچنے والے یا ہر کبائر سے بھی حتی المقدور باز رہنے والوں کو باغ اور انمیں نہریں وہاں ملینگے اور فرشتے انکی استقبال کرکے کہینگے ان باغوں اور چشموں میں سلامتی اور امن سے داخل ہو۔ یا سلام علیکم کہینگے۔ اور بہشتیوں کے دلوں میں باہمی کدورت تھا اور رنج ہوگا دنیا کی رنجشیں دل سے نکالدی جاوینگی بھائی بھائی بنے ہوئے سونے کے تختوں پر آمنے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے کسیکو کوئی بیماری وغیرہ کی تکلیف نہوگی وہاں سے نکلینگے۔ اسلئے فرماتا ہے کہ بندوں کو کہدو کہ میں غفور رحیم ہوں فرمانبرداروں کو جنت دونگا اور میرا عذاب بھی سخت ہے۔

توحید اور دار آخرت کا ذکر کرکے انبیاء سابقین اور انکی قوموں کے قصے عبرتناک شروع کرتا ہے تاکہ ناظرین کو عبرت او نصیحت ہو۔ یہاں سب اول حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ اور اسکے ضمن میں لوط علیہ السلام کی قوم پر ہلاکت آنیکا ذکر کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک خیمہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انکے پاس چند مسافر آئے مہمانی کے طور پر حضرت انکے لئے تلا ہوا بچھڑا کھانے کو لائے وہ درصل فرشتے تھے کھانے سے انہوں نے ہاتھ روکا ابراہیم سمجھے کہ یہ دشمن ہیں کیونکہ اس عہد میں دشمن اپنے دشمن کے گھر کھانا نہیں کھاتا تھا یہی علامت عداوت تھی کہنے لگے تم سے خوف معلوم ہوتا ہے فرشتوں نے ابراہیم کی تسلی کی اور حضرت اسحاق کے پیدا ہونے کی بشارت دی اور لوط کی قوم کے ہلاک کرنیکا قصد بیان کیا جھیل شور کے کنارے قوم لوط کی کئی بستیاں تھیں جنہیں اغلام کی عادت تھی۔

فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ ۝ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنكَرُونَ ۝ قَالُوا بَلْ جِئْنَاكَ بِمَا كَانُوا فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝ وَأَتَيْنَاكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّا

پھر جب لوط کے گھر فرشتے پہنچے تو کہا تم اجنبی لوگ ہو وہ بولے بلکہ ہم تیرے پاس وہ چیز لائے ہیں جس میں یہ شک کرتے تھے اور ہم تیرے پاس سچی بات لائے ہیں اور ہم

لَصَادِقُونَ ۝ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ أَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ وَامْضُوا حَيْثُ تُؤْمَرُونَ ۝ وَقَضَيْنَا

سچے ہیں پس تو اپنے لوگوں کو کچھ رات سے لے نکل اور تو انکے پیچھے ہو لے اور تم میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے اور چلے جاؤ جہاں کا حکم کیا جاوے اور ہم نے لوط کو وحی

إِلَيْهِ ذَٰلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ هَٰؤُلَاءِ مَقْطُوعٌ مُّصْبِحِينَ ۝ وَجَاءَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ ۝ قَالَ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِ

سے یہ بات بتلادی تھی کہ ان لوگوں کی صبح ہوتے ہوتے جڑ کٹ چکے گی اور شہر والے خوشی خوشی آئے لوط نے کہا یہ میرے مہمان ہیں مجھے رسوا نہ کرو

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ ۝ قَالُوا أَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝ قَالَ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ۝ لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ

اور اللہ سے ڈرو اور مجھے بے آبرو نہ کرو وہ کہنے لگے کیا ہم نے تجھ کو جہان بھر کی حمایت سے منع نہیں کیا ہے۔ کہا یہ میری بیٹیاں موجود ہیں اگر تمہیں کرنا ہے۔ اے محمد تیری جان کی قسم وہ اپنی مستی میں

يَعْمَهُونَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ۝ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

اندھے ہو رہے تھے پھر تو دن نکلتے ہی انکو ہولناک آواز نے آلیا پھر ہم نے ان بستیوں کو الٹ دیا اور ان پر کنکر کے پتھر برسائے البتہ اس میں عبرت کرنیوالوں کو

لِّلْمُتَوَسِّمِينَ ۝ وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُّقِيمٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝

بڑی نشانیاں ہیں اور وہ بستیاں سیدھے رستہ پر واقع ہیں اس میں ایمانداروں کیلئے نشانیاں ہیں

ترکیب

ھؤلاء مبتدا بناتی خبر یعمہون حال ہے ضمیر سکرتہم سے۔ والعامل السکرۃ او معنی الاضافۃ مشرقین وقت شروق الشمس حال ہے۔

تفسیر

جب فرشتے لوط کے گھر پہنچے تو لوط نے انکو امردوں کی شکل میں دیکھکر اور اپنی قوم کی بدعادت پر خیال کر کے اُن کا آنا مکروہ سمجھا چونکہ مہمان تھے گھبرا گئے فرشتوں نے لوط سے بیان کر دیا کہ ہم اس قوم ناپاک کی ہلاکت کے لئے آئے ہیں صبح ہوتے ہوتے یہ غارت ہو جائیں گے تو اپنے خاندان کو لیکر بڑے سویرے چلا جا اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھے۔ انکی خبر بستی میں پہنچی پھر کیا تھا بدمعاش شہوت پرستوں نے آکر لوط علیہ السلام کا گھیر لیا اس ارادے سے کہ ان لوگوں سے بدفعلی کریں۔ لوط نے کہا یہ میرے مہمان ہیں انکی بےعزتی میری بےعزتی ہے خدا سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو قوم نے کہا ہم نے تجھے منع کر دیا ہے کہ تو دنیا بھر کی حمایت کیا کر یہ تیرے کون ہیں جو تو انکی حمایت کرتا ہے؟ لوط نے پھر کہا خیر اگر تمہیں یہی مقصود ہے تو میری یہ بیٹیاں[1] موجود ہیں ان سے نکاح کر لو۔ خدا تعالے حضرت سے خطاب کر کے فرماتا ہے کہ تیری عمر کی قسم وہ اپنی مستی میں اندھے ہو رہے تھے۔

حقیقت میں جب قوم پر ادبار الٰہی نازل ہونیکو ہوتا ہے تب وہ اُس بدفعلی میں ایسے اندھے ہو جاتے ہیں کہ کسی کی نہیں سنتے۔ آج کل امراء اسلام کی عجب حالت ہو رہی ہے شراب خوری عیاشی و کاہلی بدفعلی و فضولی میں انتظام دنیوی ملک کا بندوبست تیار مغربی ہر کام میں ہوشیاری تو در کنار اپنے مذہب سے بھی ایسے غافل کہ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ انکا مذہب کیا ہے؟ نہ اسلامیوں کی سی صورت نہ سیرت نہ کسی اسلامی فریضے کے پابند۔ بسبب بیدین ملحدوں کی صحبت جو اسلام کی پابندی کو بربادی کا ذریعہ تبلاتے ہیں۔

وانھا الخ یعنی وہ گاؤں اُلٹے ہوئے قریش کو جبکہ ملک شام میں تجارت کیلئے جاتے ہیں تو سیدھے رستہ پر ملتے ہیں ان خرابات کے آثار موجود ہیں پھر کیوں عبرت نہیں کرتے؟

---

[1] قوم کی بیٹیوں کی طرف اشارہ تھا کیونکہ نبی قوم کا باپ ہے انکی بیٹیاں اسکی بیٹیاں ہیں تو یہ کہہ اس کام کے لئے قوم میں لڑکیاں کیا کم ہیں انسے نکاح کرو۔ ۱۲ منہ

ولقد کذب اصحاب الحجر یہہ چوتھا قصہ اصحاب حجر کا ہے یعنی حجر کے رہنے والوں کا حجر اُس وادی کو کہتے ہیں جو عرب و شام کے درمیان واقع ہے یعنی قوم ثمود صالح پیغمبر علیہ السلام کی اُمت - یہہ قوم بھی بدکار تھی اطمینان سے پہاڑوں میں گھر تراشتے تھے - صالح علیہ السلام نے ناقہ کا معجزہ دکھایا اور نیز اور بہت سی آیات قدرت موجود ہیں کسی میں غور نہ کیا ہلاک ہوئے - اسکی تفصیل سورۂ اعراف میں دیکھو - گرچہ انہوں نے صرف ایک نبی صالح کو جھٹلایا مگر صالح وہی باتیں کہتے تھے جو اور انبیاء فرما گئے تھے اسلیے انہوں نے سب انبیاء کو جھٹلایا -

وما خلقنا السموات الی ہو الخلاق العلیم ان قصوں کو سنکر مکہ کے مشرک یہہ خیال کرتے ہونگے (اور انکی منکر بھی ایسا ہی خیال کرتے ہیں) کہ پہلی قوموں کیلئے خدا تعالیٰ نشانیاں دکھلاتا تھا اب کیوں نہیں دکھلاتا اور پھر انکی سرکشی پر ہلاک کر دیتا تھا اب ایسا کیوں نہیں کرتا؟ اور پھر بہت اصرار کرکے پیغمبر علیہ السلام سے تمسخر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بس جو کچھہ انسان کے لئے سعادت و شقاوت ہے وہ اسی دنیا میں ہے قیامت کیسی اور دار آخرت کیسا؟ اور اچھا یوں ہی ہے تو پھر دنیا میں منکروں کو کیوں پیدا کیا ہے اور کیوں انکو عیش و آرام دیتا ہے؟ ان چاروں باتوں کا جواب اس آیت کے ان چاروں جملوں میں کس لطف اور شان کبریائی کے ساتھہ دیتا ہے وما خلقنا السموات والارض وما بینہما الا بالحق یہہ پہلی بات کا جواب ہے کہ آسمانوں اور زمین اور انکی ہر چیز کو اور انکی تغیرات کو دیکھو کہ انمیں جاری کسقدر نشانیاں ہیں ہر چیز کو ہمنے کس خوبی کے ساتھہ بنایا ہے؟ اب غور کرنیوالوں کے نزدیک انسے بڑھکر اور کونسے معجزات آسکتے ہیں + وان الساعۃ لآتیۃ اسمیں دوسری بات کا جواب ہے کہ اب قیامت بہت قریب آلگی ہے وہیں سزا جزا جلد ہو جاویگی اور پہلوں کو تمہارے لئے نظیر بنا دیا ہے اب قریب قیامت میں تم کسکے لئے نظیر ہوگے معاملہ قریب آلگا اسلئے اب عمریں ہیں وہ تھوڑی ہیں اسلئے تم سے ویسا نہیں کیا جاتا - فاصفح الصفح الجمیل میں اسی نادانوں حمقا سے اعراض کر نیکا حکم دیا اسمیں تیسری بات کا جواب ہے وہو الخلاق العلیم میں چوتھی بات کا جواب ہے کہ اسمیں جو کچھہ حکمتیں ہیں انکو وہی علیم جانتا ہے -

ولقد آتیناک الی قولہ النذیر المبین ان جملوں میں انکی تیسری بات کا اور بھی رد کرتا ہے کہ وہ جو اب دنیاء فانی پر فخر کرکے اے پیغمبر تجہسے کیا تمسخر کرتے ہیں ہمنے تجھکو دولت سرمدیہ عطا کی ہے وہ کیا؟ سبعا من المثانی (المثانی تثنیہ یا ثناء سے مشتق ہے) اسمیں مختلف اقوال ہیں مگر جمہور کے نزدیک سورۂ فاتحہ کی سات آیات مراد ہیں کہ جو نماز میں دُھرائی جاتی ہیں اور جنمیں خدا کی ثناء و صفت بھی ہے اور قرآن عظیم بھی عطا کیا جسکے مقابلہ میں اور کوئی دولت و نعمت نہیں - اسلئے لا تمدن انکی اسباب دنیا اور انکی تجملات کی طرف اے پیغمبر (خطاب گو حضرت کی طرف ہے مگر مراد اہل ایمان ہیں) نظر بھی نہ ڈال اور وہ اس دنیاء فانی پر غرور و تکبر کرتے ہیں تو اس نعمت عظمیٰ پر اے پیغمبر ایمانداروں کے لئے جھک جا نرمی و فروتنی (چنانچہ آپ ایسا ہی کرتے تھے) اور کہدے کہ میں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں تم پر بلا آنیوالی ہے -

کما انزلنا علی المقتسمین الذین جعلوا القرآن عضین اس آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں صاف یہہ ہے کہ ہم باقی مخالفین پر اسیطرح سے بلا نازل کرینگے کہ جیسے ہمنے ان لوگوں پر کی تھی کہ جنہوں نے قرآن کو بانٹ کر حصہ کئے تھے - اسمیں بھی مفسرین کئی طریق بیان کرتے ہیں مگر عمدہ یہہ ہے کہ مشرکین مکہ میں سے چند شریر اور سرکش تھے کہ جنہوں نے ایام حج میں مکہ کے رستے بانٹ رکھے تھے ہر ایک کو ایک رستے پر بٹھلا دیا تھا کہ جو لوگ اس رستہ میں آئیں انکو کہدیجو کہ کہیں محمد جادوگر ہے ایسا ہے ایسا ہے اسکی بات نہ ماننا اور انہیں نے تمسخر کی راہ سے قرآن کی سورتوں کے ناموں پر خیال کرکے اسکے حصے کئے تھے کوئی کہتا تھا کہ بقرہ میں لونگا عنکبوت تجھے دیتا ہوں علیٰ ہذا القیاس یہہ لوگ بُری موت مرے پھر اور لوگوں کو متنبہ کرتا ہے اور پھر حضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ ان تمسخر کرنیوالوں کو تیری طرف سے ہم کافی ہیں سو وہ کافی ہوا -

سورہ نحل مکیہ ھی سمین ایکسو اٹھائیس آیات سولہ رکوع ھین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اَتٰٓی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ ؕ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّہٗ

آپہنچا امر الٰہی پس اسکی جلدی نکرو وہ پاک اور برتر ہے انکی شریک ٹھرانے سے اپنی بندوں میں سے جسکے پاس چاہتا ہے فرشتوں کو وحی دیکر بھیجتا ہے کہ مطلع کرو کہ میرے سوا

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَۃٍ فَاِذَا ھُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ۝

اور کوئی معبود نہیں پس مجھسے ڈرو آسمانوں اور زمین کو حکمت سے بنایا۔ پاک ہے انکے شریک ٹھرانے سے آدمی کو پانی کی بوند سے بنایا۔ پھر تو وہ یکایک کھلم کھلا جھگڑالو بن گیا

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَہَا ۚ لَکُمْ فِیْہَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْہَا تَاْکُلُوْنَ ۝ وَلَکُمْ فِیْہَا جَمَالٌ حِیْنَ تُرِیْحُوْنَ وَحِیْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ وَتَحْمِلُ

اور چارپایوں کو بنایا تمہارے لئے انہیں جڑاول ہی اور فائدہ بھی اور بعض کو انہیں سے تم کھاتے ہو۔ اور تمہارے لئے انسے زینت ہوتی ہے جبکہ تم انکو شام کو پھیر لاتے ہو۔ اور جبکہ چرانے لیجاتے ہو۔ اور تمہارے بوجھ

اَثْقَالَکُمْ اِلٰی بَلَدٍ لَّمْ تَکُوْنُوْا بٰلِغِیْہِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَّالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ لِتَرْکَبُوْہَا وَزِیْنَۃً ؕ

اٹھا کر ان شہروں تک لیجاتے ہیں کہ جہاں تم بجز جان تاریکی نہیں پہنچ سکتے تمہارا رب بڑا شفیق مہربان ہے۔ اور گھوڑی اور خچر اور گدھے بنائے تمہاری سواری اور زیبائش کے لئے

وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلَی اللّٰہِ قَصْدُ السَّبِیْلِ وَمِنْہَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَہَدٰىکُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝

اور وہ چیزیں بناتا ہے جنہیں تم نہیں جانتے۔ اور اللہ تک پہنچتا ہے سیدھا راستہ اور بعض رستے ٹیڑھے بھی ہیں اور اگر چاہتا تو تم سبکو ہدایت دیتا

ع ١

ترکیب

اتی صیغہ ماضی مگر معنی میں مستقبل کے ہے۔ ہ ضمیر امر اللہ کی طرف راجع ہے بالروح ای بالوحی موضع نصب میں حال ہوکر ملائکہ سے اور من امرہ روح سے حال ہی۔ ان انذروا بمعنی ای لان الوحی بدل علی القول فیفسر بان۔ انہ الخ جملہ محل نصب میں ہے مفعول انذروا ہوکر

تفسیر

رسول خدا صلعم مشرکین عرب کو خدا کے عذاب سے ڈرایا کرتے تھے کہ وہ دنیا میں بھی عنقریب آنیوالا ہی منکرین کہتے تھے کہ ابھی تو نہیں آیا اگر تو سچا ہے تو جلد بھیج ہم بھی تو دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے؟ اسلئے اس سورہ میں سب سے اول انکی اس دلیری اور جلد بازی کا جواب آیا کہ امر اللہ یعنی عذاب الٰہی عالم غیب میں مقرر ہو چکا اور گویا آ چکا گو ظہور اسکا کسی حکمت ورحمت سے وقت معین پر ہوگا پھر کسلئے جلدی کرتے ہو۔ فصحاء بلغاء قطعی ہونیوالی اور قریب ہونیوالی بات کو ماضی کے لفظوں سے تعبیر کیا کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہہ بھی کہتے تھے کہ اچھا دنیا میں یا آخرت میں ہمارے ان افعال پر کوئی بلا بھی آئی تو کیا پرواہ ہے فلاں بزرگ فلاں فرشتہ فلاں دیوتا کہ جو خدا کے ہاں کارمختار ہے اور اسکی ساتھ قضا و قدر میں شریک ہے ہم انکی مورتیں پوجتے ہیں نذر و نیاز کرتے ہیں وہ ہماری بلا کو دفع کر دینگے اسکے جواب میں فرماتا ہی سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون کہ وہ جنکو تم اسکا شریک بناتے ہو انسے بری ہے یعنی اسکا کوئی شریک نہیں اسکے کام میں کوئی دخل نہیں دے سکتا اور یہہ بھی کہتے تھے کہ اگر ہماری یہہ باتیں ناپسند ہیں تو ہمکو خدا فرشتے کے ذریعہ سے کیوں نہیں مطلع کر دیتا اے محمد تجھہ میں کیا خصوصیت ہے جو تیرے پاس فرشتہ وحی لاتا ہے اسکا جواب بتاتا ہے ینزل الملائکہ الخ کہ یہہ اللہ کے اختیار کی بات ہے جسکو نبوت کے

قابل دیکھنے ہے اسکے پاس فرشتوں کو وحی دیکر بھیجتا ہے کہ لوگوں کو مطلع کردے کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں میری ہی عبادت کرو مجھی
سے ڈرو۔ الملائکۃ جمع کا صیغہ ہے مگر مراد اس سے ایک فرشتہ جبرئیل ہے یہہ ابن عباسؓ کا قول ہے اور واحدی اسکی تائید کرتے ہیں کہ سردار
اور رئیس کو محاورۂ عرب میں بلفظ جمع تعبیر کرتے ہیں قرآن مجید میں اسکے بہت سے نظائر موجود ہیں بالروح روح سے مراد وحی اور
قرآن ہے قرآن مجید میں اور کئی موقعوں میں قرآن و وحی پر یہہ لفظ بولا گیا ہے از انجملہ قولہ تعالیٰ وکذلک اوحینا الیک روحاً من امرنا
وجہ اسکی یہہ ہے کہ روح نورانی چیز کو کہتے ہیں جو حیات کا باعث ہو جسم ایک کثیف اور ظلمانی چیز ہے خدا تعالیٰ نے جب اسمیں روح نہانی
ڈالی تو نور کے آثار اسکے حواس خمسہ میں ظاہر ہوئے مگر اسمیں بھی کسیقدر تیرگی تھی تو عقل کے ساتھہ اسکو منور کیا لیکن عقل بمنزلہ آنکھہ کے
ہے اور آنکھہ جب تک کہ آفتاب یا کوئی اور روشنی نہو ہرگز نہیں دیکھہ سکتی تو اسکی ظلمت آفتاب وحی و الہام کے ساتھہ دور کی ہے
قرآن مجید ایک ایسا نور ہے کہ جس سے حیات ابدی قائم ہوتی ہے اسمیں اس طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ قرآن اور وحی سے مستفید نہیں
وہ نصرف اندھیرے میں گرفتار ہیں بلکہ حیات ابدی سے بھی محروم ہیں جبکہ خدا تعالیٰ نے اگلی آیت میں بذریعہ وحی توحید پر بقولہ
انہ لا الہ الا انا اور تقوی پر بقولہ فاتقون مطلع فرمایا مخاطبہ باعتبار تکمیل قوت نظریہ و عملیہ کے سعادت دارین کے دو رکن تھے اب خلق السموات
والارض بالحق میں اپنی خدائی اور یکتائی پر دلائل قائم کرتا ہے اور دلائل بھی وہ کہ جنمیں اسکا بندوں پر بے حد انعام و لطف پایا جاتا ہے
جنکے سننے سے دانشمند کا دل اپنے مولی منعم حقیقی کی طرف مائل ہوتا ہے اور نیز ان دلائل میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ہم تو تمہارے
حال پر اسقدر مہربان ہیں پھر تم شرارت کیے جاتے ہو اور اسپر اپنی سزا کی جلدی کرتے ہو جو انجام کار مفسدوں کے لیے مقرر ہے
چنانچہ بدر کی لڑائی میں انکی شکست ہوا اور ایک قحط شدید پڑا اور منکر انواع و اقسام کی بلاؤں میں مبتلا ہو کر کیڑے پتنگے کی طرح مرے اور
اخروی سزا جہنم کی طرف روانہ کیے گئے

ان دلائل کے چند قسم ہیں اول قسم آسمانوں اور زمین کا ایک ٹھیک انداز سے پیدا کرنا یہ آثار بلند اسکی یکتائی پر گواہی دے رہا
ہے اور زمین و آسمان کا ہر جزو بآواز بلند یہی کہہ رہا ہے تعالیٰ عما یشرکون۔

دوسری قسم خلق الانسان من نطفۃ فاذا ھو خصیم مبین آسمان اور زمین کے بعد دیگر اجسام سے اشرف انسان ہے انسان
دو چیزوں سے مرکب ہے۔ اول بدن دوم نفس۔ اب اسکی دونو جزوں سے استدلال کرتا ہے اول سے یوں کہ انسان
کے بدن کی بنیاد نطفہ یعنی منی کے چند قطرے ہیں جو عورت کے رحم میں جانیکے بعد خون بنجاتے ہیں پھر گوشت کا لوتھڑا
ہو جاتا ہے پھر اعضا نمودار ہوتے ہیں اور باوجودیکہ ایک مادہ ہے اور ایک جگہ میں ہے پھر اس میں سے کسی کے ہاتھہ پاؤں
ہڈی بنتی ہے کسی کے سر قلب وغیرہ اعضا پھر وہ اعضا بے ڈول نہیں بلکہ ہر ایک مناسب بالوں کی جگہ بال آنکھہ کی جگہہ
آنکھہ اب دیکھو یہہ کسکا کام ہے ماں باپ کو تو یہہ بھی خبر نہیں کہ اندر کیا ہے اور کیا ہو رہا ہے؟ اگر کہو طبیعت مادہ کا
جیسا کہ دہری کہتے ہیں تو پوچھنا چاہیے کہ اول تو افعال طبیعیہ یکساں ہوتے ہیں اسکا مقتضی یہہ تھا کہ انسان کی شکل
گڑھی ہوئی آدمی ایک گول مول گیند سا ہوتا جیسا کہ حکماء آسمان اور زمین کی شکل کی نسبت کہتے ہیں اور ماں لو کہ طبیعت کا

فعل ہے تو پھر پوچھو کہ یہ طبیعت کسنے پیدا کی اس کل کو کسنے چلایا آخر وہی حکیم علیم آخر ہوگا - دوسرے جزو سے استدلال یوں ہے کہ پیدا ہونے کے بعد حضرت انسان مرغی کے بچے کے برابر بھی ہوشیاری نہیں رکھتے وہ تو انڈے سے نکلتے ہی دوست دشمن کو پہچاننے لگتا ہے بلی چیل سے بچا کتا ماں کے پیچھے ہو لیتا ہے برخلاف انسان کے کہ انہیں کچھ بھی خبر نہیں ہوتی پھر وہ کون ہے کہ جسنے ان کو چالاک اور صاحب ادراک کر دیا ہے کہ صاحب ادراک ہوتے ہی آسمانوں و زمین کے قلابے ملانے لگے دنیا میں ہزاروں صنعتیں اور بہت سی کلیں تو اسنے ایجاد کی ہی تھیں بارے اب پیغمبروں سے مقابلہ کرنے لگے قیامت اور خدا کے منکر بنگئے فاذا ہو خصیم مبین میں اسی طرف اشارہ ہے -

والانعام خلقہا الی قولہ ان ربکم لرؤف رحیم یہ تیسری قسم ہے - اس میں انعام کے پیدا کرنے سے اور اسمیں انسان کے لئے فوائد حاصل ہونے سے استدلال کرتا ہے - الانعام بھیڑ بکری اونٹ گائے کو کہتے ہیں اول تو انکی پیدائش میں غور کیجئے کہ ہر ایک کو اسکے مناسب حال بنایا اگر اونٹ کی لمبی گردن نہ ہوتی تو بوجھ اٹھا کر اس سے اٹھا نہ جاتا علی ہذا القیاس پھر جو انسے انسان کو منافع اور فائدے پہنچتے ہیں ان میں فکر کیجئے پہلا ضروری فائدہ تو ان کے بالوں سے وہ کپڑے تیار ہوتے ہیں کہ جن سے سردی دفع ہوتی ہے اونٹ اور بھیڑ بکری کی پشم اسمیں بہت مستعمل ہوتی ہے دفء گرمی کو کہتے ہیں دوم اور بہت سے فائدے ہیں و منافع سوم بعض ان میں سے کھائے جاتے ہیں یہ تو ضروری فائدے ہیں اسکے علاوہ اور بھی ہیں ولکم فیہا جمال الخ کہ جب وہ شام کو جنگلوں سے چر کر گھروں میں آتے ہیں اور انکے مالک ان گلوں اور ریوڑوں کی انتظار میں گاؤں کے کنارہ نکل کر بیٹھتے ہیں تو پھر اسوقت انکو جو کچھ رونق اور زینت ہوتی ہے انہیں کے دل سے پوچھنی چاہئے اسی طرح جب صبح کو چرنے جاتے اور غل و شور مچاتے جاتے ہیں وہ بھی عجب کیفیت دیتا ہے - یہ بھی خدا ہی کا کام ہے کہ ان جانوروں کو تمہارے قابو میں کر دیا ورنہ زور و طاقت میں وہ بھی کچھ کم نہیں - اسکے سوا ان پر بوجھ لاد کر ایسے دور دراز شہروں میں لیجاتے ہو کہ اگر خود اٹھا کر لیجاتے تو حقیقت معلوم ہوتی - یہ سب باتیں اسکی رحمت سے ہیں ان ربکم لرؤف رحیم اسپر بھی عذاب کی جلدی کرتے ہو -

والخیل والبغال والحمیر الخ یہ چوتھی قسم ہے چارپایوں میں سے بالخصوص انکے ساتھ استدلال ہے کہ جو بالخصوص سواری کے کام آتے ہیں اور زینت کا بھی باعث ہوتے ہیں ان چند چیزوں کو شمار کرکے اجمالاً ان سواریوں کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے جو ہنوز ظہور میں نہیں آئی تھیں یا آئندہ آئینگی جیسا کہ ریل گاڑی اور دخانی جہاز یا جنکو عرب جانتے نہ تھے - ویخلق ما لا تعلمون وعلی اللہ قصد السبیل و منہا جائر ولو شاء لہدیکم اجمعین دلائل توحید بیان فرما کر یہ ظاہر کرتا ہے کہ اپنی رحمت خاصہ سے اللہ کا کام ہے کہ وہ سیدھا رستہ بیان فرمادے چنانچہ اسنے انبیا بھیجے اور دلائل بیان فرمائے مگر کچھ رستے ٹیڑھے بھی ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں اگر کوئی کہے اسنے ایسا کیوں ہونے دیا اسکا جواب دیتا ہے کہ اسکی مشیت یوں ہی ہے اگر وہ چاہتا سب کو ہدایت کرتا مگر کئی بعض مفسرین وعلی اللہ الخ کے یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ راہ راست کہ جو انبیا کی معرفت دنیا میں قائم کی گئی اللہ تک پہنچتی ہے یعنی جو شخص انبیا پر چلے وہ اللہ تک یعنی اسکی رضا تک پہنچتا ہے اور بعض ٹیڑھے رستے ہیں - ولو شاء الخ میں قدریہ کا صاف رد ہے -

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ

وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا جس سے تم پیتے ہو اور اسی سے درخت (گھاس) ہوتے ہیں جن میں تم (مویشی) چراتے ہو۔ تمہارے لئے اس سے کھیتی اگاتا ہے اور زیتون اور کھجوریں اور انگور

وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ

اور ہر قسم کے میوے بھی بیشک اس میں ایک نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جو غور کرتے ہیں اور تمہارے لئے رات اور دن کو مسخر کردیا اور آفتاب اور چاند کو بھی اور ستارے اسکے حکم کے

بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝

تابع ہیں بیشک اس میں بڑی نشانیاں ہیں عقلمند قوم کیلئے اور جو زمین پر رنگ برنگ کی چیزیں پیدا کی ہیں وہ بھی تمہارے لئے ہیں بیشک اس میں اس قوم کے لئے نشانیاں ہیں جو سمجھ والے ہیں

ترکیب

منہ شراب جملہ اور نیز منہ شجر دونوں جملے ماء کی صفت ہیں۔ وما ذرأ محل نصب میں ہے خلق یا انبت محذوف سے مختلفاً حال ہے۔

تفسیر

عالم سفلی میں حیوان کے بعد اشرف الاجسام نباتات ہیں پس حیوان کے عجائب حالات سے خدا تعالیٰ کا قادر مختار ہونا ثابت کرکے نباتات کے عجائب حالات سے ثابت کرتا ہے۔ چونکہ نباتات کے پیدا ہونیکا سبب مینہ ہے اسلئے سب سے اول فرماتا ہے کہ ہو الذی الخ مینہ بھی تو آسمان ہی یعنی اوپر سے پانی اتارا یعنی برسایا جسکا پانی تم پیتے ہو کیونکہ تم ہلکے پیتے اور پکاتے ہو۔ جہاں کنوؤں اور نہروں کا پانی نہیں وہاں تو اسی پر زندگی ہے اور کنوؤں نہروں کا پانی بھی برسات نہ ہو تو خشک ہو جاتا ہے۔ دوسرا فائدہ ومنہ شجر الخ یہ کہ اسی سے شجر یعنی گھاس اگاتا ہے جس پر تمہارے چارپایوں کی زندگی ہے شجر گھاس کو کہتے ہیں جو بغیر تنہ ہوتی ہے یعنی بیل اور شجر جو تنہ دار ہوتا ہے۔ اور اگر شجر سے درخت بھی مراد لئے جاویں تو درختوں کے پتے بھی اکثر حیوانات کی روزی ہیں حیوانات کی روزی بیان فرماکر اب پانی سے انسان کی روزی پیدا کرنا ذکر فرماتا ہے اور چونکہ اناج سب سے ضروری چیز ہے جس بغیر گزارا ہی نہیں سب سے اول اسکا ذکر کرتا ہے ینبت لکم بہ الزرع۔ والزیتون اسکا بہت سا فائدہ ہے۔ بہت کار آمد چیز ہے والنخیل والاعناب کھجور اور انگور میووں میں سب سے اعلیٰ چیز ہیں کہ صرف انہیں کو کھاکر انسان مہینوں جی سکتا ہے اسکے بعد ہر قسم کے میووں اور پھلوں کی طرف اشارہ کرتا ہے ومن کل الثمرات۔

ایک خشک دانہ میں پانی کا دھونا اور پھر اسی سے یہ چیزیں پیدا کرنا پھر انکے پتوں اور پھولوں میں یہ گلکاری کرنا ایک دانہ کو زمین میں ڈالکر اس سے یہ باتیں ظہور میں لانا کیا بغیر کسی قادر مختار حکیم و علیم کے ہو سکتا ہے؟ آپ سے آپ یہ چیزیں اس اسلوب سے کہیں ہو سکتی ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں یہ خدائے حکیم کا کام ہے مگر ان فی ذلک لآیۃ لقوم یتفکرون اس نشانی کو غور و فکر کرنیوالے ہی سمجھ سکتے ہیں اگر کوئی کوتاہ فہم ان چیزوں کو انکے اسباب ظاہرہ آفتاب مہتاب ستاروں کی تاثیر و نباتات کی گرمی سردی کی طرف منسوب کرے تو اسکو خیال کرنا چاہئے کہ یہ اسباب کس کے بس میں ہیں کس نے انکو تمہارے کام پر لگا رکھا ہے وسخر لکم اللیل الخ اسی قادر مختار نے کیونکہ آفتاب مہتاب سب اجسام ہیں انہیں یہ تفاوت اگر جسم من حیث الجسم ہونیکی وجہ سے ہے تو یہ ہو نہیں سکتا کیونکہ اس میں سب برابر ہیں پھر آخر اور کسی شے سے جسنے یہ تفاوت کیا ہے اسکو اہل عقل خوب سمجھتے ہیں ان فی ذلک لآیات لقوم یعقلون اچھا اگر انہیں کی تاثیر ہے تو پھر یہ تمام نباتات میں برابر ہونی چاہئے تھی ایک ہی درخت ہے ایک ہی ماہیت ہے ایک ہی پانی دیا جاتا ہے مگر یہ وما ذرأ لکم فی الارض مختلفا الوانہ رنگ برنگ کے پتے ہیں ان فی الخ۔

وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا

اور وہی تو ہے کہ جسنے تمہارے بس میں کر دیا دریا کو تاکہ تم اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے زیور (موتی) نکالو جسکو تم پہنتے ہو اور تجھکو کشتیاں دکھائی دیتی ہیں پانی کو چیرتی چلی جاتی ہوئی اور تاکہ

مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ وَعَلَامَاتٍ

تم اسکے فضل کو تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔ اور زمین پر بوجھ ڈالدیے کہ تمہیں لیکر نہ ہلے اور نہریں اور رستے بنائے تاکہ تم راہ پاؤ اور نشانیاں بنائیں

وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ۝ أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ

اور ستاروں سے وہ رستہ چلتے ہیں۔ پھر کیا بنانیوالا نہ بنانیوالے کے برابر ہو گیا پھر تم کیوں نہیں سمجھتے۔ اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو تو شمار نہ کرسکوگے البتہ اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

ترکیب

وتستخرجوا معطوف ہے تاکلوا پر تلبسونہا جملہ حلیۃ کی صفت۔ وتری کا مفعول ثانی مواخر من المخر بمعنی شق الماء فیہ مواخر سے متعلق جملہ تجری کے بیان حال کے لئے۔ ولتبتغوا عطف ہے لتاکلوا پر۔ ولعلکم ایضا۔ ان تمید لہ مخافۃ ان۔

تفسیر

اول بار ذات الٰہی کا ثبوت اجرام سماویہ سے کیا تھا پھر دوسری مرتبہ میں انسان کے بدن اور اسکے نفس سے تیسری مرتبہ میں عجائب خلقت حیوانات سے چوتھی مرتبہ میں نباتات کے عجائب حالات سے۔ اب پانچویں مرتبہ میں خدا کا موجود و قادر و یکتا ہونا اسکی اس صنعت سے دکھاتا ہے جو عناصر کے ساتھ متعلق ہے سب سے اول پانی کا ذکر کرتا ہے بقولہ وہو الذی سخر البحر بحر سے مراد سمندر ہے جو زمین کے چاروں طرف محیط ہے جسمیں بقدر چہارم حصہ کے زمین کھلی ہوئی ہے جسپر یہ حیوانات نباتات انسان بستے ہیں۔ اب اول تو اس پانی کو دیکھئے کہ کہاں سے آیا اور کسنے اسکو پیدا کیا؟ پھر اسکو غور کیجئے کہ خدا نے ایسا گہرا پانی کہ جہاں آدمی کا پتا بھی نہ لگے انسان کے لئے کس طرح سے مسخر کر دیا اسکے قابو میں کیسا کر دیا کہ اول تو اس سے لحم طری یعنی تازہ گوشت نکالکر کھاتے ہیں وہ کیا مچھلی اور عام اقوام کے لئے کچھوے وغیرہ دیگر چیزیں بھی کہ سمندر سے نکالکر کھاتے ہیں۔ کیا قدرت ہے کہ آدمی جو پانی میں دم بھر میں ڈوب مرتا ہے وہ پانی کے جانوروں کو کس طرح سے پکڑتا ہے اور لطف یہ کہ سمندر کا پانی شور اور وہاں کے جانوروں کا گوشت خصوصاً مچھلی کا شور نہیں دوم تستخرجوا منہ حلیۃ الخ کس طرح انسان کے ساتھ سیکڑوں گز گہرے پانی سے غوطہ لگا کے (لیکن وہ غوطہ یوں نہیں لگتا اسکی اور تدبیر ہوتی ہے جسکے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں) زیور نکالتے ہیں یعنی موتی اور اسکے عمدہ عمدہ سیپ اور مونگا جنکو طرح طرح سے زیور بنا کے پہنتے ہیں پہنتی عورتیں ہیں مگر مردوں کے لئے پہنتی ہیں اسلئے مردوں سے خطاب کیا اور یہ بھی کچھ غیر قومیں خود بھی استعمال کرتی ہیں سوم وتری الفلک الخ کہ بڑی بڑی کشتیاں جو ہوا کے زور سے چلتی ہیں پانی کو چیرتی پھاڑتی کس تیزی کے ساتھ آتی جاتی ہیں ہوا کو بھی انسان کے کیا بس میں کیا ہے عنصر ہوا کا بھی اور نیز آگ کا بھی اس میں مجملاً ذکر آ گیا کیونکہ دخانی جہاز یا آگبوٹ یا اسٹیمر سمندر میں اسطرح ادھر ادھر دوڑتے پھرتے ہیں کہ جس طرح زمین پر لگام کے اشارہ سے گھوڑا ادھر ادھر دوڑتا ہے گویا سمندر کو سطح زمین کر دیا لاکھوں من اسباب دور دراز ملکوں سے

کس سہولت کے ساتھ آتا ہے اور کیسی تجارت ہوتی ہے جو مالداری کا جلد باعث ہوجاتی ہے ولتبتغوا من فضلہ میں یہی مراد ہے کیونکہ فضل رب سے روزی اور فراغ دستی کی طرف اشارہ ہے۔

اب اس سے زیادہ کیا تعجب ہوگی ای نے یہہ تدابیر تمکو تعلیم فرمائیں لعلکم تشکرون تاکہ تم اسکا شکر کرو مگر شکر تو درکنار لوگ اپنی ہی تدبیر اور کاریگری پر نازاں ہوکر خداتعالی ہی کو بھول گئے۔

والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم الخ [المید الحرکۃ والاضطراب یمینا وشمالا ایقال ما دیمید میدا یعنی مید کے معنی ادھر ادھر ہلنے کے ہیں]
اب عنصر خاک یعنی زمین کے حالات سے استدلال کرتا ہے کہ جسپر رہکر یہ بنی آدم غور کرتے ہیں اور بعض محسوس نہونے کی وجہ سے خداتعالی کے منکر ہیں اور بعض اسکے ساتھ اور معبود قرار دیتے ہیں جمہور مفسرین کے نزدیک آیت کے یہہ معنی ہیں کہ جس طرح خالی کشتی ادھر ادھر ہلا کرتی ہے اور جب اسمیں کچھہ بوجھہ پتھر لوہا ڈالدیتے ہیں تو اسکے دباؤ سے نہیں ہلتی یہی حال زمین کا تھا پھر جب خدا نے اسپر پہاڑوں کا بوجھہ ڈالدیا تو ہلنے سے رک گئی ؎ زمین از تپ لرزہ آمد ستوہ ＊ فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ ＊

مگر اس تفسیر کے ظاہری معنی پر چند اعتراض ہوتے ہیں اول یہہ کہ جسطرح پانی اپنی جگہہ پر میل طبعی کی وجہ سے ٹھرا ہوا ہے تو زمین جو اس سے بھی ثقیل ہے بدرجہ اولی اپنی جگہہ پر طبعی ٹھری ہوگی پھر اسکے ہلنے کے کیا معنی کچھہ وہ پانی پر کشتی کی طرح نہیں بلکہ پانی اوپر ہے اسکے اردگرد سمندر لپٹا ہوا ہے دوم اگر باوجود اس جسامت اور ثقل کے زمین کی طبیعت میں سکون نہ تھا تو پہاڑ بھی تو زمین ہی کے جزو بدن ہیں جیسا کہ آدمی کے بدن پر پھوڑے پھنسیاں ابھر آتی ہیں ایسا ہی پہاڑ ہیں تو پھر پہاڑوں کی طبیعت میں سکون کہاں سے آگیا؟ اور یہہ بھی ثابت کرنا پڑیگا کہ پہاڑ بعد میں زمین پر رکھے گئے ہیں۔ اس اعتراض کو مخالفین اسلام نے بڑے شد و مد کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اسکا جواب بھی مفسرین نے خوب دیا ہے مگر کاتب الحروف کے نزدیک بہتر ہے کہ اس آیت پر اور نیز اسی قسم کی دیگر آیات پر کوئی اعتراض ہی نہیں پڑتا یہہ بھی صاف معنی ہیں کہ خدا نے زمین پر رواسی بوجھی ڈالے یعنی انکی طبیعت میں ثقل اور بھاری پن تھا اور پہاڑ چونکہ اسکے اجزا میں سخت اور ثقیل تر اجزا ہیں اسلئے یہہ ثقل انکی طرف منسوب کیا گیا اور انکو زمین کی میخیں قرار دیا ہوا کی طرح زمین کو خفیف نہیں بنایا جو ادنی سی سبب سے حرکت کرنے لگتی ہے اسلئے پہر سکون مشکل ہی بلکہ زمین میں ثقل پیدا کیا جس سے وہ ہلتی نہیں۔ اس تقدیر پر اگر یہہ مسئلہ بھی حکماء حال کا مان لیا جاوے کہ زمین حرکت کرتی ہے تب بھی کچھہ اشکال وارد نہیں ہوتا کیونکہ اسکی یہہ حرکت اپنی یا وضعی جو کچھہ ہو وہ نہیں کہ جس سے اسکے رہنے والے ٹہر نہ سکیں اور چلنا پھرنا دشوار ہوجاوے جیسا کہ اسکی کرویت بساط ہونے کے منافی نہیں۔ یہہ کیا احسان باری ہے۔

وانہارا وسبلا وعلامات یہہ تین باتیں اور بیان فرماتا ہے جو اسکی قدرت کاملہ کی دلیل اور بندوں کے حق میں احسان عظیم ہے یعنی زمین پر نہریں جاری کیں جو آبادی کا باعث ہے اور رستے بھی پہاڑوں اور دریاؤں میں پہنچنے کے اور پہاڑوں اور ٹیلوں کی علامتیں کردیں اگر سب زمین یکساں ہوتی تو شناخت مشکل پڑجاتی وبالنجم ہم یہتدون یعنی نہ صرف زمین ہی کی چیزیں انکے لئے رستوں کی علامات ہیں بلکہ رات کو خشکی و تری بیابانوں میں ستاروں کی سیدھ میں قافلے چلتے ہیں افمن یخلق الخ پھر جسنے یہہ چیزیں بنائیں کیا وہ تمہارے بتوں کے برابر ہوگیا جو کچھہ بھی نہیں بنا سکتے اسکے بعد یہہ فرماتا ہے کہ یہہ نعمتیں اور بیشمار نعمتیں ہیں جنکو تم شمار نہیں کرسکتے ہم بڑے غفور رحیم ہیں درگزر کرتے ہیں۔

وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ

اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو - یہ جنکو خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے وہ تو خود بنائے جاتے ہیں مرے ہیں بے جان

وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ۝ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُھُمْ مُّنْکِرَةٌ وَّھُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ

اور انہیں کچھ معلوم نہیں کہ کب لوگ زندہ کئے جاوینگے - تمہارا معبود اکیلا ہے - پھر وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انکے دل نہیں مانتے اور وہ سرکش ہیں ضرور

اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ ۝ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّکُمْ قَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ

اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اسکو غرور کرنیوالے نہیں بھاتے اور جب انکو پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا تو کہتے ہیں کہ اگلے لوگوں کے قصے

لِیَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَھُمْ کَامِلَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ یُضِلُّوْنَھُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ ۝

اسلئے کہ قیامت کے دن پورا بوجھا اپنا اٹھا دیں اور انکا بھی کہ جنکو نا سمجھی سے گمراہ کر رہے ہیں دیکھو کیا برا بوجھا ہے کہ جسے وہ اٹھا رہے ہیں

ترکیب

لا یخلقون خبر ہے والذین کی اموات خبر ثانی غیر احیاء تاکید ہے - ایان منصوب ہے یبعثون سے فالذین مبتدا قلوبہم جملہ خبر ان اللہ الخ جملہ لا جرم بمعنی حق فعل ثبت کا فاعل - ما استفہامیہ وذا موصولہ والعائد محذوف اساطیر الاولین خبر ہے مبتدا محذوف کی لیحملوا ای قالوا ذالک لیحملوا لام لعاقبۃ - ومن اخفش کے نزدیک زائد ہے -

تفسیر

واللہ یعلم الخ اس میں ایک اور فرق الہ حق اور فرضی معبودوں میں بتلاتا ہے کہ اللہ کو ہر ایک ظاہر و باطن بات معلوم ہے تمہارے معبودوں کو نہیں والذین یدعون من دون اللہ الخ جمہور مفسرین کے نزدیک ان سے مراد انکی مورتیں ہیں کہ جنکو وہ قادر زندہ اور دانا جانکر پرستش کرتے تھے جلالین میں ہے وہم الاصنام تفسیر کبیر میں اس جملہ کی شرح یوں کی ہے فاعلم انہ تعالی وصف ہذہ الاصنام بصفات کثیرۃ الخ پھر انکے بتوں کی قدرت کو یوں باطل کرتا ہے لا یخلقون شیئا وہم یخلقون کہ وہ کوئی چیز بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کئے جاتے ہیں سنگتراش انکو گھڑ گھڑ کر بناتے ہیں - زندگی کا بطلان یوں کرتا ہے اموات غیر احیاء کہ بے جان ہیں جس میں حرکت بھی نہیں انکی علم و دانائی کو یوں باطل کرتا ہے وما یشعرون کہ انہیں جو ضروری بات ہے وہ بھی معلوم نہیں کہ انسان مر کر کب زندہ ہونگے پھر جب یہ تینوں باتیں نہیں تو انکی خدائی کیسی اور انکی عبادت لغو اور بے فائدہ ہے اسلئے فرمایا الہکم الہ واحد کہ خدا صرف ایک خدا ہے - مخالفین ان دلائل توحید سے بند ہو جاتے تھے اور دلمیں بھی سمجھتے تھی مگر قوم کی رسم و عادت سے انکی پرستش نہیں چھوڑتے تھی دلمیں قوت جیتی نہیں ساتی تھی اور نہ انکا تکبر پیغمبر علیہ السلام کی پیروی کی اجازت دیتا تھا اس بات کو فالذین سے لیکر لا یحب المتکبرین تک بیان فرماتا ہے -

واذا قیل لہم اب انکی ضد اور تکبر اور عناد کی ایک اور بات بیان فرماتا ہے کہ جب انسے کوئی قرآن کی نسبت سوال کرتا ہے کہ وہ کیسا ہے تو انکے الہامی مطالب سے قطع نظر کرکے طعن کی راہ سے اسکے پند آمیز قصوں کو اگلے لوگوں کی کہانیاں کہہ دیتے تھے جاہلوں کو گمراہ کرنے کے لئے -

لیحملوا الخ ولا تزر وازرۃ وزر اخری کے مخالف نہیں ہے کیونکہ یہاں یہ مراد نہیں کہ دوسروں کا گناہ اٹھا کر انکو بری کر دینگے بلکہ یہ کہ ایک تو اپنا ذاتی گناہ اٹھاوینگے دوم جنکو گمراہ کیا ہے انکی گمراہی کا گناہ بھی انہیں کے سر پر رہیگا اور ولا تزر الخ میں یہ مراد کہ ایک دوسرے کو بری نہ کریگا -

قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُم مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِن فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ

ان سے پہلے لوگوں نے مکر کیا تھا پس اللہ نے انکی عمارت کو جڑوں سے اکھیڑ دیا پھر ان پر چھت آپڑی اوپر سے اور ان پر عذاب آپہنچا جہاں سے

لَا يَشْعُرُونَ ۝ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تُشَاقُّونَ فِيهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ إِنَّ

خبر بھی نہ تھی پھر قیامت میں بھی انکو رسوا کریگا اور پوچھیگا کہاں ہیں میرے وہ شریک کہ جنمیں تم جھگڑا کیا کرتے تھے علم والے (انبیاء) کہیں گے کہ

الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ ۖ فَأَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِن سُوءٍ ۚ بَلَىٰ

آج کے دن رسوائی اور برائی منکروں کیلئے ہے وہ جنکی جان نکالتے ہیں فرشتے اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ستم کر رہے ہیں پھر تو سر جھکاوینگے کہ ہم تو کچھ بھی برائی نکیا کرتے تھے

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ فَادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝

(ہاں ہاں) بیشک اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کیا کرتے تھے پس دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو کہ وہاں ہمیشہ رہو۔ سو کیا برا ٹھکانا ہے تکبر کرنے والوں کا

ترکیب

فاتی اللہ لے قصد۔ من فوقہم متعلق ہے خرّ سے ویجوز ان یکون من لابتداء الغایۃ وان یکون حالا ای کائنا من فوقہم۔ یوم القیامۃ ظرف ہے یخزیہم کا الیوم کا عامل الخزی الذین جملہ الکافرین کی صفت ہے ظالمی حال ہے ہم ضمیر تتوفہم سے السلم بمعنی القول جیسا کہ دوسری آیت میں ہے فالقوا الیہم القول ما کنا تفسیر السلم کی۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ وہ کافر قرآن کو مکروفریب قصے کہانیاں بتلاتے ہیں بہکانے کے لئے اب فرماتا ہے کہ کچھ نہیں پر منحصر نہیں اگلے پہلوں نے بھی دین حق کی مقابلہ میں بہت کچھ مکروفریب کئے تھے کہ جنکو خدا نے برباد کر دیا۔ فاتی اللہ الخ بعض مفسرین کہتے ہیں آیت سے ظاہری معنی مراد ہیں کہ ازراہ مکر کے قدیم زمانہ میں کفار نے مقامات بلند بنائے تھے خدا نے انکو جڑ سے گرا دیا چھت انکے اوپر آپڑی اور ہلاک ہوگئے جیسا کہ طوفان نوح کے بعد بابل شہر میں ایک نہایت بلند برج بنایا تھا بعض کہتے ہیں یہ ایک محاورہ کی بات ہے کہ انکے منصوبوں کو ڈھا دیا جیسا کہ کسی منصوبے کے پورا نہ ہونے کے موقع پر کہتے ہیں کہ چنا چنایا گھر گر پڑا۔

ثم یوم القیامۃ یہ فرماتا ہے کہ کچھ دنیا ہی کی سزا پر بس نہیں بلکہ قیامت کے دن بھی اللہ انکو رسوا کریگا کہ ان سے پوچھیگا وہ میرے شریک جو تم نے اپنے نزدیک قرار دے رکھے تھے کہاں ہیں؟ اور طعن و توبیخ کے طور پر اہل علم (مؤمنین۔ یا انبیاء۔ یا ملائکہ) انہیں کہینگے کہ آج کفار کی رسوائی اور برائی ہے۔

الذین تتوفہم الملائکہ یہاں سے ان کافروں کا حال بیان فرماتا ہے کہ جب فرشتے انکی روح قبض کرینگے تو وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہونگے نفس پر ظلم کرنا گناہ شرک کفر کرنا ہے جس سے اسکا نفس یعنی جان بلا میں گرفتار ہوتی ہے یہ مطلب کہ وہ موت کے وقت بھی نیکی پر نہ ہونگے بلکہ ہی کفر و شرک کی حالت میں فالقوا السلم اب بتاتا ہے انکی موت کی کیفیت کو کرتا ہے کہ وہ اپنی سرکشی و گستاخی چھوڑ کر محکوم ہوجاوینگے اور ڈر کے مارے فرشتوں سے کہینگے کہ ہم کچھ برائی نہیں کرتے تھے یا وہ اپنی برائی کو برائی نہیں سمجھتے تھے فرشتے بکرو میں کہینگے کہ خدا کو تمہارے اعمال معلوم ہیں پس روح قبض کرکے جہنم میں داخل کرنیکا حکم ہوجاویگا جہاں ہمیشہ رہنا پڑتا ہے۔ یہ باتیں جو فرشتے بوقت مرگ کرتے ہیں پاس کے لوگوں کو نہیں معلوم ہوتیں۔

ملائکہ کہیں سے وہ سچ مفسر جو فرشتوں کا انکار کرتا ہے اور انکو کبھی انسانی قوتیں اور کبھی صفات باری اور کبھی نباتات کی قوتیں بتلاتا ہے ۱۲ منہ

وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ ۚ قَالُوا خَيْرًا ۗ لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ

اور پرہیزگاروں سے جو کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا؟ تو کہتے ہیں اچھی چیز جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کمائی ہے انکے لئے بہتری ہے اور آخرت کا گھر بہت خوب ہے اور پرہیزگاروں کا

دَارُ الْمُتَّقِينَ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ۝

کیا خوب ہی گھر ہے رہنے کے باغ جنمیں کہ داخل ہونگے نہریں انکے نیچے بہتی ہونگی وہاں انکے لئے جو چاہینگے موجود ہے اسیطرح اللہ بدلا دیتا ہے پرہیزگاروں کو

الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ ۙ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن

وہ جنکی فرشتے جان نکالتے ہیں پاک صاف (اور) کہینگے سلام علیکم جنت میں چلو اپنے ان عملوں کی وجہ سے کہ جنہیں تم کیا کرتے تھے ۔ کافر کیا یہی دیکھتے ہیں کہ انکے

تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝

پاس فرشتے آویں یا تیرے رب کا عذاب آوے ۔ انسے پہلوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے

فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝

پس انکے عمل کی شامت ان پر آپڑی اور ان پر ہی آپڑا وہ بلا جس سے وہ ٹھٹھا کرتے تھے

ع ۱۰

ترکیب

ماذا محل نصب میں ہے انزل سے جیسا کہ ماذا کے جواب قالوا خیرا سے انزل خیرا سے معلوم ہوتا ہے ۔ جنت عدن مخصوص بالمدح ہے اور یدخلونہا اس سے حال ۔ اور ممکن ہے کہ جملہ مستانفہ ہو کہ یدخلونہا اسکی خبر ہو یا محذوف ہو ۔

تفسیر

کافروں کے مقابلہ میں مومنین کا ذکر کرتا ہے وقیل للذین الخ کہ انسے جو قرآن کا حال پوچھا گیا تو انہوں نے اسکو بہتر اور عمدہ بتلایا ۔ مکہ کے مشرکین ایام حج میں بدمعاش لوگوں کو مکہ کے رستوں پر بٹھلا دیتے تھے اور عرب کے قبیلوں میں آنحضرت صلعم کے دین اور قرآن کا ایک چرچا پھیلا ہوا تھا وہ اپنے ایلچی ان ایام میں اس امر کے دریافت کیلئے بھیجتے تھے یہ رستوں پر بیٹھنے والے انسے کہدیتے تھے کہ قرآن بہت بری چیز ہے پھر بعض انہیں کے کہنے کے موافق جا کر اپنی قوم میں آ کر یاد کرتے تھے ۔ اور نیک طینت مکہ میں حضرت کے صحابہ سے ملکر اصل حال سے واقف ہوتے تھے اور اپنی قوم میں جا کر بھلائی کرتے تھے یا کرتے تھے ان آیتوں میں اس واقعہ کیطرف اشارہ ہے ۔ للذین احسنوا الخ یہاں سے نیکی کا نیک بدلا ملنا بیان فرماتا ہے ۔ فی ہذہ الدنیا کو بعض مفسرین احسنوا سے متعلق کرتے ہیں تب یہ معنی ہونگے کہ جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کمائی ہے انکو دار آخرت میں نیک بدلا ہے ۔ اور اکثر حسنۃ سے متعلق کرتے ہیں اور یہی قوی ہے یعنی نیکوں کو اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا اجر تو بہت ہی کچھ ہے ۔ دنیا میں بھلائی ملنا عام ہے نیکنامی ہو یا فراغ دستی خوشحالی ہو یا مخالفوں پر فتحیابی ہو ۔ یا روح کا نور و سرور ہو پھر دار آخرت کے اجر کا بیان فرماتا ہے کہ جنت ہے اور اسمیں یہ کچھ نعمتیں ہیں ۔ الذین سے نیکوں کی صفت بیان فرماتا ہے کہ فرشتے جنکی جان قبض کرنے آتے ہیں تو اسوقت وہ طیب ہوتے ہیں (یہ بھی بڑا وسیع المعنی لفظ ہے شامل ہے گناہ کی میل کچیل سے پاک و صاف ہونے کو اور زنگ علائق دنیا دل سے دور ہونے کو اور اصلی گھر میں جانیکی خوشی کو اور شوق دیدار الٰہی کو) فرشتے انسے سلام علیکم کہتے ہیں اور جنت کا مژدہ دیتے ہیں ۔ ہل ینظرون سے یہ بات بتلاتا ہے کہ منکر بجز موت کے فرشتوں کے دیکھنے کے یا عذاب الٰہی دیکھنے کے نہیں مانینگے برخلاف ایمانداروں کے کہ وہ پہلے سے ایمان رکھتے ہیں سو یہ کچھ نئی بات نہیں پہلے بھی ایسا ہی کرتے تھے جو بلا میں پڑے تھے ۔

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ

اور مشرکوں نے کہا کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو نہ ہم اسکے سوا کسیکی عبادت کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ بغیر اسکے ہم کوئی چیز حرام قرار دیتے انسے

فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۖ

پہلوں نے بھی یہی کیا تھا ۔ پھر رسولوں پر اور کیا ہے بجز اسکے کھول کر پہنچا دیویں ۔ اور ہمنے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور بت پرستی سے دور رہو

فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ ۚ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝

پھر انمیں سے کسیکو خدا نے ہدایت دی اور کسی پر گمراہی ثابت ہو گئی　　پھر ملک میں پھر کر دیکھو　　کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا

تفسیر

نبی علیہ السلام جب کفار کو انکی بُری باتوں سے منع کرتے تھے اور عذاب الٰہی سے ڈراتے تھے تو وہ یہہ جواب دیا کرتے تھے کہ ہمارا یہہ شرک کرنا بُت پوجنا اور اسی طرح بتوں کے نام کی چیزوں کو تعظیماً حرام سمجھنا جیسا کہ بحیرہ اور سائبہ کچھہ آج ہی نہیں بلکہ باپ دادا کے زمانہ دراز سے چلا آتا ہے اگر یہہ امر خدا کو منظور نہ ہوتا تو ہمیں خود نہ کرنے دیتا بندہ اُسکے بس میں ہے اب اسکو تیری معرفت منع کرنے کی کیا ضرورت ؟ کذالک فعل الذین چونکہ یہہ جبر و قدر کا نازک مسئلہ اس قابل نہ تھا جسکو وہ سمجھتے کہ فی الجملہ بندے کو بھی اختیار دیا گیا ہے اور نیز انکی یہہ حجّت معاندانہ تھی جس سے انکار نبوت مقصود تھا اسلئے فرمایا کہ انسے پہلے جُہلا بھی یوں ہی حجّت کرتے آئے ہیں انبیار کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے انکا کام صرف سمجھا دینے کا ہے اور ہر قوم میں رسول آکر بُت پرستی سے منع کرتے آئے ہیں اور توحید کا حکم دیتے آئے ہیں جس طرح آج تم میں سے جو ازلی نیک ہیں رسول کے مطیع اور بدبخت ازلی رسول کے نافرمان ہیں وہ بھی تھے پھر تمنے یہہ کہاں سے ثابت کر لیا کہ خدا ہمارے اس کام سے خوش ہے اگر ہمیشہ سے اللہ کی عادت یوں جاری نہ ہوتی کہ وہ انبیاء بھیجکر بُری باتوں سے منع نہ کرتا تو اسکا سکوت رضامندی پر محمول کرتے ۔ حاصل یہہ کہ ہمیشہ سے ہرجگہ رسول بُری باتوں سے منع کرتے آئے ہیں انکا کام حکم پہنچا دینا تھا پہنچا دیا لیکن گمراہوں نے نہ مانا سو تم بھی انکی پیروی کرتے ہو خدا تمہارے اس کام سے خوش نہیں اب تم زمین پر پھر کر دیکھہ لو کہ رسولوں کے جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا ؟ کسی پر کچھہ مصیبت آئی کسی پر کچھہ گاؤں اور شہر اُجڑے پڑے ہیں انکے آثار اور بقیّہ علامات انکے حال زار پر اتبک حسرت بہا رہے ہیں ۔

اسمیں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ کچھہ پہلوں ہی پر وبال الٰہی کا آنا منحصر نہیں کہ اللہ تعالیٰ غصہ کا دھیما اور بہت فروگذاشت کرنیوالا ہے جھٹ پٹ اِنکا کچھہ دنیا میں ایک ایسے کام پر سزا نہیں دیتا مگر جب کسی قوم کی شرارت حد کو پہنچ جاتی ہے تو انتقام الٰہی کا وقت بھی آجاتا ہے اور مختلف طور پر دنیا میں عذاب اُترتا ہے کسیکو دشمن کی تیغ بیدریغ کا لقمہ کرتا ہے کسیکو افلاس و نفاق کی بلا سے ہلاک کرتا ہے کسی قوم کو ہیضہ سے کسیکو زلزلہ سے کسی کو پہاڑوں کے آتش فشاں مادے سے کسیکو قحط شدید سے ہلاک کرتا ہے ۔ العیاذ باللہ ۔

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ

اگر تو انکی ہدایت پر للچائے تو اللہ تو جسکو گمراہ کرتا ہے ہدایت نہیں دیتا اور نہ انکی کوئی مدد کر سکتا ہے اور اللہ کی سخت قسم کھاچکے کہ اللہ زندہ نہ کریگا اسکو جو مرجاتا ہے

بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ○

ہاں اسکا پکا وعدہ ہے لیکن اکثر آدمی جانتے نہیں زندہ کریگا تاکہ معلوم کرا دے انکو جو اس میں اختلاف کرتے ہیں اور تاکہ کافروں کو معلوم ہو جاوے کہ ہم جھوٹے تھے

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○

ہم جس چیز کا ارادہ کرتے ہیں اسکے لئے ہماری یہی بات ہو کہ اسکو کہتے ہیں ہو جا سو وہ ہو جاتی ہے

ع ۹ نصف ۱۱

ترکیب

ان تحرص شرط - لا تقدر جواب محذوف فان اللہ اسکی جگہ قائم ہے - من یضل مفعول ہے لا یہدی کا - لیبین جملہ مقدرہ سے متعلق - قولنا مبتدا الشیئ موصوف اردناہ صفت قولنا سے متعلق ان نقول خبر ہے -

تفسیر

پچھلی آیتوں میں ظالموں اور نبی کے منکروں کا انجام کا بیان فرما کر آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ آپکی ہدایت و تلقین میں کوئی قصور نہیں جسطرح پہلے زمانہ میں ازلی گمراہ ہدایت پر نہ آئے یہانتک کہ ہلاک ہو گئے تیری قوم کے ازلی گمراہوں کا بھی یہی حال ہے جو سب انبیاء کے ساتھ ہوتا آیا ہے اب آپ تبلیغ کر چکے انکی ہدایت پر حرص کریں فائدہ مند نہو گا کیونکہ یہہ ازلی گمراہ ہیں انکو کون ہدایت دے سکتا ہے -

واقسموا باللہ جہد ایمانہم یہہ انکی ضلالت ازلی کی ایک بڑی بھاری بات تھی کہ جسکا ذکر کرنا یہاں مناسب تھا وہ یہہ کہ انکو قیامت کا سخت انکار تھا وہ قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ مر کر کوئی زندہ نہ ہوگا اس خیال کو انکی اس کوتاہ فہمی نے اور بھی قوی کر رکھا تھا کہ جب آدمی مر گیا اور اسکے اجزاء بدن ریزے ریزے ہو کر خاک میں اسطرح مل گئے کہ جنکا بہم کرنا انکے خیال میں محال در محال تھا تو پھر انکا جمع کرنا اور روح ڈالنا ناممکن ہے اور جب انسان کو یہہ خیال پیدا ہو جاوے کہ مر کر نیست ہو جاتا ہے تو پھر نیکی اور بدی کی انکو کچھ بھی پروا نہیں رہتی دنیا ہی کی کامیابی اور ناکامی کو یہہ نجات اور عذاب سمجھنے لگتا ہے جیسا کہ آج کل ہم دیکھتے ہیں -

بلی وعدا علیہ حقا سے انکے اس خیال باطل کو ایک دلیل نقلی اور ایک عقلی سے رد کرتا ہے اور نقلی دلیل چونکہ جلدی ساکت کر دیتی ہے اسلئے اسکو بلی وعدا سے لیکر انہم کانوا کاذبین تک تمام کیا عرب کے منکرین انبیاء سابقین کے حقیقی یا ادعائے پیروؤں سے یہہ سنتے آتے تھے کہ خدا نے پہلی کتابوں میں پہلے انبیاء کی معرفت مرنیکے بعد زندہ کرنیکا وعدہ کر لیا ہے تاکہ وہاں انسان کے نیک و بد کام کی کامل سزا و جزا ملے لیبین و لیعلم میں اسطرف اشارہ ہے پس خدا اپنے وعدہ کو ضرور پورا کریگا خدا کا وعدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا -

انما قولنا الخ یہہ دلیل عقلی ہے کہ ہر عاقل یہہ بات جانتا ہے کہ اس عالم گونا گوں کو قادر مختار نے بنایا ہے اور نیز وہ کسی بات میں عاجز نہیں جب کبھی چیز کا پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسکو کن کہتا ہے یعنی ہو سو اسیوقت وہ چیز ہو جاتی ہے اسکے اسباب بھی مہیا ہو جاتے ہیں پھر انسان کا بار دگر زندہ اور موجود کرنا اسکے نزدیک کیا محال ہے؟ وہ قادر مطلق ہے جسنے انسان کو قطرۂ منی سے بنایا ہے -

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ الَّذِينَ

اور جنہوں نے اللہ کے لئے گھر چھوڑے بعد ظلم اٹھانے کے البتہ ہم دنیا میں بھی اچھی جگہہ دینگے اور آخرت کا بدلا تو بہت بڑا ہے کاش انہیں معلوم ہوتا انکو جنہوں نے

صَبَرُوا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ ۚ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

صبر کیا اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تجھ سے پہلے بھی تو ہم نے آدمی ہی بھیجے تھے کہ جنکی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے پس تم یاد رکھنے والوں سے پوچھ دیکھو اگر تم نہیں جانتے

بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ ۗ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝

نشانیاں اور صحیفے دیکر بھیجے تھے اور تیرے پاس نصیحت نامہ (قرآن) بھیجا کہ لوگوں کو بتادے جو انکی طرف نازل کیا گیا اور تاکہ وہ فکر کریں

ترکیب

والذین الخ مبتدا لنبوئنہم خبر حسنۃ لنبوئنہم کا مفعول ثانی کیونکہ لنبوئنہم بمعنی لنعطینہم ہے۔ اور ممکن ہے کہ بمعنی لننزلنہم ہو فالتقدیر لننزلنہم فی الدنیا دارا حسنۃ۔ الذین صبروا موضع رفع میں ہے علی اضمار ہم۔ بالبینات متعلق ہے ارسلنا محذوف سے۔

تفسیر

پہلی آیتوں میں تھا کہ کفار قسم کھا کر قیامت کا انکار کرتے ہیں پھر جب دار جزا سے انکو اسقدر انکار تھا تو ایسی حالت میں کہ مکہ میں انہیں کا غلبہ اور زور تھا دیندار مسلمانوں پر کیا کچھ ظلم و ستم نکرتے ہونگے چنانچہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ یہہ آیت چھہ صحابہ کے بارہ میں نازل ہوئی جو قریش کے غلام تھے اور اسلام لانے کی وجہ سے انپر بڑا ظلم و ستم ہوتا تھا منجملہ انکے صہیب و بلال و عمار ہیں رضؓ اسلئے والذین ہاجروا سے لیکر وعلی ربہم یتوکلون تک ایمانداروں کو صبر و برداشت اور توکل کی ترغیب دلاتا ہے اور دنیا اور آخرت میں انکے اجر کا وعدہ فرماتا ہے۔

والذین ہاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا یعنی اول مرتبہ کفار کی ایذائیں سہنا انکی مار پیٹ سب وشتم پر برداشت کرنا دوسری مرتبہ میں لاچار ہو کر اللہ کے لئے وطن چھوڑ دینا جبکہ وہاں رہنا مشکل ہو جاوے جیسا کہ ابتداء اسلام میں ہوتا تھا انکے لئے دو وعدے کرتا ہے۔ اول لنبوئنہم الخ یہہ کہ ہم دنیا میں بھی حیران سرگردان نہیں رہنے دینگے بلکہ انکو اچھی طور سے جگہہ دینگے جیسا کہ صحابہ کو مدینہ میں جگہہ عطا دی (حسن شعبی۔ قتادہ) دوم ولاجر الاخرۃ اکبر یعنی دار آخرت میں انکے لئے بڑا اجر ہے وہ کیا سرور جاودانی اور حیات ابدی کی بادشاہت دونوں مصیبتوں کے مقابلہ میں دو انعام کا وعدہ ہوا۔ پھر ان دونوں وصفوں کی عام طور پر تشریح فرماتا ہے الذین صبروا یعنی صبر کرنا جو انسان کو مخالفوں کی ایذائیں اٹھانے اور حق پر ثابت قدم رہنے کا باعث ہے وعلی ربہم یتوکلون یعنی خدا پر توکل کرنا جو اپنے رب سے بہتری کی امید پر ہجرت کرنے کی ترغیب دلاتا ہے۔ صبر تو ظلموا سے متعلق ہے اور توکل ہاجروا سے اس میں یہہ بھی اشارہ ہے کہ یہہ کفار کے ستم اٹھا کر ہجرت کرنے ہی پر یہہ وعدہ الٰہی منحصر نہیں بلکہ صبر و توکل پر جہاں کہیں ہو اور کسی بات میں ہو خواہ گناہوں کے ترک کرنے پر اور نفس ظالم کے صدمات اٹھا کر اسکو اسکی بری خواہشوں سے روکنے پر یا دین الٰہی میں کوئی محنت و مشقت کا کام اختیار کرنے پر اسلام کی ترویج و اشاعت پر خواہ کفر و بت پرستی چھوڑ کر خدا کی طرف آنے میں۔ گویا یہہ آیت جسطرح انکی راہ میں صبر و توکل کرنیوالوں کے لئے

انعام الٰہی کا پروانہ ہے اسی طرح اس بات کے لئے بھی اعلان ہے کہ خدا تعالیٰ سے رابطہ کرنا کوئی ہنسی کھیل نہیں ہے اس رستہ میں بڑے تحکم ہو کر مصائب پر صبر کرنا چاہیئے وما ارسلنا من قبلک الخ ان آیتوں میں پھر اسی بات کی طرف رجوع ہے کہ جسکی وجہ سے مشرکین عرب مسلمانوں اور نبی علیہ السلام کو تکلیفیں دیتے تھے جنپر صبر اور برداشت اور توکل کا انکو پچھلی آیت میں حکم دیا گیا تھا اور وہ بات یہہ تھی کہ عرب کے لوگ حضرت صلعم کا وعظ سنکر کہ جسمیں حرام اور ناپاک اور مکروہ افعال کی مذمت اور بت پرستی کی قباحت اور مکارم اخلاق کی تاکید تھی یہہ کہتے تھے کہ اگر خدا کو ہمیں سمجھانا ہی مقصود تھا تو ہمارے پاس آسمان سے فرشتہ کیوں نہیں بھیجا ؟ چنانچہ یہہ شبہ انکا مع الجواب قرآن مجید میں اور مقامات پربھی ذکر ہوا ہے۔ اب اس شبہ کا اس آیت میں یوں جواب دیتا ہے کہ چند در چند اسرار و مصالح کی وجہ سے ہمیشہ انسان ہی رسول ہوتے آئے ہیں اور وہی خدا کے صحیفے اور معجزات لائے ہیں اگر تمہیں یہہ بات معلوم نہو تو اہل علم سے پوچھ دیکھو۔ اور اسی لئے بھیجا اے محمد تجھپر بھی ذکر یعنی قرآن نازل کیا تاکہ لوگوں کو مطلع کرے اور وہ خود بھی فکر و غور کریں۔

فوائد

(۱) فسئلوا اہل الذکر میں علماء کے کئی قول ہیں ابن عباسؓ کہتے ہیں اہل تورات یعنی یہود مراد ہیں۔ زجاج کہتے ہیں عموماً اہل کتاب مراد ہیں کیونکہ وہ سب جانتے ہیں کہ پہلے انبیاء بھی انسان تھے۔ اور عرب کے مشرک اہل کتاب کو اہل الذکر یعنی اہل علم سمجھتے تھے اسلئے انسے دریافت کرنے کا مشرکین کو حکم دیا بعض کہتے ہیں عموماً اہل علم مراد ہیں۔

(۲) اس آیت سے یہہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ اسوقت تورات یا انجیل اہل کتاب کے پاس بلا تحریف موجود تھی جیسا کہ ظاہر ہے۔

(۳) بالبینات والزبر ارسلنا کے ساتھ متعلق ہے جیسا کہ آیت کا سیاق اور سباق چاہتا ہے نہ کہ فاسئلوا سے۔

(۴) اس آیت سے یہہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اگر کسی کو کوئی بات خصوصاً شرعی مسئلہ از خود معلوم نہو تو جو اسکو جانتا ہو اس سے دریافت کرلینا چاہیئے۔ یہہ بات بھی مان لینی چاہیئے کہ دریافت کرنے میں کسی کی خصوصیت نہیں کہ کس سے دریافت کرے کوئی اہل علم ہو خواہ روایات احادیث و اقوال علماء سلف صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے ماہر ہو اور ان سے جواب دے خواہ قرآن و احادیث سے استنباط کرکے اصول فقہ میں علماء نے اس بات کو طے کردیا کہ اول قرآن سے پھر احادیث سے پھر اجماع سے حجت پکڑی جاتی ہے اور جب کوئی مسئلہ صاف طور پر نہ قرآن میں ملے نہ احادیث میں نہ اجماع سے ثابت ہو تو پھر وہاں استنباط کی ضرورت ہے اور استنباط خود پیغمبر علیہ السلام نے بھی کیا ہے اور صحابہؓ نے بھی تو دین میں استنباط بھی ایک مستند چیز مانی گئی اور ضرور ماننی چاہیئے کیونکہ بغیر اسکے قرآن مجید تفصیلاً لکل شئی نہیں ہوسکتا ہاں یہہ بات ضرور ہے کہ استنباط کرنا ہر ایک کا کام نہیں اور اسکے شروط بھی ہیں اور استنباط کو فقہاء قیاس بھی کہتے ہیں پس جو استنباط نہ کرسکتا ہو اسکو اس مسئلہ میں جو اسکو کتاب و سنت و اجماع میں نہ ملے تو مستنبط یعنی مجتہد سے پوچھکر اسپر عمل کرنا چاہیئے اور اسی کو تقلید شرعی کہتے ہیں جسکی ضرورت سمجھی گئی۔ واللہ اعلم بالصواب و عندہٗ اُمّ الکتاب۔

أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ أَن يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝ أَوْ يَأْخُذَهُمْ

پھر کیا برے فریب کرنیوالے اس سے نڈر ہوگئے کہ اللہ انکو زمین میں دھسا دے یا انکے پاس عذاب آوے اور انہیں خبر بھی نہو یا انہیں چلتے پھرتے

فِي تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُم بِمُعْجِزِينَ ۝ أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ

پکڑ لے پھر وہ کچھ نہ کر سکیں یا انکو خوفناک حالتیں آ پکڑے پھر تمہارا رب نہایت مہربان رحم کرنیوالا ہے کیا خدا کی پیدا کی ہوئی چیز انکو نہیں دیکھتے ہو کہ

يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِّلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ۝ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِن دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ

انکے سائے ڈھلتے ہیں دائیں اور بائیں طرف کہ خدا کو سجدہ کرتے ہیں بڑی عاجزی سے اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کے رہنے والے چارپائے اور فرشتے

وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۩ ۝

انکساری کے ساتھ ڈرتے ہیں اپنے بالادست رب سے اور کر رہے ہیں جو انکو حکم دیا جاتا ہے

ترکیب

السیئات صفت ہے المکرات مفعول محذوف کی ای مکروا المکرات السیئات ان یخسف الخ جملہ مفعول امن او یاتیہم معطوف ہے یخسف پر اسی طرح یاخذ اور یاخذ ثانی علی تخوف موضع حال میں ہے فاعل یا مفعول سے جو یاخذہم میں ہے۔ یتفیؤ میں ظلال جمع ظل۔ یا تو واحد کو موضع جمع میں استعمال کیا ہے یا ہر روز کے سایہ کے لحاظ سے یا وقتاً فوقتاً پھیلنے کے لحاظ سے ایک سایہ کو متعدد سایوں کے ساتھ تعبیر کیا یعنی لفظ جمع ظلال استعمال کیا گیا عن واسطے مجاوزۃ کے یتجاوز الظلال الیمین الی الشمال۔ جمع شمائل۔ سجداً حال ہے ظلال سے۔ وہم داخرون بھی انہیں سے حال ہے انکو ذی عقل قرار دیکر۔

تفسیر

اب اُن سرکشوں کو (کہ جو بڑے مکر و فریب کرتے تھے یعنی مخفی طور پر اسلام کے مٹانے کی تدبیریں کیا کرتے تھے) اپنے قہر و جبروت سے دھمکاتا ہے کہ کیا انکو ان چار باتوں سے ڈر نہیں اور کیوں اطمینان اور امن ہو گیا؟ (۱) ان یخسف اللہ بہم الارض کہ انکو زمین میں دھسا دیوے پہلی بھی اور پچھلی صدیوں میں کیا بلکہ حال میں بھی زلزلہ آکر زمین پھٹ گئی اور بڑے بڑے جبار و شہوت پرست مع مکانات زمین میں سما گئے قارون بھی سما گیا تھا (۲) او یاتیہم العذاب من حیث لا یشعرون کہ انپر ایسے طور یا ایسی جگہ سے عذاب آوے کہ جسکی انہیں خبر بھی نہو آسمان سے دفعۃً اولے کیا بڑی بڑی سلیں برسنے لگیں چنانچہ ابھی کئی سال کا عرصہ گزرا کہ مراد آباد میں اور اسکی نواح میں بڑے بڑے اولے کیا آسمانی گولے برسے کہ جس سے صدہا آدمی اور جانور ہلاک ہو گئے اور سیکڑوں درخت گر پڑے خاص دہلی میں میرے ایک دوست نے جو ایک اولا تولا تو آدھ سیر کا تھا اور پہلی اُمتوں میں بھی اولے مائیت سے مستحیل ہو کر حجریت میں آ گئے تھے اور بڑے بھاری پتھر بنکر برسے جیسا کہ لوط علیہ السلام کی بستیوں پر واقعہ گزرا یا پانی سے دفعۃً رو آکر غارت کر دے چنانچہ دو تین سال کا عرصہ گزرا کہ آدھی رات کے قریب جبکہ لوگ خواب راحت میں تھے شہر پٹیالہ میں ایسی رو آئی کہ مکانوں اور بازاروں میں گزوں پانی تھا جس سے صدہا آدمی ڈوب مرے صدہا مکانات گر گئے یا ایسی تند ہوا آ جاوے جو بربادی کا باعث ہو۔ الغرض خدا کے صدہا بلائیں ہیں جو دفعۃً

آجاتی ہیں جسمیں بادشاہ سے لیکر رعیت تک کسیکا کچھ زور نہیں چلتا (۴۳) او یاخذہم فی تقلبہم فما ہم بمعجزین اسکی کئی طور پر تفسیر
ہو سکتی ہے اوّل یہہ کہ انکو سفر میں مبتلاء بلا کر کے ہلاک کرے کیونکہ جو وطن میں ہلاک ہو سکتا ہے وہ سفر میں بھی اور
وہاں کی ہلاکت بسبب پردیس ہونے کے کہ جہاں کوئی یار ہوتا ہے نہ غمگسار اور بھی سخت ہوتی ہے اور قریش کہ سفر کے
عادی تھے اور لفظ تقلب بمعنی سفر بھی آیا ہے جیسا کہ اس آیت میں لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد دوّم یہہ کہ انکو
حالات انقلابات اور تدابیر میں کامیاب ہونے نہ دے اور ہلاک کر ڈالے اور یہہ معنی اس آیت سے ماخوذ ہیں وقلبوا لک الامور (۴۴)
او یاخذہم علی تخوف تخوف مشتق ہے خوف سے (یقال تخوفت الشی وتخوفتہ) یہہ معنی کہ دفعۃً بلا نازل نہ کرے بلکہ اسکے پہلے علامات و آثار نمایاں
کرے اور لوگوں میں ہلاک سے پہلے خوف اور پریشانی پیدا ہو پھر ہلاک ہو جاویں جیسا کہ قحط شدید اور وبا یا دشمنوں کے
غلبہ میں ہوتا ہی مگر خدا رؤف رحیم ہے اسلئے مہلت دیتا ہے اولم یروا الی ما خلق اللہ تک اپنا رؤف رحیم ہونا ان آیات میں ظاہر
فرماتا ہے کہ جنمیں اسکے آثار جبروت اور قدرت کاملہ کا بیان ہے جن سے یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تمام عالم اسکے آگے مسخر ہے
تاکہ یہہ بھی معلوم ہو جاوے کہ ہمکو دفعۃً یا بتدریج ہلاک کرنا کچھ [illegible] ہونا اور دیکھو درختوں اور ہر چیز
سایہ دار چیزوں کے سائے اسکو سجدہ کرتے ہیں انکا زمین پر پڑنا گویا سجدہ کرنا ہے اور اسی طرح آسمانوں اور زمین کے
تمام بسنے والے چارپائے اور فرشتے اسکے آگے سر بسجود اور اسکے فرمانبردار اور خائف ہیں پھر بندہ کا نافرمان ہونا
اور شیخیاں کرنا اور اسکے ہادیوں اور انکے معجزوں کو ستانا کیسا ہی لغو بات ہے۔

یتفیؤ ظلالہ عن الیمین والشمائل یتفیؤ مشتق ہے فیٔ سے کہتے ہیں فاء الظل یفیٔ اذا رجع وعاد۔ فیٔ کے معنی اصلی رجوع کرنے کے ہیں
جیسا کہ آیا ہے فان فاؤ فان اللہ غفور رحیم ازہری کہتے ہیں تفیؤ الظلال پچھلے پہر کے سایہ ڈھلنے کو کہتے ہیں مگر بعض علما مراد لیتے ہیں
موسم گرمی اور سردی اور آفتاب و ماہتاب اور شمع ہونیکے قرب و ابعاد اور شام و صبح کے لحاظ سے کبھی سایہ دائیں
طرف سے کبھی بائیں طرف سے جاتا ہے۔

یمین مفرد اور شمائل جمع لانے میں کئی باتیں ہیں یا تو یہہ کہیں کہ لفظ مفرد ہے مگر مراد جمع ہی جیسا کہ یولون الدبر میں یا یہہ کہو کہ شئی
چونکہ لفظاً مفرد ہے اسکے لحاظ سے یمین لفظ مفرد آیا اور معناً جمع ہے اسکے لحاظ سے شمائل جمع آیا گویا دونوں کی رعایت کی۔ یا یوں
کہو کہ عرب جب دو صیغے جمع کے لانا چاہتے ہیں تو ایک کو مفرد کر کے لاتے ہیں جیسا کہ جعل الظلمات والنور اور ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم
سجدا للہ وہم داخرون سجدہ سے مراد مطیع ہونا جھکنا عرب کہتے ہیں سجد البعیر جبکہ وہ سوار ہونیکے وقت گردن جھکا دیوے چونکہ خدا تعالیٰ
آفتاب و ماہتاب و ستاروں کو کہ جن سے اجسام کثیفہ پر سایہ پڑتا ہے ایک چال خاص پر مسخر کر رکھا ہے جس سے ان سایوں میں فرق نہیں آتا
سو یہہ فرق نہ آنا اور ایک خاص طور پر رہنا سجدہ کرنا ہے انہیں معنوں میں یہ آیت ہے والنجم والشجر یسجدان وقولہ وظلالہم بالغدو
والاصال یا یوں کہو کہ سایہ زمین پر لگا ہوا چلتا ہے جس طرح عابد زمین پر سر رکھکر سجدہ کرتا ہے گویا تشبیہ مراد ہے اور غرض اس کلام سے اسکا جبر و
تسلط عالم پر ظاہر کرنا ہے۔ اور یہیں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ عالم حسی میں یہ اشیا جو وجود حقیقی کا ظل ہیں اسکے حکم کے پابند ہیں۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَیْنِ اثْنَیْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ ۝ وَلَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّیْنُ

اور اللہ فرما چکا ہے کہ دو دو خدا نہ بناؤ خدا تو ایک ہی خدا ہے پھر مجھی سے ڈرو اور اسیکا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اور بندگی ہمیشہ اسکو

وَاصِبًا ۚ اَفَغَیْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ۝ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَیْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ۝ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ

سزاوار ہے پھر کیا اللہ کے سوا اوروں سے ڈرتے ہو اور تمہارے پاس جو کچھ نعمت ہے سو اللہ ہی کی ہے پھر جب تم پر سختی آتی ہے تو اسی کی طرف فریاد کرتے ہو پھر جب تمہاری مصیبت دور کر دیتا ہے تو

عَنْكُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ یُشْرِكُوْنَ ۝ لِیَكْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَیْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَیَجْعَلُوْنَ

تم میں سے ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شریک بنانے لگتی ہے تاکہ منکر ہو جاویں ہماری دی ہوئی چیزوں کے سو برت لو پھر تو آپ معلوم کر لوگے اور جنکو جانتے بھی نہیں

لِمَا لَا یَعْلَمُوْنَ نَصِیْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ۝ وَیَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ

انکے لئے ہماری دی ہوئی چیزوں میں ایک حصہ مقرر کرتے ہیں بخدا تم سے پوچھا جائیگا وہ جو تم جھوٹی باتیں بنایا کرتے ہو اور اللہ پاک کے لئے بیٹیاں قرار دیتے ہیں اور اپنے لئے وہ جو

مَّا یَشْتَهُوْنَ ۝ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِیْمٌ ۝ یَتَوَارٰی مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ

دل چاہے (فرزند) اور جب انمیں سے کسیکو بیٹی کی خبر دیجائے تو انکا منہ سیاہ ہو جائے غم بھرے میں قوم سے چھپتا پھرے اس بری خبر کی وجہ سے (اس سوچ میں کہ)

اَیُمْسِكُهٗ عَلٰی هُوْنٍ اَمْ یَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ۝ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝

اسکو رکھ لے ذلت قبول کرکے یا اسکو مٹی میں دبا دے دیکھو کیا برا فیصلہ کرتے ہیں۔ وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انہیں کی بری حالت ہے اور اللہ کی تو بلند حالت ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے

ع ۱۴

ترکیب

اثنین تاکید الٰہین کی اور مفعول ثانی لاتتخذوا کا بھی ہو سکتا ہے وغیرہ ابقیہ۔ واصبا ہی دائما حال ہے الدین سے اور عامل اسمیں معنی ظرف کے ہیں۔ ما بمعنی الذی بکم اسکا صلہ من نعمۃ حال ہے ضمیر مستتر سے جو جار میں ہے۔ فمن اللہ خبر۔ دوسری وجہ بھی ممکن ہے۔ تجرون ترفعون اصواتکم بالاستغاثۃ۔ سبحانہ جملہ معترضہ مسودا خبر ظل۔ یتوارٰی حال ہے ضمیر کظیم سے

تفسیر

پچھلی آیتوں میں یہہ ثابت کرکے کہ تمام عالم اسکے قبضۂ قدرت میں ہے اسی کے آگے سرتسلیم جھکائے ہوئے ہے قال اللہ سے لیکر فارہبون تک توحید خالص کا حکم دیتا ہے پھر ولہ ما فی السموات والارض سے لیکر تتقون تک پھر اور دلیل قائم کرتا ہے کہ سب کچھہ اسکی قبضۂ قدرت میں ہے ہر حال میں اسکی احتیاج ہے پھر کسکی عبادت کیسی؟ پھر جب عالم میں اور کسیکا کچھہ بھی تصرف نہیں تو نعمتیں جو تمہارے پاس ہیں اسکی ہی ہیں وما بکم من نعمۃ الخ مگر تمہاری اے بنی آدم یہہ عادت ہے کہ سخت مصیبت کے وقت بمقتضائے فطرت انسانی اسکی طرف رجوع کرتے ہو اسکو پکارتے ہو اور بعد میں پھر شرک کرنے لگتے ہو کہیں جن کا دور ہونا دوا سے کہیں حکیم سے جانتے ہو۔

ویجعلون سے مشرکین کی اور چند بدعادات ذکر کرتا ہے اول یہہ کہ یوں ہی فرضی معبودوں کے لئے کہ جنکی اصل سے بھی واقف نہیں خدا کی دی ہوئی روزی میں سے حصے مقرر کرتے ہیں۔ عرب کے مشرک کہیں بتوں کے نام جانور چھوڑتے تھے کہیں اولاد چڑھاتے تھے کبھی اور نذر و نیاز مقرر کرتے تھے دوم ویجعلون فرشتوں کو کہیں جنوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے حالانکہ غرور و جہالت کی وجہ سے اپنے لئے بیٹیوں کا پیدا ہونا ایسا برا جانتے تھے کہ سنکر رنج و غم کے مارے چہرہ سیاہ ہو جاتا تھا اسی لئے مارڈالتے تھے زندہ گاڑ دیتے تھے اور جو کوئی رکھتا تھا برا ہی سمجھکر رکھتا تھا حالانکہ انکو نکاح اور بقائے نسل کے لئے انکی حاجت ہے اور خدا کو کچھہ بھی حاجت نہیں ولہ المثل الاعلیٰ کے یہی معنی ہیں۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلٰكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ

اور اگر خدا لوگوں کو انکے ظلم سے پکڑتا تو کسی جاندار کو زمین پر نہ چھوڑتا لیکن ایک مدت مقرر تک انکو مہلت دیتا ہے پھر جب انکا وقت آئیگا تو نہ گھڑی بھر دیر کرینگے

سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝ وَيَجْعَلُونَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُونَ وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنَىٰ لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَأَنَّهُمْ

نہ جلدی اور خدا کے لئے وہ چیزیں ٹھہراتے ہیں جنکو خود ناپسند کرتے ہیں اور انکی زبانیں جھوٹھ بکتی ہیں کہ انکے لئے بہتری ہے ضرور انکے لئے آگ ہے اور وہ

مُفْرَطُونَ ۝ تَاللّٰهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَمَا

پیش کئے جا رہے ہیں اللہ کی قسم ہمنے تجھسے پہلی امتوں کی طرف رسول بھیجے تھے پھر شیطان نے انکے اعمال انکی نظروں میں عمدہ دکھائے پھر آج بھی انکا وہی سرپرست ہے اور انکے لئے عذاب الیم ہے اور

أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝

تجھپر ہمنے کتاب اسلئے نازل کی ہے کہ تو لوگوں کو کھولدے وہ بات کہ جسمیں اختلاف کر رہے ہیں اور ہدایت و رحمت ہے ایمانداروں کیلئے

ترکیب

الکذب بالنصب مفعول ہے تصف کا ان لہم الحسنیٰ اس سے بدل۔ الکذب بضم الکاف والذال والبا جمع کذوب جیسا کہ صبور وصبر تب یہ السنتہ جمع لسان کی صفت ہوگا واللسان یذکر ویونث۔ وھدی معطوف ہے لتبین پہلے للتبیین والھدایۃ والرحمۃ۔

تفسیر

انکے قبائح اور اقوال فاسدہ بیان کرکے یہ ظاہر فرماتا ہے کہ ہم صرف اپنی رحمت سے درگزر کرتے ہیں جو دنیا میں مدت معین تک جینے دیتے ہیں پھر جب وقت آئیگا تو ایک ساعت بھی نہ ملیگی اور جو ہم بنی آدم کے گناہوں پر جاویں تو دنیا پر کسیکو بھی زندہ نہ چھوڑیں۔ ویجعلون للہ یہ ان کا فرونکی ایک اور بات ذکر کرتا ہے کہ اللہ کیلئے تو وہ باتیں تجویز کرتے ہیں کہ جنہیں اپنے لئے پسند نہیں کرتے اور اپنے لئے ان بدفعلوں پر جھوٹھ موٹ کی باتیں بناتے ہیں کہ دار آخرت میں ہمارے لئے درجے ملینگے اور یہ ہوگا اور فلاں بت یا معبود یہ دلائیگا فرماتا ہے یہ تو نہ ملیگا مگر انکو دوزخ کی آگ نصیب ہوگی و انہم مفرطون نافع اور قتیبہ کسائی کی روایت سے مفرطون بکسر الرا پڑھتے ہیں اور باقی بفتح الرا۔ اول قرأت پر یہ معنی ہوئے کہ وہ گناہوں میں یا خدا پر جھوٹ بولنے میں افراط یعنی زیادتی کرنے والے ہیں۔ دوسری قرأت پر یہ معنی انہم متروکون فی النار یعنی آگ میں ڈالے گئے وہاں چھوڑے گئے۔ کہتے ہیں ما افرطت من القوم احدا ای ما ترکت۔ یا یہ معنی انہم معجلون یعنی آگ کی طرف ان افعال سے جلدی کر رہے ہیں سب سے پہلے جا رہے ہیں و آھدی کہتے ہیں عرب بولتے ہیں فرط الرجل اصحابہ یفرطہم فرطا وفروطا اذا تقدمہم لتدبیر حوائجہم یعنی اوروں کی قافلہ سالار بنکر پہلے جہنم میں جھنڈے لئے جا رہے ہیں۔

تاللہ الخ سے یہ بات بتلاتا ہے کہ یہ کوئی نئی بات نہیں پہلے بھی ہمنے رسول بھیجے تھے سو شیطان نے ان قوموں کو بہکایا بری باتوں کو انکی نظروں میں بھلا کر دکھا دیا پس آج کے دن بھی وہی شیطان ان لوگوں کا بھی رفیق بنکر بہکا رہا ہے جہنم کا رستہ بتا رہا ہے اسلئے ہمنے اے محمد تجھپر قرآن نازل کیا کہ تو انکو مطلع کر دے۔

وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُکِیْ سُبُلَ

اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو یہ الہام کیا کہ پہاڑوں اور درختوں اور چھتریوں میں جنہیں لوگ چھاتے ہیں اپنے گھر بنائے پھر ہر قسم کے پھلوں کو کھائے پھر ہموار نہیں سے مٹ کر

رَبِّکِ ذُلُلًا ؕ یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝

نکالا کرے انکے پیٹ سے مختلف رنگ کا شہد نکلتا ہے اسمیں لوگوں کیلئے شفا ہے البتہ اسمیں فکر کرنے والوں کے لئے بڑی نشانی ہے

ترکیب

ان مفسرہ ہے اتخذی جملہ تفسیر ہوگی اوحی کی لفظ نحل اگرچہ مذکر ہے مگر معنی کے لحاظ سے مونث کا صیغہ آیا۔ بیوتا اتخذی کا مفعول ومن الشجر معطوف ہے من الجبال پر ذللا جمع ذلول کی یہ حال ہے ضمیر اسلکی سے یا سبل سے اسلکی سبل ربک وانت ذلل منقادۃ او اسلکی سبل ربک حال کونہا ذللۃ ذللہا اللہ تعالی وسہلہا یخرج جملہ مستانفہ جسمیں شہد کی مکھیوں کے الہام کا نتیجہ بتاتا ہے۔

تفسیر

حیوانات میں سے چرندوں میں سے دودھ کا نکالنا بیان فرمایا تھا اب پرندوں میں جو کچھ منافع انسان کے لئے رکھے ہیں انکا ذکر فرماتا ہے پاؤں کہ وہاں چارپایوں سے دودھ نکالنا بیان کیا تھا جنکو انسان دانہ چارہ بھی کھلاتا ہے یہاں پرندوں سے شہد کا نکالنا بیان فرماتا ہے اور نیز ان پرندوں میں سے کہ جنہیں ہر کوئی کھا جاتا ہے وہ کون شہد کی مکھیاں جنکو عربی میں نحل اور ہندی میں مہال کہتے ہیں۔ اور اوحی کے لفظ میں یہ بھی اشارہ ہے کہ نہ صرف انسان کو ہماری معرفت ہم وحی الہام کے ذریعہ سے انکے فوائد دنیاویہ واخرویہ تعلیم کرتے ہیں بلکہ حیوانات خصوصا پرندوں کو بھی انکی کارآمد باتیں الہام ہوتی ہیں جسکو الہام فطری کہنا چاہئے مگر کمبخت انسان اپنے روحانی سرداروں کا مقابلہ کرتا ہے برخلاف مہال کے کہ انہوں نے ایک ہی مکھی کہ جسکو یعسوب کہتے ہیں سب اسکی اطاعت کرتی ہیں ان اتخذی الخ یہ پہلی بات ہے جو انکے دلمیں القا کی گئی ہے کہ پہاڑوں اور درختوں کی چوٹیوں یا پتوں میں اپنا گھر بنائے اور نیز ان چھتوں میں بھی جنکو انسان بناتے ہیں چھپر یا گھر یا انگور کی بیلوں کے چھتوں میں تاکہ ہر ایک کا وہاں ہاتھ نہ پہنچے انکے گھر کو کوئی نہ بگاڑے یا زمین سے مرتفع جگہ میں ابخرات فاسدہ زمین کا ان تک اثر نہ پہنچے۔ پھر انکے گھروں کو بھی سوراخوں کو دیکھو کہ مسدس بنے ہوئے ہیں جس میں ذرا بھی جگہ بیکار نہیں جاتی اور کس پرکار سے بنے ہوئے ہوتے ہیں کہ ذرا بھی کم زیادہ نہیں ہوتے ثم کلی من کل الثمرات پھر یہ القا ہوا کہ بلا قید ہر قسم کے پھل کھایا کرے بعض کہتے ہیں درختوں کے پھول اس قسم کی جو کچھ اچھی بری چیز بھی ہوتی ہے جکو مکھیاں چاٹتی ہیں اور وہی شہد ہے بعض کہتے ہیں نہیں بلکہ انکے پیٹ میں ہر چیز جاکر شہد ہو جاتی ہے اور چونکہ پھلوں میں شہد کا جز ہے بیشتر شہد کی مکھیاں انہیں کو کھاتی ہیں فاسلکی سبل ربک ذللا یہ وہ تیسری بات ہے جو انکو الہام کی گئی ہے۔

بعض علماء ذللا کو سبل ربک سے حال ٹھہراتے ہیں وہ یہ معنی قرار دیتے ہیں کہ لے جانے کے لئے جو خدا نے مکھیوں کے لئے سہل کر رکھی ہیں انہی پر چلنے کا حکم ہوا جیسا کہ اس آیت میں ہے جعل لکم الارض ذلولا یا یہ ضمیر اسلکی سے حال ہے تب ذللا کے معنی منقاد اور فرمانبردار ہو کر چلنے کے ہیں سبل سے وہ انکے سوراخ ہیں جنکو اللہ ہی نے بنایا ہے اور مسخر ہو کر چلنا بتایا یعنی سمٹ کر کیونکہ پر کھول کر مکھی انمیں نہیں گھس سکتی نہ نکل سکتی ہے پھر بعد ذللا کے یخرج من بطونہا شراب یہ نتیجہ بیان فرماتا ہے کہ مختلف رنگ کا شہد انکے پیٹ سے نکلتا ہے جو بہت سے امراض کے لئے شفا ہے بعض کہتے ہیں فیہ شفاء للناس قرآن مجید کی بابت جملہ ہے۔ شہد میں شفا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ ہر شخص کے لئے اور ہر مرض کے لئے شفا ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ وَاللّٰهُ فَضَّلَ

اور اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا ہے پھر وہی تم کو موت دیتا ہے اور بعض تم میں سے کمی عمر تک پہنچتا ہے کہ سمجھ کے بعد کچھ بھی سمجھنے نہیں لگتا ہے - البتہ اللہ جاننے والا اور قدرت والا ہے - اور اللہ نے تم میں

بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَاۗدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰي مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

بعض کو بعض پر روزی میں فضیلت دی - پھر جنکو فضیلت دی گئی ہے وہ اپنی روزی اپنے غلاموں کو نہیں دے ڈالتے کہ پھر وہ برابر ہو جاویں پھر کیا اللہ کی نعمتوں کا

يَجْحَدُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِا

انکار کرتے ہیں اور اسی نے تمہارے لئے تمہیں میں سے جوڑے (بیویاں) پیدا کئے اور تمہاری بیویوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کئے اور تمکو پاکیزہ چیزیں کھلائیں پھر کیا

لْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۝ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْــــًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

غلط پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں اور اللہ کے سوا انکی عبادت کرتے ہیں کہ جو آسمان اور زمین سے انکی روزی کا انکے لئے کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ رکھ سکتے ہیں

ترکیب

شیئا بصریوں کے نزدیک مصدر ہو کر منصوب ہے اور کوفیوں کے نزدیک یعلم سے فہم فیہ سواء جملہ خبر ہے بلکہ یہ جملہ واقع ہے موقع میں فعل و فاعل کے فالتقدیر فما الذین فضلوا برادی رزقہم علی ما ملکت ایمانہم فیستووا اور یہ فعل منصوب ہے جواب نفی ہو کر اور مرفوع بھی ہو سکتا ہے شیئا رزقا سے منصوب ہے اگر اسکو مصدر مانا جاوے اور اگر بمعنی مرزوق لیا جاوے تو اس سے بدل ہے -

تفسیر

ان آیات میں انسان کے حالات سے استدلال کرتا ہے اول واللہ خلقکم الخ کہ اللہ ہی نے تمکو پیدا کیا نطفہ کا رحم میں انسان بنانا اور اسکے موافق اسکو اعضاء عطا کرنا یہ ضرور کسی مدبر حکیم کا کام ہے طبیعت مادہ تو خود بے شعور ہے اور اچھا بھی ہی تو پھر یہ طبیعت ایسی کب رکھتی ہے ؟ ثم یتوفکم یہ بھی اسکی آثار قدرت کی برہان قاطع ہے کسی حکیم فیلسوف کو موت کا بند و بست نہیں ہوا اور نہ ہو گا ومنکم من یرد الخ اور بعض ایسی بڑی عمر تک پہنچا تا کہ جسمیں تمام علوم و فنون بھول جاوے پھر وہی بالکل نا سمجھ جیسا بچہ ہو جاتا ہے یہ کام اللہ ان اللہ علیم قدیر میں ان امور کی حکمت کی طرف اشارہ ہے کہ انکو وہی جانتا ہے دوم واللہ فضل الخ کہ کوئی غنی ہے کوئی فقیر ہے یہ بھی اسکی قدرت کی یہ بات عقل و علم پر موقوف ہوتی تو کوئی جاہل لا یعقل نادار اور عالم و دانا خوار نہ ہوتا حالانکہ معاملہ بالعکس ہے پھر فما الذین الخ سے یہ بات ثابت کرتا ہے کہ پھر جسکو روزی زیادہ ہم دیتے ہیں کیا وہ اپنے نوکروں غلاموں کو اپنا مساوی اور برابر کا کہیں نہیں کرنا چاہتے پھر خدا تعالیٰ کیونکر اپنی مخلوق میں سے کسی کو اپنے برابر کریگا ؟ لیکن تم اسکی نعمتوں کا انکار کر کے ان نعمتوں کو فرضی معبودوں کی طرف منسوب کرتے ہو کہ فلاں ہستی فلاں دیوتا نے عطا کی بیٹا فلاں بزرگ نے دیا یہ کام فلاں ستارہ کی تاثیر سے ہوا - یا یہ معنی کہ باوجودیکہ روزی میں تم اور تمہارے غلام برابر ہیں کیونکہ انکو تم نہیں دیتے بلکہ ہم دیتے ہیں مگر تمہیں جو فضیلت دی گئی ہے اسکا شکر ادا نہیں کرتے ؟ سوم واللہ جعل لکم من انفسکم الخ کہ اللہ نے تمہارے لئے بیویاں بنائیں اگر مرد کو عورت نہ ملے تو دنیا کی عیش تلخ ہو جاوے اسمیں کیسی حکمت اور علم اور طبیعت کو کیا دخل ہے ؟ پھر عورتیں بھی کیسی تمہاری جنس اور قبیلہ کی جنکی مجانست سے تمہیں پوری موانست ہوتی ہے پھر اگر اولاد اور اہل قرابت کام آنے والے نہ ہوتے تو بڑی مشکل پڑ جاتی اسلئے بیٹے اور حفدۃ پوتے اقارب بھی دئے پھر رزقکم من الطیبٰت اچھی چیزیں کھانے کو دیں پھر بھی لوگ جھوٹے معبودوں پر ایمان لاتے اور اللہ کی نعمتوں کے منکر ہوتے ہیں کیونکہ ان نعمتوں کو اوروں کی طرف نسبت کرتے ہیں اور اللہ کو چھوڑ کر اوروں کی عبادت کرتے ہیں جنکو رزق دینے کی بابت نہ اختیار ہے نہ قدرت ہے -

[illegible] منزل [illegible] سے خیالات کرتا ہوا چلا جاتا ہے [illegible] کی ساتھ [illegible] جاری ہو [illegible] اپنی خوشی سے [illegible] سب کی منزل مقصود و معبود حقیقی کے پاس جاتا ہے - پھر کوئی [illegible] کیا تعجب ہے جسپر کفار تعجب کرتے ہیں ۱۲ منہ

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ

اور اللہ ہی کو معلوم ہیں آسمانوں اور زمین کی باتیں اور قیامت کا معاملہ ایسا ہی ہے کہ جیسا پلک کا جھپکنا یا اس سے بھی قریب تر اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور اللہ تو ہے کہ جسنے تمکو تمہاری

بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ

ماؤں کے پیٹ سے باہر نکالا اس وقت تم کچھ بھی نہ جانتے تھے اور تمکو کان اور آنکھیں اور دل عطا کیا تاکہ تم شکر کرو کیا پرندوں کو نہیں دیکھتے کہ آسمان کے

فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ

نیچے ہوا میں حکمت سے قائم کئے گئے ہیں کہ انکو کوئی تھام نہیں رہا ہے سوا اللہ کے۔ البتہ اس میں بھی ایمانداروں کیلئے بڑی نشانیاں ہیں اور اللہ نے تمہارے گھروں کو تمہارے لئے بسیرے کی جگہ بنایا۔ اور چارپایوں کی

جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝ وَاللّٰهُ

کھال سے تمہارے لئے گھر بنائے جنہیں تم ہلکا پاتے ہو اپنے سفر کے وقت اور قیام کے وقت اور انکی اون اور انکی جتوں اور انکی بالوں سے اسباب اور سامان ایک وقت تک کا اور اللہ نے

جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ كَذٰلِكَ يُتِمُّ

تمہارے لئے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں سے سائے بنائے اور تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں بنائیں اور تمہارے لئے کرتے بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور زرہ جو تمہیں جنگ میں محفوظ رکھتی ہیں اسی طرح سے

نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

تمہارے اوپر اپنی نعمت پوری کرتا ہے تاکہ تم فرمانبردار بنو۔ پھر اگر یہ نہ مانیں تو اے رسول تجھ پر صرف انکو کھلا حکم پہنچا دینا ہے اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں پھر اسکی ناشکری کرتے ہیں اور اکثر تو انمیں منکر ہی ہیں

ترکیب

لا تعلمون جملہ حال ہے ضمیر منصوب اخرجکم سے۔ ما یمسکہن جملہ حال ہے مسخرات سے۔ ظعن سفر۔ اثاثا معطوف ہے سکنا پر اور درمیان میں من اصوافہا جار مجرور کا فصل مستقبح نہیں ہے کیونکہ جار مجرور بھی مفعول ہے اور ایک مفعول کا دوسرے پر مقدم کرنا قبیح نہیں۔

تفسیر

ان آیات میں خدا تعالیٰ انکی ان معبودوں کے مقابلہ میں کہ جنکو دو مثالوں میں عاجز اور کمزور ثابت کیا تھا اپنے کمال قدرت و علم کا بیان کرتا ہے و للہ غیب الخ میں اپنا علم بیان کرتا ہے اور غیب کی نادر چیزوں میں سے قیامت کا قائم ہونا تھا اسلئے اسکو بھی ذکر کرتا ہے کہ نہ صرف ہمکو اسکا علم ہے بلکہ وہ ہمارے قبضۂ قدرت میں ہے پلک جھپکنے سے بھی جلد وہ ظاہر ہوگی ہمکو ہر چیز پر قدرت ہے۔ آیات آئندہ میں اسکی قدرت کا بیان ہے پھر ہیں قدرت کی دلیل کہ جسمیں بندوں پر احسان بھی ہے واللہ اخرجکم الخ سے شروع کرتا ہے کہ تمکو پیدا کیا تمکو علم و ادراک دیا معدوم سے موجود کر دیا اگر اپنی وہ حالت یاد نہو تو ہوا میں اڑنے والے جانوروں کو دیکھو کہ ادھر میں اسیکا ید قدرت انکو تھامے رہتا ہے۔ اور اپنے اوپر روزمرہ احسانوں کو غور کرو کہ جنمیں سے ایک تمہارے رہنے کے مکانات ہیں پھر سفر کے مکانات کہ جنکا ساتھ لیجانا آسان ہے جانوروں کی کھال اور بالوں کے خیمے تکوڑے عرب میں اونٹ یا اور جانوروں کی کھال کے رنگ کر خیمہ بناتے تھے اور دنبے بھیڑ کے بالوں سے جنکو صواف (جمع صوف) کہتے تھے اور اونٹ کے بالوں سے جنکو اوبار (جمع وبر) کہتے تھے اور بکری کے بالوں سے جنکو اشعار (جمع شعر) کہتے تھے خیمہ بناتے تھے۔ پھر لوہے کی زرہیں بناتے تھے جنکو جنگ میں پہنتے تھے زخم سے بچنے کو۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

بیشک اللہ حکم دیتا ہے انصاف اور نیکی کرنے کا اور قرابت داروں کو دینے کا اور منع کرتا ہے بے حیائی اور بُری بات اور سرکشی سے تمہیں سمجھاتا ہے تاکہ تم یاد رکھو

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ وَلَا تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝ وَلَا

اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جبکہ عہد قائم کیا ہو اور نہ توڑو قسموں کو پکا کرنے کے بعد اور ایسے حال میں کہ اللہ کو اپنا ضامن بھی کر چکے ہو بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور

تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَن تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا

اس عورت کی مانند نہ ہو جاؤ کہ جس نے اپنا سوت مضبوطی کا تے پیچھے ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ ڈالا کہ تم اپنی قسموں کو آپس میں حیلہ بناؤ اس وجہ سے کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے بڑھی چڑھی ہو تمکو

يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝

اللہ اس سے فقط آزماتا ہے اور تاکہ تمہیں قیامت کے روز بتادے وہ کہ جسمیں تم اختلاف کر رہے ہو

ترکیب

انکاثاً جمع نکث بمعنی المنکوث ای المنقوض ۔ شکستہ ۔ مفعول ثانی ہے کیونکہ نقضت بمعنی صیرت ۔ اور حال بھی ہو سکتا ہے غزلہا سے تتخذون جملہ حال ہے ضمیر تکونوا سے ان تکون ای مخافۃ ان تکون ۔ امۃ اسم کان ہی اربی جملہ خبر کان ۔

تفسیر

روز حشر کی کیفیت کے بعد وہ باتیں ذکر فرماتا ہے کہ جن پر عمل کرنے سے حشر میں کامیابی ہو ۔ ان اللہ الخ اس آیت میں انسان کے مکارم اخلاق اور تدبیر منزل سیاست مدن کے سب مسائل آگئے جنکی تفصیل کو ایک دفتر درکار ہے ۔ انسان کے یا وہ معاملات ہیں جو خدا تعالیٰ سے متعلق ہیں عقائد صحیحہ اعمال صالحہ یا انکے خلاف یا وہ ہیں جو باہم انہیں ایک دوسرے کے متعلق ہیں ہیج شرا سیاست ملک والدین و اولاد و اقارب کے ساتھ برتاوا ۔ ان دونوں قسموں کے آگے صدہا اقسام ہیں پس ان سب کو برابر اور پورا پورا ادا کرنا عدل ہے یہ عبادات معاملات سب میں ہے یہ حکم سب پر فرض ہے ۔ اسکے بعد پھر ایک عالی کا مرتبہ ہے جسکو احسان کہتے ہیں ۔ عبادات میں احسان کی تفسیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی تعبد اللہ کانک تراہ (الحدیث رواہ البخاری) کہ اللہ کی عبادت کرنے میں یہ خیال کر کہ میں اسکو دیکھ رہا ہوں اگر یہ نہو تو یوں خیال کر کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے ۔ اور معاملات میں احسان اپنے حقوق سے اور انتقام سے درگذر کرنا غیر کو اسکے استحقاق سے زیادہ نفع پہنچانا جیسا کہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ جو تجھے گالی دے تو اسکو دعا دے ۔ جو تجھ سے توڑے تو اس سے رشتہ محبت جوڑ ۔ چونکہ یہ احسان بڑا درجہ ہے خاص کر اہل قرابت میں تو اسلئے انکو بھی بصریح تبعیت میں صریح فرمائی اسیطرح ان تینوں کے مقابلہ میں تین چیزوں سے منع کیا اول فحش سے خواہ وہ بات ہو کہ گالی بیہودگی شرم کی باتیں زنا یا افعال جیسا کہ زنا لواطت وغیرہ یہ قوت شہوانیہ کا اثر ہے پھر منکر سے یعنی ناپسند باتوں سے جو قوت غضبیہ کا اثر ہے پھر بغی یعنی سرکشی سے جو قوت ہامانیہ کا اثر ہے اور یہی تین قوتیں انسان کو ہلاکت میں ڈالتی ہیں یہ ایسی جامع آیت ہیکہ کوئی بات اس سے نہیں بچی عثمان بن مظعون وغیرہ بہت سے لوگ اسی آیت کی وجہ سے مشرف باسلام ہوئے ۔

اسکے بعد قسم اور عہد کی پابندی کی تاکید فرماتا ہے جسپر تمام دینی و دنیاوی کاموں کا مدار ہے ۔ اور فرماتا ہے کہ قسم کھا کر نہ توڑو جسطرح کوئی بیوقوف عورت سوت کات کر توڑ ڈالتی تھی جو قریش میں ایک عورت تھی بعض کہتے ہیں محض تمثیل مقصود ہے کسی خاص عورت کی طرف اشارہ نہیں ۔ جاہلیت میں ایک قوم سے ہم قسم ہونے کے بعد جب انکے مقابلہ میں دوسری زیادہ قوم کو دیکھتے تھے تو قسم توڑ کر انکے ساتھ ہو جاتے تھے اس سے بھی منع کرتا ہے کہ یہ آزمائش کا مقام ہے ۔

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

پھر جب تو قرآن پڑھنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ شیطان رجیم سے اسکا انپر کچھہ زور نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ۝

اسکا زور تو انہیں پر چلتا ہے کہ جو اسکو دوست بناتے ہیں اور خدا کے ساتھہ شریک کرتے ہیں

۱۳ ع ۱۱ ۱۹

ترکیب

فاذا قرات لیبارت قرأتہ شرط فاستعذ جواب۔ سلطانہ لہ الشیطان ہتبدا علی الذین خبر یتولونہ لہ الشیطان والذین معطوف ہے الذین پر مجرور ہے علی کا بہ لہ اللہ لہ سلطان الشیطان علی الذین لیشرکون باللہ۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا من عمل صالحا الخ اور نیک کاموں میں قرآن مجید کا پڑھنا ایک اعلی درجہ کا کام ہے۔ اور انسان جب قرآن پڑھتا ہے تو اسکی قوت ملکیہ کو غلبہ اور بہیمیہ کو (جو شیطان ابلیس یا اسکی ذریت کا مرکب ہے) کمزوری حاصل ہوتی ہے تب شیطان اسکی اعانت کیلئے اس فعل میں تشویشات ڈالتا ہے اسلئے اسکو دفعہ کیلئے خدا تعالی سے پناہ لینی چاہئے منجملہ تشویشات شیطانیہ کے ایک یہ بھی ہے کہ وہ انسان کو اسکی نیک کام پر غرور وخود بینی کیطرف ابھارتا ہے اسلئے فرمایا فاذا قرات القرآن الخ۔ آیت میں گو خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف ہے مگر مراد سب لوگ ہیں کسلئے کہ جب ایسے بڑے جلیل القدر نبی کو پناہ مانگنے کا حکم ہوا تو اوروں کو بدرجہ اولی حکم ہے اور اسیطرح جب قرأت قرآن کی وقت استعاذہ کا حکم ہے حالانکہ قرآن کی حفاظت کا بارگاہ الہی نے ذمہ بھی لے لیا ہے بقولہ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ وبقولہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون تو اور کاموں میں استعاذہ بدرجہ اولی ہونا چاہئیے۔

جمہور کے نزدیک یہ حکم ندب کیلئے ہے خواہ قرآن نماز میں پڑھا جاوے یا نماز سے باہر تو اول میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا مندوب یعنی بہتر ہے اور عطا رح نے ظاہر الفاظ پر خیال کر کے اس حکم کو وجوب پر محمول کرتے ہیں یعنی استعاذہ واجب ہے خصوصا جبکہ قرآن نماز میں پڑھا جاوے۔ شافعیہ کہتے ہیں چونکہ نماز کی ہر رکعت میں قرآن کا پڑھنا ایک ایک مستقل پڑھائی ہے اسلئے ہر رکعت میں جبکہ قرآن پڑھا جاوے اعوذ کہنا چاہئے مگر حنفیہ وغیرہم فرماتے ہیں کہ سب رکعات کا حکم ایک ہے متعدد قرأت نہیں بلکہ یہ ایک ہی قرأت ہے سلام پھیرنے تک اسلئے ایکبار اعوذ کہنا اول میں کافی ہے فاستعذ کی ف تعقیب کیلئے ہے اسلئے ظاہری معنی پر خیال کر کے اہل علم کی ایک جماعت جنمیں ابوہریرہ رض اور امام مالک رح اور داؤد ظاہری رح وغیرہ ہیں یہہ کہتے ہیں کہ قرأت کے بعد اعوذ کہنی چاہئیے تاکہ جو اسکو اس نیک کام سے عجب پیدا ہو وہ رہو جاوے مگر جمہور اسکے برخلاف ہیں کیونکہ محاورہ کے موافق افعال سے مراد ان افعال کا ارادہ کرنا ہے جیسا کہ آیا ہے اذا اکلت فقل بسم اللہ واذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم جس سے یہ مراد نہیں کہ جب کھا چکو تب بسم اللہ کہو بلکہ جب کھانے کا قصد کرو پہلے بسم اللہ کہو اسیطرح یہاں حکم ہے اور اسیکو عقل چاہتی ہے۔

اس حکم سے یہہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ شیطان کو بھی انسانی کاموں میں قدرت تصرف حاصل ہے تب ہی تو اسکا زور چلتا ہے اس شبہہ کو اس قول سے دفع کر دیا انہ لیس لہ سلطان الخ کہ ایمانداروں اور خدا پر بھروسہ کرنیوالوں پر اسکا کچھہ زور نہیں چلتا کبھی بشریت کے سبب جو وسوسہ پیدا ہوتا ہے دفع ہو جاتا ہے وہ اسپر جمتے نہیں اور جو گناہ بھی سرزد ہو جاتا ہے اسکے وسوسے تو اسکے بعد وہ توبہ واستغفار کر کے اسکو دھو ڈالتے ہیں۔ ہاں اسکا زور تو انہیں پر چلتا ہے جو اسکو دوست بنا رکھتے ہیں یعنی قوت بہیمیہ اور لذائذ شہوانیہ میں گرفتار ہیں اور خدا تعالی کے ساتھہ اوروں کو شریک کرتے ہیں۔

عوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا ۱۲ منہ

وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مُفْتَرٍ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ

اور جب ہم ایک آیت کو دوسری آیت کی جگہ بدلتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہی جو نازل کرتا ہی تو کہتے ہیں کہ تو از خود گھڑ لیتا ہی۔ یوں نہیں بلکہ اکثر انہیں سے جانتے نہیں کہہ اسکو تو روح القدس لایا ہے

مِن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِّسَانُ الَّذِي

تیرے رب سے اس سچائی کیساتھ تاکہ ایمان والوں کو ثابت رکھے اور ہدایت اور خوشخبری ہو فرمانبرداروں کے لئے اور البتہ ہمیں معلوم ہی کہ وہ کہتے ہیں کہ اسکو (محمد کو) تو کوئی آدمی تعلیم کرتا ہے اسکی زبان کہ

يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ إِنَّمَا

جسکی طرف یہہ منسوب کرتے ہیں عجمی ہی اور یہ (قرآن) تو فصیح عربی ہی وہ جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اللہ بھی انکو ہدایت نہیں دیتا اور انکے لئے دردناک عذاب ہے جھوٹھ

يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۝

تو وہی بنایا کرتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور وہی جھوٹھے ہیں

ترکیب

وہدیٰ وبشریٰ دونو محل نصب میں ہیں مفعول لہ ہونے کی وجہ سے ان کا لیثبت پر عطف ہے تقدیرہ لان یثبت۔ عجمی لسان الذی کی خبر۔ انما یعلمہ خبر ہے ان کی۔ الذین یفتری کا فاعل۔ افترا کسی پر جھوٹھ سے کوئی بات بنانا۔

تفسیر

اس مقام سے منکرین نبوت کے شبہات کا جواب شروع ہوتا ہی۔ (۱) ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب ایک آیت میں کوئی سخت حکم نازل ہوتا اور اسکے بعد کوئی ایسی آیت نازل ہوتی کہ جسمیں حکم نرم ہوتا تھا تو قریش کہتے تھے کہ محمدؐ تمسخر کرتا ہے از خود جو چاہتا ہی بنا کر سنا دیتا ہے اسکے جواب میں یہہ آیت نازل ہوئی کہ بدلنا یعنی ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلنے سے مراد احکام آیات میں نسخ واقع ہونا ہے جس پر کفار قریش کو اعتراض تھا واللہ اعلم بما ینزل جملہ معترضہ ہے کہ انہیں کیا خبر ہے حقیقت قرآن و مصالح نسخ اللہ ہی جانتا ہی اسکا جواب دیتا ہے کہ میں از خود نہیں بنالاتا بلکہ جبرئیلؑ خدا کے ہاں سے لیکر نازل ہوتا ہے۔ خلاصہ یہہ کہ تم نسخ کی حقیقت سے جاہل ہو (نسخ کی پوری بحث مقدمۂ تفسیر میں ہو چکی)

(۲) ولقد نعلم یہہ ایک اور بیہودہ شبہہ کا جواب ہے جو کفار قریش کرتے تھے۔ مکہ میں بعض غلام ذاہی یا رومی بھی تھے جنکو اچھی طور سے عربی میں بات بھی کرنی نہیں آتی تھی چونکہ وہ عیسائی یا فارسی مذہب کے تھے کسیقدر سن سناکر واقفیت رکھتے تھے کہ مکہ کے جاہلوں میں وہی لائق اور عالم سمجھے جاتے تھے جیسا کہ دیہات میں ادنی ملا کو بڑا مولوی سمجھ لیتے ہیں۔ قریش کو جب کوئی اور بات عیب کی معلوم نہ ہوئی تو یہی کہدیا کہ اسکو روح القدس نہیں بلکہ کوئی بشر یعنی وہی غلام تعلیم کرتا ہے۔ اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ اسکو تو عربی میں صاف طور پر بات بھی کرنی نہیں آتی ابھی ہے اور قرآن فصیح عربی میں ہے یعنی اسکو خود کہاں لیاقت ہی جو وہ اوروں کو ایسے مضامین الہامیہ تعلیم کریگا اور پھر انکو اس پاکیزہ عربی زبان میں بھی اس فصاحت سے لادیگا کہ جسکا مثل لکھ کے تمام فصحا سے نہو سکا۔

ف الحاد میل لحد و الحد اذا مال عن القصد اور لحد جو قبر میں ایک طرف یعنی مائل ہوتی ہے اسلئے اسکو لحد کہتے ہیں۔ ملحد دین سے مائل یعنی برطرف ہوتا ہے اسلئے اسکو ملحد اور اسکے فعل کو الحاد کہتے ہیں۔ ع ج م کا مادہ کلام عرب میں ابہام اور اخفا کے لئے موضوع ہے جسکے بیان میں صفائی نہو اسکو عجمی کہتے ہیں اور اسی لئے چارپائے کو عجماء اور عرب کے سوا اور ملکوں کے رہنے والوں کو اعجام کہتے ہیں۔

مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ

جو کوئی ایمان لاکر اللہ کا منکر ہو مگر وہ جو مجبور کیا گیا ہو اور اسکا دل ایمان پر برقرار ہو لیکن جو جو دل کھول کر منکر ہوگا تو انپر اللہ کا غضب ہے

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ

اور انکے لئے بڑا عذاب ہے یہ اسلئے کہ انہوں نے دنیا کے جینے کو آخرت سے عزیز سمجھا اور یہ کہ اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں کرتا وہی ہیں کہ جنکے

قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ۝ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝

دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر کردی ہے اور وہی بےخبر ہیں مقرر وہی آخرت میں خراب ہیں

ترکیب

من کفر بدل ہے الکاذبون سے یا اولئک سے یا الذین لا یؤمنون سے اور ممکن ہے کہ مبتدا ہو فعلیہم اسکی خبر۔ الا من استثنا مقدم بعض کہتے ہیں مقدم نہیں بلکہ لبید کے اس شعر کی طرح ہے۔ الا کل شیء ما خلا اللہ باطل۔ قیل من شرطیہ جواب اسکا محذوف جسپر فعلیہم دال ہے۔ یہ استثناء متصل ہے۔

تفسیر

مکہ میں کفار بار بار اہل اسلام پر بہت کچھ ظلم و ستم کرتے تھے اور انکو مجبور کرکے آنحضرت صلعم اور اسلام کے خلاف باتیں کہلواتے تھے بعض نا اور مار کھانا گوارا کرتے مگر ایسی باتیں منہ سے نہ نکالتے تھے اور بعض نکال دیتے تھے اور دل سے ویسے ہی پابند اسلام رہتے مگر پھر بھی انکو بڑی پشیمانی ہوتی تھی اور مکہ کے کفار بھی کچھ عجب نہیں کہ انپر جھوٹ بولنے کا طعن کرتے ہوں جیسا کہ آج کل کے متعصبین بھی کہا کرتے ہیں کہ اسلام نے جھوٹ کی اجازت دی۔ اسلئے کذب کی برائی کے بعد اس مسئلہ کا بھی ذکر فرما دیا اور اس ایمان لاکر کافر ہونے کی سزا بھی بیان ہوگئی۔ من کفر باللہ الخ یعنی جھوٹے وہی ہیں جو ایمان لاکر کافر ہوتے ہیں یا یوں کہو جو ایمان لاکر بغیر کسی کی زبردستی کے خود بخود کفر کریگا تو اسپر اللہ کا غضب دنیا میں اور آخرت میں عذاب الیم ہوگا الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان مگر وہ مستثنی ہے کہ اسکو کسی نے مجبور کردیا ہو بایں ہمہ اسکے دل میں ایمان راسخ ہو اور وہ جان بچانے کے لئے کلمۂ کفر زبان سے کہدے تو معاف ہے۔

منقول ہے کہ مکہ میں بہت سے مسلمانوں کو سخت ایذائیں دی گئیں بعض تو اصل دین سے پھر گئے اور بعض نے ہر تکلیف گوارا کی مگر زبان سے بھی کلمۂ کفر نہ نکالا جیسا کہ بلالؓ و خبابؓ و سالمؓ و یاسرؓ اور سمیہؓ انکو مار مار کر ہلاک کرگئے۔ سمیہ کے پیشاب گاہ میں ابوجہل نے نیزہ گھسیڑ دیا وہ مرگئیں اسی طرح اسکا خاوند یاسر بھی شہید ہوا اور انکا بیٹا عمار ظاہر میں کلمۂ کفر کہہ بیٹھا لوگوں نے حضرت صلعم سے عرض کیا کہ عمار مرتد ہوگیا فرمایا کبھی نہیں اسکا دل ایمان سے بھرا ہوا ہے عمار روتے ہوئے حضرت کے پاس حاضر ہوئے حضرت نے اپنے ہاتھوں سے انکے آنسو پونچھکر فرمایا کچھ غم نہ کر۔ الغرض ایسی حالت اکراہ میں زبان سے کلمۂ کفر کہنے کی شرع نے اجازت دی ہے مگر صبر کرنے پر ثواب ہے۔

اکراہ کسیکو قتل یا کسی عضو کے کاٹنے کی دھمکی دیجائے اور اسکو یقین ہوجائے تو ایسی حالت میں اظہار ایسے قول یا فعل کی رخصت ہے مگر نہ کرنا افضل ہے۔ ذلک الخ سے کفر اختیار کرنیکی وجہ ذکر کرتا ہے کہ انہوں نے زندگی دنیا کو آخرت سے بہتر سمجھا کیونکہ ازلی گمراہ ہیں آخرت میں جلیں گے خسارہ میں رہیں گے۔

ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ يَوْمَ تَأْتِي

پھر تیرا رب انکی لئے کہ جنہوں نے گھر بار چھوڑ دیا بلائیں پڑکر پھر انہوں نے جہاد کیا اور صبر کیا ہاں تیرا رب اسکے بعد بخشنے والا مہربان ہے　جسدن کہ ہر شخص

كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا وَتُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً

اپنے لئے بحث کرتا ہوا آئیگا　اور ہر نفس کو اسکے عمل کا پورا بدلا دیا جاویگا اور ان پر ظلم نہ کیا جاویگا　اور اللہ نے ایک گاؤں کی مثل بیان فرمائی جو امن چین میں تھا

يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۝ وَلَقَدْ

اسکی روزی بافراغت ہر جگہ سے چلی آتی تھی پھر اسنے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی پھر اللہ نے اسکو یہ مزہ چکھایا کہ بھوک اور خوف کا لباس پہنایا انکی ان باتوں سے جو وہ کیا کرتے تھے　اور انکے

جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ۝

پاس انہیں میں کا رسول آیا پھر اسکو انہوں نے جھٹلایا پھر انکو ظلم کرتے کرتے عذاب نے آلیا

ترکیب

ان ربک کی خبر لغفور رحیم اور انّ دوسرا اور اسکا اسم تاکیداً مکرر آیا۔ اور ممکن ہے کہ انّ اولی کی خبر محذوف ہو کیونکہ انّ ثانیہ کی خبر اسپر دال ہے فُتِنُوا مجہول کا صیغہ یعنی لوگوں نے انکو فتنہ میں ڈالا مار پیٹ کر کلمۂ کفر منہ سے نکلوایا۔ صیغہ معروف بھی آیا ہے یعنی انہوں نے ایسا کیا تھا اور وں کے ساتھ۔

تفسیر

یہہ آیت عیاش بن ابی ربیعہ ابوجہل کے رضاعی بھائی اور ابی جندل بن سہیل اور ولید بن المغیرہ و سلمہ بن ہشام و عبداللہ بن ابی اسید ثقفی کے باب میں نازل ہوئی مشرکین نے انکو فتنہ میں ڈال کر شرک پہ مجبور کیا تھا لیکن پھر یہہ لوگ ہجرت کر کے حضرت صلعم کی خدمت شریف میں آئے اور جہاد کرتے رہے انکے گناہ معاف ہوگئے (معالم)

ابن عامر فَتَنُوا بفتح التاء والفاء پڑھتے ہیں انکے نزدیک یہہ آیت ان مشرکین مکہ کے لئے ہے کہ جنہوں نے مسلمانوں کو فتنہ یعنی مصیبت میں مبتلا کیا تھا لیکن پھر وہ مسلمان ہوگئے ہجرت کر کے جہاد میں شریک ہوئے جیسا کہ خالد بن الولیدؓ۔ الغرض یہہ آیت توبہ کرنے والوں کے لئے مژدہ ہے۔

یوم تاتی الخ اس آیت میں قیامت کی سختی بیان فرماتا ہے کہ آج جو اوروں کے کہنے سے یا انکی حمایت کے بھروسہ پر کہ یہہ لوگ یا کچھ معبود دنیا و آخرت میں ہمارے کام آوینگے ایمان و نبی علیہ السلام سے برگشتہ ہوتے ہیں قیامت میں تو ہر ایک کو اپنی ہی فکر پڑیگی۔ تجادل تخاصم و تحتج اپنے ہی لئے برائت کی حجتیں کریگا۔ جب شفیع عالم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے سب نفسی نفسی کہینگے۔

وضرب اللہ مثلا الخ یہاں سے مکہ کے رہنے والوں پر جو عذاب دنیا میں نبی علیہ السلام کی نافرمانی سے نازل ہونیوالا تھا جسکی طرف بطور پیشین گوئی اور آیات میں ذکر تھا اسکا حال بیان فرماتا ہے۔ قریہ سے مراد مکہ ہے کہ یہاں امن تھا ہر جانب سے روزی کے سامان چلے آتے تھے عرب انکی تعظیم کرتے تھے بجائے شکر کے انہوں نے خدا کی نعمتوں کی ناشکری کی نبی علیہ السلام سے مقابلہ کیا مسلمانوں کو ایذائیں دیں نبی کو نکال دیا فاذاقہا اللہ لباس الجوع تب خدا تعالیٰ نے سات برس کا قحط انپر بھیجا الاکہ مرے ہوئے کتوں اور ہڈیوں کے کھانے کی نوبت آگئی اور بھوک میں جب آسمان کی طرف دیکھتے تھے تو دھواں سا معلوم ہوتا تھا ضعف بصر کی وجہ سے۔ آخر جب قریش کے سرداروں نے حضرت صلعم کے پاس آکر گریہ وزاری کی بچوں اور عورتوں کی حالت پر رحم دلایا تو آپ نے دعا کی تب وہ بلا دفع ہوئی۔ اس آیت میں مفسر کے نزدیک اس [illegible] آئندہ پیش آنیوالے قحط کی طرف پیش خبری دی گئی ہے۔

[illegible] اثر ضرر کے اور اسکا کرنا ذوق یعنی چکھنے سے تعبیر کیا ہے استعارہ کے طور پر۔ ذوق مستعار، آدراک ... استعارہ۔ اور انکی بھوک اور خوف کی ہر حالت کہ جو لباس کی طرح ان کو ڈھانکے ہوئے تھی لباس کے ساتھ تعبیر کیا۔ لباس استعارہ حالت جوع و خوف سے تھا۔ ... بلحاظ استعارہ ثانی یعنی حالت مذکورہ کے ذوق کا استعمال کرنا کمال فصاحت ہے کیونکہ ایسی حالت کا مزہ یعنی تلخی چکھائی جاتی ہے یوں ہی عرب بولتے ہیں نہ پہنائی جاتی ہے۔ اسکی نظیر یہہ شعر ہے ... غمر الرداء اذا تبسم ضاحکا ... غلقت لضحکتہ رقاب المال ... بیضاوی وغیرہ۔ عبدالحق۔

فَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا ص وَّ اشْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ

جو تمکو اللہ نے حلال پاک روزی دی ہے سو انہیں سے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسکی پرستش کرتے ہو۔ تم پر حرام تو صرف مردار اور خون

وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ھٰذَا

اور سُوَر کا گوشت اور وہ چیز ہے جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پکاری گئی پھر جو ناچار ہو جاوے کہ سرکش او رحد سے بڑھنے والا نہو تو اللہ غفور رحیم ہے اور اپنی زبان کے جھوٹھ بکنے سے نہ کہو کہ یہہ چیز

حَلٰلٌ وَّھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ۝ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ وَّلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

حلال اور یہہ حرام ہے اللہ پر جھوٹھ باندھنے کے لئے البتہ جو اللہ پر جھوٹھ باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے تھوڑا سا برتنا ہے اور انکو لئے عذاب دردناک ہے

ترکیب

الکذب بفتح الکاف والباء وکسر الذال۔ یہہ منصوب ہے تصف کی وجہ سے۔ و ما مصدریہ اور ممکن ہے کہ بمعنی الذی ہو اور عائد محذوف اور الکذب اس سے بدل

اور بضم الکاف والذال وفتح الباء بھی آیا ہے یہہ جمع ہے کِذاب مخفف کی جیسا کہ کتاب وکتُب اور بضم باء السنۃ کی صفت ہوگا۔

تفسیر

قحط[٥١] کی بلا سے نجات دینے کے بعد بار دیگر انکو ہر قسم کی روزی عطا کرکے فرماتا ہے کلوا مما رزقکم اللہ کہ لو خدا کی دی ہوئی حلال اور پاک چیزیں

کھاؤ اور اسکا شکر کرو۔ حلالاً طیباً سے معلاً ناپاک اور حرام چیزوں کے کھانے کی ممانعت سمجھی جاتی تھی مگر اسکی تصریح کر دی بقولہ

انما حرم علیکم الخ کہ مردار اور خون اور سُور کا گوشت اور وہ جو غیر اللہ کے نام سے پکاری جاوے وقت ذبح غیر کا نام سپر لیا جاوے پھر یہہ

چیزیں بھی حالتِ اضطرار میں درست ہیں۔ حالتِ اضطرار کہ جس میں مُردار وغیرہ کی اجازت ہے وہ حالت ہے کہ جس میں بھوک کے

مارے جان جانے کی نوبت قریب ہو جسکا اندازہ تین دن کا فاقہ کیا گیا ہے مگر اس میں بھی سرکشی اور حد سے تجاوز کرنا مقصود نہو۔

انما حصر کا کلمہ ہے خدا نے حرام چیزوں کا انحصار ماکولات[٥٢] میں سے انہیں چار چیزوں پر کیا ہے یہاں بھی اور سورۂ انعام میں بھی

بقولہ قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم اور یہہ دونو سورتیں مکیہ ہیں پھر سورۂ بقرہ میں بھی انہیں الفاظ کے ساتھ حصر ہے اور

سورہ مائدہ میں احلت لکم بھیمۃ الانعام الا ما یتلی علیکم سے اور ما یتلی علیکم کو حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل بہ لغیر اللہ

میں کھولدیا۔ اور یہہ دونو سورتیں مدنیہ ہیں۔ پس منخنقہ اور متردیہ وغیرہا حرام چیزیں انہیں میں داخل ہیں جیسا کہ ہم انکے مواقع پر بیان کر آئے ہیں۔

مشرکین کی عادت تھی کہ وہ از خود بتوں کے نام سے جھوٹھ موٹھ کسی چیز کو حلال اور کسی کو حرام کر لیتے تھے جیسا کہ سائبہ بحیرہ وغیرہا چیزیں

جنکا ذکر سورۂ انعام وغیرہا میں آیا ہے اسلئے اسکو منع فرماتا ہے بقولہ ولا تقولوا الخ۔

آج کل مشرکین میں بھی توہمات جاہلانہ موجود ہیں ہنود کو اور انکے ہم صحبت جہّال مسلمانوں کو دیکھ لیجئے۔ الغرض جسطرح انما حرم سے افراط سے

منع کیا تھا کہ شتر بے مہار نہ ہو جاؤ ناپاک اور گندی چیز نہ کھاؤ اسیطرح ولا تقولوا سے تفریط سے منع کیا کہ حلال چیزوں کو بھی حرام نکرو یہہ افراط

تفریط ناشکری ہے۔ یہی ہی ناشکری پر بلا نازل ہوتی ہے۔

---

[٥١] اس آیت کا نزول اگر اس قحط کے بعد کا مان لیا جاوے تو یہہ ربط نہایت مناسب ہے۔

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ

اور یہودیوں پر ہمنے وہ چیزیں حرام کر دی تھیں جو تجھے پہلے سنا چکے ہیں اور ہمنے تو ان پر ظلم نہیں کیا پر وہی اپنے نفسوں پر ظلم کیا کرتے تھے پھر البتہ تیرا رب انکے لئے

عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا

جو بیخبری سے برائی کر چکے پھر اسکے بعد انہوں نے توبہ کی اور درست ہو گئے البتہ تیرا رب اسکے بعد غفور رحیم ہے بیشک ابراہیم پیشوا خدا کا فرماں بردار

لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ ۚ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ

ایک طرفہ تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا شکر گزار تھا اسکی نعمتوں کا اسکو برگزیدہ کیا تھا اور اسکو سیدھا رستہ دکھایا تھا اور ہمنے اسکو دنیا میں بھی خوبی دی تھی

وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝

اور وہ آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں ہے

ترکیب

علی حرمنا سے متعلق ہے من قبل قصصنا سے۔ انفسہم یظلمون کا مفعول۔ بجہالۃ عملوا سے متعلق۔ کان جملہ ان کی خبر۔ امۃ اما کان کی خبر اول قانتا خبر ثانی اسیطرح حنیفا بھی خبر ہے۔ ولم یک جملہ معطوف ہے کان پر۔ اسیطرح شاکرا بھی خبر کان۔

تفسیر

شرع نے یا تو ناپاک اور گندی چیزیں حرام کی ہیں جیساکہ میتہ اور لحم خنزیر وغیرہ اور شرع محمدی علیہ السلام میں یحرم علیہم الخبائث کے بموجب ایسی ہی چیزیں حرام ہیں جنکا ذکر پچھلی آیات میں گزرا یا اور بعض پاک چیزوں کو حرام کر دیا انکے نفس سرکش کی تیزی توڑنے کے لئے گویا یہ تحریم ایک تازیانہ ہے۔ اسلام میں اس قسم کی تحریم نہیں پہنچی میں تھی اور جو مشرکین نے از خود بعض اشیاء کو حرام کرکے یہ تحریم پیدا کی تو انکو روکدیا کہ ایسا نکرو (کیونکہ نبی الرحمۃ علیہ السلام کے عہد میں وہ تشددات اور طوق و زنجیر تکالیف جو پہلی امتوں کو پہنائے گئے اور اتار دئے گئے) پہلی آیات کے بعد یہود جو اس قسم کی تحریم مشروع ہوئی تھی اسکا ذکر فرماتا ہے وعلی الذین ہادوا حرمنا الخ کہ یہودیوں پر ہمنے انکی سرکشی کی وجہ سے چیزیں کہ جنکا سورۂ انعام میں ذکر ہوا حرام کر دیں تھیں جیساکہ ہاں فرمایا تھا فبظلم من الذین ہادوا حرمنا علیہم طیبات احلت لہم آگے فرماتا ہے کہ جو کچھ یہود نے یا مشرکین نے کیا سو کیا مگر انکے لئے بھی پر توبہ کشادہ ہے ثم ان ربک الخ میں یہی مطلب ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بندہ گو شرارت سے بھی پیش آئے گر ہمارے آگے عاجزی و توبہ کریگا تو ہم پھر بھی اسکو معاف کر دینگے (مشکوٰۃ)

مشرکین کہ جو حضرت کی نبوت تو کیا بلکہ مطلقاً نبوت میں کلام کرتے تھے بت پرستی کرتے تھے از خود کفران نعمت کرنے کو حلال چیزوں کو حرام اور حرام چیزوں کو حلال جانتے تھے باایں ہمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قائل تھے انکے طریقہ کو اچھا جانتے تھے اسیطرح یہود بھی انکے قائل تھے اور اپنی خرافات کو انکی طرف منسوب کرتے تھے اور انکی تہدید کے لئے تورات میں جو کچھ احکام میں سختی ہوئی اور پاک چیزیں حرام ہوئیں انکو سنت ابراہیمیہ سمجھتے تھے اسلئے ان دونو فریق کے رد کرنے کے لئے ابراہیم علیہ السلام کا چند صفات حمیدہ کے ساتھ ذکر کیا جس سے انکے خیالات فاسدہ کا ابطال ہوتا ہے۔ پس فرماتا ہے ان ابراہیم الخ اول صفت انکے امۃ اسکے چند معنی ہیں معنی وہ تن تنہا پیشوا دین ہونیکی وجہ سے بمنزلہ امت یعنی ایک جماعت کے تھے۔ مجاہد کہتے ہیں اپنے اول عہد میں تمام مشرکین کے مقابلہ میں وہی موحد تھے اسلئے وہ بھی ایک گروہ قرار دئے گئے یا امۃ بروزن فعلۃ بمعنی مفعول جیساکہ رحلۃ و نخبۃ یعنی مقتدا (۲) قانتا یعنی حکم کے تابعدار (۳) حنیفا بمعنی مائل الی الاسلام (۴) لم یک الخ وہ مشرک نہ تھے (۵) شاکرا کہ بڑے شکر گزار تھے (۶) اجتباہ خدا نے انکو برگزیدہ کیا ایک عالم انکو ذکر خیر سے یاد کرتا ہے (۷) ہداہ اسکو راہ راست کی طرف ہدایت کی گئی تھی (۸) اتیناہ الخ دنیا میں وہ پھلے پھولے انکی نسل میں برکت دی گئی (۹) وانہ آخرت میں مقام بلند پر پہنچے۔

ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ

پھر ہم نے تیری طرف وحی بھیجی کہ ابراہیم کے دین پر چل جو یکطرفہ تھا اور مشرکوں میں سے نہ تھا۔ سبت تو انہیں پر مقرر ہوا تھا جو اس میں اختلاف کرنے لگے۔

وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ

اور بے شک تیرا رب ان میں قیامت کے دن فیصلہ کر دیگا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ اپنے رب کے رستہ کی طرف حکمت اور عمدہ

الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ

وعظ سے بلا۔ اور ان سے بحث کر اچھے طریق سے۔ کیونکہ تیرا رب خوب جانتا ہے کہ جو اسکے رستہ سے بھٹکا ہوا ہے اور اسکو خوب معلوم ہیں ہدایت پانے والے۔ اور اگر تم سزا دو تو

فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ ۖ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ

ویسی ہی سزا دو جیسی تم کو دی گئی۔ اور اگر صبر کرو تو یہ صبر کرنیوالوں کے لئے بہتر ہے۔ اور صبر کر اور تیرا صبر کرنا تو اللہ ہی کے ساتھ ہے اور ان پر غم نہ کر اور انکے

فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ۝

مکر سے دل تنگ نہو۔ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ اور انکے جو نیک ہیں

۱۶ ع ۱۶ ۴

ترکیب

ان اتبع اوحینا کی تفسیر ہے۔ بالتی ہی احسن الجادلۃ التی۔ فاقبتم جمہور نے عاقبتم کو الف کے ساتھ پڑھا ہے اور بعض نے بغیر الف کے تشدید کے ساتھ بھی پڑھا ہے

عقبتم اے تتبعتم۔ بمثل ما میں با زائدہ ہے بعض کہتے ہیں نہیں بلکہ ... ما کل لما عوقبتم لہو ضمیر صبر یا مصدر کی طرف پھرتی ہے دونو پر کلام دال ہے۔ ضیق

مصدر ہے ضاق کا جیسا کہ سار سیرا یا ضیق کا مخفف جیسا کہ ... کا۔

تفسیر

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اوصاف مذکورہ میں مشرکین و یہود پر تعریض ہے کہ تم کو بھی ابراہیم کا اتباع ضرور ہے تم تو انکے برخلاف کام کرتے ہو اسکے بعد انپر ایک اور

تعریض کرتا ہے کہ ثم اوحینا الیک اخیر اسے معلوم ہوا اسکے کہ ابراہیم کا وہ طریقہ محرف و مبدل لوگوں نے کر دیا تھا (لفظ ثم اسی طرف اشارہ کرتا ہے) تیری طرف حکم بھیجا کہ اسپر تم قائم رہو

اور سپر چل یعنی محمد علیہ السلام نے دنیا میں کوئی نیا مذہب نہیں نکالا جو تم اسکے قبول کرنے میں پیش و پیچ کرتے ہو یہ تو اسی برگزیدہ نبی کا رستہ ہے کہ جسکے اتباع کا

تمکو دعویٰ ہے ہاں تمنے اس طریقہ کو بگاڑ دیا مشرکین نے تو شرک کیا اور ابراہیم ہرگز مشرک نہ تھے یہود نے اور دیگر رسوم باطلہ سے۔

یہود آنحضرت صلعم پر ایک اعتراض یہ بھی کرتے تھے کہ آپ طریقہ ابراہیم کے کیونکر پابند ہو سکتے ہیں ابراہیم کے دین میں یوم السبت یعنی ہفتہ کے دن کی تعظیم

خاص تھی وہ آپ نے ترک کی اسکی جگہ جمعہ کا دن مقرر کیا اسکے جواب میں فرماتا ہے انما جعل السبت علی الذین اختلفوا فیہ کہ سبت کا دن ابراہیم علیہ السلام پر

مقرر نہوا تھا بلکہ انہیں یہود پر موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں کہ جنہوں نے اس میں اختلاف کیا یعنی اسکی تعظیم بجا نہ لائے سبت نے انکے بزرگوں میں

سے اسکی بے حرمتی کی اس دن میں کاروبار دنیا کیا چنانچہ بندر بنائے گئے۔ اختلفوا فیہ میں ایک قسم کی تعریض ہے کہ یہ جو آج اسکی تعظیم کا دم بھرتے ہیں انہیں

نے اس میں اختلاف بھی کیا۔ اختلفوا فیہ کے یہی معنی ہیں کہ بالاتفاق سب نے اسکی تعظیم برابر نہیں کی یا یہ معنی کہ نصاریٰ بھی باوجودیکہ توریت کی پابندی کا

دم بھرتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور انکے احکام کو بھی برحق مانتے ہیں اور سبت کو نہیں مانتے اسکی جگہ اتوار کے دن کی تعظیم کرتے ہیں۔ کتب

علی الذین میں نصاریٰ بھی داخل ہیں اور یہود بھی کیونکہ انہیں میں باہم ہفتہ کی نسبت میں اختلاف ہے یہودی اسکے قائل ہیں نصاریٰ نہیں۔ بلکہ انکی
جگہ اتوار کو قائم کرتے ہیں اور ہر ایک دلیلیں قائم کرتا ہے اسلئے فرماتا ہے ان ربک لیحکم الخ کہ خدا قیامت کے دن ان میں فیصلہ کر دیگا
ابوہریرہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ہم پچھلے ہیں مگر سب سے پہلے ہیں قیامت کے دن۔ صرف فرق ہو کہ
ان کو پہلے کتاب ملی ہے اور ہمکو پیچھے پس وہ دن کہ جو خدا نے ان پر فرض کیا تھا اس میں انہوں نے اختلاف کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمکو
وہ دن بتلا دیا کہ وہ ہمارے پیچھے رہ گئے یہود ایک روز نصاریٰ اسکے بعد ایک روز۔ (مسلم)

جب آنحضرت صلعم ابراہیم علیہ السلام کی مسند نبوت پر بیٹھے اور انسے بھی بڑھ گئے تو انکو حج کے لئے لوگوں میں منادی کا حکم ہوا تھا
واذن فی الناس بالحج تو آپ کو تمام عالم کی دعوت کا حکم ہوا کہ سب کو راہِ راست کی طرف بلا فقال ادع الی سبیل ربک مگر
دنیا میں تین قسم کے لوگ ہیں اوّل اعلیٰ درجہ کے حکماء کہ جنکا مقصود اصلی یقینیات کا دلائل قطعیہ سے حاصل کرنا ہے سو انکی
دعوت بالحکمۃ ہوتی ہے یعنی دلائل قطعیہ یقینیہ کے ساتھ انکے عقائد و اعمال صالحہ کی رغبت پیدا کرنا۔ اب یہ کچھ ضرور نہیں کہ
یہ دلائل قواعد منطقیہ پر مبنی ہوں یا زبانی قیل و قال ہو بلکہ انکے فہم و استعداد کے موافق اور اوسط درجہ کے بھی
ہوتے ہیں انکے افہام دلائل اقناعیہ ہی پر بس کر لیتے ہیں سو انکو بالموعظۃ الحسنۃ دعوت ہوتی ہے اور یہی دلائل
موعظت حسنہ ہیں جو لطف و نرمی کے پیرایہ میں ادا کی جاتی ہیں اور بعض ادنیٰ درجہ کے جنکی روح کدر اور عالم غیبیہ نورانیت کا
حصہ نہیں پائے ہوئے ہوتی ہے سو یہ لوگ دعوت کے قابل نہیں بلکہ انکے مسلمات سے انکا بند کر دینا ہی مطلوب ہوتا ہے
اسلئے انکے لئے فرمایا وجادلہم بالتی ہی احسن اور اسی لئے اشرار اہل کتاب کے لئے ایک جگہ یوں آیا ہے ولا تجادلوا
اہل الکتاب الا بالتی ہی احسن اور چونکہ یہ لوگ ہٹ دھرمی کیا کرتے ہیں الزام کھانے کے بعد بھی بک بک کئے جاتے ہیں
اسلئے آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ ان ربک ہو اعلم بمن ضل عن سبیلہ الخ۔

جو شخص خلائق کی ہدایت پر کمر باندھکر انکو انکے مذہب آبائی اور رسوم و عادات موروثیہ سے منع کرنا چاہتا ہے تو اسکے اور اسکے
اعوان و انصار کی تکلیف اور ایذا میں ہاتھ سے زبان سے وہ لوگ کچھ اٹھا نہیں رکھتے اس لئے آنحضرت صلعم اور
آپکے پیروکاروں کو حکم دیتا ہے کہ ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ کہ اگر بدلہ ہی لینا ہو تو اسیقدر کہ جسقدر تمکو
تکلیف دی گئی ہے۔ یہ عام قانون عدالت کے موافق حکم ہے مگر انبیاء اور انکے پیروؤں کا مرتبہ یہ نہیں بلکہ انکو صبر و
برداشت کرنا ہی بہتر ہے ولئن صبرتم لہو خیر للصابرین مگر آنحضرت صلعم کی شان اس سے بھی اعلیٰ ہے اسلئے
آپکو تاکید صبر کا حکم دیا واصبر الخ اور نیز آپکو انکی گذشتہ حرکات ناشائستہ پر حزن کرنے کی اور آئندہ جو
وہ مکر و فریب کرتے ہیں اس سے دل تنگ ہونے کی بھی ممانعت کر دی ولا تحزن الخ اور اپنی مدد کا بھروسہ دلا دیا
ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون۔ ان تھوڑے سے الفاظ میں کسقدر اسرار ہیں کہ جنکے بیان کرنے سے بڑے
بڑے حکماء قاصر ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔

سورۂ بنی اسرائیل مکی ہے اس میں ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ۝ (پارہ ۱۵)

پاک ہے وہ کہ جسنے راتوں رات اپنے بندہ (محمد) کو مسجد حرام سے اُس انتہائی مسجد تک سیر کرائی کہ جسکے آس پاس ہمنے برکت رکھی ہے تاکہ اسکو ہم اپنی کچھہ نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے

ترکیب

سبحٰن اسم ہے بمعنی تسبیح بمعنی التنزیہ - اور کبھی اسکا علم بھی ہوکر مستعمل ہوتا ہے تب اضافت سے منقطع ہوگا اور غیر منصرف ہوگا جیسے قد قلت لما جاءنی فخرہ ؕ سبحان من علقمۃ الفاخرِ ؕ اور اسکا نصب فعل محذوف سے ہے جو متروک الاظہار ہے - اسریٰ و سریٰ ایک معنی میں ہے وقیل لا۔ لیلاً منصوب ہے اسریٰ کا مفعول فیہ ہوکر حولہ منصوب ہے مفعول بہ یا فیہ ہوکر بارکنا کا لنریہٗ اسریٰ سے متعلق ہے -

تفسیر

جمیع مفسرین متفق ہیں کہ عبدہٖ سے مراد اس جگہ حضرت محمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم - اسرا و رات میں سیر کرانا لیجانا لیکن پھر لیلاً کا لفظ نکرہ کرکے لانا اسلئے ہے کہ تمام رات کی سیر نہ کوئی سمجھے بلکہ یہہ واقعہ رات کے ایک خاص حصہ میں ہوا تھا وہ یہہ کہ مسجد الحرام سے حضرت کو مسجد اقصیٰ تک لے گئے پھر وہاں سے آسمانوں تک پہنچے مسجد الحرام خانہ کعبہ اور اسکے آس پاس کی جگہہ یعنی صحن - احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ میں خانہ کعبہ کے پاس حجر کے اندر کچھہ بیدار کچھہ سوتا تھا کہ جبرئیل میرے پاس براق لائے الخ اور بعض روایات میں ہے کہ اس رات آپ ام ہانی کے گھر میں تھے اسکی تطبیق علماء نے یوں کی ہے کہ ام ہانی کا گھر حرم میں واقع تھا بعض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کو روحانی طور پر کئی بار معراج ہوئی ام ہانی کے گھر سے شاید روحانی معراج ہوئی ہو نہ یہہ کہ جسکا یہاں ذکر ہے اور اسیطرح وہ جو بعض اہل علم اس معراج کو خواب کی طور پر کہتے ہیں غالباً انکی مراد بھی اور خواب کی معراج ہوگی نہ کہ یہہ جو حالت بیداری میں روح اور جسم دونو کے ساتھ ہوئی اور مسجد اقصیٰ تک ایک رات کے کچھہ حصہ میں جانا تو اس آیت سے ثابت ہے اور پھر آگے آسمانوں تک احادیث صحیحہ سے جو بحالت مجموعی حد تواتر کو پہنچ گئے ہیں اور اسی پر جمہور اہل اسلام کا اتفاق ہے سلف سے خلف تک - مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المقدس ہے اور اسکو اقصیٰ بمعنی بعید اسلئے کہتے ہیں کہ خانہ کعبہ سے یہہ دور فاصلہ پر ہے کہ پھر اس سے پرے اور کوئی مسجد نہ تھی - غرض کوئی وجہ ہو مگر عرب خصوصاً اہل مکہ اسکو مسجد اقصیٰ کہتے تھے - اسکے گرد برکت دینے سے مراد یہہ ہے کہ پھل پھول کی جگہہ ہے مسجد اقصیٰ ہے ایسے سرسبز ملک اور محل میں یہہ سرسبزی خدا کی عطا کردہ برکت ہے اور اسکے سوا اسکے گرد برکت انبیاء علیہم السلام کی وجہ سے ہے وہ جگہہ معدن انبیاء و اولیاء کا رہی ہے وہاں ملائکہ رحمت کا فرودگاہ ہے -

اور یہہ سیر کسلیئے تھی کہ خدا تعالیٰ آنحضرت صلعم کو اپنی نشانِ قدرت اور عالمِ غیب کی چیزیں دکھائے منجملہ انکے جنت و دوزخ کی چشم دید حالت اور ملائکہ اور عالمِ قدس کے لوگونکی کیفیت تاکہ نبی عالمین کے قلب پر ان حجب غیبیہ کا پورا پورا انکشاف ہو ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء -

سمیع و بصیر اس مقام پر عجب لطف دے رہا ہے - بصیر اس عجیب سیر میں حضرت کی نگہبانی کے لئے آیا ہے مسافر کو کہتے ہیں اللہ نگہبان اور سمیع منکروں کے بیہودہ سوالات پر تہدید کے لئے آیا - آسمان اور بہشت و دوزخ کی سیر اور وہاں انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کی کیفیت اور نماز پنجگانہ وہاں فرض ہونا احادیث صحیحہ میں مفصلاً مذکور ہے -

ابحاث

(۱) یہہ معراج کا واقعہ محققین کے نزدیک ہجرت سے ایک سال پیشتر رجب کے مہینے میں ستائیسویں شب کو ہوا تھا جیسا کہ معالم التنزیل وغیرہ کتب سے ثابت ہے۔

(۲) آنحضرت صلعم نے جب صبح کو اس معراج کی کیفیت بیان فرمائی تو اہل مکہ اور بھی تمسخر کرنے لگے ہاں اہل ایمان کو تو دل سے آپکی تصدیق تھی چنانچہ قریش کے چند قافلے ملک شام میں تجارت کے لئے گئے ہوئے تھے قریش مکہ نے آپ سے سوال کیا کہ اگر آپ شبانہ شب بیت المقدس گئے تو ہمارے فلاں فلاں قافلے آپ کو رستہ میں ضرور دکھائی دئیے ہونگے اگر آپ سچے ہیں تو انکی پوری کیفیت بیان فرمائی کہ اس رات وہ کہاں تھے اور اہل قافلہ اس وقت کیا کر رہے تھے اور انہیں کیا واقعہ ہوا تھا چنانچہ آپ نے انکی سب مفصل کیفیت بیان کی اور جب وہ قافلے آئے تو لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ فلاں شب تم کہاں تھے اور کیا معاملہ تم میں گزرا تھا انہوں نے وہی بیان کیا جسکی آنحضرت صلعم نے خبر دی تھی جیسا کہ صحیح مسلم میں موجود ہے۔

سوال احادیث میں یہہ بھی موجود ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلعم سے بیت المقدس کے مکانات کا پتہ پوچھنا شروع کیا اور آپ جب بتلاتے بتلاتے گھبرا گئے تو جبرئیل نے بیت المقدس کو آپکے سامنے لا کر حاضر کر دیا۔ اوّل تو بیت المقدس جو خاص ہیکل سلیمانی سے عبارت ہے بخت نصر کے حادثہ میں گر گیا گیا اور پھر جب اسکی تعمیر ہوئی تو اسکو انطاکیہ کے بادشاہ انٹیوکس نے حضرت مسیح علیہ السلام سے پیشتر ہی گرا دیا پھر اسکے بعد جو تعمیر شروع ہوئی اور وہ تعمیر حضرت مسیح علیہ السلام کے عہد تک تمام نہیں ہوئی تھی جسکی سرپرستی ہیرودس حاکم شام کرتا تھا جو قیاصرہ روم کا ماتحت تھا اسکو حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشین گوئی کے موافق حضرت مسیح علیہ السلام کے صعود سے تخمیناً چالیس برس بعد روم کے قیصر طیطوس نے بیخ و بنیاد سے گرا دیا اور سر پر ہل چلوا دیا پھر جو کسی نے اسکی تعمیر کا قصد کیا تو نہ کر سکا اسکی بنیادوں میں سے مدتوں کے بعد تک آگ کے شعلے نکلتے تھے جو قہر الٰہی تھا یہود پر مسیح کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے آخر وہ تعمیر حضرت عمرؓ کے عہد تک خراب پڑی رہی ہاں خس و خاشاک اور بول و براز پڑا رہتا تھا پھر اسکو عمرؓ نے تعمیر کیا یہہ بات عیسائیوں اور محمدیوں کی تاریخ میں بالاتفاق مانی گئی ہے پس آپنے نماز وہاں کیونکر پڑھی اور اسکے نشانات لوگوں کے سوال کے موافق کیونکر بیان فرمائے اس عہد کے پیشتر صدہا سال سے ہی اسکو کسی نے نہیں دیکھا تھا وہ اسکے نشانات کیونکر پوچھ سکتے تھے؟ ہاں شاہ قسطنطین کا گرجا اس عہد میں موجود تھا پس اسی میں آپنے نماز پڑھی ہوگی اور اسی کو شاید آپ مسجد اقصی کہتے ہیں پس اسی کے عرب نے نشان پوچھے ہونگے جنکو وہ شام میں جاتے وقت دیکھا کرتے تھے وہی نشان آپنے بتلائے ہونگے۔ اب اہل اسلام کو مذہب عیسوی اور شاہ قسطنطین کے عہد کا مذہب صحیح تسلیم کرنا پڑا اور اسی کو مسجد اقصی کہنا چاہیے اور اسکی تعظیم بجا لانی چاہئے۔ حالانکہ ایسا نہیں کرتے بلکہ عمرؓ نے قدیم جگہہ مسجد بنائی جسکو آج کل مسلمان مسجد اقصی یا بیت المقدس کہتے ہیں۔

دوم جو کچھہ ہو پھر اسکی حضرتؐ کو روبرو مکہ میں حاضر ہونیکے کیا معنی؟ معلوم ہوا کہ اسلام ایسی ہی غلط باتوں اور توہمات پر مبنی ہے جنکو کوئی تسلیم نہیں کر سکتا۔

جواب یہہ تمام تقریر پادریوں کی ملمع کاری ہے عوام اہل اسلام کو فریب دینے کیلئے کہ مسجد اقصی بیشک وہی ہیکل سلیمانی ہے جو اس عہد میں منہدم پڑی تھی پھر کوئی مسجد مقدس اگر منہدم ہو جاوے تو کیا اسکی تعظیم و عظمت و برکت ان عمارات کے گر جانے سے جاتی رہتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر ایسا ہو تو وہی ہیکل جسکو بخت نصر کے بعد عزیر علیہ السلام کے سے انبیاء نے تعمیر کیا۔ چاہئے کہ وہ مقدس ہیکل نہ ہو کیونکہ وہ عمارت اور تھی یہہ اور ہے اسیطرح اور عمارات بدلتی گئیں پس معلوم ہوا کہ عمارات کو اسمیں کچھہ دخل نہیں ہوں یا نہوں پرانی ہو ویں یا بدل جاویں وہ جگہہ وہی کہلاتی ہے اسکی وہی تعظیم باقی رہتی ہے پس آپ نے اس قدیم جگہہ پر نماز پڑھی اور اسی کو آپ مسجد اقصی کہتے تھے کیا منہدم جگہہ پر نماز نہیں پڑھ سکتے؟ رہا لوگوں کا عمارات سے سوال تو وہ خاص

مسجد اقصیٰ سے نہ تھا جیسا کہ معترض سمجھ گیا بلکہ آپ کے امتحان کے لئے ان جگہ کی ان عمارات سے سوال تھا جو انکے زمانہ میں موجود تھیں خواہ وہ فسطنطین کا گرجہ ہو یا کوئی اور اور مجازاً عرف عام میں سب کو بیت المقدس کہتے تھے اور اب بھی کہتے ہیں بلکہ بیت المقدس کا اطلاق تمام شہر یروشلم پر ہوتا تھا اور اب تک ہوتا ہے ہاں مسجد اقصیٰ خاص اسی جگہ کا نام ہے پس قرآن میں صرف مسجد اقصیٰ تک جانا مذکور ہے خواہ وہ منہدم ہو یا نہ ہو اور احادیث میں وہاں نماز پڑھنا مذکور ہے سو وہ بھی ممکن خواہ منہدم ہو خواہ عمارت ہو اور لوگوں کا سوال بھی بیت المقدس کی بعض نشانیوں سے تھا نہ کہ مسجد اقصیٰ کی چنانچہ صحیح مسلم میں ہے لقد رأیتنی فی الحجر و قریش تسالنی عن مسرای عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتها قال فکربت کربا ما کربت مثلہ قط قال فرفع اللہ لی انظر الیہ ما یسئلونی عن شیء الا انبأتھم بہ الخ کہ میں بمقام حجر تھا اور قریش معراج کے بارہ میں سوالات کرتے تھے اور بیت المقدس کی بعض چیزیں پوچھتے تھے کہ جو مجھے خوب یاد نہیں تھیں تب میں ایسا گھبرایا کہ ایسا کبھی نہیں گھبرایا تھا پس اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجاب دور کر دیا اور میری نظر میں بیت المقدس تھا جو وہ پوچھتے تھے میں جواب دیتا جاتا تھا۔

اب اس میں کیا اعتراض ہے ہماری آنکھوں سے تمام تصویریں حجاب اٹھ جاتا ہے وہ شئی جس کا ہم تصور جماتے ہیں روبرو آکھڑی ہوتی ہے پھر آپ تو مؤید بالہام نبوت تھے شاید پادری صاحب اسکے معنی سمجھ گئے ہیں کہ جبرئیل نے شام سے بیت المقدس کو سچ مچ اٹھا کر حضرت کے سامنے رکھدیا تھا۔ یہ انکی غلط فہمی ہے۔

(۳) جسم عنصری کا تھوڑی سی دیر میں مسجد اقصیٰ پہنچنا اور اس سے بڑھکر یہ کہ آسمانوں پر جانا اور آسمانوں سے گزر کر عرش تک جانا اور وہاں باوجود اس جسم عنصری کے روحانیات محضہ سے ملنا جنت و دوزخ دیکھنا عقلاً ممنوع ہے حکماء نے اسکے محال ہونے پر اور آسمان کے خرق والتیام کے محال ہونے پر دلائل قائم کئے ہیں اور نیز کوئی اہل ادیان حقہ یعنی عیسائی ایسی باتوں کا قائل نہیں اسی لئے آج کل کے فلسفی مسلمان بلکہ کچھ اگلے زمانہ کے بھی جنکو معتزلہ کہتے تھے اس معراج کو خواب پر محمول کرتے ہیں عائشہؓ اور معاویہؓ کے قول سے ان اعتراضات سے بچنے کے لئے۔

جواب جسم عنصری کا ایسی حرکت سریع کرنا خصوصاً جبکہ اسکی عنصریت روحانیت سے بھی لطافت میں بڑھ جاوے کچھ محال نہیں آجکل ریل اور تار برقی کی حرکت کو ملاحظہ کر لیجئے اور اسی طرح آسمانوں کا خرق والتیام جن خیالات فاسدہ سے محال کیا تھا انکی پوری پوری حکماء اسلام نے علم کلام میں قلعی کھولدی ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ وہ حکماء یونان اپنے عقلی ڈھکوسلوں سے زمین و آسمان کے قلابے ملایا کرتے تھے جنکے مسائل طبعیات و ہیئت کی آجکل حکماء یورپ کیسی خاک اڑا رہے ہیں۔ اور جو کوئی ملحد عیسائی ایسی باتوں کا قائل نہ ہو تو کیا ہوا پر جو انجیل و بائیبل کو مانتے ہیں انپر ان باتوں کا تسلیم کرنا ضرور ہے دیکھئے انجیل مرقس کے سولہویں باب انیسویں ورس میں یہ ہے خداوند لوگوں سے کلام کرنے کے بعد آسمان کی طرف چڑھ گیا اور خداوند تعالیٰ کے داہنے ہاتھ جا بیٹھا یعنی حضرت عیسیٰؑ آسمان پر چلے گئے۔ اور اسی طرح دوسری کتاب السلاطین کے دوسرے باب میں مذکور ہے کہ ایلیا (یعنی حضرت الیاس علیہ السلام) اور الیسع باتیں کرتے جاتے تھے کہ ایک آگ کی گاڑی اور آگ کے گھوڑے نمودار ہوئے انہیں چڑھکر ایلیا آسمان پر چلا گیا۔ اور اسی طرح قسیس ولیم اسمٹ اپنی کتاب طریق الاولیاء میں حضرت اخنوخ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا بیان کرتا ہے۔

اور اہل اسلام فالحمد للہ اسپر متفق ہیں اس میں ملحدوں کا کیا ذکر ہے اور عائشہؓ اور معاویہؓ کی حدیث دوسری معراج کے بارہ میں ہے جو حضرت کو اس سے پیشتر خواب میں ہوئی تھی (جیسا کہ معلوم ہے)

(۴) یہ معراج روحانیت کا غلبہ تمام ہے جس سے روح کے تابع جسم ہو گیا اور جسم کو لیکر عالم بالا اپنے حیز طبعی کیطرف روح اڑ گئی اور اس حالت کے تمام ہونے کے بعد پھر جسم اطہر اپنے اصلی مکان یعنی زمین پر آگیا۔ یہ شرف خاص تمام انبیاء علیہم السلام میں آنحضرت صلعم کو حاصل ہوا ہے وللہ الحمد۔

وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ

اور ہمنے موسیٰ کو کتاب دی تھی اور ہمکو بنی اسرائیل کے لئے ہادی بنایا کہ میرے سوا کسیکو کارساز مقرر کریو اے نسل اُنکی کہ جنکو ہمنے نوح کے ساتھ کشتی میں اٹھایا وہ

عَبْدًا شَكُوْرًا ۝ وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ فَاِذَا جَآءَ

شکرگزار بندہ تھا اور ہمنے کتاب میں بنی اسرائیل کو یہ حکم سُنا دیا تھا کہ تم زمین پر دو بار فساد کروگے اور بڑی سرکشی کروگے پھر جب انمیں سے

وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ

اول وعدہ آویگا تو ہم تمپر اپنے بندے مسلط کرینگے بڑے جنگ جو جو ملک میں گھس آوینگے اور اللہ کا وعدہ ہوکر رہیگا پھر تمکو ہم

الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَاِنْ اَسَاْتُمْ

دشمنوں پر پھر غلبہ دینگے اور تمکو مال اور اولاد میں ترقی دینگے اور تمہاری جماعت بڑھائینگے اگر تم نیکی کروگے تو اپنے لئے نیکی کروگے اور اگر بدی کروگے تو

فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْۗءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا

اپنے لئے پھر جب دوسرا وعدہ آئیگا تو دشمنوں کو بھائینگے تاکہ وہ تمہارے منہ بگاڑ دیں اور مسجد میں گھس جاویں جیسا کہ اول بار گھس گئے تھے اور تاکہ جہاں وہ غالب آویں اسکو خراب کریں

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝

وقف لازم

(کتاب میں یہ بھی کہدیا) کہ شاید تمہارا رب تم پر مہربانی کرے۔ اور اگر تم پھر کروگے تو ہم پھر وہی کرینگے اور جہنم کو منکروں کا قیدخانہ بنایا ہے

ترکیب

الا تتخذوا اصل میں ان لا تتخذوا۔ اَنْ مفسرہ ہے اس چیز کا کہ جسکو کتاب شامل تھی امر ونہی سے۔ وکیلا مفعول ہے لا تتخذوا کا اور مفعول ثانی یا ذریۃ ہے ولہ التقدیر لا تتخذوا ذریۃ من حملنا وکیلا اے ربا مفوضا الیہ۔ اس صورت میں من دونی حال ہوگا وکیلا سے یا من دونی خود مفعول ثانی ہے۔ اس صورت میں ذریۃ کا نصب منادی مضاف ہونیکی وجہ سے ہے یا باعتبار معنی مرتین مصدر ہے بغیر لفظہ سے وعدا ولٰہما اے موعود اولی المرتین خلال ظرف ہے جاسوا کا۔

تفسیر

آنحضرت صلعم کی بزرگی ذکر فرماکر (یعنی معراج کا ذکر کرکے) اب یہ بات بتلاتا ہے کہ ہمیشہ سے انبیاء کے ساتھ ہم یوں ہی انعام واکرام کرتے آئے ہیں اس سے پہلے ہمنے موسیٰ کو کتاب یعنی توراۃ دی تھی جو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کرتی تھی اسمیں بڑا تاکیدی حکم یہی تھا کہ اے نوح اور اسکے ساتھ کشتی میں سوار ہونیوالوں کی نسل میرے سوا اور کسیکو کارساز حاجت روا نہ بنانا۔ مگر بنی اسرائیل نے بت پرستی کی ہلاکت میں پڑے۔

ذریۃ من حملنا مع نوح فرمانے میں اسطرف اشارہ ہے کہ جسوقت تمام عالم کو پانی میں غرق کیا تو انکی بدکاری و شرارت و بت پرستی کی وجہ سے اور نوحؑ اور انکے ساتھ والوں کو کشتی میں بچالیا تو انکی نیکی اور خداپرستی کی وجہ سے اور اب جو تم دنیا میں پہلے ہوئے ہو سب انہیں انعام یافتوں کی نسل ہو تمکو ذرا اپنے بزرگوں کا بھی خیال رہے کہ وہ کیسے تھے اور اب تم کیا کرتے ہو اور اس عذاب کا بھی کہ جو اسوقت دنیا پر نازل ہوا چونکہ کشتی والوں میں نوح علیہ السلام سردار تھے اسلئے انکا وصف بھی بتلاتا ہے انہ کان عبدا شکورا کہ وہ بڑا شکرگزار بندہ تھا۔ اب تم انکی اولاد ہوکر کسطرح سے کفران کرتے ہو شکر یا ؤ شکر یاؤ۔ ذریۃ من حملنا مع نوح اشارتا ذکر فرماکر اس واقعہ کی تصریح فرماتا ہے جو کتاب میں بنی اسرائیل کے لئے بطور پیشین گوئی کے ذکر ہوا تھا۔ بقولہ وقضینا الی بنی اسرائیل

فی الکتاب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا ○ فاذا جاء وعد اولٰہما بعثنا علیکم عباداً لنا اولی باس شدید فجاسوا خلال الدیار الخ۔
قضاء قطع کرنا۔ فیصلہ کرنا۔ مستحکم کرنا۔ ادا کرنا۔ حکم کرنا۔ مگر یہاں مراد قطعی طور پر بتلا دینا ہے۔ وعد اولٰہما یعنی اولی المرتین باس قتال ومنہ قولہ تعالٰی وحین الباس۔ قال اللیث الجوس والجوسان التردد۔ فجاسوا۔ ابن عباسؓ اسکے معنی کرتے ہیں فتشوا تفتیش کرینگے۔ ابو عبیدہؓ کہتے ہیں طلبوا من فیہا ابن قتیبہ کہتے ہیں عاثوا وافسدوا۔ الخلال ہو الانفراج بین الشیئین والدیار دیار بیت المقدس۔

بعض مفسرین نے

فی الکتاب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توراۃ مراد لی ہے اور یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معرفت بنی اسرائیل کو یہ بات سُنا دی ہو کہ تم ملک میں دو بار فساد مچاؤ گے اور بڑی سرکشی کرو گے پہلی مرتبہ جب تم ایسا کرو گے تو تم پر ہم بڑے جنگ آور بندے مسلط کرینگے جو تمہارے گھروں میں گھُس گھُس کر تمہیں قتل کرینگے۔ اسکے بعد ہم پھر تمکو دولت وثروت اولاد وحشمت دینگے مگر تم پھر فساد وشرارت کرو گے تو ہم پھر تم پر ایک قہار قوم مسلط کرینگے جو تمہارے مُنہ بگاڑ دیگی اور اوّل بار کی طرح بیت المقدس تک انکی نوبت آویگی۔ اسکے بعد شاید خدا تم پر مہربانی کرے اور جو تم پھر بدی وشرارت کروگے تو ہم پھر تمکو سزا دینگے۔ مگر اب بالفعل جو اہل کتاب کے پاس توریت کے نام سے ایک کتاب نامزد ہے اس میں اس صراحت کے ساتھ یہ مضمون نہیں ہاں اسکے بعض فقروں سے نکلتا ہے کہ اس اصلی توریت میں یہ مضمون ہوگا۔ بعض کہتے ہیں کہ کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے یعنی یہ بات بنی اسرائیل کے لئے پہلے دفتر قضاء وقدر میں لکھدی تھی۔ وقال ابن عباسؓ وقتادہ یعنی قضینا علیہم فالی بمعنی علی والمراد بالکتاب اللوح المحفوظ۔ معالم۔ محمد بن اسحاق کہتے ہیں وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب ای اعلمناہم واخبرناہم فیما آتیناہم من الکتاب انہم سیفسدون (معالم)

اس قول سے توریت کی تخصیص نہیں سمجھی جاتی بلکہ عام ہے کوئی کتاب ہو جو بنی اسرائیل کو دی گئی تھی اور کاتب الحروف کے نزدیک بھی یہی قول قوی ہے اب ہم جو آج کل کی کتابوں کو دیکھتے ہیں کہ جنکو اہل کتاب الہامی مانتے ہیں انمیں سے کتاب یسعیاہ (شعیا) اور یرمیاہ (ارمیاہ) اور حزقیل اور ہوسیع اور یوئیل اور عاموس اور میکیاہ اور حبقوق علیہم السلام کی کتابوں میں یہ مضمون بکثرت موجود اور باوجود تحریفات کے بہت کچھ مذکور ہے اسی کی نسبت فرماتا ہے وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب الخ۔

اب یہ بات باقی رہگئی کہ پہلی مرتبہ بنی اسرائیل کی شرارت وبُت پرستی پر کس جبار بادشاہ کو خدا نے ان پر مسلط کیا تھا؟ کثر مفسرین کہتے ہیں بخت نصر بابل کا بادشاہ ہے۔ مگر جو اسکی چڑھائی کا باعث حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے خون کا انتقام کہتے ہیں وہ بڑی غلطی کرتے ہیں کسلیئے کہ بخت نصر جسکو اہل کتاب نبوکد نضر کہتے ہیں حضرت یحییٰؑ سے صدہا سال پیشتر گزرا ہے۔ اور پچھلے مرتبہ جسنے بنی اسرائیل پر چڑھائی کی ہے بعض کے نزدیک وہ شاہ انیٹوکس انطاکیہ کا بادشاہ ہے اسکے بعد پھر کچھ بنی اسرائیل کی حالت سنبھلی تھی جیسا کہ عسیٰ ربکم ان یرحمکم سے پایا جاتا ہے مگر جب یحییٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ ایسی بدسلوکی کی تو ان عدتم عدنا کے موافق خدا نے شہزادہ روم طیطس کو چڑھا یا جسنے بالکل ستیاناس کر دیا اسکے گرائے ہوئے بیت المقدس کو حضرت عمرؓ نے تعمیر کیا ہے۔ اب ہم بیت المقدس کی مفصل تاریخ لکھتے ہیں جس سے ناظرین آپ سمجھ لینگے کہ اس آیت کا مصداق ان بادشاہوں میں سے کون ہے اور کونسا واقعہ اس سے زیادہ چسپاں ہے۔ وہو حسبی ونعم الوکیل۔

تاریخ بیت المقدس

چونکہ مسجد اقصی کا ذکر قرآن مجید کی ان آیات مین واقع ہے کہ جس کو مفسرین اسلام بیت المقدس یا بیت القدس سے تعبیر کرتے ہین تو ہم کو ضرور ہوا کہ اس کا مفصل حال بیان کرین تاکہ پہر شب معراج مین آنحضرت سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کا وہان تشریف لیجانا ذہن نشین ہو اور اسپر جو مخالفین نے شبہات کیے ہین وہ بہی دفع ہوجاوین اور نیز پہلی آیتون کا مطلب بہی بخوبی واضح ہوجاوے۔

فصل اول

مسجد اقصی یا بیت المقدس اوس مسجد کا نام ہے کہ جسکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا تہا جسکو اہل کتاب ہیکل کہتے ہین۔ یہ مسجد شہر شلیم یا جیروسلم مین واقع ہے جو ملک فلسطین مین ہے اور اس ملک کو یہودیہ اور ارض مقدسہ (ہولی لینڈ) اور کنعان بہی کہتے ہین اور ملک شام بہی جغرافیا فرہاد کے صفحہ ۲۴ مین ہے وکنعان اسم قدیم شام ست کما قال الیاقوت کنعان بالفتح ثم السکون وعین مہملہ وآخرہ نون قال ابن الکلبی الشام ومنازل الکنعانیین ینسبون الی الکنعان بن حام بن نوح۔ وکنعان موضع من ارض الشام کان منزل یعقوب علیہ السلام فی قریۃ یقال لہا سیلون بین سجل ونابلس وبہا الجب الذی التی فیہ یوسف علیہ السلام۔

یعنی کنعان اس گاؤن کا بہی نام ہے کہ جس مین حضرت یعقوب علیہ السلام رہتے تہے جو سجل اور نابلس کے درمیان تہا اور وہین وہ کنوان ہے کہ جس مین حضرت یوسف علیہ السلام ڈالے گئے تہے اور ملک کا بہی۔ اسی طرح فلسطین اس ملک شام کو بہی کہتے ہین اور کبہی اسمین سے خاص اس حصہ کو بہی کہتے ہین کہ جو اس ملک کا مغربی حصہ بحیرہ روم کے کنارہ پر واقع ہے جس مین عسقلون اور یقرون اور یافہ اور غازہ شہر آباد ہین۔ زمانہ قدیم مین اس ملک مین فرقہ کوش کے لوگ رہتے تہے جنکا مقابلہ بنی اسرائیل سے ہوا کرتا تہا۔ اور اسی طرح سیریہ کہ جسکو زمانہ قدیم مین ارام کہتے تہے جو ایشیائے ترکی کا ایک حصہ ہے اور جسمین شہر الیپو یعنی حلب واقع ہے اور جسمین ملک بابل بہی شامل تہا کبہی وسیع معنی مین اطلاق ہوتا ہے کہ جو ملک فلسطین کو بہی شامل ہے اور کبہی اسکو چہوڑکر شمالی حصہ کو۔ اب اس ملک فلسطین یا کنعان کا حال بیان کرتے ہین کہ جسمین شہر جیروسلم یا یروسلم واقع ہے۔ اس ملک کے حدود اربعہ یہ ہین شمال مین ملک سریا یعنی شام اور مغرب مین شمالی حصہ تک بحیرہ روم جسکے کنارہ پر طرابلس عسرہ یافہ صیدا عسقلون عکہ صور بیروت لاذقیہ قیساریہ وغیرہ شہر واقع ہین اور جنوب مین ملک عرب کے شمالی حصے۔ اور مشرق مین یرون ندی اور بحر المیت کہ جسکو بحر لوط بہی کہتے ہین یعنی وہ شور جہیل کہ جسکا طول تخمیناً ستر میل اور عرض دس میل ہے جسکے کنارون پر حضرت لوط علیہ السلام کی نافرمانی سے وہ پانچ گاؤن جو غارت ہوگئے بستے تہے۔

اس ملک کا طول شمالاً وجنوباً سریا سے لیکر عمالیقیون کی زمین تک اسی کوس اور عرض پورب پچہم بحیرہ روم سے لیکر موآبیون کی زمین تک

چالیس کوس۔ اور پھر حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد مین اس ملک کے اور بھی حدود اربعہ وسیع ہوگئے تھے۔ قدیم زمانہ مین اس ملک پر بابل اور نینوی کے بادشاہون کی حکومت تھی۔ شاہان نینوی کی عہد مین حضرت ابراہیم علیہ السلام اطراف بابل اپنے اصلی وطن سے ہجرت کرکے اس ملک یہودیہ یا شام مین آرہے تھے۔ اس عہد مین شاید یہان نینوی کے بادشاہ کی حکومت نہ تھی یا ہوگی تو کامل طور پر نہوگی بلکہ توریت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طوایف الملوکی تھی۔

اس ملک مین شمال کی جانب سے پہاڑون کے دو سلسلہ جنوب و مغرب کیطرف چلتے ہین اور اس مقام کو **لبنان** کہتے ہین تھوڑی دور اسیطرح چلکر مغربی سلسلہ شہر **صور** کے دو کوس اُتر طرف بحیرہ روم کے کنارہ پر ختم ہوتا ہے اور دوسرے سلسلہ کی پھر دو شاخین ہوکر دکھن کیطرف چلتی ہین ان دونون مین سے مشرقی سلسلہ کا نام ایک موقع پر **حرمون** ہے یہ پہاڑ بعض جگہہ تو ہزار بعض جگہہ گیارہ ہزار فٹ بلند ہے جسکی چوٹیون پر ہمیشہ برف رہتی ہے۔ پھر یہ سلسلہ دریای جلیل کے قریب مشرق کیطرف **لبّن** کہلاتا ہے پھر اور آگے دریاے یرون کے قریب کوہ جلعاد جہان سے روغن بلسان آیا کرتا تھا اور آگے چلکر ابریم کا پہاڑ اور ردیانیون کی زمین کے قریب کوہ **شعیر** جسمین سے ایک چوٹی کا نام کوہ حور ہے جہان حضرت ہارون علیہ السلام نے وفات پائی پھر یہ بحیرہ قلزم مین جاکر تمام ہوگیا اور اسی طرح مغربی سلسلہ چلتا ہے جسکو جلیل کے پاس کوہ بتور اور آگے چلکر کوہ کرمل کہتے ہین جسکے معنی اللہ کا باغ ہے یہان کی سرسبزی اور انواع واقسام کے پھول ضرب المثل ہین اسکی چوٹی پر جو سمندر کے قریب ہے الیاس علیہ السلام نے بعل کے پجاریون سے مقابلہ کیا تھا۔ اسکے اور بتور پہاڑ کے بیچ سمندر سے لیکر دریاے یرون تک یزرائیل کی وادی کہلاتی ہے اسکی لمبائی چودہ کوس اور چوڑائی چھہ کوس ہے اور سیدہا دکھن طرف چلکر اسرائیل یا افرائیم کے پہاڑ اور یہودیہ کے پہاڑ کہلاتے ہین انہین مین کوہ جرزین ہو جسکی چوٹی پر بنی اسرائیل کے مقابلہ مین سامریون نے دوسری ہیکل بنائی تھی اور اسی سلسلہ مین کوہ **موریہ** ہے جسپر حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد اقصی یا ہیکل تعمیر کی اور کوہ صیحون بھی کہ جسپر یہ شہر **یروشلم** واقع ہے گویا موریہ اور صیحون اس ایک ہی پہاڑی کے نام ہین۔ یہ شہر چار پہاڑ و آباد ہے۔ موریہ۔ صیحون۔ اکرا۔ بزیتھا۔ زمانہ قدیم مین سب کو موریہ کہتے تھے اسوجہ سے کہ وہان ایک قوم اموری بستی تھی اور صیحون ان کا ایک بادشاہ گزرا ہے پھر اسی کے نام سے یہ پہاڑ نامزد ہوگیا۔

یہ شہر یروشلم کہ جسمین مسجد اقصی یا ہیکل سلیمانی واقع تھی بحیرہ روم سے ۳۲ میل کے فاصلہ پر سمندر کے سطح سے دو ہزار پانسو اڑتیس فٹ بلندی پر واقع ہے۔ اور دریاے یرون کہ جہان حضرت مسیح نے اصطباغ لیا تھا جسکا پانی ہرسال ہزارون عیسائی گنگا جلی کیطرح تبرکا لیجاتے ہین یروسلم سے اٹھارہ میل ہے اور شہر **حبرون** دکھن کیطرف دس بارہ میل اور سامریہ شمال کیطرف ۳۶ میل۔ اور دمشق سے یروسلم دکھن اور پچھم کے رخ ایک سو بیس میل پر ہے اور بغداد سے ساڑھے چار سو میل مغرب کے رخ ہین۔ نابلس کہ جہان حضرت یعقوب علیہ السلام رہا کرتے تھے یروسلم سے شمال کی جانب مین ۳۴ میل اور بندر یافہ کہ جہان سے ہیکل کیلیے لکڑیان آیا کرتی تھین یروسلم سے دکھن طرف باسٹھ میل اور شہر ناصرہ کہ جہان حضرت مسیح مقدس رہے تھے جسوجہ سے انکی امت نصاری کہلاتی ہے ستر میل اور بیت اللحم کہ جہان حضرت مسیح پیدا ہوے تھے تخمیناً چار میل اور مصر وہان سے جنوب و مغرب مین تخمیناً دوسو ساٹھہ میل ہے اور کوہ طور دوسو میل اور مدینہ منورہ تخمیناً چھہ سو میل اور شہر یریحو کہ جسکے پاس سے بنی اسرائیل یردن ندی کو دو حصہ کرکے اُتر آئے تھے پورب اور اُتر کیطرف تخمیناً سولہ میل ہے اور مکفیلہ کے غار سے جہان کہ حضرت ابراہیم و اسحاق ویعقوب علیہم السلام کے

مزار ہین بیس میل آج کل اس جگہہ کو کہ جہان یہ مزارات مقدسہ ہین خلیل کہتے ہین جو ایک عمدہ شہر آباد ہے۔
یہ ملک شام باسرہ یہ حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ کے قبضہ مین ہے۔ اس ملک مین مسلمان اور یہودی اور عیسائی اور ارمنی رہتے ہین بیشتر مسلمان ہین اور کل ملک کی مادری زبان سیکڑون برس سے عربی ہے۔ زوار لوگ جو ہندوستان یا عرب سے جاتے ہین تو سویز سے جہاز مین سوار ہو کر بحیرہ روم کے کسی بندر پر اتر جاتے ہین وہان سے گہوڑا گاڑی مین ایک رات مین یروسلم پہونچ جاتے ہین اونٹ اور گہوڑے کی بہی سواری ملتی ہے۔ اس شہر مین حضرت سلطان کی طرف سے ایک پاشا رہتا ہے شہر یروسلم سے مشرق کیجانب تہوڑے سے فاصلہ پر زیتون کا پہاڑ ہے یہ وہی پہاڑ ہے کہ جہان رات کو حضرت عیسی علیہ السلام عبادت کیا کرتے تھے اور یہین سے یہودی آپکو گرفتار کرکے بلاطوس کے پاس لیگئے تہے اس پہاڑ اور شہر کے درمیان ایک نالہ بہتا ہے کہ جسکو کدرون کہتے تہے بارش کے ایام مین اسمین زیادہ پانی ہوتا ہے مگر گرمی مین خشک ہوجاتا ہے۔ اس پہاڑ کے دامن مین مغرب کے رخ شہر کے قریب ایک باغ تہا جسکو گتسمنی کہتے تہے اور اسی پہاڑ کے نیچے مشرق کی طرف بیت عینا اور بیت فاگادو گاؤن بہی تہے۔

یادریون

کی الکتاب کے مقامات المعروف چہاپہ روسن مرزاپور سنہ ۱۸۹۶ صفحہ ۱۵ - ۱۶ مین لکہا ہے کہ شہر یروسلم کا بانی ملک صدق تہا جسکا ذکر کتاب پیدائش کے ۱۴ باب ۱۸ ورس مین یون ہے کہ ملک صدق سالم کا بادشاہ تہا اور اکثر سمجہتے ہین کہ یہی اس شہر کا اصلی نام ہے آباد ہونیکے سو برس بعد اسکو یبوسیون نے اپنے قبضہ مین کر لیا اور شہر پناہ کو بڑہایا اور کوہ صیہون پر ایک قلعہ بہی تعمیر کیا پہلا نام بدل کر یبوس نام رکہا گمان غالب ہے کہ یہی نام اصلی نام کے ساتہہ شامل کیا گیا یعنی یبوسلم بافصاحت کے واسطے یروسلم جیسا کہ آجتک جاری ہے ایجاد ہوا یشوع کے کتاب کے ۱۰ باب ۱۳ آیت مین ہے کہ جب یشوع نے ملک کنعان پر حملہ کے وقت اسکے (یعنی یروسلم کے) بادشاہ کو پکڑا اور قتل کیا اس وقت سے داؤد کے زمانہ تک یہودی اور یبوسی دونون ملے جلے رہتے تہے۔ پہر لکہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یشوع نے یروسلم بنیامین کے فرقے کو سپرد کیا لیکن بسبب اسکے کہ یہ شہر فرقہ یہوداہ کی عین سرحد پر تہا اور بنی یہوداہ نے دوبارہ اس کو محاصرہ کرکے لے لیا تہا اسواسطے یروسلم کبہی بنیامین اور کبہی یہوداہ کا کہلایا اور جب سے خدا نے یروسلم کو اپنی ہیکل کے لیے چن لیا تب سے وہ تمام بارہ فرقون کا دار السلطنت مقرر ہوا اور کسی خاص فرقہ کا حصہ نہ کہلایا۔ ربی لوگ کہتے ہین کہ شہر مذکور کی زمین تمام فرقون کی زمین تہی یہان تک کہ باشندون مین سے بہی کوئی اپنے گہر کو اپنا نہ کہہ سکا اور عید کے ایام مین سب اپنے پردیسی بہائیون کو بغیر کرایہ کے مکان مین ٹہراتے تہے۔

تمام ملک کے یہودی یروسلم مین سال مین تین بار حاضر ہوتے تہے عید فصح مین یہ عید فرعون کے ظلم و قبضہ سے رہا ہونے کے یادگار مین تہے جس مین قربانی کرتے اور فطیری روٹی کہاتے تہے۔ دوسری عید خیمہ یہ عید مصر سے نکلنے کے بعد چالیس برس بیابان مین رہنے کی یادگاری مین کیا کرتے تہے اسمین پتون اور شاخون کے جہونپڑے بناکر سات روز میدان مین رہتے تہے سوم عید پنتکوسٹ یہ یونانی لفظ ہے جسکے معنی پچاسوان یہ عید مصر سے نکلنے کے بعد کوہ سینا پر شریعت پانے کی یادگاری مین مقرر ہوے تہے ان عیدون مین ہزارہا بنی اسرائیل حاضر ہوتے تہے جسطرح اہل اسلام مکہ مین حاضر ہوتے تہے۔

الغرض یہ شہر اس وقت سے آباد ہے کہ جب بنی اسرائیل ملک مصر سے کوچ کرکے پھر اس ملک کنعان مین داخل ہوے مگر حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد مین انکا پایہ تخت ہونیکی وجہ سے نہایت رونق اور تجمل کی حالت مین تھا۔ اسکی شہر پناہ اور اسکے عمدہ برج اور پھاٹک حیرت انگیز اور عبرت خیز تھے لیکن داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد سے آگے ہی سے یہ جگہہ متبرک اور مقدس سمجھی جاتی تھی کیونکہ حسب اعتقاد اہل کتاب حضرت ابراہیم اسی مقام پر اپنے بیٹے اسحاق کو قربانی کرنے کے لیے لائے تھے۔ اسی سرزمین پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے خدا تعالی سے خواب مین باتین کی تھین اور اسی لیے اس جگہہ کا نام بیت ایل یعنی خدا کا گھر رکھا۔ یہی جگہہ ہے کہ جہان خدا تعالی کے حکم والہام سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد (ہیکل) بنائی پھر یہی مسجد اور یہی شہر ہزارہا انبیاء علیہم السلام کا قبلہ اور زیارت گاہ رہا ہے اسکا قرب وجوار انبیاء کا مدفن اور مورد برکات ہے اَلَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ اہل کتاب اب تک اسکی وادی یہوشفات مین دفن ہونا موجب نجات خیال کرتے ہین۔ آنحضرت سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی اسکی طرف منہ کرکے مدتون نماز پڑہی ہے اور شب معراج مین اس جگہہ تشریف لائے ہین۔ یہ شہر مقدس اور یہ مسجد متبرک بارہا ظالم بادشاہون کے ہاتھون سے برباد ومنہدم ہوئی اور پھر بنائی گئی چنانچہ آگے چلکر آپ کو اسکی کیفیت بخوبی معلوم ہوگی مگر اب ہم ناظرین کو حال کے شہر اور مسجد کا کچھہ ذکر سناتے ہین۔

یروسلم جدید کی شہر پناہ کا گھیر جسکو ۹۴۳ھ مین سلطان سلیمان بن سلیم شاہ روم نے تعمیر کرایا تھا تخمیناً ڈہائی میل کا ہے۔ یوسفس مورخ کے دنون مین کہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے قریب زمانہ کا ہے چار میل کا گھیر تھا اور شہر تین دیوار و نسے گھرا ہوا تھا جسمین سے ایک مین ساٹھہ دوسرے مین چالیس نئے مین چہیاسٹھہ برج بناے گئے تھے شہر جدید پر نگاہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدیم بنیادون پر قایم کیا گیا ہے۔ لیکن اسکے اطراف مین ایسی زمین باہر پڑی نظر آتی ہے کہ جو قدیم زمانہ مین شہر مین داخل تھی چنانچہ نصف صیہون کی پہاڑی شہر پناہ کے باہر جو پہلے اندر تھی شہر حال کی چار دیواری بلند اور کنکریلے پتھرون سے ٹھوس بنی ہوئی ہے اور اس مین جابجا برج اور توپین چڑہانے کے سوراخ بنے ہوے ہین۔ شہر کے سات دروازے ہین دو شمال کی جانب ایک مغرب کی جانب ایک مشرق کی جانب اور ایک باب الحرم کہلاتا ہے اور دو دکھن کے رخ ہین۔ شہر مین تین بڑی سڑکین ہین ایک وہ جسکو باب الدمشق کہتے ہین جو شمال و مغرب کیطرف جاتی ہے دوسرے سوق الکبیر جو پورب پچھم جاتی ہے تیسرے غمخوارون کی سڑک اور یہ وہ رستہ ہے کہ جس سے حضرت عیسے علیہ السلام کو یہودی سولی دینے لے چلے تھے انکے سوا سات سڑکین اور ہین جو انسے چھوٹی ہین جنکے یہ نام ہین کوچہ مسلمین کوچہ نصاری کوچہ یہود کوچہ ارمنی کوچہ ظاہرہ کوچہ مغربین کوچہ باب حوت

پادری چارلس ٹبل ایم اے کہتا ہے کہ آخر اگست ۱۸۶۷ء مین جو لفٹنٹ وارن صاحب شہر مقدس کا حال دریافت کرنے گئے تھے انہون نے اچھی طرح وہان کا حال دریافت کیا انکے بیان کے موجب شہر کی شہر پناہ طول مین پورب کیطرف دو ہزار آٹھہ سو فٹ ہے اور شمال کیطرف تین ہزار آٹھہ سو فٹ ہے اور مغرب کی طرف دو ہزار تین سو پچاس فٹ اور دکھن کیطرف سے تین ہزار تین سو پچاس فٹ ہے۔

اس جگہہ بہت عمدہ عمارت بجز ہیکل (مسجد اقصی) اور مسیح کی قبر کے اور کوئی نہین ہے اسکے پاس اور بھی مقامات ہین کہ جو اوسط درجہ مین خیال کیے جاتے ہین۔

الکتاب کے مقامات المعروف نامی کتاب مین اس شہر کے چھوٹے بڑے اکتیس مقامات گنوائے ہین (۱) بیت اللحم کا پھاٹک (۲)
دمشق کا پھاٹک (۳) افرائیم کا پھاٹک (۴) مقدس استیفان کا پھاٹک (۵) سنہرا پھاٹک یہ ہمیشہ بند رہتا ہے
(۶) مسجد اقصیٰ کا پھاٹک (۷) خلیط کا پھاٹک (۸) صیحون کا پھاٹک (۹) آرمینیون کی خانقاہ (۱۰) پیسنس کا قلعہ
(۱۱) بنت سبع کا کنڈ (۱۲) حاجی ستورہ کا کنڈ (۱۳) لاطینیون کی خانقاہ (۱۴) کہنڈر مکان (۱۵) قبر کا
گرجا۔ قبرستان۔ کلوری (۱۶) ہیرودیس کا محل (۱۷) مقدس انتا کی مسجد (۱۸) پلاطوس کا محل (۱۹) بیت
حسدہ کا کنڈ (۲۰) حرم شریف الف سلیمان کا تخت ب محمد علیہ السلام کا تخت جاہل مسلمانون کا خیال ہے کہ اسپر آنحضرت
قیامت مین عدالت کرینگے ج صدر عیسیٰ کے مغارہ کا دروازہ (۲۱) الصخرہ (۲۲) مسجد الاقصیٰ (۲۳) چوک وبازار
(۲۴) انناس کا محل (۲۵) یہود کا عبادت خانہ (۲۶) یروسلم کے حاکم کا محل (۲۷) قیافا کا محل (۲۸) داود
علیہ السلام کا مزار (۲۹) عام قبرستان (۳۰) بادشاہ کا کنڈ (۳۱) سلوام کا کنڈ ٭ اس شہر مین تخمیناً تیس ہزار آدمی
بستے ہین جس مین زیادہ مسلمان ہین پھر یہود پھر عیسائی اور ارمنی۔ مسلمان اکثر حرم شریف کے گرد و نواح مین رہتے ہین
اور عیسائی اپنی خانقاہون اور گرجاؤن کے آس پاس اور یہودی کوہ صیحون کے دامن مین اور اسکے آس پاس کے
نشیب مین۔ اس شہر مین یہودی بیوہ عورتین بہت زیادہ رہتی ہین جو اپنی پرورش کا وسیلہ یروسلم کو سمجھتے ہین۔

اس شہر مین دو خانقاہ بہت مشہور ہین ایک لاطینی دوسری ارمنی لاطینی شہر سے شمال و مغرب کی طرف اور
یونانی دکھن پچھم کی طرف ارمنی خانقاہ مین ہزار آدمی رہ سکتے ہین۔ آرمینون کا ایک گرجا بہت بلند اور کشادہ بنا ہوا ہے اور
اسمین اسباب عبادت اسقدر اور ایسے قیمتی ہین کہ دنیا بھر مین میسر نہین آتے۔ کبھی کبھی ان دونون قومون مین علاوہ زبانی
بحث کے لاٹھی سونٹے کی بھی نوبت آتی تھی

یروسلم کے جنوب مین سلوآم کا ایک تالاب ہے کہ جس کی گہرائی چوبیس فٹ ہے۔ یروسلم مین ملکہ انگلستان اور
شاہ جرمن کے اتفاق سے ایک ایسے نئے گرجا کی تعمیر کا ارادہ ہوا تھا کہ جسمین انگلستان کلیسا کے طور پر عبادت ہوا کرے
اسکے لیے سلطان کی طرف سے زمین ملی اور بنیاد بھی ڈالی گئی مگر ارمنی اور یونانی اور لاطینیون کی ناراضی سے ہنوز وہ
عمارت قائم نہین ہونے پائی۔

یروسلم کے پورب طرف ایک وادی ہے کہ جس کا طول دو یا ڈیڑھ میل ہوگا اس کو وادی یہوشفاط کہتے ہین جس کے
معنی یہوواہ (خدا) کی عدالت کے ہین اسی بنا پر یہود اور عام عیسائیون اور عام مسلمانون کا خیال ہے کہ قیامت کے
روز اس جگہہ پر خدا عدالت کریگا۔ اسی لیے یہود یہان دفن ہونا سبب نجات جانتے ہین۔ اسی وادی کے پاس شہزادہ
ابی سلوم کا ستون اور کئی ایک مقبرے ہین جنمین سے بعض بلند اور عالیشان اور بعض ٹوٹے پھوٹے ویران پڑے ہین۔
یروسلم کے جنوب مین ایک وادی گیہنوم یعنی جہنم کہلاتی ہے۔ یوسیاہ بادشاہ کے عہد سے آگے یہودی یہان مالک

بت کی پرستش کرتے تھے یہ بت پیتل کا تھا اور اس کا چہرہ بیل کا سا اور اس کے ہاتھہ پھیلے ہوئے گویا یہ اپنے عابدون کو گردمین لینا چاہتا ہے یہ بت پرست یہودی اس بت کو آگ سے نہایت گرم کرکے اپنے لڑکون کو اس کی گود مین ڈالتے اور ان کے چلانے کی آواز دبانے کے لیے ڈہول بجاتے تھے اس عہد مین ان ڈہولون کے نام سے اسکو وادی توف (ڈہول) کہتے تھے پہر بابل کی اسیری کے بعد یہود اس مقام اور اس بت پرستی سے نفرت کرنے لگے اور اس وادی کو خراب کرنے کے لیئے تمام شہر کا کوڑا اور غلیظ وہان پڑنے لگا جسکے جلانے کے لیے ہمیشہ آگ جلتی رہتی تہی اس مناسبت سے اس کو جہنم کہنے لگے - جس طرح فلسطی ایک بت داجون کی پرستش کرتے تہے جس کا مچھلی کا سا جسم اور انسان کے سے ہاتھہ پاؤن تھے اسی طرح موابی اس مالک کی پرستش کرتے تہے اور غالباً اس سے مراد زحل ستارہ لیتے تھے باوجود سخت ممانعت کے بنی اسرائیل نے اونکی صحبت سے یہ بت پرستی اختیار کرلی تہی -

قسطنطین شاہ روم کی والدہ نے جبکہ وہ یروسلم مین آئی مسیح کی قبر پر سے ایک بت جو مندر مین قائم کیا گیا تھا اوکھڑوا کر وہان ایک جدید گرجا عالیشان تعمیر کیا جو آجتک مسیح کی قبر کے نام سے مشہور ہے اور جسقدر عیسائی یروسلم مین حج کو جاتے ہین اسکی زیارت ضرور کرتے ہین - اس مین گھستے ہی مجاور ایک بڑا پتھر دکہاتے ہین اور کہتے ہین کہ اسی پر حضرت مسیح کی لاش کو غسل دیا گیا تھا اس سے تہوڑی دور آگے بڑہکر ایک گنبد کے نیچے جو سولہ ستونون پر ہے مسیح کی قبر بتاتے ہین جسپر انہون نے سنگ مرمر کا چھوٹا سا روضہ بنا رکہا ہے اسکے چھوٹے دروازہ سے ہوکر حاجی اس کمرے مین داخل ہوتے ہین جو چٹان مین کندہ ہے یہ مقام ساڑہے چہہ فٹ مربع سے زیادہ نہوگا یہان سنگ مرمر کا ایک صندوق ہے اسی مین حضرت مسیح کی لاش کا رکہا جانا قرار دیتے ہین اور اسکی چہت مین بڑے عمدہ جہاڑ لٹکتے ہین جو بادشاہون کی نذر گزرانے ہوئے ہین اس مقام مین ایسی کشمکش کی راہ ہے کہ تین چار آدمی کے سوا اور کا گزر نہین - اس گرجے مین یونانی لاطینی آرمنی عیسائی سب شریک ہین - اور ہر سال وقت مقررہ پر مسیح کے مصلوب ہونے اور زندہ ہونے کا سوانگ بناتے اور لاش نکالتے اور بڑا ماتم کرتے ہین -

اہل اسلام وہان کے کل مقدس مقامون کو مانتے ہین بجز اس گرجا کے کیونکہ انکو حضرت مسیح کی مصلوبی سے انکار ہے بلکہ یہ مقبرہ یہودا اسکریوطی کا ہے جو انکی جگہہ دفن ہوا اور مسیح کے شبہہ مین سولی پر لٹکا یا گیا -

فصل دوم

اس شہر مین جو سب سے مقدس اور عمدہ اور متبرک مقام ہے وہ مسجد ہے کہ جسکو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تعمیر کیا جو مسجد الصخرہ کے نام سے نامزد ہے جبوقت حضرت عمرؓ نے شہر کا محاصرہ کرکے اس کو لیلیا تو عیسائیون کے بطریک یعنے امام سے مسجد کے لیئے بہتر جگہہ دریافت کی اسنے سلیمان کی ہیکل کی اوجاڑ جگہہ کو دکہایا اور کہا کہ یہی وہ جگہہ ہے کہ جہان حضرت سلیمانؑ

ہیکل بنائی تھی - اسی مقام پر حضرت عمرؓ نے مسجد کی بنیاد ڈالی اور ایک متبرک عمارت بنائی اس مسجد کے احاطہ کو حرم شریف کہتے ہین زمانہ حرب صلیب سے وہان کوئی عیسائی جانے نہین پاتا - ڈاکٹر ریچرڈسن کہتا ہے کہ مین طبابت کے ذریعہ سے امام سے موافقت کرکے تین بار اسکے اندر گیا ہون - اس لیے وہ وہان کا مفصل حال لکھتا ہے حرم شریف لمبائی مین ایک ہزار چارسو ننانوے فٹ ہے یعنی مسجد اقصیٰ کی محراب نماز سے باب السلام تک اور عرض مین نوسو پچانوے فٹ ہے اس احاطہ مین نارنگی زیتون اور سرو کے متعدد درخت ہین - اسی احاطہ کے درمیان ایک پختہ سنگ مرمر کا تخت ہے یا چبوترہ جو چارسو پچاس فٹ مربع ہوگا جسکی بلندی احاطہ کے سطح سے بارہ چودہ فٹ ہوگی - اسپر چڑہنے کے واسطے چارون طرف سے اچھی اور کشادہ سیڑہیان بنی ہوئی ہین چنانچہ مغرب کے رخ تین اور شمال کے رخ دو اور پورب کے رخ ایک اور دکہن سمت دو اور ہر ایک زینہ پر نہایت خوشنما محراب بنی ہوئی ہے - اسکی کرسی بالکل سفید اور آسمانی رنگ سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اس کے بعض پتھر بہت پرانے ہین جنپر طرح بطرح کی صورتین تراشی ہوئی ہین جنسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کسی قدیم عمارت کے پتھر ہین - اس تخت کے اردگرد بہت سے حجرے بنے ہوئے ہین جن مین موذن اور خدام اور سامان مرمت رہتا ہے - لیکن سب سے زیادہ حسین وہ مسجد ہے کہ جو اس تخت کے بیچون بیچ ہے جسکو مسجد الصخرہ کہتے ہین اسوجہ سے کہ اسکے اندر ایک پتھر لگا ہوا ہے جسکی نسبت خیال ہے کہ یہ پتھر اس وقت سے آسمان سے گرا ہے جب سے کہ پہلے پہل نبوت ہوئی جب سے یہ یہین پڑا ہے کہتے ہین کہ سب اگلے نبی اسی پر بیٹھکر نبوت کرتے تھے یہ پہر اوڑ کر جانے کو تہا کہ جبرئیل نے ہاتہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے تک اس کو روکدیا پہر حضرت نے اسکو ہمیشہ کے لیے قائم رکہا (یہ روایات اسلام مین سند صحیح سے ثابت نہین) یہ مسجد ہشت پہل ہے اور ہر ایک پہل ساٹہہ فٹ کا ہے اسمین چار باب ہین باب الغربی باب الشرقی باب القبلہ باب الجنتہ ایک دروازہ پر سائبان پڑا ہوا ہے برآمدہ کے طور پر اس کا پہلا درجہ سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے اس کے پتھرون سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ہیکل کے پتھر ہین سب دیوارین دلدار بنی ہوئی ہین ایک دیوار کے پتھر مربع دو سرے کے ہشت پہل اسکے سنگ مرمر کا رنگ سفید ہے اگر خوبصورتی کے لیے جابجا نیلاہٹ کی ہوئی ہے اس درجہ مین کوئی کہڑکی نہین ہے مگر اوپر کے درجہ مین ہر ایک پہل مین ساٹہہ ساٹہہ اونچی کہڑکیان ہین اور سنگ مرمر کی عوض تمام دیوار رنگین خشت پختہ سے بنی ہے جنپر چارون طرف قرآن مجید کی آیات بخط جلی لکہی ہین یہ سب عمارت ایسی خوبصورت بنی ہوئی ہے کہ جسکی نسبت ڈاکٹر موصوف کہتا ہے کہ مجہے اسکے دیکہنے سے ایسی خوشی ہوئی جو دوسری عمارت سے ہرگز نہین ہوئی مسجد مذکور مین صخرہ کے سوا چند اور تبرکات ہین جنکو اہل اسلام متبرک جانتے ہین چنانچہ ایک اور بڑا پتھر ہے جسکی نسبت کہتے ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے تکیہ لگا کر بیٹھے تھے سنگ مذکور بیچ سے ٹوٹا ہوا ہے -

اور ایک صندوق ہے جس مین ایک سوراخ ہاتہ جانے کے قابل ہے اسکے اندر قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم بتلاتے ہین پہر ایک سبز پتھر چودہ انچ مربع ہے جسمین اٹھارہ سوراخ کیل کے لائق بنے ہوئے ہین - اسکی یہ خاصیت بتلاتے ہین

کہ ایک زمانہ گزر جانیکے بعد اسمین سے ایک کیل غائب ہو جاتی ہے چنانچہ اسمین سے ساڑھے چودہ غائب ہو گئے ہین اور ساڑھے تین باقی ہین کہتے ہین ان کے غائب ہو جانے کے بعد دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا (یہ بھی اسلام مین سند صحیح سے ثابت نہین خیالات عامہ ہین) یہ بھی کہتے ہین کہ اس مقام پر سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا مزار ہے۔ مسجد مذکور کا گنبد نوّے فٹ بلند ہے اور اسکا قطر چالیس فٹ اسکی چھت سیسے کے پتھرون سے بنی ہی جسپر سے تمام یروسلم دکھائی دیتا ہے انتہی ملخصاً۔

یہ عمارت حضرت عمرؓ کے عہد کی نہین ہے بلکہ اسکے بعد بنی امیہ نے اسکو از سرنو تعمیر کیا پھر اور اور تعمیرات ہوتی رہین حال کی عمارت سلاطین عثمانیہ غالباً سلطان سلیمان کی ہے۔

حال مین صحن مسجد مین سنگ مرمر کا فرش بنایا گیا ہے اور مسجد کے نیچے ایک تہ خانہ بھی ہے جو مسجد مین سے ایک کھڑکی مین سے شمع لیکر نیچے اترتے ہین۔ نیچے جاکر حضرت سلیمان علیہ السلام کی بنیاد کے نشان معلوم ہوتے ہین۔ اہل اسلام کے نزدیک اس مسجد کی زیارت اور وہان جاکر نماز پڑھنا نہایت ثواب اور قبولیت کا کام ہے اسلیے سیکڑون زوار جاتے ہین۔ شہر مین حضرت سلطان خلد اللہ ملکہ کی طرف سے ہر قوم اور ہر ملک کے مسلمان زوار کے لیے ایک عمدہ مسافر خانہ بنا ہوا ہے جسکو وہان تکیہ کہتے ہین وہان کھانا پینا سب شیخ تکیہ کی معرفت سلطان کیطرف سے ملتا ہے۔

فصل سوم

ہیکل سلیمانی یعنی قدیم مسجد کے بیان مین کہ وہ کیونکر تعمیر ہوئی۔؟

جب حضرت موسی علیہ السلام مصر سے لاکھون بنی اسرائیل کو ملک شام مین وعدہ الہی کے بموجب لیجانے کے لیے نکلے اور وہ تھیلے سوا مہینے کا رستہ بنی اسرائیل کی نافرمانیون اور سرکشیون سے چالیس برس کا سفر بن گیا۔ چنانچہ قادس اور شمالی حصہ عرب کے ریگستان مین اس بیشمار بھیڑ کو لیے ٹکراتے پھرے یہان تک کہ بجز چند آدمیون کے موسی اور ہارونؑ اور تمام نوجوان بنی اسرائیل جو مصر مین بیس برس کی عمر کے تھے رستے ہی مین مر کھپ گئے پھر ان کے بعد موسی علیہ السلام کے جانشین یوشع بن نون نے ملک شام فتح کیا اور بنی اسرائیل کنعان کے وارث ہوے۔ ان مین یوشع سے لیکر ساؤل یعنی طالوت تک سردار ہوتے تھے پھر انکے بعد سے سلطنت اور بادشاہت قائم ہوئی ساؤل کے بعد سب سے اول بادشاہ بنی اسرائیل کا حضرت داؤد علیہ السلام ہین۔ یہ بموجب قول یوسفس مورخ کے حضرت یشوع سے پانسو پندرہ برس بعد تخت نشین ہوئے تھے ان کا پہلا اہم کام یہ تھا کہ انہون نے یبوسی لوگون کو جو کنعان کی اولاد اور شہر یروسلم مین رہتے تھے مغلوب کیا۔ داؤد نے یبوسیون کو قلعہ سے نکال کر شہر یروسلم کو از سرنو بنایا اور اسکا نام داؤد کا شہر رکھا اور دار السلطنت قرار دیا۔

انہین بیابانون مین مارے مارے پھرنے کے زمانہ مین خدا تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کو خیمہ عبادت بنانے کا حکم دیا تھا اور اس کی سب ترکیب بتلائی کہ اتنا لمبا ہو اور اس کے ایسے درجے ہون اور اس کی ایسی قنات ہو اور اسکے اندر

صندوق شہادت رکھنے کا ایسا کمرہ ہو اور قربانی کرنے کا فلان مقام ہو اور اس کے عود سوز اور دیگر آلات سنہری روپہلی ایسے اور ایسے ہون اور اس کے کاہن یا امام فلان ہون اور ان کا ایسا لباس ہو اور خیمہ کے محافظ اور اسکے اولٹانیوالے اسرائیل کا فلان فرقہ اور فلان لوگ ہون جسکی مفصل کیفیت توریت مین موجود ہے جسکو ہمنے بخوف تطویل ترک کرنا مناسب جانا۔

چنانچہ حضرت موسیٰ جس مقام سے کوچ کرکے جس مقام پر جاتے تھے وہ خیمہ مع سازوسامان ساتھ جاتا تھا اور ایک جگہہ سے اکھیڑ کر دوسری جگہہ پر نصب کیا جاتا تھا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ سے لیکر حضرت داؤد علیہ السلام تک بنی اسرائیل کے لیے یہی کپڑے کی مسجد یا ہیکل رہی چنانچہ جب یہ خیمہ یا مسکن بمقام سیلا استادہ تھا وہین حضرت سموئیل علیہ السلام کی مان نے دعا مانگی تھی کہ جس سے سموئیل پیدا ہوے عیلی کاہن کے عہد مین۔ اسی زمانہ مین صندوق شہادت جسکو تابوت سکینہ کہتے ہین بنی اسرائیل کے ہاتھ سے ایک لڑائی مین فلسطیون کے ہاتھ آگیا تھا۔ پھر ساؤل کے عہد مین وہ خیمہ شہر نوب مین قایم ہوا تھا پھر جب حضرت داؤد علیہ السلام بادشاہ ہوے تو انہون نے اُس وعدہ کے موجب جو خدا تعالیٰ نے موسیٰ سے کیا تھا اوس جگہہ پر استادہ کیا کہ جو زمین خدا نے ہمیشہ سے اسکے لیے پسند کررکھی تھی جیسا کہ کتاب استثنا کے ۱۲ باب ۱۴ درس مین اور دیگر مقامات مین اشارہ ہے یعنی شہر یروسلم مین کوہ صیحون پر جس جگہہ کا نام حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیت ایل رکہا تھا اور ایک پتھر بھی گاڑ دیا تھا۔ اب خدا تعالیٰ کا منشا ہوا کہ میری عبادت گاہ پختہ بنے مگر حضرت داؤد علیہ السلام کو دشمنون کے قتال وجدال سے اس کی تعمیر کی مہلت نہ ملی گو سامان مہیا کیا تھا اس لیے مرتے وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کو وصیت کی اور وہ سب سازوسامان بھی حوالہ کیا اور ہیکل کا نقشہ بھی دیا کہ جسکے مطابق سلیمان نے ہیکل بنائی۔ اور اُس خیمہ کی عبادت گاہ کو پتھر اور لکڑی اور سونے چاندی کا بنا دیا اسکی پوری کیفیت اول کتاب السلاطین مین نہایت تشریح کے ساتھ مذکور ہے مگر ہم بھی ناظرین کیلیے یوسفس مورخ کی کتاب سے کسیقدر نقل کرتے ہین وہو ہذا۔ تاریخ یوسفس حصہ ہشتم باب سوم

سلیمان نے اپنی تخت نشینی سے چار برس دو ماہ بعد ہیکل کا بنانا شروع کیا اور خروج (موسیٰ از مصر) سے پانسو بانوے برس بعد اور ابراہیم کے مسوپٹیمیا سے نکل کے ملک کنعان مین آباد ہونے سے ایک ہزار بیس برس بعد اور طوفان نوح سے ایک ہزار چار سو چالیس برس بعد اور آدم کی پیدایش سے کہ سب کا باپ اور سب سے پہلا آدمی تھا ہیکل کے زمانہ تک تین ہزار ایک سو دس برس گزرے تھے اور شہر سور کے آباد ہونیسے دو سو چالیس برس بعد اور حیرام شاہ سور کے تخت نشین ہونے سے گیارہ برس بعد ہیکل کی تعمیر شروع ہوئے۔

(۲) بادشاہ سلیمان نے بڑے بڑے پتھر اور نہایت مضبوط ہیکل کی نیو کے واسطے درست کرائے اور بڑی گہری زمین کہدوا کے ہیکل کی بنیاد رکہی تاکہ مدتون قائم رہے یہ عمارت سنگ مرمر سے تیار ہوئی تہی۔ ہیکل ساٹھ ہاتھ عرض اور

ساٹھہ ہاتھہ طول[1] اور ساٹھہ ہاتھہ بلند تھی اور اس کے اوپر ایک اور مکان بطور بالاخانہ کے بنا تھا اور اس طرح ہیکل کی بلندی ایک سو بیس ہاتھہ ہوئی اور اس کا رخ پورب کیطرف تھا اور ہیکل کے سامنے ایک برآمدہ بیس ہاتھہ چوڑا اور بارہ ہاتھہ لمبا اور ایک سو بیس ہاتھہ اونچا بنایا اور ہیکل کے چارون طرف تیس چھوٹے چھوٹے کمرے برابر بنائے اور ہر ایک کمرہ پانچ ہاتھہ اور اسی قدر چوڑا تھا اور بیس ہاتھہ اونچا اور یہ کمرے زیر و بالا سہ منزلہ بنائے گئے اور انکی بلندی ہیکل کے نصف بلندی تک پہونچی اور تمام ہیکل کی چھت سرو کی مصفا شہتیرون اور تختون سے پاٹی گئی اور سونے کی چادرون سے چھت اور دیوارون کو مڑھ دیا کہ جس سے تمام ہیکل روشن ہوگئی اور ہیکل کی تعمیر ایسی حکمت اور درستی سے کی گئی تھی کہ کہین جوڑ نہ معلوم ہوتا تھا اور بالاخانہ پر جانے کے لیے ایک زینہ دیوار کے متصل بنایا گیا اور بالاخانے کے کمرون مین کھڑکیان بنائین۔

(۳) اور بادشاہ نے ہیکل کو دو درجہ مین تقسیم کرکے اندر کے درجہ کو جو بیس ہاتھہ عرض و طول مین یکسان بنایا اس کو نہانی مکان مقرر کیا اور دوسرا درجہ جو بیس ہاتھہ عرض مین اور چالیس ہاتھہ طول مین تھا اسے مقدس کمرہ قرار دیا اور اس مین سرو کی لکڑی کے دروازے لگائے اور سونے کی چادرون سے اوسے منڈھ دیا اور اوس پر قسم قسم کی تصویرین بنائین اور انکے آگے نیلے و ارغوانی و قرمزی رنگ پردہ باریک کتان کے بنائے اور ان کو لٹکا کر اون پر بڑی عجیب و غریب نقش بنائے۔ پھر اوس نے نہانی درجہ کے لیے دو کروبین خالص سونے کے بنائے کہ وہ پانچ ہاتھہ اونچی تھی اور اون مین سے ہر ایک کے دو بازو پانچ ہاتھہ لمبے پھیلے ہوئے تھے اور ایک کروبی کا بازو دیوار جنوبی سے ملا تھا اور دوسرے کروبی کا دوسرا بازو شمالی دیوار سے ملا تھا اور بیچ مین عہد کا صندوق رکھا اور ہیکل کے دروازے مین بڑے بڑے کواڑ لگائے اور اون پر سونے کی چادرین جڑوائین اور کل ہیکل کو اندر اور باہر سونے کی چادرون سے منڈھ دیا تھا اور باہر کے دروازون پر اندر کے دروازون کی مانند پردے تھے مگر برآمدہ پر پردہ نہ تھا۔

(۴) اور سلیمان نے ایک کاریگر حیرام ملک سور سے بلایا کہ اس کے والدین اسرائیلی تھے یہ شخص ہر کام مین ہوشیار تھا مگر سونے اور چاندی اور پیتل کا کام نہایت عمدہ کرتا تھا اس نے ہیکل کا سب کام سلیمان کی مرضی کے موافق بنایا تھا اور دو ستون اٹھارہ ہاتھہ بلند کہ جنکا محیط بارہ ہاتھہ تھا اور ان کے سر پر پانچ

---

[1] کتاب اول سلاطین کے ۶ باب مین ہے۔ وہ گھر جو سلیمان نے خداوند کے لیے بنایا طول اوس کا ساٹھہ ہاتھہ اور عرض بیس ہاتھہ اور بلندی اسکی تیس ہاتھہ تھی + اور کتاب ۲ تواریخ کے ۳ باب ۳ - ۴ درس مین یون ہے طول ساٹھہ اگلی انداز کے موافق اور عرض بیس ہاتھہ اور سامنے کے اسارے کی لمبائی گھر کی چوڑائی کے موافق بیس ہاتھہ اور اونچائی ایک سو بیس ہاتھہ۔ ان کتابون کو عیسائی الہامی کہتے ہین پھر ان کے اختلاف کی تطبیق کچھ انہین کی سمجھہ مین آتی ہوگی یوسفس کے عہد مین شاید ان کتابون مین ایسا نہ ہو یا یوسفس کو یہ کتابین نہ ملی ہونگی یا وہ سمجھہ نہ سکا ہوگا ۱۲ منہ

ہاتھہ اونچے سوسن کے درخت کی صورت بنائی اور ایک جالی کہ جس پر کھجور اور سوسن کے پھول کی شکل بنائی تھی اور ان پر دو سو انار بنائے اور ان ستونوں مین سے ایک برآمدہ کے دہنی طرف رکھا گیا اوس کا نام بوعز تھا۔

(۵) سلیمان نے ایک کلان[۱] حوض نصف کرہ کی مانند پیتل کا ڈھلا ہوا بنوایا اوس کا قطر دس ہاتھہ کا تھا اور اس کا دل چار انگشت اور اس کے نیچے پیتل کا ایک ستون تھا کہ جسکا قطر دس فٹ تھا اور چار طرف بارہ بیل ڈھلے ہوئے تھے تین تین ہر طرف اونکی پشت پر یہ حوض تھا۔ اسکو بحر کہتے تھے۔

(۶) اور حوض کے لیے دس چھوٹے ستون بنائے ان کی لمبائی پانچ ہاتھہ چوڑائی چار ہاتھہ اور بلندی چھہ ہاتھہ تھی اور ان کے چارون کونون مین بھی چھوٹے چھوٹے ستون اور دو ستون کے درمیان ایک بیل تھا اور دو کے درمیان ایک بیل اور دو کے درمیان ایک شیر برابر دو کے درمیان عقاب اور چھوٹے ستونون مین بیچے اور چھوٹے قد کے جانور بنائے تھے اور ان دس ستون کے واسطے دس حوض بنائے تھے جن مین سے پانچ حوض ہیکل کے دائین طرف اور پانچ بائین طرف اور بڑا حوض سامنے تھا۔ اوس مین کاہن لوگ اپنے ہاتھہ پاؤن دہوکے (یعنی وضو کر کے) قربان گاہ مین جاتے تھے اور حوضون مین ان جانورون کو دہوتے تھے کہ جنکو قربانی مین گذرانتے تھے۔

(۷) ایک اور قربان گاہ پیتل کی بنائی سوختنی قربانی کے لیے کہ جس کا عرض بیس ہاتھہ کا اور طول بھی بیس ہاتھہ کا اور دس ہاتھہ بلند اور اس کے تصرف کے لیے دیگ اور چمچے اور دست پناہ وغیرہ یہ سب چیزین نہایت عمدہ پیتل سے بنائین تھین اور اسنے دس ہزار میز دوسرے کامون کے واسطے بنائین کہ جن پر شیشیان اور پیالیان رکھی جاتی تھین اور دس ہزار شمعدان جن مین سے ایک بڑا شمعدان رات دن ہیکل مین روشن رہتا تھا یہ جنوب مین رکھا گیا اور وہ سونے کی میز کہ جس پر خدا کے نام کی روٹیان رکھی جاتی تھین شمال کی جانب اور سونے کی قربان گاہ ان کے درمیان رکھی اور باقی برتن اس مکان مین رکھے جو چالیس ہاتھہ لمبا تھا الخ۔

اور ہیکل کے چارون طرف تین ہاتھہ بلند ایک دیوار بنائی تاکہ ہر کوئی اس مین جانے نہ پاوے کیونکہ وہ مکان متبرک تھا وہان خاص پاک شدہ لوگ جاتے تھے۔

اور اس دیوار کے باہر ایک غار پٹوا کے زمین کو بلند کرا کے اوسپر اور ایک دوسری ہیکل چھوٹی بہ نسبت اس بڑی کے تعمیر کرائی اور اس کے اندر بڑے بڑے کمرے بنائے اور چار دروازہ لگائے

[۱] یعملون لہ مایشاء من محاریب وتماثیل وجفان کالجواب وقدور راسیات۔ الآیہ سورہ سبا۔

اور اس چھوٹی ہیکل کے سامنے دور تک دورویہ مکانات کی قطار بنائی اور انہیں چاندی کا ملمع کیا۔
یہ ہیکل مع ساز و سامان سات برس مین بنکر تیار ہوئی۔ اس کی تعمیر مین سور کے بادشاہ حیرام نے لکڑیوں کی بہت مدد کی اور خود سلیمانؑ نے اس کام کے لیے تیس ہزار آدمی مقرر کیے تھے کہ جو کوہ لبنان پر لکڑیاں چیرتے اور تراشتے اور یہان بھیجتے تھے ان کے علاوہ وہ غیر لوگ بھی تھے کہ جن کو داؤد نے مقرر کیا تھا ستر ہزار آدمی باربرداری کا کام اور اسی ہزار سنگ تراشی کا کام کرتے تھے اور تین ہزار ان سب کے محافظ تھے اور بادشاہ کا حکم تھا کہ سنگ تراش ہیکل کی نیو کے واسطے بڑے پتھر تراشین اور انکو وہین درست کرین تب شہر مین لاوین۔

جب یہ ہیکل اور اس کا سب ساز و سامان تیار ہوچکا تو حضرت سلیمان نے تمام بنی اسرائیل کو دور دراز سے جمع کیا اور ان کی دعوت کی اور بڑی دھوم دھام سے صندوق شہادت اندر رکھا جب کاہن لوگ سب چیزین بترتیب اندر رکھکے باہر آئے تو ایک سیاہ ابر کا ٹکڑا کہ جس سے اندھیرا ہوگیا ہیکل کے اندر گیا جس سے لوگون کو اس کی مقبولیت کا یقین ہوا تب سلیمان علیہ السلام نے سر سجدہ مین رکھکے یہ مناجات کی کہ تو آسمان و زمین بر وجہ کسی مکان مین سما نہین سکتا اب اے خداوند مین تیری منت کرتا ہون کہ اس مکان مین جسوقت بنی اسرائیل تیری عبادت کرنے آئین دعا مانگین تو ان سب کی بندگی قبول کر اور ان کی دعائین سن اور ان کی حاجات کو برلا اگرچہ تو اپنے تمام بندون کی نگہبانی کرتا ہے مگر جو تجھسے ڈرتے ہین تو ان کا زیادہ نگہبان اور ان پر مہربان ہے۔

اس کے بعد خدا تعالی کا شکریہ ادا کیا اور پھر قربانی بہت اور بیشمار جانورون کی گزرانی جنکو سب کے روبرو آسمان سے آگ اتر کر کھا گئی جس سے سب کو مقبول ہونیکا یقین ہوا۔ پھر تمام لوگون کو رخصت کیا وہ سب خوشیون کے نعرے مارتے ہوے اپنے اپنے شہرون اور گاؤن اور گھرون مین گئے۔
آج کے دن سے بھی زیادہ کوئی دن خوشی اور اقبال کا بنی اسرائیل کے لیے ہوا ہوگا؟ آج آفتاب اقبال و دولت نصف النہار پر تھا پھر زوال شروع ہوا۔

فصل چہارم

؎ یوسفس مورخ اپنی کتاب کے حصہ ہشتم ۲ باب مین کہتا ہے کہ سلیمان کے پاس ایسے ہی منتر تھے کہ جنسے دیو مرفوع ہو جاتے تھے پھر ان کے ایک منتر کا اثر اپنے مشاہدہ مین آتا ہوا بھی لکھتا ہے۔ یہانسے ثابت ہے کہ جن اور دیوان کے مسخر تھے اسبات کا تعجب انکو ہے کہ جو دیو اور جن کا صرف اپنے مشاہدہ مین نہ آنیسے انکار کرتے ہین جسکے تاریخی واقعات کی غلط توجیہین کرنے پر مجبور ہوتے ہین۔ اس تقدیر پر جنون سے کام لینا بھی کچھ بعید نہین جیسا کہ قرآن مجید سے پایا جاتا ہے ۱۲ منہ

مسجد سلیمانی کی بربادی اور شہر یروسلم اور مسجد پر حوادث کہ کئی بار منہدم ہوئے اور پھر بنائے گئے عہد اسلام تک ؟

سلیمان علیہ السلام چالیس برس سلطنت کرکے چورانوے برس کی عمر مین جان بحق ہوئے آن کے بعد انکا بیٹا رحبعام تخت نشین ہوا - یہ شخص اوباش اور بدعقل اور اوباشون کا دوست تھا تھوڑے ہی دلون مین اقتدار سلطنت حاصل کرکے پورا بیدین ہوگیا جس کا ثمرہ یہ ہوا کہ بارہ فرقون مین سے صرف دو فرقے بنی اسرائیل کے اسکی حکومت مین رہگئے اور دس کا ایک شخص یربعام نامی بادشاہ ہوگیا -

اس کے چند روز بعد سیساق شاہ مصر دوسو رتھہ اور ساٹھہ ہزار سوار اور چار لاکھہ پیادہ لیکر یروسلم پر چڑہ آیا گرچہ شہر کو ڈہایا جلایا نہین نہ ہیکل کو گرایا مگر اس مین جس قدر سونے چاندیکا اسباب بے تعداد قیمت کا تہا سب لیگیا جس کے بعد رحبعام نے پیتل کا سامان بنایا - یہ پہلی مصیبت تہی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد ہیکل اور یروسلم پر آئی -

بار دوم

رحبعام سے یوحیاہ کے عہد تک جو تخمیناً چار سو برس کا زمانہ ہے - یروسلم مین متعدد بادشاہ گزرے اور ان مین اور بنی اسرائیل کی دوسری سلطنت مین جو دو ٹکڑے ہوکر دو سلطنت قائم ہوگئین تہین باہم بہت کچھہ جدال وقتال بہی ہوئے جس سے بنی اسرائیل کی سلطنت مین ضعف آگیا تہا اور بت پرست بادشاہ بہی ہوئے جن کی بے التفاتی سے ہیکل خراب وخستہ اور بے مرمت پڑی رہی اور اسی عرصہ مین توریت بہی اور صندوق شہادت کے تبرکات بہی جاتے رہے مگر یوحیا نے بہت ہیکل کی مرمت کی اور اس کی تیاری مین بہت کچھہ روپیہ صرف کیا یہ بادشاہ دیندار تہا اس کے عہد مین مصر کے بادشاہ فرعون نیکوہ نے ملک آسور پر چڑہائی کی جس کا ایک صوبہ شاہ بابل نبوپلسر نبوکد نضر یعنی بخت نصر کا باپ تھا - یوحیاہ کا ملک چونکہ بیچ مین حائل تہا یہ شاہ مصر کا معارض ہوا آخر باہم جنگ ہوئی جس مین یوحیاہ زخمی ہوکر مرگیا (یہ یرمیاہ علیہ السلام کا زمانہ ہے) اس کے بعد اسکا بیٹا یہوآخذ یروسلم کے تخت پر بیٹہا اسکی تخت نشینی کے تین مہینے پہر وہی مصر کا بادشاہ یروسلم پر حملہ آور ہوا اور اس شہزادہ کو زنجیرون مین جکڑکر مصر لیگیا اور یہ وہان جاتے ہی مرگیا - اور شہر یروسلم اور ہیکل پر بہی قدرے دست تطاول دراز کیا

اور اس کی جگہہ یوحبیاہ کے دوسرے بیٹے ال لقیم کو تخت یروسلم پر بٹھایا اور اس کا نام بدل کر یہولقیم رکھا اور چار لاکھہ چار ہزار تین سو اکیاون روپیہ سالیانہ باج گزاری کا مقرر کیا یہ شہر یروسلم پر دوسری دفعہ کی مصیبت تہی مگر ابتک سلیمانی ہیکل اور شہر کے شاہی مکانات اور شہر پناہ بدستور قائم تہی جنکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنایا تہا۔

بار سوم

اس واقعہ کے چند سال بعد بابل کے بادشاہ بخت نصر نے ملک یہودیہ پر چڑہائی کی اور یروسلم کو فتح کر کے یہولقیم کو اپنا باج گزار بنایا اور بہت کچہہ مال و دولت لوٹا اور خاندان شاہی مین سے ایک گروہ کو اپنے محل کا خواجہ سرا بنا کر لیگیا۔ ان اسیرون مین حضرت دانیال پیغمبر علیہ السلام اور انکے تین رفیق بہی تھے۔

اس کے تہوڑے دنون بعد یہولقیم نے بدعہدی کر کے شاہ بابل کی اطاعت سے انحراف کیا شاہ بابل ان دنون اپنی مان کے ماتم اور دیگر علائق مین مبتلا تہا خود تو نہ آسکا لیکن اسنے یہودیہ کے آس پاس کے سردارون کو جو سریانی اور موابی اور عمونی وغیرہ تھے حملہ کرنیکا حکم دیا ان لوگون نے چارون طرف سے ملک پر تاخت و غارتگری کر کے گیارہ برس تک یہولقیم کا ناک مین دم کر دیا آخر اسکو قتل کر کے یروسلم کے پہاٹک کے باہر پہینکدیا۔

اس کے بعد اسکا بیٹا یکونیاہ یروسلم کے تخت پر بیٹہا اس کے تیسرے مہینے خود بخت نصر ایک جرار لشکر لیکر یروسلم پر چڑہ آیا شہر کو فتح کر کے یکونیاہ اور اسکی مان اور دیگر بیگمون اور شہر کے امیرون اور ہر قسم کے کاریگرون لوہارون اور سنگتراشون کو اور شاہی خزانہ اور ہیکل کے سب سونے کے برتنون اور دیگر سامان کو لوٹ کر لیگیا اور یکونیاہ کے عزیزون مین سے ایک شخص صدقیاہ کو حکومت دیگیا اور اس سے فرمانبرداری کا عہد لیا۔ بخت نصر کا واپس ہونا تہا کہ آس پاس کے سردارون نے اپنی دوستی اور بخت نصر کی بغاوت پر آمادہ کرنے کے لیے ایلچی بہیجنے شروع کیے ادہر شاہ مصر نے ہمت دلائی آخر اپنی سلطنت کے نوین سال یہ بدعقل شاہزادہ شاہ مصر کا اعلانًا معاہد ہوگیا اور شاہ بابل سے کہلم کہلا انحراف ظاہر کر دیا۔

تیکلی کی اول بار بربادی

بار چہارم

اس کے دو برس بعد بخت نصر بڑے بہاری لشکر کے ساتہہ یروسلم کی طرف متوجہ ہوا ادہر شاہ مصر نے

بھی اپنے کمک صدقیاہ کے بیٹے بھیجی مگر اُس خونخوار فوج کے سامنے کون ٹھہر سکتا تھا جو بنی اسرائیل کے اوباش اور فاسق اور مرتد بادشاہون سے انتقام لینے کے لیئے قہر الٰہی کا نمونہ تھا ؟
شہر کو فتح کر لیا صدقیاہ روپوش ہو کر بھاگتا ہوا گرفتار ہوا اور شہر ربلہ مین قید کر کے بھیجا گیا وہان اُس کے بیٹے قتل ہوئے اور اُسکی آنکھیں پھوڑ کر زنجیرین پہنا کر بابل مین بھیجا گیا جہان جا کر وہ مر گیا -
بخت نصر کے سپہ سالار نے یروسلم اور ہیکل کے سب مال و اسباب کو جمع کر کے باقی تمام شہر اور ہیکل مین آگ لگا دی اور سب کو جلا کر خاک کر دیا اور ہیکل اور شہر کو بنیاد ون تک اکھاڑ کر میدان کر دیا اور ہزار ہا مرد و زن کو اسیر کر کے بابل مین پہنچا دیا اور ہیکل کے وہ بڑے بڑے ستون اور وہ حوض اور وہ ڈھلے ہوئے جالی دار پیتل کے سامان اور وہ بیل اور وہ کرولی جنکو زمانہ کے منتخب کاریگرون نے کس محنت سے بنایا تھا سب کو بابل روانہ کیا اور بہشت کو توڑ پھوڑ دیا توریت بھی جو ایک نقلی نسخہ تھا وہین جلا دی آج یہود کے اقبال کا خاتمہ ہو گیا آج وہ ہیکل سلیمانی جسکا دنیا مین نظیر نہ تھا منہدم ہو گئی شہر کے عمدہ مکانات اور بازار برباد ہو گئے آج یہود یہ کا ملک اور کوہ صیحون بنی اسرائیل کو کس اشک حسرت کے ساتھہ رخصت کرتے اور بابل کے سفاک سپاہیون کے ہاتھہ مین انکی زنجیر پکڑا دیتے ہین

انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ حادثہ عبرت خیز حضرت مسیح علیہ السلام سے بقول اکثر مورخین پانسو چھیاسی برس پیشتر گزرا ہے یعنی تخمیناً چار سو پندرہ برس بعد تعمیر ہونیکے ہیکل برباد ہوئی ہے - [۹۵]
حضرت یرمیاہ علیہ السلام چونکہ صدقیاہ بدبخت کو اس پیش آنیوالی مصیبت سے مطلع کر کے اس کی بدکاری اور بت پرستی سے نصیحت فرماتے تھے اسلیئے ان کو صدقیاہ نے قید کر دیا تھا جس طرح اس سے پیشتر یروسلم کے بدبخت بادشاہون نے انبیا علیہم السلام کو قتل و قید کیا تھا -
شاہ بابل کے ملازمون نے حضرت یرمیاہ کو قید سے رہائی دیکر ان کے ساتھہ نیک سلوک کیا اور آزادی دی کہ جہان چاہو رہا کرو اب شہر بلکہ ملک اُجاڑ پڑا ہے اور جو چند کنگال یہودی باقی گرد و نواح مین تھے

[۹۵] وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا ۰ فاذا جاء وعد اولٰھما بعثنا علیکم عباداً لنا اولی باس شدید فجاسوا خلال الدیار الآیہ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مطلع کر دیا تھا کہ تم دو بار سرکشی نہایت درجہ کی کروگے پس جب اول سرکشی ہوگی تو ہم تم پر ایک زور آور قوم مسلط کرینگے اسمین بخت نصر کی طرف اشارہ ہے چنانچہ بنی اسرائیل کی سرکشی اور فساد کا اس زمانہ میں انتہا ہو گیا تھا پس ان پر بخت نصر مسلط ہوا جسنے انکو برباد کر دیا اسکے بعد پھر بنی اسرائیل اپنے ملک مین آباد ہوئے اور ہیکل اور شہر آباد ہوا تو پھر دوبارہ سرکشی اور کفر و بت پرستی کرنے لگے اسلیئے دوبارہ بلاء عظیم ان پر نازل ہوئی جسمین انٹیوکس یا طیطس شاہ روم کی چڑھائی کیطرف اشارہ ہے

جن کو کاشت و خدمت کے لیے رکہا تہا ان پر جدلیاہ بن اخی قام کو حاکم مقرر کرکے مصفاہ
مین رہنے کا حکم دیا۔

غالباً وہ شخص کہ جسکا قصہ قرآن مجید مین ہے قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا الایۃ حضرت یرمیاہ ہین
جو ہیکل اور یروسلم کی بربادی دیکہکر دل مین کڑہتے اور روتے تہے انہون ہی نے یہ کہا تہا
کہ یہ شہر اب کیونکر آباد ہوگا اسی پر ان کا انتقال ہوا اور ان کی سواری کا گدہا بہی مرگیا اس پر
سو برس کا عرصہ گذر گیا اس عرصہ مین بنی اسرائیل بابل سے رہا ہوکر پہر یہان آئے
اور دوبارہ ہیکل اور شہر کو تعمیر کیا اس کے بعد خدا نے یرمیاہ کو زندہ کرکے پوچہا کہ کتنی دیر
تو پڑا رہا انہون نے کہا ایک دن یا کچہہ کم پہر خدا نے انکے روبرو انکے گدہے کو بہی زندہ کیا اور فرمایا
کہ تو سو برس پڑا رہا اور دیکہہ ہمنے کسطرح سے اسکو آباد کردیا؟

جبکی بعض لوگ یہ تاویل کرتے ہین کہ یرمیاہ سو گئے تہے اور خواب مین ان کو خدا نے یہ
کیفیت دکہلائی تہی۔ اسی طرح یہودی اور عیسائی مورخ بہی اس قصہ کے منکر ہین اور کہتے
ہین کہ یرمیاہ مصر چلے گئے تہے وہین مرے۔

ہیکل کی دوبارہ تعمیر

بابل مین ستر برس تک یہودی رہے اس مین اپنے دینی دستورات بلکہ اکثر
زبان سے بہی ناآشنا ہوگئے ہون گے آخر جب شاہان بابل کا ایران کے بادشاہ
خسرو کے ہاتہ سے خاتمہ ہوا تو مسیح سے تخمیناً پانسو برس پیشتر خسرو شاہ ایران کے حکم سے
بیالیس ہزار یہودی جن مین یشوع سردار کاہن اور زروبابل تہے پہر اپنے ملک یہودیہ کو
روانہ ہوئے اور ان کو شہر اور ہیکل کی تعمیر کی اجازت بہی ملی اور ہیکل کا بچا کچا اسباب
بہی ملا مگر باقی یہودی بابل ہی مین رہے اور حضرت خرقیل اور دانیال علیہ السلام یہین فوت
ہوگئے تہے۔ بنی اسرائیل نے تعمیر شروع کی مگر لوگو نکی غمازی سے کمبی سیس نے روکدیا
نو برس رکی رہی پہر شاہ دارا کے حکم سے تعمیر شروع ہوئی اور کئی برس مین ہیکل اوسی جگہہ اور
اسی نمونہ پر تعمیر ہوئی اور اسی بنا کے موقع پر ساہری لوگ (کہ جو در اصل وہ بہی یہودی تہے انکو
آسور کا بادشاہ شالمنذر مسیح سے سات سو اکیس برس پیشتر اسیر کرکے لیگیا اور وہان ان کی

نسل غیر قومون سے مخلوط ہوگئی اور عرصہ کے بعد پہر یہ دوغلی قوم اپنے ملک سامریہ مین آ بسی
یہ لوگ بنی اسرائیل مین سے اس دوسری سلطنت کے لوگ ہین جنہون نے ربعام کی ماتحتی مین
ایک دوسری سلطنت قائم کی تہی) بہی اس مین شریک ہونیکو موجود ہوئے مگر یہودیون نے
منع کیا تب انہون نے ایک کولاوی کے فرقہ مین سے اپنا کاہن یعنی امام بناکر ان کے مقابلہ مین
اپنے لیے کوہ جرزین پر ایک اور ہیکل بنائی ؎ اپنا کعبہ جدا بنائینگے ہم ؛ اور توریت مین جو
عیبال پہاڑ پر معبد بنانیکا حکم تہا (استثنا ۲۷ باب ۴ درس) انہون نے اس لفظ عیبال کو بدل کر
جرزین قائم کیا اور یروسلم کے منکر ہوگئے اور ایک دوسرے کو تحریف توریت کا الزام دینے لگے
اور یہ جہگڑا ان مین قرنون تک رہا چنانچہ ایک بار سکندریہ کے یہودیون اور سامریون مین یہ مباحثہ
ہوا اور شاہ مصر کے روبرو ایک سو پچاس برس مسیح سے پیشتر سامریون نے شکست کہائی۔
سامری توریت کے پانچون حصون کے سوا عہد عتیق اور عہد جدید مین سے کسی کتاب کو الہامی نہین جانتے
یہ لوگ اب بہی شام مین موجود ہین۔
الغرض ہیکل دوبارہ پہر اوسی طور سے تعمیر ہوئی۔ زروبابل بن سالتائیل اور یوشع بن صدق اسکو
مہتمم تہے اور حجی اور ذکریا بن عیدو علیہما السلام نبیون کی تعمیر مین ہدایت ہوتی تہی اور شاہ ایران کی
طرف سے تعمیر کا خرچ اور لکڑی پتہر کی مدد ملتی تہی اور ان اضلاع کے صوبے نہایت سرگرمی سے فرمان شاہی
کے بموجب مدد دیتے تہے چنانچہ عرصہ کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام بہی مع بہت سے ساز و سامان اور ایک جماعت کے
آکر شریک ہوئے۔ اور حضرت عزیر نے اپنی یادپر ان دونون نبیون کی مدد سے یہود کیلیے ایک کتاب بہی
مرتب کی جسکو وہ حضرت موسی علیہ السلام کی توریت کہتے ہین اور نیز انکو دین اور رسوم عبادت کا بہی انتظام
کیا۔ دارا کے عہد مین سات برس کے اندر ہیکل بنکر تیار ہوئی اور جب بنی اسرائیل کے لوگ قربانی کرنیکو جمع
ہوئے اور بہت سے لوگ دف لیکر خدا کی حمد و ستایش گانے لگے تو نوعمر ہیکل کی خوشی مین نعرہ مارتے
تہے اور پرانے لوگ قدیم ہیکل کو یاد کرکے زار زار روتے تہے۔
دارا کے بعد اسکا بیٹا حشتشاہ تخت نشین ہوا یہ بہی بنی اسرائیل پر بڑا مہربان تہا اسکے مقرب حضرت
نحمیا علیہ السلام تہے جو شہر سوشن دارالسلطنت ایران مین رہتے تہے انسے چند بنی اسرائیل نے بیان
کیا کہ شہر پناہ نہونیکی وجہ سے اطراف کے لوگ ہمکو لوٹتے ہین حضرت نحمیاہ نے بادشاہ سے اجازت اور
پروانہ لیا اور خود بہی آئے اور شہر پناہ بہی بنائی (یہ یوسفس کا بیان ہے) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دارا
وہ نہین کہ جسکو سکندر رومی نے مغلوب کیا کیونکہ اس دارا کا کوئی بیٹا نہ تہا نہ اس کو تخت ایران نصیب ہوا

جسکو بائبل مین ارتخششتا
کہتے ہین یہ شہر
سوسن بہی بادشاہان ایرانکا
دارالسلطنت تہا

اسکے بعد سے یروسلم اور اسکے باشندے شاہان ایران کے مطیع رہے ان کی مستقل حکومت تہی سکندر رومی کے عہد تک - سکندر فلپ نے یونان سے خروج کرکے مشرقی ملکون پر حملہ کرنا شروع کیا اور آخر دارا شاہ فارس کو شکست دی اور ملک فارس اپنے قبضہ مین کر لیا اور اسکے بعد ہندوستان پر حملہ آور ہوا (یہ واقع حضرت مسیح سے تین سو تینتیس برس پہلے گزرا ہے) پہر شہر بابل مین آکر وفات پائی-

اس کے عہد مین یروسلم کے کاہنون نے اس کی حکومت قبول کی - اب تک ہیکل اور یروسلم جدید پر کوئی نئی مصیبت نہین آئی تہی اور یہود اپنے افعال قبیحہ پر نادم اور تائب بہی تہے کہ جنکے باعث ان پر اول بلا نازل ہو چکی تہی مگر اب پہر بدکاری اور گناہ کیطرف قدم بڑہانے لگے -

سکندر کے بعد اوس کا تمام ملک اوس کے سردارون پر تقسیم ہوا - انٹی گونس نے ایشیا کو سلوکس نے ملک بابل کو اور لسی ماخس نے پلس پانٹ کو اور کس ڈر نے مسڈون کو اور ٹولمی ابن لاگس نے ملک مصر پر قبضہ کیا (یوسفس) اس ٹولمی نے جاکر ملک یہودیہ اور یروسلم پر قبضہ کیا اور یہودیون کو اپنا رعیت بنایا اور انکی ایمانداری سمجہکر بہت کو عمدہ عہدے دیے اور پہر بہت سے آپکی قدر دانی سے ملک مصر مین چلے گئے اور ہزارون اسکندریہ مین سکونت پذیر ہوئے - پہر مصری بادشاہ کو یہودی کتابون کے جمع کرنے اور عبرانی سے یونانی زبان مین ترجمہ کرانیکا شوق ہوا تو ایلی العزر یہودیون کے سردار کاہن کے نام ایک خط لکہا اور چند افسر بہت سا ہدیہ دیکر بہیجے کہ آپ ہر فرقہ سے چند چند آدمی میرے پاس بہیجدیجیے تاکہ وہ مجہے ترجمہ مین مدد دین کاہن نے بڑے شکریہ کے ساتہہ جواب لکہا اور بہتر آدمی کتابین دیکر ترجمہ کرنے کو بہیجے جنہون نے شریعت کا عبرانی سے یونانی مین ترجمہ کیا اس ترجمہ کو سپٹواجنٹ کہتے ہین جسکے معنی بہتر کے ہین - اس کے عہد مین یہودیون نے بڑی عزت پائی-

اسیطرح ایشیا کے بادشاہون نے بہی یہود کی نہایت عزت و حرمت کی چنانچہ سلوکس نے ایشیا اور سریا مین قلعہ بنا کے انکا یہودیون کو سردار کیا اور اپنی دار السلطنت انطاکیہ مین بہی انکو بہت کچہہ دخل دیا-

واضح ہو

کہ سکندر کے بعد جب ملک کے ٹکڑے ہوئے تو ایک شخص انیتوکس نے حضرت مسیح سے تین سو برس

مسیح سے ۳۱۴ برس آگے انیتوکس نے ملک یہودیہ کو ٹولمی شاہ مصر کے ہاتہہ سے چہوڑا لیا پہر مسیح سے ۳۰۲ برس آگے ٹولمی نے پہر یہودیہ کو لیلیا اور ۲۰۵ برس پیشتر تک مصریون کے قبضہ مین رہا یہ زمانہ یہود کے لیے امن کا تہا اسی عہد مین یہود نے پہلی کتابون کو اور دیگر روایات کو جمع کیا یہ توریت وصحف انبیا اسی عہد کے تالیف ہین - اسی عہد مین سپٹواجنٹ ترجمہ ہوا ہے - ۱۲ منہ

پیشتر یعنی سکندر کی وفات کے تینتیس برس بعد شہر انتاکیہ (انطاکیہ) آباد کرکے اس کو اپنا دار السلطنت ٹھہرایا۔ یہ یونانی سلطنت کہلاتی تھی اور اس خاندان کے بادشاہ انتیوکس کہلاتے تھے۔ انکی اور مصر کے بادشاہون ٹلومی خاندان کی ہمیشہ لڑائیان ہوا کرتی تھین۔ یہودی بیچارے ان دونون پتھرون مین پسا کرتے تھے۔ آخر انتیوکس چہارم کا تسلط یروسلم پر تھا اسنے کہانت کا عہدہ تیرہ لاکھ مین یسون یہودی کے ہاتھ فروخت کیا پھر اس سے لیکر اسکے بھائی منلاؤس کے ہاتھ چوبیس لاکھ پچھتر ہزار پر فروخت کرڈالا۔ انتیوکس کی خبر وفات سنکر یسون اپنے بھائی پر حملہ آور ہوا اور اسکو قتل کیا چونکہ یہ بادشاہ ہنوز زندہ تھا طیش مین آکر حضرت مسیح سے ایک سو ستر برس پہلے۔

یروسلم پر پانچوان حادثہ

یروسلم پر چڑھ آیا چالیس ہزار یہودیون کو قتل کیا اور چالیس ہزار کو قید کرکے لیگیا اور ہیکل کا اسباب جو چار کروڑ اونسٹھ لاکھ ساٹھ ہزار کی مالیت تھا لوٹ کر لیگیا اور ہیکل کی نہایت بے عزتی کی اور ایک ظالم کو یروسلم کا حاکم مقرر کرگیا۔

پھر جب اسنے مصر پر چوتھی بار حملہ کیا اور یہودی مصریون کے مددگار ہوئے اور یہ بادشاہ ناکام پس پا ہوا تو اسنے اپنے سپہ سالار کو حکم کیا کہ یروسلم کو برباد کرے چنانچہ اسنے آکر بہت کو قتل کیا اور شہر مین آگ دیدی اور شہر پناہ اور دیگر عمدہ مکانات کو گرادیا مسیح سے ۱۶۷ برس آگے (مگر ہیکل بچ رہی) پھر انتیوکس کو انطاکیہ پہونچکر یہ خبط پیدا ہوا کہ سب لوگون کو یونانیون کے مذہب بت پرستی پر چلاوے چنانچہ اسنے اپنے نائب اپینوس کو یہودیون پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ جو نہ مانے تو اسکو قتل کرے۔ اسنے یروسلم پہونچکر چند بیدین یہودیون کو شریک کرکے لوگونکو بت پرستی پر مجبور کیا اسنے تمام کتب یہود کو تلاش کرکرکے جلادیا اور ہیکل مین جوپیٹر کی مورت قائم کی اور جسنے اس حکم کی تعمیل نہ کی اسکو قتل کیا۔

اسمونی خاندان

کا ایک بوڑھا کاہن مستاتہیس اپنے پانچ بیٹون یوحنا۔ شمعون۔ یہوداہ۔ ایلعاذر۔ یونتان کو لیکر اپنا دین بچانیکے لیے یروسلم سے بھاگ کر اپنے وطن اور شہر مودن مین آیا یہان بھی اسکے تعاقب مین انتیوکس کے لوگ آئے اسنے اپنے پانچون بیٹون اور بہت سے دیندار یہودیون کو جمع کرکے جہاد کیا جسمین شاہی لوگ شکست کھاکر بھاگ گئے پھر اسنے بتون اور بت پرستونکو توڑا قتل کیا مسیح سے ایک سو سڑسٹھ برس پیشتر۔

اسکے بعد اسکا بیٹا یہوداہ جسکا لقب مقابیس ہے اسکے قائمقام ہوا یہ وہی مقابیس ہے جسکی دو کتابین مقابیس اول و مقابیس دوم عبرانی زبان مین ہین اور یونانی اور سریانی عیسائی در رومن کیتھولک) اب تک ان کو آسمانی کتابون کے مجموعہ مین شمار کرتے ہین - مقابیس نے یروسلم کو لیا اور کفند شہر کی مرمت کی اور ہیکل بتون سے پاک و صاف کیا انٹیوکس نے انتقام کا قصد کیا مگر وہ تہوڑے دلون کے بعد بیمار ہوکر مرگیا پھر اسکے ایکسو اکسٹھ برس پیشتر مقابیس ایک لڑائی مین شہید ہوگیا -

اسکے بعد اسکا بہائی یونتان قائم کیا گیا اسنے بہی اپنے بہائی شمعون کی مدد سے دین یہود کا انتظام نہایت عمدگی سے کیا لیکن سریا کے بادشاہ کے ہاتھ سے شہر پطولیمس مین مارا گیا اسکے بعد اسکا بہائی شمعون مسیح کے ایکسو چوالیس برس پہلے اسکا قائمقام ہوا اور اسنے یہودیونکو غیر قومون کی حکومت سے آزاد کیا - قلعہ یریحو مین یہ شخص بوقت واپسی سفر اپنے داماد پطولمی کے ہاتھ سے دغابازی کے ساتھ قتل ہوا -

اسکے بعد شمعون کا بیٹا یوحنا حاکم اور سردار کاہن ہوا - اسنے چند صوبون کو بہی اپنے قبضہ مین کیا اور سامریونکی ہیکل کو بہی غارت کیا اور بہت لوگونکو اپنے مذہب مین شامل کیا اور رومیون سے از سر نو پہر عہد و پیمان باندہا اسکے فوت ہونیکے بعد اسکا بیٹا ارسطوبولس اسکی گدی پر بیٹھا -

اسنے اگلے زمانہ کی طرح پہر یہودیہ مین بادشاہت قائم کی اسیری بابل کے بعد یہ اول شخص ہے کہ جو یہود کا بادشاہ کہلایا - اسنے یہودیون کا ایک بڑا دفینہ برآمد کیا تہا - اسکے بعد اسکا بیٹا سکندر جن نیوس تخت نشین ہوا ستائیس برس حکومت کرکے مسیح سے اناسی برس پیشتر انتقال کیا ان دنون دو بہائیون مین عہدہ کہانت کی بابت جہگڑا ہوا اور ہر ایک نے اپنی عرضی پومی شاہ روم کے پاس بہیجی جو آس پاس کے ملکون کو فتح کرچکا تہا - یہ بادشاہ یروسلم پر چڑہ آیا اور تین مہینے کے محاصرہ کے بعد یروسلم کو فتح کیا اس لڑائی مین بارہ ہزار یہودی مارے گئے - اور اپنی طرف سے سردار کاہن کو نائب مقرر کیا جب سے ملک یہودیہ روم کے بادشاہون کے حکم مین رہا جن دنون مین کہ رومی سرداران ملکون کی فتوحات مین مصروف تہے ان دنون مین ایک شخص اودمی انٹی پیٹر نے رومیون کو بڑی مدد دی تہی جسکے صلہ مین جیولیس قیصر روم نے اسکے بیٹے انٹی پیٹر کو ملک یہودیہ اور اسکے پاس کے ملکونکا حاکم مقرر کردیا جسکے تحت مین یہود کا کاہن یعنی امام یروسلم کا حاکم تہا -

مسیح سے چالیس برس پیشتر انٹی پیٹر مذکور مرگیا اور اسکی جگہہ اسکا بیٹا ہیرودیس سوریا اور جلیل کا حاکم مقرر ہوا

لے انہین دنون مین رومی سلطنت جسکا پایہ تخت شہر روم ملک اٹلی مین ہے بڑا زور پکڑا یہ سلطنت کمزورون کی اعانت کرتی تہی یہ سمجہکر مقابیس نے وہان اپنے ایلچی بہیجے اور باہم عہد و پیمان کیا بادشاہان الاکیہ سے بچنے کے لیے سلطنت نے عہد باندہا اور ڈیمیٹریوس قائمقام انٹیوکس کو دہمکایا مگر ڈیمیٹریوس کی فوج نے یروسلم کو آگہیرا روم سے کچہہ مدد نہ آئی اور مقابیس کے ساتھی بہاگے مقابیس بڑے استقلال کے ساتھ شہید ہوئے ۱۲ منہ سلہ مسیح سے ایک سو سات برس پہلے ۱۲ منہ

ان دنون مین یہود کا کاہن اور حاکم انٹی گونس یہودی تہا اسنے ہیرودیس مذکور کے یہان تک تنگ کیا کی کہ وہ شہر روم مین بہاگ گیا وہان سے وہ اپنے دادا کی خدمت کے لحاظ سے یہودیون کا بادشاہ مقرر ہو کر آیا مگر اس کو کاہن مذکور سے تین برس تک لڑنا پڑا اخیر یروشلم کا محاصرہ کرکے اسکو فتح کر لیا اور مریمن یہودیون سے شادی کرکے یہود کا بادشاہ ہو گیا اسکا عمل پینتیس برس تک رہا۔ اسکے اخیر عہد مین مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے (صحیح یہ ہے کہ اسکے بعد)

اسنے یہود کے خوش کرنے کے واسطے ہیکل کو رفتہ رفتہ از سر نو تعمیر کرایا اسطرح پر کہ تہوڑے سے ٹکڑے کو توڑکر جب بنا چکتے تھے تب دوسرے ٹکڑے کو توڑتے تھے اسطرح پر تمام عمارت نئے سر لیسے بہت خوبصورت اور خوشنما بنکر مسیح سے آٹھ برس آگے عبادت کے لیے تیار ہو گئی تھی مگر مکمل چھیالیس برس تک ہوتی رہی مسیح کی تیس برس کی عمر تک۔ اٹھارہ ہزار آدمی نو برس تک اسمین کام کرتے رہے۔ اور جبکہ موریہ پہاڑی کی چوٹی اسکی وسعت کے لیے کافی نہوئی تو پہاڑی کے چارون طرف بڑا سنگین پشتہ باندہا گیا۔ یہ بہت بلند تھا خصوصاً دکن کیطرف چہہ سو فٹ کی بلندی تہی۔ احاطہ کی باہر والی دیوار اسی پشتہ پر بنی تہی جس کی بلندی ۲۵ فٹ تھی اور آدہے میل کا گھیر تہا۔ اسکے اندر چارون طرف دیوار کے پاس بہت خوشنما برآمدے بنے تھے۔ ان برآمدوں میں لوگ ٹہلتے اور انہین مین صراف اور کبوتر فروش بیٹھتے تھے جو ہیکل کی نذر و نیاز والون کے لیے چیزین فروخت کرتے تھے اور اسی جگہہ ایک مکان تہا کہ جہان بیٹھکر یہودی معلم جو ربی کہلاتے تھے مسائل تعلیم کیا کرتے تھے۔ اسی جگہہ یہودیون کو مسیح نے لاجواب کیا تہا (لوقا ۲ باب ۴۶) پہلے عیسائی بہی یہان جمع ہوا کرتے تھے (اعمال ۲ باب ۴۶)

اس احاطہ کی دیوار مین نو پہاٹک تہے اور انمین داخل ہونیکے لیے بڑے بڑے زینے پشتہ پر بنے ہوئے تھے یہ سب پہاٹک بڑے خوشنما تھے خصوصاً پورب کی طرف کا پہاٹک جو زیتون کی پہاڑی کے سامنے تہا یہ پہاٹک عمدہ پیتل کا تہا اسکی بلندی پینتیس ہاتھہ تھی اور اسکے پاس کے برآمدہ کو سلیمان کا برآمدہ کہتے تھے۔ باہر والا احاطہ عام لوگون کے لیے تہا اسکے اندر ایک اور احاطہ تہا کہ جہانتک صرف یہودی عورتین جا سکتی تہین صرف اسوقت جبکہ قربانیان لاتی تہین اسکے آگے اسرائیلیون کا احاطہ تہا اور اسکے آگے لاویون کا جہان قربانگاہ۔ اور پیتل کا حوض خاص ہیکل کے سامنے رکہا تہا۔ خاص ہیکل بہت بلند اور نہایت خوشنما تہی۔ اسکے سامنے ایک برآمدہ ڈیڑہ سو فٹ بلند اور اتناہی چوڑا تہا ہیکل کے اندر دو دالان یا کمرے تھے ایک جو قدس کہلاتا تہا ساٹھہ فٹ لمبا اور اتناہی اونچا اور تیس فٹ چوڑا تہا اسمین نذر کی روٹیان رکہنے کی میز اور بخور جلانیکی قربانگاہ اور سونے کے شمعدان رکہے تھے اس سے آگے دوسرا کمرہ

قدس الاقداس کہلاتا تھا یہ بیس فٹ چوڑا اتنا ہی لمبا اتنا ہی اونچا تھا پہلے ہیکل کے وقت اس مین عہد
کا صندوق کہ جس مین شریعت کی لوحین اور من کا مرتبان اور ہارون کا عصا رہتا تھا اسمین بجز سردار کاہن
کے اور کوئی نہین جاسکتا تھا وہ بھی سال مین ایک بار ان دونون کمرون کے درمیان کتان کا ایک باریک
پردہ بڑا قیمتی پڑا رہتا تھا خاص ہیکل کے چارون طرف بمنزلہ بہت سے کمرے کاہنون کے رہنے کے لیے
بنے تھے اور احاطہ مین بہت سی اسی قسم کی عمارات تھین - یہ سب عمارات سنگ مرمر سے بنائی گئین تھین
(از تفسیر پادری اسکاٹ)
جو ہیکل کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے عہد مین تھی وہ یہی تھی - اسی کے کسی کمرہ مین حضرت مریم ؑ نے ذکریا علیہ السلام کے
پاس پرورش پائی تھی - اسی ہیکل مین حضرت مسیح اور انکے حواری عبادت کے لیے تشریف لایا کرتے تھے -
یہ ہیرودیس شہر یریحو مین مرگیا اسکے ظلم و ستم سے بنی اسرائیل سخت ناراض تھے - اسکے بعد اسکا بیٹا ہیرودیس
اپنے باپ کا جانشین ہوا حضرت مسیح کی طفولیت مین اسکے خوف سے حضرت مسیح علیہ السلام اور آنکی والدہ مصر
تشریف لیگئے تھے اور اسیکے عہد مین اسیکے حکم سے حضرت یوحنا یعنی یحیی علیہ السلام کا سر مبارک آسکی جورو اور
بیٹی کے کہنے سے کاٹ کر ایک طشت مین اسکے سامنے لایا گیا -
ہیرودیس اول کے تین بیٹے تھے اسلیے اسکے بعد اسکے ملک کے تین حصہ ہوگئے یہودیہ اور ادومیہ
اور سامریہ ملک ارکلاؤس کو ملا اور بیت عینا اور تراخونیتس وغیرہ فلیبوس کو اور گلیتیہ اور پریہ انطیپاس
کو - اور سب کو ہیرودیس کہتے تھے - یہ ارکلاؤس بھی اپنے باپ کی طرح بڑا ظالم اور سنگدل
تھا اسی لیے اسکی حکومت کے نوبرس بعد اس کو آگسٹس قیصر روم نے بیدخل کر کے ملک گال (فرانس)
مین بھیجدیا اور وہین جاکر یہ مرگیا -
انہین دنون مین حضرت مسیح علیہ السلام کا ظہور ہوا اور جابجا انہون نے وعظ و پند و معجزات دکھلانے شروع
کیے گو یہودی انبیاء سابقین کی پیشین گوئی سے منتظر تھے کہ کوئی الوالعزم رسول پیدا ہونیوالا ہے مگر
اپنی بد اقبالی اور شامت سے اولٹے حضرت مسیح علیہ السلام اور انکے حواریوں کے دشمن جانی ہوگئے
آخر حضرت مسیح کو گرفتار کر کے روم کیطرف سے جو اس ملک مین ایک حاکم پلاطوس رہتا تھا اسکے پاس
الزام بغاوت لگا کے سولی دینے لیگئے اسنے انکی خاطر سے انکو سولی دینا چاہا اور خدا نے حضرت کو اوپر اٹھا لیا
اور انکی جگہہ انکی صورت مین کسی اور کو کردیا جو وہ سولی دیا گیا حضرت مسیح کے بعد حواریون پر بھی بڑا ظلم و
ستم ہوتا رہا بلکہ روم کے بادشاہون کیطرف سے بھی -
حضرت مسیح نے اشارہ وعظ مین بار ہا یہود کو ایک آسمانی بلا سے ڈرایا تھا کہ عنقریب تمپر آفت آنیوالی ہے

اور ہیکل اور شہر کو برباد کرنیوالی ہے مگر وہ اسکا کب باور کرتے تھے ۞ چنانچہ حضرت کے بعد جبکہ ملک یہود میں خاندان ہیرودیس کی بدنظمیوں کی وجہ سے صوبہ رہنے لگا اور رومیوں کی ایک فوج یروسلم میں بمقام ارک رہتی تھی۔ یہودی ادہر تو رومیوں کی سخت حکومت سے بیدل تھے ادہر کچہ انکے دل میں اپنی قوم کے بادشاہوں اور انکے اقبال کے افسانہ سنکر جوش اُٹھتا تہا کہ کسیطرح رومیوں کی حکومت سے آزادی حاصل ہونی چاہیئے انبیاء کا فرمودہ اور اعمال بد کا نتیجہ کب ٹلتا ہے یہ تدبیر اولٹی اونکی ہلاکت کا باعث ہوئی جسکی تفصیل یہ ہے کہ یہود نے ملک میں بغاوت شروع کی اور آخرکار فوج ارک کو بہی محاصرہ کرکے قتل کرڈالا اور بہت سے رومی انکے ہاتہ سے قتل ہوئے یروسلم میں اپنا قبضہ اور حکومت پہر یہود نے قائم کرلی۔ عیسائی اس فساد میں شریک نہ تہے بلکہ اسی لیے وہان سے مسیح کی خبر کے بموجب (لوقا ۲۱ باب ۲۱) باہر بہاگ گئے تب سپہسالار رومی سردار ایک فوج کثیر لیکر یروسلم پر چڑہ آیا پہر جب وہ قیصر ہوگیا تو اسکی جگہہ شہر کا محاصرہ اسکے بیٹے طیطس نے اپنے ذمہ لیا۔

یروسلم اور ہیکل پر چھٹا حادثہ

شہزادہ طیطس نے شہر کا محاصرہ کیا اور یوسفس مورخ کو کئی بار یہود کے پاس بہیجا کہ بغاوت سے باز آؤ اور شہر میرے حوالہ کرو تاکہ تم امن میں رہو مگر یہود کو اپنی شہر پناہ پر گہمنڈ اور نافرمانی کے بدلہ میں خدا تعالی کی مدد پر بہروسہ تہا نہ مانا اور حتی المقدور دل توڑکر مقابلہ میں آئے آخر غلہ نہونیکی وجہ سے مردار خوری تک نوبت پہونچی اور آپس میں بہی فساد پڑگیا پس رومی لشکر شہر میں گہس پڑا اور جو سامنے آیا اسکو قتل کیا مرد و عورت چہوٹے بڑے کی کوئی تمیز نہ تہی اور شہر میں آگ لگادی۔ رومی سپہسالار نے بہت چاہا کہ ہیکل نہ جلنے پاوے مگر اوس ہلڑ میں کون سنتا تہا خصوصاً جبکہ چہہ ہزار یہودی اس میں پناہ گزین تہے آخر وہان بہی آگ کے شعلے اُٹھنے لگے اور ہر طرف سے آگ بہڑکنے لگی ادہر جانب شہر میں خون کی دہاریں بہنے لگیں شہر کی بنیادیں تک اوکہاڑی گئیں اور ہیکل کی بہی اینٹ سے اینٹ بجگئی شہر اور ہیکل پر ہل چلادیا گیا اور توریت (کہ جو ٹولمیون کے عہد میں بنائی گئی تہی) جل گئی بعض کہتے ہیں کہ اسکو طیطس شہر روم میں لیگیا (مفتاح الکتاب صفحہ ۱۲) اس حادثہ میں تخمیناً گیارہ لاکھ بنی اسرائیل قتل ہوئے اور لاکہہ کے قریب غلام بنائے گئے۔ (آہ یہ کسقدر مبالغہ ہے)

اس حادثہ سے پہلے چند آثار عجیبہ بہی ظہور میں آئے تھے۔ (۱) ایک ستارہ تلوار کی صورت شہر کے اوپر نمودار ہوا اور ایک دمدار ستارہ تمام سال دکہائی دیتا رہا (۲) عید فصح کی شب میں قربانگاہ کے پاس آدہے

گھنٹے تک ایک ایسی روشنی چمکتی رہی کہ گویا دن ہوگیا۔ (۳) ہیکل کا شرقی دروازہ جو پیتل کا تہا اور بیس آدمیون سے بمشکل بند ہوتا تہا ایک رات آپ سے آپ کہل گیا۔ (۴) عید فصح کے تہوڑے دنون بعد غروب آفتاب کے بعد بادلون مین لڑائی کی گاڑیون اور ہتیار بند سپاہیون کی شکل نمودار ہوتی رہی دیر تک (تفسیر اسکاٹ صاحب پومن صفحہ ۱۸۷)

یہ حادثہ مورخین کے نزدیک سن ستر عیسوی مین ہوا یعنی حضرت مسیح کے صعود کے چالیس[۱] برس بعد ظاہر ہوا اسوقت حضرت عیسی علیہ السلام کے حوارئیون مین سے صرف یوحنا شہر افسس مین زندہ تہے (ہندی تاریخ کلیسیا صفحہ ۲۷-۲۸)

اسکے بعد بہی یہود کی شرارت کم نہوی چنانچہ اس حادثہ کے چونسٹھ برس بعد آدریان قیصر روم نے یہود پر سخت تشدد کرنا شروع کیا اور حکم دیا کہ جو کوئی ختنہ کریگا قتل ہوگا اسی دن سے عیسائیون نے توریت و حوارئیون بلکہ کلیسیا یروسلم کو بالای طاق رکہکر پولوس کے کہنے سے ہم ختنہ کو ترک کیا تا کہ یہودیون کے شبہ مین مارے نہ جاوین۔

پہر اس قیصر نے یروسلم پر اور ہیکل کی بنیادون پر دوبارہ ہل چلوا دئے اور اس شہر کا نام بدلکر اپنے خاندان کے نام سے دوسرا نام ایلیہ رکہا یہ بادشاہ ۱۳۸ء مین فوت ہوا۔ اسکے بعد روم مین اور بہی بادشاہ ہوئے جو اکثر مذہب عیسائی بلکہ یہودی دونون کے سخت دشمن تہے اور ان کے ہاتہہ سے عیسائیون کو وہ تکالیف پہونچین کہ جنکا بیان نہین ہو سکتا آخر ۳۲۳ء مین قسطنطین قیصر روم جو بڑا ظالم اور سنگدل تہا اپنے ملک کے انتظام کیلیے عیسائی ہوا اسنے اور پہر اسکے بعد اسکے بیٹے قسطنطین ثانی نے لوگون کو زبردستی عیسائی بنانا شروع کیا پہر اسکے بیٹے کا جانشین جیولین قیصر عیسائی مذہب کے برخلاف ہوا اور اس نے صرف مسیح کی اس پیشین گوئی کی تکذیب کرنے کے لیے جو انجیل لوقا کے ۲۱ باب ۲۴ درس مین ہے۔ یروسلم مین ہیکل کی تعمیر کرنے کا ارادہ کیا اس لیے آس پاس سے کاریگر بہیجے جب مزدور ہیکل کی بنیاد کہودنے لگے تو زمین سے آگ کے ایسے شعلے نکلے

---

[۱] مفتاح التواریخ مین ہے (۱) سن عیسوی کا رواج حضرت مسیح کے پیدا ہونیکے چار سال سات روز بعد سے ہے حضرت نے تیس برس کی عمر مین دعوت دین کی یعنی ۲۶ عیسوی مین۔ اور ۳۶ برس کی عمر مین پیلاطوس کے ہاتہہ سے جمعہ کے روز ۳۔ اپریل ۳۳ء مین وفات پائی اس روز یہود کی عید فصح کا دن تہا انتہی اسکے موجب سنہ ۷۰ء تک صعود مسیح سے چالیس برس نہین گذر سکتے بلکہ تین کم چالیس پہر عیسائی مورخ چالیس جانی کیا سمجھکر کہتے ہین اور تیس بہی جو بتلاتے ہین صریح غلطی کرتے ہین فافہم ۱۲ منہ

کہ کوئی مرد و زن یونہ[1] کہو دسکا گرچہ بار بار قصد کیا مگر ہیکل کی تعمیر پر قادر نہو سکے یہ ماجرا سن چارسو عیسوی سے کچھ پہلے کا ہے اسکے بعد پہر اور بہی قیاصرہ گزرے ہین کسینے ہیکل کو تعمیر نہ کیا الغرض طیطس کے عہد سے لیکر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد تک گو یروسلم آباد ہوا اور عیسائیون نے وہان اپنے معبد بنا ئے یہودی بہی اسمین رہنے لگے تہے مگر ہیکل اس عرصہ تک جو تخمیناً چہہ سو سال کا ہو ویسی ہی اجاڑ پڑی رہی کچہہ بنیادون کے نشان باقی تہے اور کچہہ نہ تہا

ہیکل کی تعمیر چوتھی بار

لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکو پہر تعمیر کیا جسکی تفصیل یہ ہے ہمارے مورخین واقدی وغیرہ نے بہت کچہہ لکہا ہے مگر ہم مخالفون کے سکوت کے لیے عیسائی مورخون سے نقل کرتے ہین وہو ہذا

فصل ۵

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہوکر ایک لشکر جمع کیا اور ۶۳۲ء مین ملک شام کے لینے کا ارادہ کیا اور یزید بن ابی سفیان کو امیر لشکر بنا کر اور بہت سی نصیحتین کرکے روانہ کیا ہرکلیس (ہرقل) نے اپنی رعیت کو لڑائی کے لیے ابہارا مگر کچہہ کارگر نہوا یزید کے پاس سے متواتر خلیفہ کے پاس فتحیابی کی خبرین آتی تہین ادہر ایک اور لشکر تسخیر بیت المقدس کے لیے تیار کیا آخر شہر بصرہ کو فتح کیا اسکے چار دن بعد قوم سراسن (اہل اسلام) دمشق کی دیوارون تلے آپہنچے یہ شہر شام کا قدیم تخت گاہ ہے اہل اسلام سے مقابلہ کیا سراسن کی وہ فوجین جو شام اور بیت المقدس کی فتح کے لیے پہیل گئین تہین ایزناڈن کے میدان مین جمع ہوئین یونان کے ستر ہزار عمدہ سپاہی انکے مقابلہ کو آئے خالد رضی اللہ عنہ نے صلح کے پیغامون کو اس شرط پر کہ عرب اپنے وطن کو پہر جاوین منظور کیا اور اپنے لشکر کو جنگ کی ترغیب دیکر مقابلہ پر آمادہ کیا طرفین مین مقابلہ ہوا یونانی حملہ کی تاب نہ لاکر بہاگے بہت سے عیسائی مارے گئے باقی تتر بتر ہوگئے اور جو بچے تہے وہ قیصر سے انٹی اوک اور دمشق کو بہاگ گئے اہل اسلام نے سونے چاندی کی صلیبون اور انکے عمدہ ہتیارون سے اپنے تئین آراستہ کیا۔ اس جنگ مین پچاس ہزار عیسائی مارے گئے اور چار سو ستر مسلمان

---

[1] مسیح کا قول تہا کہ جبتک غیر قومونکا وقت پورا نہو یروسلم غیر قومون سے روندی جائیگی الخ اس ورس کا مطلب عیسائیون نے یہ سمجہا ہے کہ بیگانہ قوم ہیکل یا یروسلم کو تعمیر نہ کر سکیگی چنانچہ جیولین قیصر چونکہ غیر تہا یعنی بت پرست وہ کافر وہ آباد نکر سکا۔ اب ہم اسکے یہی معنی تسلیم کرکے پوچہتے ہین کہ جب حضرت عمر نے اسکو تعمیر کیا تو وہ غیر قوم نہوئی بلکہ اللہ کے مقبول اور ماننگی اور انکے زعم کے موجب بہی ایک دلیل اسلام کی منجانب اللہ ہونے پر کافی ہے اور اس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ عیسائی اللہ کی قوم نہین یعنی اسیلئے پسندیدہ جماعت نہین کیسلیئے کہ اسی ہوس پر کئی سو برس تک عیسائیون نے جمع ہوکر بیت المقدس لینے کا قصد کیا مگر بجز ایک عارضی قبضہ کے انکا قبضہ نہوا برخلاف اسکے کہ آج ساڑہے بارہ سو برس سے زیادہ ہوتے مسلمان نہ صرف یروسلم بلکہ اس کل ملک کے مالک ہین کہ جسکا وعدہ خدا نے ابراہیم اور اسکی نسل کیلیے ابد تک کیا تہا ۱۲ منہ آنحضرت علیہ السلام کے عہد سے آگے ۱۲

سکے قیصر قرن سے پہر یروسلم کی عمدہ شہر پناہ اور اسمین برج اور خندق بنا دی تہی جسکا محاصرہ آکر خلافت عمر رضی میں ابو عبیدہ رضی نے کیا اور چار مہینے کے محاصرہ کی بعد حضرت عمر رضی کے آنے پر شہر مسلمانونکو حوالہ کیا گیا ۱۲ منہ
سنہ یعنی آدرین قیصر نے ۱۳۰ء مین شہر کی آبادی شروع کی پہر ۱۳۰۶ء مین کوئی بادشاہ نے شہر پناہ بنائی مگر ہیکل ایسی ہی خراب عہد حضرت عمر تک پڑی رہی ہان اسکے متصل قسطنطین وغیرہ کے گرجے بنے ہوئے تہے ۱۲

شہید ہوئے یونانیون کے سپاہ گری کے فن سے واقف ہونیکی وجہ سے محاصرہ نے طول کھینچا جب مسلمانون نے رومیون پر سخت محاصرہ کیا اور غلہ اور گھانس بند کرکے انکو تنگ کیا تو انہون نے سو ایلچی ابو عبیدہؓ کے پاس بھیجے۔ چونکہ ابو عبیدہ نرم دل اور نیک نیت تھے اور اہل یونان کو اس امیر کی آدمیت اور خلق پر اعتماد تھا اسلیے صلح ہوگئی اور یہ قرار پایا کہ جو باہر جانا چاہین چلے جاوین اور یہان کا امیر خلیفہ کو محصول دیا کرے۔

ابو بکر صدیق رضؓ نے دمشق فتح ہونیسے پہلے ماہ جولائی ۶۳۴ع مین وفات پائی اور مرنیسے پہلے وصیت کی کہ میرے بعد عمرؓ کو خلیفہ کرنا عمرؓ نے اس عہدہ سے انکار کیا تہا کہ مجھے اسکی آرزو نہین مگر ابو بکر صدیق رضؓ کے فرمانیسے قبول کیا۔ حضرت عمرؓ نے خلافت کے بعد خالدؓ کو معزول کرکے انکی جگہہ ابو عبیدہ کو سردار کیا خالد بن ولید سیف اللہ نے کہا مین جانتا ہون کہ عمرؓ مجھسے محبت نہین رکھتے لیکن وہ میرے آقا ہین پہر انکا تابعدار رہون مین پہلے کیطرح ہر کام مین تندہی کرونگا اور ممکن نہین کہ مین اپنی جانفشانی مین جو خدا کی راہ مین کرتا تہا قصور کرون۔ اب مین ان واقعات فتح بلاد شام کو مختصراً بیان کرتا ہون۔

لشکر اسلام نے شہر ایما یعنی ایمیس اور ہیلیوپولس یعنی بعلبک کو ۶۳۵ع مین فتح کیا۔ ندی یرموک یعنی ہر دمیکس پر جو بحر تبریس (تبریا جہیل) مین گرتی ہو اسکے کنارون پر شاہ استنبول کے طرفدارون کا اسی ہزار لشکر مسلمانون کے مقابلہ کو جمع ہوا اور اپنی سپاہگری سے ڈرایا لوگون نے خلیفہ کے پاس اس امر کی مطلع کرنیکو قاصد بھیجے خلیفہ نے آٹھہ ہزار کی جمعیت اور بہیجی۔

ابو عبیدہ نے خالد کو فوج کے تمام اختیارات دیدیے۔ خالد نے لوگون کو کہا کہ بہشت تمہارے آگے ہے اور شیطان اور دوزخ پیچھے اور ابو عبیدہ نے فرمایا زخم اور تکلیف مین تم اور دشمن دونون برابر ہین لیکن انعام اور خوشی انکو نصیب نہین (فانہم یالمون کما تالمون وترجون من اللہ مالا یرجون) اس کہنے سے بہادران اسلام کے دل پہر تر و تازہ ہوگئے اور اپنے سے بہت لشکر کیساتہہ جنگ شروع کردی۔ رومی سوارونکے حملون سے قریب تہا کہ مسلمان بہاگ اٹھین مگر قوم حمیر کی عورتونکی لعنت و ملامت سے جو پچہلی صف مین کہڑی تہین پہر عرب کو جمیعت آئی پہر تو رومیون کو تلوارون کی دہار رو پہر دہر لیا بہت سے مارے گئے بہت سے دریا مین ڈوب مرے اور باقی پہاڑون اور جنگلون مین جا چہپے۔ یہ مژدہ خلیفون کے پاس گیا۔ چونکہ اب حلب اور یروسلم اور انطی روک کا نگہبان بجز اس مغلوب لشکر کے اور کوئی نہ تہا اسلیے خلیفہ کے حکم سے بیت المقدس کا محاصرہ کیا گیا۔ جب پانچہزار مسلمانون نے حملہ کیا اور کامیاب نہوے تو ابو عبیدہ نے اپنے تمام لشکر کیساتہ اس شہر کو گہیر لیا اور ایلیا یعنی یروسلم کے بڑے بڑے سردارون کو یہ

خط لکھا

صحت اور خوشی ان لوگونکو جو راہ راست پر چلتے اور اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاتے ہین۔ تمسے ہم یہ چاہتے ہین کہ تم اللہ اور اسکے رسول محمد صلعم پر ایمان لاؤ۔ اور جب تم ایمان لاؤگے تو ہمین حرام ہے کہ تمہین مارین یا تمہارے بال بچونکو

ہاتہہ لگا وین - اور اگر تم ایمان نہین لاتے تو خراج دوا اور ہماری حمایت مین رہنا اختیار کرو اور جو اسکو بہی نہین مانوگے تو مین تمہارے مقابلہ مین ایسے لوگ لاؤنگا جو اللہ کی راہ مین شہید ہونیکو زیادہ عزیز رکہتے ہین تمہارے شراب پینے اور سور کہانیسے (یعنی جسطرح تم شراب اور سور کو عزیز رکہتے ہو وہ شہید ہونیکو اس سے زیادہ عزیز رکہتے ہین) اور ہم بغیر فتح کی یہانسے نہین ٹلین گے - شدت سرما مین مسلمان چار مہینے تک شہر کو گہیرے رہے - آخر پادری سوفرونیس نے صلح کی شرط کو منظور کیا اور کہا کہ یہ پاک جگہہ ہی اسکو مین خلیفہ کے سوا اور کسیکو سپرد* نہین کرنیکا مسلمانون نے خلیفہ کو لکہا کہ شہر کا دینا آپکے آنے پر موقوف کیا ہی آخر حضرت علیؓ کے مشورہ سی خلیفہ کا جانا ہی قرار پایا - انکا سفر باوجودیکہ دنیا کے بڑے مقاصد کے حاصل کرنیکے لیے تہا مگر سادگی اور پاسداری مذہب اور حقیر سمجہنے اسباب و سامان دنیا پر دلالت کرتا ہی جیسا کہ قدرے بیان کرنا مناسب ہی -

مین اوکلی صاحب کے بیان کے موافق لکہتا ہون جو صاف صاف ہی خلیفہ نے اول مسجد مین نماز پڑہی اور بعد زیارت کرنے مزار رسول مقبول صلعم کے حضرت علیؓ کو اپنی جگہہ پر مقرر کیا اور چند رفیقون کے ساتہہ باہر نکلے جو تہوڑی ہی دور سے اُلٹے پہر آئے ایک سرخ رنگ اونٹ پر سوار ہوئے اور دو تہیلے ساتہہ لیے ایک مین جو کے ستو دوسرے مین کہجورین تہین اور کاٹہہ کا طباق اونٹ کے پیچہے باندہ لیا اور پانی کی مشک آگے رکہہ لی جسجگہہ پر اُنکو اترتے وہان صبح کی نماز پڑہکر چلتے اور ہمراہیون کو مخاطب کر کے خدا کی حمد و ثنا کرتے کہ اُسنے ہمکو راہ راست پر چلایا اور گمراہی سے بچایا اور باہم محبت دی اور مخالفون پر غالب کیا - تم اسکا شکر کرو - جو شکر کرتا ہی وہ خدا کی نعمتین زیادہ پاتا ہی - پہر طباق ستو ونسے بہر کر بڑی فیاضی کیساتہہ اپنے مصاحبون کے ساتہہ کہاتے - اسی سفر مین ایک مسلمان کا مقدمہ پیش ہوا جسنے دو بہنو نسے شادی کر رکہی تہی آپنے ایک کے ترک کرنیکا حکم دیا - پہر ایک شخص حریر پہنے ہوئے پیش کیا گیا اسکو عیاشی کے لباس سی منع کیا - اور کئی ایک باجگزارونکو دہوپ مین بیٹہا دیکہا انپر رحم فرماکر رہائی دی اور رحمدلی اور سہلکاری کی عاملون کو تاکید کی جب شہر کے قریب پہنچے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا - اور ایک موٹی اون کے خیمہ مین زمین پر بیٹہہ گئے رئیس قوم نے (نصاری) اپنے سردارونسے کہا ان لوگونسے بغیر مدد آسمانی مقابلہ کرنا بیفائدہ ہی انکے رسول نے حکم دیا ہی کہ حلم و حیا و تابعداری کو عمل مین لاوین اور ان اوصاف سی انکی ترقی ہوگئی تہوڑے دنون مین سب قانون پر انکی شرع کو غلبہ ہوگا اور انکی حکومت مشرق سے مغرب تک پہیل جاویگی انکے بعد شرائط صلح منظور ہوگئین اور شہر کے دروازے کہولدیے گئے خلیفہ اور رئیس نصاری باتین کرتے ہوئے شہر مین داخل ہوئے اور

* بطریک کا حضرت عمرؓ کے آنے پر شہر یروشلم کا سپرد کرنا بجز اسکے اور کوئی وجہ نہین رکہتا کہ اسنے آنحضرت صلعم اور حضرت کے خلیفہ کے اوصاف اور انکا اس شہر کو فتح کرنا اپنی کتابون مین دیکہا ہوگا سو وہ سمجہ گیا کہ اگر یہ وہی شخص برگزیدہ الہی ہی تو لڑنا بیفائدہ ہی ورنہ شہر سپرد کرنیمین امن و عافیت ہی اسیلیے اسنے حضرت عمرؓ کو بلایا ہمارے مورخین اسیکی قائل ہین اور لوگونکا اور خاص بطریک کا پیشتر شہر پناہ سے حضرت کو دیکہنا اور کلام کرنا اسکا موید ہی ان چار ان انجیلون کے سوا عیسائیون کے ہان اور بہی بہت سی اناجیل ہین کہ جنکو وہ اسدرجہ مین نہین سمجہتے مگر تاہم انکو بمنزلہ کتب حدیث اور متبرک جانتے تہے غالبًا انہین ہی اوصاف سنو دیکہے ہونگے گو زبور و دیگر کتب عہد عتیق سی بہی حضرت عمر کا بیت المقدس کو فتح کرنا اور انکا برگزیدہ ہونا ثابت ہی - چنانچہ کتاب ملاکی علیہ السلام ۳ باب ۱-۲ جملہ - و زبور ۱۱ کا ۲ جملہ - اور کتاب حزقیل کا ۱۲ باب ۲۷ درس - اُس زمانہ کے عیسائی خصوصًا انکے مذہبی پیشوا اور علما ایسے متعصب بہی نہ تہے جیسا آجکل فرقہ پراٹسٹنٹ کے پادری اور انکے مورخ ہین انہین ایکقسم کی سادگی اور درویشی بہی تہی ۱۲ منہ

عبادت گاہ سلیمان پر خلیفہ کے حکم سے ایک نہایت عمدہ مسجد تعمیر کرائی گئی خلیفہ دس روز مقام کرکے وہانسے مدینہ کو واپس آئے۔ (ملخصاً از سیر الاسلام) یہ کتاب انگریزی سے ترجمہ ہوکر طبع ہوئی ہے۔

فصل ششم

حضرت عمرؓ کی بنوائی ہوئی مسجد تون تک قائم رہی۔ اور ملک شام اور شہر یروشلم بھی اسدنسے آجتک مسلمانونکے قبضہ مین ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ رہیگا اتنی مدت اس ارض مقدسہ پر نہ تو بنی اسرائیل کی حکومت رہی نہ کسی اور کی۔ خلفاء اربعہ رضکے بعد خاص ملک شام مین شہر دمشق امیر معاویہ رضکا پایہ تخت قرار پایا اور عرصہ تک یکے بعد دیگرے بنی امیہ کے بادشاہ ہوتے رہے انکے بعد حضرت عبداللہ بن عباس کی اولاد مین سلطنت آئی خلفاء عباسیہ مامون رشید ہارون رشید وغیرہ نے اپنے عہد مین یورپ کے اور ملک بھی ماتحت کرلیے تھے انکے عہد مین شہر بغداد دار السلطنت تھا ایران عرب مصر شام و دیگر بلاد سب انکے ماتحت تھے ۲۹۶ھ ہجری مین ملک مصر مین ایک شخص مہدی نے خلفاء عباسیہ کے برخلاف مین اپنی خلافت قائم کی یہ مہدی اپنے آپکو امام حسینؓ کی اولاد مین سے شمار کرتا تھا اور یکے بعد دیگر انکے خاندان مین سے چودہ خلیفہ قائم ہوئے انکی سلطنت پانسو سٹھ ہجری تک رہی انکا اخیر خلیفہ عاضد لدین اللہ ابو محمد عبداللہ تھا اس دولت علویہ کا خاتمہ سلطان صلاح الدین یوسف ابن ایوب کے ہاتھ سے ہوا جو انکے ہان آکر وزیر ہوا تھا۔ سلطان مذکور اپنے چچا شیر کوہ کیساتھ یہان آیا تھا سلطان نور الدین محمود شاہ شام کیطرفسے یہ متعلقین سلاطین سلجوقیہ مین سے تھا اور اپنے آپ کو خلفاء عباسیہ کا ماتحت شمار کرتا تھا۔ خلفاء عباسیہ کے عہد مین بخارا و خراسان و ترکستان و ایران وغیرہ بلاد مین نئے نئے بادشاہ قہار پیدا ہو گئے تھے جو اپنے تئین برائے نام خلفاء عباسیہ کا ماتحت سمجھتے تھے اور انکے ہانسے خطاب اور سند حاصل کرنیکے لیے نذرین اور تحائف بھیجا کرتے تھے منجملہ انکے ایک دولت سامانی بخارا مین بڑی زور و شور کی تھی جسکے متعلقین مین سے سبکتگین اور اسکا بیٹا سلطان محمود بھی جسنے ہندوستان کو فتح کیا ترکون کے حوصلہ متواتر فتوحات سے بڑھ گئے تو انمین سے اقبالمند لوگ بھی ظاہر ہونے لگے چنانچہ انمین سے ایک شخص دقاق ترکون کا سپہ سالار تھا اسکا بیٹا سلجوق سلطان بیتو شاہ ترکستان کا سپہ سالار معتوب ہوکر لوائی جند مین آرہا اور کافر ترکونسے جہاد کرنا شروع کیا اسکے بعد اسکے تین بیٹے ارسلان موسی میکائیل بھی اسطرح جہاد کرتے رہے میکائیل شہید ہوگیا اسنے بیٹے طغرل بک حمزہ بک داؤد چار جوانمرد بیٹے چھوڑکر داؤد اور طغرل بغرا خان شاہ ترکستان کے ہان بلتجی ہوئے اسنے انسے دغا کی اس سے بھاگ کر یہ پھر جند مین آرہے۔ یہان تلک کہ دولت سامانیہ کا خاتمہ ہوگیا اور ایلک خان بخارا کا بادشاہ ہوا اسکے مصاحبون مین ارسلان بن سلجوق داخل ہوا یہانتک کہ جب سلطان محمود نے ایلک خان کو بھگایا تو اسکی رفاقت مین ارسلان بھی تھا ارسلان کی ترقی آذربیجان تک پہونچی ادہر طغرل آس پاس کے بادشاہونسے لڑنے بھڑنے لگا اسکے ہاتھ سے مسعود بن محمود نے شکستین پائین اور آخر کو ملک خوارزم کے بادشاہ بن بیٹھے ۴۳۲ھ ہجری مین پھر رفتہ رفتہ انکی سلطنت زور پکڑ گئی یہانتک کہ

ملک شام اور ایشیاء کوچک پر بھی اسکا تسلط ہوگیا قسطنطنیہ مین اسکا خطبہ پڑہا گیا اور اسنے اپنے اقارب مین سے کسیکو شام کا کسیکو دیگر صوبجات کا حاکم اور بادشاہ مقرر کردیا یہ وہ زمانہ ہے کہ مصر مین المستنصر باللہ علوی خلیفہ ہے اور بغداد مین القائم باللہ عباسی ہے ایران مین شاہان بنی بویہ جو خلفاء بغداد پر قابض ہوگئے تھے انہین کے عہد مین تمام ہوئے۔ طغرل خلیفہ بغداد کا نائب گنا جاتا تھا طغرل لاولد مرگیا اسکے بعد ۴۵۵ھ ہجری مین اسکی جگہہ اسکا بھتیجا الپ ارسلان بن داؤد بن سلجوق وارث سلطنت ہوا اسنے بھی بڑی بڑی فتحین پائین اور اسکے وزیر نظام الملک نے بغداد مین مدرسہ نظامیہ قائم کیا ۴۶۵ھ ہجری مین الپ ارسلان مرگیا اور ملک شاہ اسکا بیٹا تخت پر بیٹھا۔ اسکے بعد اوسکا بیٹا سلطان سنجر ہوا اور قائم کی جگہہ اوسکا پوتا مقتدی بامر اللہ ہوا ۴۶۷ھ ہجری مین الغرض سلجوقی خاندان کے متعدد بادشاہ ہوگئے تھے جن مین باہم لڑائیان ہوا کرتی تہین اور شام کا ملک خصوصاً بیت المقدس کبھی خلفاء مصر کے نوابون کے قبضہ مین آجاتا تہا کبھی خلفاء عباسیہ کے براے نام مطیعون تابع سلجوقیہ کے قبضہ مین رہتا تہا۔ اور مسلمانون کی باہمی خونخوار لڑائیون اور طوائف الملوکی نے عیسائیون خصوصاً فرنگستان (یورپ) کے بادشاہون کے دلون مین مسلمانون سے لڑنے اور اپنی ایمان کی جگہہ بیت المقدس کو لینے کا حوصلہ پیدا کردیا اسکی ابتدا یون ہوتی ہے۔

حرب الصلیبین

بیت المقدس کے حج کو ہر طرف کے عیسائی جوق جوق آیا کرتے تھے ان مین ایک شخص پیٹر نامی انہیں صوبہ پیکارڈی ملک فرانس کا رہنے والا بھی آیا جو کوتاہ قد حقیر صورت تہا شاید اسنے وہان مسلمانو نکے ہاتھ سے کچھ تکلیف پائی اسنے وہان کے بڑے پادری سے شکایت کرکے یہ کہا کہ تم شاہان یونان سے مدد کیون نہین مانگتے اوسنے کہا وہ عیش وغفلت مین پڑے ہوئے ہین انسے کیا ہوسکتا ہے پیٹر نے کہا تو مین شاہان یورپ کو آمادہ کرتا ہون۔ پیٹر وہان سے چلے اور اربن ثانی اس زمانہ کے پوپ سے ملے پوپ نے وعدہ کیا کہ مین مجلس عام مین اسکی تحریک کرونگا مگر اتنے عرصہ مین تم منادی کرتے پہرو حضرت مجنونانہ صورت بناکے ایک گدہے پر سوار ہوکر اور بہاری سی صلیب لیکر تمام ممالک فرانس اور اطالیہ مین منادی کرتے پہرنے لگے۔ شاہراہون گرجا گہرون مین جہان وعظ کرتے زوارونکی تکالیف بیان کرتے لوگ سنکر رو دیتے اسپر حضرت واعظ کی ہچکیان اور آہین اور لمبے لمبے آنسو اور حضرت عیسی اور مریم کی دہائی دینا اور بھی غضب کرتا تہا آخر ملک فرانس مین نومبر مہینے ۱۰۹۵ع مین ایک مجلس جمع ہوئی جس مین بہت سے نامور سردار اور مشہور امیر بھی آئے آٹھہ روز مجلس رہی لوگ پہلے ہی سے بہرے ہوے تھے اوپر اس جہاد کا ثواب سنتے ہی چیخ اوٹھے کہ ہان یہی مرضی خدا ہے یہی مرضی خدا ہے۔ پس پیٹر کے ساتھ ایک انبوہ کثیر جمع ہوگیا امیر رؤسا اور شہزادے بھی تھے اس لشکر کا سرخ لباس اور صلیب نشان تہا یہ لشکر کہ جسکی تعداد لاکھہ سے زیادہ تھی اور جوق جوق لوگ ان مین شامل ہوتے گئے ہنوز ملک شام مین پہونچنے نہ پایا تہا کہ سلطان سلیمان نے مارکر اونکے چھکے چھڑا دئے اور لاکھون آدمیون کی ہڈیون کا ڈھیر اس جنگ کی یادگاری مین لگا دیا مگر ایک دوسرا لشکر اور بھی تیار ہوا تھا جسکا سپہ سالار فرانسیسی شہزادہ مسمی گاڈفری بوائلون تہا اس لشکر نے جاکر یروسلم کا محاصرہ کیا آخر فرنگی رسالے اور پلٹنین شہر مین گہس آئے اور گلی کوچون مین مسلمانون کے زن و فرزند کو تہ تیغ کرنا شروع کیا صرف مسجد مقدس مین جو کئی ہزار مسلمان پناہ گزین تھے قتل کیے گئے ہر چند مسلمان رو رو کر امان امان پکارتے تھے مگر ان [illegible]

عیسائیون کی بدعہدی کب امان دی تھی یہ آخر صلیب کا نشان اڑنے لگا یہ واقعہ ایکہزار ننانوین عیسوی مین ہوا اگرچہ تخمیناً ستر ہزار مسلمان تو شہید ہوئے ہی تھے مگر بیچارے یہودی بھی اپنی عبادت گاہون مین قتل کیے گئے - گاڈفری اول ہی سال مین مرگیا مگر تخمیناً نوے برس تک نہ صرف بیت المقدس پر بلکہ آس پاس کے ملکون پر بھی عیسائیون کا قبضہ رہا -

واضح ہو کہ سنہ ۴۶۳ ہجری مین یوسف بن ابق خوارزمی نے جو ملک شاہ بن الپ ارسلان کا امیر تھا ملک شام مین جاکر شہر الرملہ اور بیت المقدس کو مستنصر خلیفہ مصر کے نواب سے چھین لیا پھر سنہ ۴۸۹ھ مین خلیفہ مصر نے ارتق کے بیٹون ایلغازی اور سقمان سے چھین لیا پھر اس جنگ تک مصر کے پاس رہا (ابوالفداء) سلیمان جسنے پیٹر کے لشکر کو تہ تیغ کیا قطلمش سلجوقی کا بیٹا ہے جو قونیہ و دیگر بلاد روم کا بادشاہ تھا سنہ ۴۷۹ھ ہجری مین اپنے بھائی چچازاد سلطان تاج الدولہ تتش بن الپ ارسلان کی جنگ مین مارا گیا (ابوالفداء) اس حادثہ کے دنون مین مستظہر باللہ عباسی خلیفہ بغداد تھا اور سلجوقیون مین سے سلطان محمد ابن ملک شاہ بڑی شان و شوکت سے ملک اپنے بھائیون سے فتح کرتا پھرتا تھا -

دوبارہ حملہ

اول جنگ کے تخمیناً اڑتالیس برس بعد جب عیسائیون نے یہ سنا کہ فرات کے اسطرف جو عیسائیون نے ایک بڑا قلعہ مسلمانون کے روکنے کے لیے بنایا تھا اسکو زنگی امیر موصل نے لیلیا تو عیسائیون کے دلون مین پھر جہاد کی آگ نے شعلہ بھڑکایا اور اب پیٹر کیجگہ برنارڈ منادی کرنے لگا آخر اسنے لوئیس ہفتم فرانس اور کانرڈ جرمنی کو معتقد کرلیا یہ دونون بادشاہ تین لاکھ لشکر لیکر ہنگری کے رستہ سے قسطنطنیہ پہونچے - منویل شاہ قسطنطنیہ کی بدسلوکی سے انکی طاقت گھٹ گئی آخر کیدوشیا کے پہاڑون مین انہون نے سخت ہزیمت مسلمانون سے اوٹھائی اور بڑی بڑی صیبتین اوٹھاکر اپنا سا منہ لیکر پھر پھر کر خراب خستہ ہوکر واپس آئے -

تیسرا حملہ

سنہ ۵۸۳ ہجری مین سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب نے ان عیسائیون کے مقابلہ کا ارادہ کیا جو نوے برس تک ان ممالک پر حاکم اور مسلط تھے اول طبریہ پر ہفتہ کے روز پانچوین ربیع الاول کو لڑائی ہوئی عیسائیون نے شکست کھائی جسمین فرنگستان کا ایک بادشاہ اور ایک گرجستان کا عیسائی بادشاہ گرفتار ہوا - اسکے بعد شہر عکہ کا محاصرہ کیا اسکو بھی فتح کیا پھر بیروت اور قیساریہ اور صفوریہ اور رملہ بیت لحم وغیرہ شہرون کو فتح کرتا ہوا خاص بیت المقدس کی شہرپناہ کا بھی آکر محاصرہ کرلیا سرنگین لگادین اور شہرپناہ کو اکھاڑ کر پھینک دیا فرنگیون نے امن چاہا کہا جسطرح تمنے اس کو تیرو شمشیر فتح کیا تھا مین بھی اسکو اسیطرح فتح کرونگا پھر فرنگیون نے ایلچی بھیجا کہ ہم بہت ہین ہم تھوڑے ہو امن دو ورنہ مرنا کیا نکرتا ہم دل توڑکر لڑینگے سلطان نے فرمایا ایک شرط پر امن دیتا ہون وہ یہ کہ ہر ایک مرد تم مین سے دس دس دینار (اشرفی) اور ہر ایک عورت پانچ دینار اور بچہ دو دو دینار دیوے تو شہر سے باہر چلا جاوے ورنہ قید ہوگا چنانچہ فرنگیون نے اس شرط کو منظور کیا اور بروز پنجشنبہ ۲۷ رجب کو بادشاہ شہر مین داخل ہوا اور سلطانی لوگون نے عیسائیون سے دروازہ پر جزیہ وصول

کرنا شروع کیا اشرفیون کے ڈہیر لگ گئے اور فصیل پر اسلام کا جہنڈا کہڑا کردیا گیا تھا۔ عیسائیون نے الصخرہ کے قبہ پر ایک صلیب کہڑی کردی تہی جو سونیکی تہی مسلمانون نے نعرہ اللہ اکبر بلند کرکے اسکو جب اکہیڑ کر پہینکا تو عجب خوشی کا شور وغل تہا کہ ایسا کبہی نہین ہوا ہوگا اور عیسائیون مین رونے پیٹنے کا غل تہا۔

شہر فتح کرکے سلطان نے پہر مسجد کو اسی طور سے تعمیر کرادیا اور جانب غربی مین جو ایک کمرہ بنایا تہا اوسکو گرادیا۔ نورالدین محمود بن زنگی نے ایک ممبر حلب مین اس نیت سے بنوایا تہا کہ اسکو بیت المقدس مین رکہون گا سلطان نے اوسکو منگا کر مسجد مین رکہا اس بادشاہ نے عیسائیون کا نہ صرف بیت المقدس اور ملک شام سے استیصال کیا بلکہ حوالی مصر سے بہی۔

جب یورپ مین یہ خبر پہونچی تو پہر جوش پیدا ہوا اور انگلستان کا بادشاہ رچرڈ اول اور فرانس کا فلپ آگسٹس جرمن کا فریڈرک بڑی خونخوار فوجین لیکر بیت المقدس پر چڑہ آئے۔ مگر یروسلم مین جانا نصیب نہوا صرف عکا مین گئے کہ جہان ایک عیسائی بادشاہ کا صلاح الدین نے محاصرہ کر رکہا تہا۔ طرفین مین بڑی لڑائیان ہوئین آخر سب پسپا ہوکر بہاگ گئے اور تہوڑے دنون کے بعد عکہ بہی سلطان نے فتح کرلیا۔ اس جنگ مین صلاح الدین نے وہ فیاضی کی ہے کہ آجتک کوئی اپنے مقابل کے ساتہ مین نکریگا وہ یہ کہ یورپ کے بادشاہ اور اونکے لشکری جو بیمار ہوگئے تہے اونکے لیے برف اور انار اور دیگر سامان ضروری بہیجا اور یہ کہا کہ تندرست ہوکر مجہسے لڑو کہین تمہارے دلون مین ارمان باقی نرہ جاے۔ آخر سب شکست کہا کر پریشان ہوکر اپنے ملکون مین واپس گئے اسی سال مین شہاب الدین غوری نے ہندوستان پر بڑے زور شور سے حملہ کیا تہا صلاح الدین غازی کے مرنیکے بعد پہر عیسائی دینداروں کے دلون مین جہاد کے ثواب نے جوش مارا۔

چوتہا حملہ

سن گیارہ سو پچانوین سے لیکر ستانوین عیسوی تک اس لڑائی کا خاتمہ ہوا ہنری ششم ہنری نے اپنے لشکر کے تین حصہ کرکے ارض مقدس کیطرف روانہ کیے اور سب نے جمع ہوکر بڑا زور لگایا مگر صلاح الدین کے جانشینون سے شکست کہا کر نہایت بدحواسی کیساتہ پسپا ہوے

پانچوان حملہ

سنہ ۱۱۹۸ سے لیکر سنہ ۱۲۰۴ء مین اور ہوا پاپا انوسنٹ نے جہاد کے احکام بہیجے اور فولک پادری نے وعظ سے ترغیب دی وینس کے رئیس جہاز کرایہ کیے مگر جب اسکی اجرت ندیسکے تو اسنے انسے اسکی عوض مین شہر ضارا فتح کرادینا چاہا چنانچہ فتح کردیا۔ اسکے بعد قسطنطنیہ کے عیسائی بادشاہ سے اولجہ پڑے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا سب زور یہین تمام ہوگیا اور واپس چلے آئے سنہ ۱۲۱۲ء مین ملک فرانس مین اسٹیفن نامی ایک چرواہے کا لڑکا بہی وعظ اور الہام اور تائید غیب کا مدعی ہوکر غل مچاتے پہرنے لگا اسکے وعظ سے تیس ہزار لڑکے بارہ بارہ برس کے مسلمانون کے ساتہ لڑنیکو آمادہ ہوگئے اور نعرے مارتے ہوے بیت المقدس کیطرف چلے جو رستہ مین کچہہ ڈوب گئے اور کچہہ غلام بنا کر فروخت کیے گئے اسیطرح جرمن مین سے بہی لڑکون کے دو لشکر چلے تہے جو راستہ ہی مین مفقود الخبر ہوگئے۔

چھٹا حملہ

سنہ ۱۲۲۷ء مین اور ہوا۔ پوپ گرگوری کے حکم سے فریڈرک دوم فوج لیکر نکلا اسنے سلطان ملک کامل کو یار بناکر دس برس کے لیے یہ شرط بجبر کرالی کہ مسجد عمرؓ کی یافہ سے لیکر تلمیس تک کا فریڈرک مالک رہے مگر پادری اس سے ناخوش ہو گئے اسلیے بیچارہ بہت جلد اٹلی کو واپس چلا آیا۔

ساتوان حملہ

فرانس کے بادشاہ لوئیس نہم نے پھر کیا اسنے ڈمیٹا کا محاصرہ کر لیا تھا مگر انجام کار سنہ ۱۲۵۰ء مین مسلمانون کے ہاتھ مین گرفتار ہوا جو چار لاکھ سکہ طلائی دیکر چھوٹا اور چار برس عاقر مین پڑا رہا لاچار ہو کر فرانس مین آیا۔

آٹھوان آخر حملہ

فرانس کے بادشاہ اور انگلستان کے بادشاہ اڈورڈ اول نے کیا سنہ ۱۲۷۰ء مین مصر اور حبش فتح کرنیکے لیے لوئیس تو حبش ہی مین مر گیا اور اڈورڈ عاقر تک آیا ناصرہ کے مسلمانون کو نہایت بیرحمی کے ساتھ قتل کیا مگر عاقر مین زخم کھا کر پچھلے پاؤن انگلستان کو بھاگ آیا۔ یہ شہر عاقر جو عیسائیون کا مرکز ہو گیا تھا اسکو سلطان خلیل نے آگھیرا آخر فتح کرکے ساٹھ ہزار عیسائیونکو قتل کیا باقی کو غلام بنایا۔

واضح ہو

کہ مسلمان ان دنون باہمی قتال وجدال مین مصروف تھے جو عیسائیون کو چڑھائی کی جرارت ہوئی اور تخمیناً دو سو برس تک بار بار حملہ کرتے رہے وہ بھی ایک ایک نہین بلکہ کئی کئی بادشاہ متفق ہو کر خصوصاً صلاح الدین کے بعد مشرقی جانب سے تاتاری کافرون چنگیز خان وغیرہ کے وہ زور شور تھے کہ الامان الامان ادہر مغرب کیطرف سے عیسائی بادشاہ زور آزمائی کرتے تھے ایسے موقعہ پر اسلامیون کا نیست و نابود اور یہود کیطرح مبتذل ہو جانا قرین قیاس تھا مگر یہی وعدہ الہی کا اثر ہے کہ ان زلزلون کے بعد پھر اسلام نے کروٹ لی ادہر چنگیز خان کے پوتے کے بعد سے اسکی نسل مین اسلام آیا ادہر سلاطین عثمانیہ کا ستارہ بلند ہوا جسنے یورپ کو نیچا دکھا دیا اور انکے دلون سے حملون کی ہوس نکالدی للہ الحمد۔

صلاح الدین کے قبضہ کے بعد سے پھر بیت المقدس مسلمانون کے قبضہ مین رہا چنانچہ آجتک ہے۔ گو آجکل بوجہ ضعف اہل اسلام انکے امرا اور سلاطین کی غفلت اور کاہلی اور شہوت پرستی کیوجہ سے ہے اور عیسائیون کا یہ زور شور ہے مگر بیت المقدس لینے کی جرارت نہین جو انکا معبد اور قبلہ وکعبہ ہے۔ یہ سب فضل ایزدی ہے جو ہمیشہ اسلام پر رہیگا۔ اے الہ العلمین آپ ہمارے اعمال بد پر لحاظ نہ فرمائے اپنے رسول اکرم کے طفیل سے ہمکو ہمارے مخالفون پر سرسبز رکھیو۔ آمین آمین

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ۝ وَأَنَّ الَّذِينَ

یہ قرآن وہ رستہ بتلاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور ایمانداروں کو جو اچھے کام کرتے ہیں یہ خوشخبری دیتا ہے کہ انکے لئے بڑا اجر ہے اور یہ کہ جو

لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ وَيَدْعُ الْإِنسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنسَانُ عَجُولًا ۝ وَجَعَلْنَا

قیامت پر ایمان نہیں رکھتے انکے لئے ہمنے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور انسان برائی مانگنے لگتا ہے جیسا کہ وہ بھلائی مانگتا ہے اور انسان جلد باز ہے اور

اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ ۖ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ

رات اور دن دو نمونے ہمنے بنائے ہیں پس رات کے نمونہ کو مٹا دیتے ہیں اور دن کا نمونہ منظر آنکھ لئے بنایا تاکہ تم اپنے رب کے فضل کو (روزی) ڈھونڈو اور تاکہ تمہیں برسوں کی گنتی اور حساب معلوم رہے

وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ۝

اور ہمنے ہر چیز کی تفصیل کر دی ہے

ترکیب

للتی ای للحالۃ او الطریقۃ التی ہی اقوم الحالات والطرق - یہ یہدی کا مفعول ثانی ہے ان ای بان مفعول یبشر کا یا اگلی تفسیر دعاءہ لیسے یدعو بالشر دعاءً مثل دعائہ بالخیر والمصدر مضاف الی الفاعل والتقدیر یطلب الشر فالباء للحال او بمعنی السبب - وکل شیء فصلنا محذوف کا مفعول ہے جسکی تفسیر یہ فصلنا کر رہا ہے اور یہی حال ہے کل انسان کا -

تفسیر

پہلے فرمایا تھا واتینا موسی الکتاب کہ ہمنے موسیٰ کو توریت دی تھی اسکے بعد حضیر آنک توراۃ کے اور عمل کرنے سے جو کچھ بنی اسرائیل پر دینی و دنیاوی مصیبتیں آئیں انکا ذکر فرمایا کہ بطور پیشین گوئی کے انکو مطلع کر دیا تھا کہ تم ایسا کروگے اور یوں برباد ہوگے مگر انہوں نے نہ مانا اب یہاں سے امت محمدیہ اور خیر دور کی کتاب قرآن مجید کا ذکر فرماتا ہے ان ہذا القرآن الخ کہ اس قرآن میں دو باتیں ہیں اول یہدی تمام دینی و دنیاوی دستورات میں جو کچھ اچھے دستور اور منزل مقصود کا سیدھا رستہ ہے یہ وہ بتلاتا ہے اسنے کوئی بات انسان کی سعادت و نحوست کی بابت باقی نہیں چھوڑی چنانچہ نہیں آیات میں خبر دیکر فرماتا ہے وکل شیء فصلناہ تفصیلا - دوم یبشر کہ یہ نیک و بد کاموں کے انجام نتیجہ سے بھی خبر دیتا ہے کہ جسکا ظہور عالم آخرت میں ہوگا (توراۃ میں یہ بات نہ تھی اور جو تھی تو بہت کم) انہیں تصریح کر دی کہ قرآن مجید میں ہدایت کا کوئی مرتبہ رہ نہیں گیا ہے پھر جو کوئی اب بھی نہ مانے اور کفر کرے تو اسکے لئے عذاب الیم تیار ہے وہ از خود اس بلا میں پڑتا ہے آپ انسان کی (کہ جس سے بیشتر وہی کج طبع انسان مراد ہیں) ایک فطرتی عادت بیان فرماتا ہے کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ کبھی یہ قصداً بھی شر کو اختیار کیا کرتا ہے ویدع الانسان بالشر دعاءہ بالخیر وکان الانسان عجولا کہ جسطرح یہ بھلائی مانگتا ہے اسیطرح کبھی برائی بھی مانگنے لگتا ہے اسکو استقلال نہیں جلد باز ہے - جہاں کہیں بیماری تنگدستی پیش آئی لگے موت کی دعا مانگنے اسلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی دعا سے منع کر دیا اور کبھی بیوی اولاد و اقارب پر غصہ کر جاکر سر خفا ہو کر کوسنے لگتے ہیں اس سے بھی منع کیا -

وجعلنا اللیل والنہار ہے بات ظاہر فرماتا ہے کہ عہد موسوی کے منقضی ہو کر عہد محمدی کے قائم ہونے پر اور توراۃ جاکر قرآن آنے پر تعجب کر ہم عالم میں یوں ہی تصرف کیا کرتے ہیں انکی مصلحتیں ہم ہی خوب جانتے ہیں آپ روزمرہ رات دن کا انقلاب دیکھو کہ رات کو مٹا کر دن بناتے ہیں جسکے فوائد بیشمار ہیں آنجملہ دن میں رزق و روزی کا بہم پہنچانا رات میں آرام کرنا ازانجملہ مہینوں اور برسوں کی گنتی ہے اگر یکساں رات ہی رہتی یا دن رہتا یہ بات کب حاصل ہوتی - اور اس میں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ انسان جلد باز جو ناکامی میں جلد گھبرا کر مرنے لگتا ہے اسکو مایوس نہ ہونا چاہئے رات کے بعد دن یعنی تکلیف کے بعد راحت پہنچا نا ہمارا دستور اور نیز دنیا میں انقلاب ہے کوئی حالت یکساں نہیں رہتی -

ع ۱۰

وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ۝ اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ

اور ہمنے ہر آدمی کا عمل اسکی گردن میں باندھ دیا ہے اور قیامت کے دن ہمکو کتاب بنا کر نکالینگے جسکو کھلی ہوئی پاویگا۔ دیکھیگا پڑھ اپنی کتاب تو ہی کافی ہے آج

عَلَيْكَ حَسِيبًا ۝ مَّنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ وَمَا كُنَّا

اپنا حساب لینے کے لئے جو ہدایت پاتا ہے تو وہ اپنے ہی لئے ہدایت پاتا ہے اور جو بہکا تو اپنے ہی خرابی کے لئے بہکتا ہے اور کسیکا بوجھ کوئی نہیں اٹھائیگا اور ہم کسیکو

مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ۝ وَإِذَا أَرَدْنَا أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا ۝

عذاب نہیں دیتے جبتک کہ رسول نہیں بھیجتے۔ اور ہم جب کسی بستی کو برباد کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے دولتمندوں کو بامر کرتے ہیں وہ وہاں نافرمانی کرتے ہیں تب انپر بات پوری ہوجاتی ہے پھر ہم سکو کاٹ پھینکتے ہیں

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِن بَعْدِ نُوحٍ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۝

اور نوح کے بعد ہم کتنے ایک قرنوں کو ہلاک کرچکے ہیں۔ اور تیرا رب بس کرتا ہے اپنے بندوں کے گناہوں کی خبرداری اور دیکھنے کو۔

ترکیب

یلقاہ جملہ کتابا کی صفت جو حال ہو مفعول محذوف سے وہ ضمیر الطائر یا مفعول ہی مرنا جواب ہے اذا کا۔ کم آگجہہ خبریہ ہے محل نصب میں اہلکنا سے ب کے ب میں ب زائدہ ہی جیسا کہ بنفسک میں بھی اور اسیطرح حسیبا تمیز ہی من نفسک علیک صلہ اسیطرح خبیرا بصیرا تقدیم خبیرا کی اسکے متعلق کے تقدم سے ہے۔

تفسیر

ہر شے کی تفصیل کے بعد انسان کی حالت اور اسکی آئندہ صورت کا بیان کرنا گویا اس دعوے کی دلیل بیان کردینا ہے کیونکہ یہہ ایک بڑی اہم بات ہے جو کتب سابقہ میں بھی نہ تھی اسلئے فرماتا ہے وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ عرب میں اپنے ہر کام کا نیک و بد انجام طائر یعنی پرندوں کی ہوا سے معلوم کرتے تھے اگر دائیں سے اوڑا تو خیر اور بائیں سے شر وغیر ذالک پھر جب اسکا استعمال زیادہ ہوا تو ہر خیر و شر کو طائر کہنے لگے تسمیۃ الشئی باسم لازمہ اسکی نظیر سورۂ یسین میں ہے تطیرنا بکم الی قولہ طائرکم معکم پس آیت کے یہہ معنی ہوئے کہ ہر ایک آدمی کا عمل نیک یا بد اسکی گردن میں باندھ دیا ہے جو کچھہ یہہ کرتا ہے وہ اسکے ساتھہ لازم ہو رہا ہے یا جو کچھہ نیکی بدی سعادت نحوست اسکی تقدیر میں ہے اسکے لئے لازم ہو رہی ضرور پیش آکر رہیگی اور پھر قیامت کے دن ونخرج لہ یوم القیمۃ کتابا یلقاہ منشورا یہی نیک و بد عمل جو دنیا میں اسکے گلے کا ہار تھا ایک کتاب بنکر ظاہر ہوگی جو اسکے تمام اعمال نیک و بد کے لئے ایک روزنامچہ ہوگا حکم ہوگا کہ اسکو پڑھ دیکھہ تو نے دنیا میں کیا کیا کیا تھا؟ اسمیں ہر ہر بات ہوگی۔ اسی کو قرآن میں اور احادیث میں اکثر بہ لفظ کتاب ذکر کیا ہے پھر اسکی تفصیل ہے کہ اہل خیر کو یہہ کتاب دائیں طرف سے اور بدوں کو بائیں طرف سے ملیگی۔ مگر اس سے مراد دنیا کی طرح کوئی مجلد کتاب شیرازہ بندھی پٹھے لگی ہوئی نہیں ہے بلکہ اسکی اعمال کا صحیح اندازہ۔

پھر جب یہہ حالت ہے تو من اہتدی لنفسہ الخ ہر ایک کو ہدایت کی طرف توجہ کرنا چاہئے کیونکہ اسکی برائی بھلائی کا یہی ذمہ وار ہے اور کوئی کسیکا بوجھ نہیں اٹھاویگا اپنی کرنی اپنی بھرنی۔ اور اسی لئے حجت تمام کرنے کے لئے دنیا میں رسول بھیجے گئے پس کسیکو عذاب نہوگا جبتک کہ رسول کی معرفت اسپر حکم نہ ظاہر کیا جاوے وما کنا معذبین الخ احکام شرعی کے لئے تو رسول انسانی ضرور ہیں اور توحید و خداپرستی کے لئے رسول عقل بھی کافی ہے۔

واذا اردنا سے دنیا میں جو بلائیں رسولوں کے خلاف کرنے سے آتی ہیں انکا ذکر کرتا ہے کہ جب قضا و قدر میں کسی قوم یا شہر کے برباد ہونیکے دن نزدیک آجاتے ہیں تو بیشتر امرنا مترفیہا انکے سرداروں دولتمندوں کو رسولوں یا انکے نائبوں کی معرفت سمجھایا جاتا ہے تب وہ نافرمانی کرتے ہیں تب برباد ہوتے ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ امرنا کے معنی یہ ہیں کہ ازلی نوشتہ کے موافق وہ خدا کیطرف سے برائی پر مامور ہوتے ہیں اسکے بعد فرماتا ہے کہ نوح کے عہد سے لیکر اب تک دیکھو کسقدر قرون امم یعنی قومیں ہلاک ہوئی ہیں -

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا ۝ وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ

جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم اسکو یہیں جلدی دیدیتے ہیں جو کچھ جسکے لئے چاہتے ہیں پھر اسکے لئے جہنم مقرر کرتے ہیں جسمیں وہ ذلیل خوار ہوکر جاگریگا اور جو آخرت چاہتا ہے

وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ۝ كُلًّا نُمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ

اور اسکے لئے اسکے موافق کوشش کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے تو ان لوگوں کی کوشش کار آمد ہوگی ہم ہر ایک کو دئے جاتے ہیں انکو بھی اور انکو بھی اپنی عنایت سے اور تیرے

عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ۝ انْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ وَلَلْآخِرَةُ أَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَأَكْبَرُ تَفْضِيلًا ۝ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا

رب کی بخشش کسی پر بند نہیں ہے دیکھو ہمنے ایک کو دوسرے پر کیسی فضیلت دے رکھی ہے اور آخرت میں تو بڑے درجے اور بڑی فضیلت ہے اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود

آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا مَخْذُولًا ۝

نہ ٹھہرا ورنہ تو پشیمان و خوار ہوکر بیٹھیگا

ترکیب

من مبتدا اور یہہ شرط ہے اور عجلنا اسکا جواب لمن نرید بدل ہے من سے باعادہ جار یصلٰہا حال ہے جہنم سے یا ضمیر لہ سے مذموما حال ہے فاعل یصلی سے جو ضمیر ہے اور اسی طرح مدحورا ہؤلاء ہؤلاء بدل ہے کلا سے ۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا ہم خبیر بصیر ہیں ہر ایک کی نیت اور دلی راز سے بھی واقف ہیں پس دنیا میں دو قسم کے آدمی ہیں اول وہ جنکا دار آخرت پر یقین نہیں اور جو کچھ ہے انکے نزدیک یہی دنیا ہی مقدم ہے اسکے حاصل کرنیکو وہ اصلی مقصد جانتا ہے اسکے مقابلہ میں دار آخرت کے توشہ کی اسکو ذرہ بھی پروا نہیں من کان یرید العاجلۃ تو ہم اسکو جلدی یہیں دلا دیتے ہیں عجلنا لہ فیہا مگر یہ نہیں کہ جو کچھ وہ چاہتا ہے وہی اسکو ملتا ہے بلکہ ما نشاء جسقدر ہمکو دینا منظور ہوتا ہے اور یہہ بھی سب کے لئے نہیں بلکہ لمن نرید جسکو ہم چاہتے ہیں ورنہ سیکڑوں لوگ ہیں جو بیدینی اختیار کی کوئی برا کام دنیا کی حاصل کرنیمیں اٹھا نہیں رکھا مگر پھر بھی افلاس و ہی تنگدستی بیدینوں کے لئے بڑی تہدید ہے ۔
مگر اس چند روزہ عیش کے بعد تو ثم جعلنا لہ جہنم یصلاہا مذموما مدحورا وہ جہنم میں جائیگا اور دنیا میں عمر رائگاں کرنے پر ندامت اٹھائیگا ذلیل ہوگا ۔
دوم وہ کہ جنکو مد نظر دار آخرت ہے ومن اراد الاخرۃ مگر اسمیں دو شرطیں ہیں اول وسعی لہا سعیہا کہ اسکے موافق کوشش کرے یہ نہیں کہ ارادہ کرکے چپ بیٹھ رہے اور کوشش بھی اسکے مطابق ہو کیونکہ بہت سے لوگ دار آخرت کی کوشش کرتے ہیں اور عناصر اور سیاروں اور بزرگوں کی عبادت کو آخرت کا ذریعہ جانتے ہیں اور اسی طرح کئی ریاضتیں بھی کرتے ہیں کوئی رات دن گنگا میں رہتا ہے کوئی پہاڑ پر سے گرتا ہے کوئی حلال چیزیں کھانے چھوڑ کر جسم کو ہلاک کرتا ہے سو یہہ رستہ دار آخرت کا نہیں ہے ۞ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ۔ کیں رہ کہ تو میروی بترکستان ست ۔ بلکہ پیغمبر علیہ السلام فرمودہ کے موافق ہونا چاہئے ۔
دوم یہ کہ وہو مومن اسکو ایمان بھی ہو اللہ اور اسکے رسول کی دل سے تصدیق ہو کیونکہ یہہ اصل و بنیاد ہے یہہ نہیں تو کچھ نہیں خدا کی جماعت میں داخل نہیں ہیں فاولئک کان سعیہم مشکورا انکی کوشش کار آمد ہوگی انکو دار آخرت و حیات ابدی نصیب ہوگی رہی دنیا سو کلا نمد ہؤلاء وہؤلاء من عطاء ربک ہم اپنی عنایت سے ہر ایک فریق کو دنیا میں دیتے ہیں دین اختیار کرنے سے دنیا فوت نہیں ہوتی اور زیادہ دنیا ملنے سے خدا کے ہاں کوئی زیادہ عزت حاصل نہیں ہوتی ہے ۞ چہ دشمن برین خوان یغما چہ دوست ۞
انظر کیف فضلنا الخ دیکھو دنیا میں ایک کو دوسرے پر کیسی فضیلت دے رکھی ہے بہت سے احمق جاہل مالدار اور دانا خوار اور بہت سے کفار محتاج اہل ایمان اہل ثروت اور کہیں بالعکس ہاں آخرت کے درجات سو انہیں کی زیادہ رغبت کرنی چاہئے وہیں کی فضیلت فضیلت حقیقی ہے وللآخرۃ اکبر درجات واکبر تفضیلا دار آخرت کے لئے اصل الاصول توحید ہے اسلئے حکم دیتا ہے لا تجعل الخ کہ خدا کے ساتھ کسیکو شریک خدائی نہ بنا ورنہ ذلیل خوار ہوگا ۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ

اور تیرے رب نے قطعی حکم دیدیا کہ اسکے سوا اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ سے سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں سے کوئی یا دونو بڑھاپے کو پہنچیں تو نہ انکو ہت کہو اور

لَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ رَبُّكُمْ

نہ انکو جھڑک اور انسے ادب سے بات کر اور انکے آگے جھک مہربانی سے اور دعا کر کہ اے رب انپر رحم کر جیسا کہ بچپن میں مجھے پرورش کرتے تھے تمہارا رب

اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ

خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اگر تم نیکی کرنیوالے ہوگئے تو وہ رجوع کرنے والوں کو بخشتا رہتا ہے اور دے قرابت دار کا حق اور مسکین اور مسافر کا بھی

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ

اور بیہودہ نہ اڑا بیہودہ اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکر ہے اور جو کبھی تو انکی طرف سے منہ موڑے

رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ

اپنے رب کی رحمت کی تلاش میں کہ جسکی تجھے امید ہے تو انسے نرمی کی بات کہہ اور تو اپنا ہاتھ بالکل نہ روک اور نہ اسکو بالکل کھول کہ تو پشیمان ہوکر

مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝ ع

تھک کر بیٹھ رہے تیرا رب جسکے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کرتا ہے اور کستا ہے وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے دیکھتا ہے

ترکیب

الا مخففہ ان لا یعنی تفسیر ہے قضی کی و بالوالدین معطوف ہے الا تعبدوا پر اے قضی بالوالدین تقدیرہ وبان تحسنوا بالوالدین حسانا۔ اما یبلغن اما ان ماتھا ان شرطیہ ما زائدہ تاکید کے لئے یبلغن فعل شرط فلا تقل جواب۔ اُف اسم الفعل الذی ہو اتضجر وہو مبنی علی الکسر لالتقاء الساکنین وتنوینہ فی قراۃ نافع وحفص للتنکیر۔ ومن فتح طلب التخفیف مثل رب ومن ضم اتبع ومن لم ینون ارا والتعریف۔ جناح الذل بالضم ضد العز و بالکسر ضد الصعوبۃ ہو الانقیاد۔ وجعل للذل جناحا کما فی قول لبید ؎ وغداۃ ریح قد کشفت وقرۃ ۔ اذا اصبحت بید الشمال زمامہا ۔ للشمال ید وللقرۃ زمام۔

تفسیر

پہلے تو دار آخرت کی سعی کا مجملاً ذکر ہوا تھا اب یہاں اسکی تفصیل کرتا ہے کہ دار آخرت کا یہ رستہ ہے اور اسکی کوشش اصلی یہ ہے ۔ سب سے اول بات دار آخرت کے لئے یہ ہے کہ منعم کا شکر کرے اور اپنے محسن کے ساتھ ادب اور سلوک سے پیش آوے۔ اور منعم حقیقی اللہ تعالیٰ ہے جسنے ہمکو پیدا کیا ہے جسنے ہمکو بیشمار نعمتیں عطا کی ہیں اور پھر اس جہان میں بھی اسی سے امید ہے۔ وہ کسیکے احسان اور خدمت کا تو محتاج نہیں اسکی شکر گزاری اور لحاظ اور حق پرورش یہے تو یہی ہے کہ اسکی ساتھ کسیکو خدائی میں شریک نہ کرے خالص اسیکی عبادت کرے سو اسلئے سب سے اول حکم یہی دیا وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ اب لطف کلام دیکھو کہ ربک کا لفظ فرمایا حق تربیت جتلانے کے لئے اور امر کی جگہ قضی تاکید کا کلمہ فرمایا یعنی حکم قطعی دیدیا۔ اور نیز اسی حکم کو ان سے پہلی آیت میں لا تجعل مع اللہ الہا اخر کے ساتھ بھی ذکر کر دیا تھا اب یہاں اور بھی تاکید فرما دی۔

خدا تعالیٰ کے بعد دنیا میں اسکے وجود کا سبب مجازی اور منعم اور محسن ماں باپ ہیں جو اسکی بے چینی سے بے تاب ہو جاتے ہیں اور کھانے پینے میں اپنے نفس سے
اسکو عزیز رکھکر آپ نہیں کھاتے اسکو کھلاتے ہیں اور اسکے بچپن میں اسکی پرورش میں بلا غرض جان و مال کو صرف کرنا اپنی راحت سمجھتے ہیں اسلئے دوسرا
حکم وبالوالدین احسانا ہے کہ ماں باپ کے ساتھ احسان کیا کرو۔ احسان کا لفظ ایسا وسیع المعنی ہے کہ جسمیں سب کچھہ آگیا مگر اسکی کسیقدر شرح
بھی فرماتا ہے (۱) اما یبلغن الخ کہ اگر تیری زندگی میں تیرے ماں باپ بڑھاپے کو پہنچیں تو یہہ زمانہ بڑی بیکسی کا ہوتا ہے اور نیز اسکے سب اقتدار
اور زور و قوت جاتے رہتے ہیں اور نیز بڑھاپے میں اس سے بچوں کی سی بے معنی باتیں بھی سرزد ہونے لگتی ہیں پس تجھکو انسے ہوں یا اف
کہنا نہ چاہیے نہ جھڑکنا چاہیے ف دلالۃ النص کے طریق پر اس سے ہر ایک قسم کی ایذا اور تکلیف دینا ماں باپ کو حرام سمجھا گیا وعلیہ الجمہور (۲)
وقل لہما انسے نرم اور ادب سے کلام کر (۳) واخفض انکے آگے جھک یعنی ہر قسم کی دل سے فرمانبرداری کر (۴) وقل رب انکے لئے دعاء خیر کر۔
بارہا تجربہ میں آیا ہے کہ جسنے ماں باپ کو ستایا وہ دنیا میں بھی ناشاد و نامراد رہا جوانا مرگ رہا اور جسنے عزت و توقیر و احسان کیا اسکو شاد و خرم دیکھا ہے
ف ماں باپ کی اُن باتوں میں فرمانبرداری نہیں کہ جن سے خدا کی گناہگاری ہوتی ہے کیونکہ ماں باپ سے اللہ کا حق اور مرتبہ بہت
مقدم ہے پھر یہہ نہیں کہ تم یہہ سب باتیں ظاہرداری کی طور پر کرو بلکہ دل سے اور اخلاص سے کیونکہ ربکم اعلم بما فی نفوسکم الخ تمہارا رب تمہارے
دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے اگر تم نیک بختی اختیار کروگے اور ایسی حالت میں بشریت سے کچھہ خدمتگزاری میں کبھی فرو گذاشت ہو جاویگی اور اپنی بدبختی
سے تم اسکی طرف رجوع کروگے تو وہ رجوع کرنیوالوں کے لئے معاف کرنیوالا ہے ف اواب بروزن فعال اوب یعنی رجوع سے مبالغہ کا صیغہ ہے
تیسرا حکم وآت ذا القربی حقہ والمسکین وابن السبیل کہ اور جسقدر قرابتدار ہیں بھائی بہن ماموں چچا خالہ پھوپھی وغیرہم انکا حق ادا کر
حق ادا کرنا بھی بڑا عام لفظ ہے جسمیں ہر ایک قسم کا حق آگیا اگر محتاج ہیں تو انکی مال سے مدد کر اور نہیں ہیں تو ادب اخلاص ہمدردی صلہ رحمی کر
اور انہیں پر منحصر نہ کچھہ بلکہ ہر ایک مسکین یعنی محتاج کے ساتھ نیک سلوک کر خواہ قرابتدار ہو خواہ کوئی غیر ہو بلکہ پردیسیوں مسافروں کا بھی
تجھپر حق ہے انکے ساتھ بھی نیک سلوک کر ضیافت کر نقد دے اترنے کو آرام سے جگہ دے نرم کلام کر۔ اس تیسرے حکم میں تین حکم ہیں۔
یہہ سب خدمتگزاری مال سے ہوا کرتی ہیں اسلئے مال کی بابت حکم دیتا ہے چوتھا حکم ولا تبذر تبذیرا کہ جسنے اسکو کار خیروں میں صرف کرنیکو کہا ہے اُڑا دینے کا
حکم نہیں دیا ہے لغویات میں مال برباد نکر۔ بے ضرورت مکانات بنانا اسباب خریدنا گھوڑے وغیرہ اشیاء بے ضرورت مول لینا سب میں تبذیر ہے
بیاہ شادی دعوت و مہمانی کھانے پینے میں بھی اعتدال سے بڑھنا تبذیر ہے اور ناچ رنگ آتش بازی وغیرہ تو اور بھی ممنوع ہے۔
سائلوں اور حقداروں کے دینے کا حکم دیا تھا اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ پاس کچھہ نہیں ہوتا وہ طلب کرتے ہیں سخت سست بھی کہنے لگتے ہیں اسوقت آدمی کو
غصہ آجاتا ہے برا بھلا کہنے لگتا ہے سو اس سے بھی منع کرتا ہے اور ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے اسکی تعلیم دیتا ہے واما تعرضن الخ کہ اگر تیرے پاس
نہیں اور تجھکو خدا سے امید ہے کہ آیندہ ایسی حالت میں انسے تو جو منہ پھیرے تو انکو سخت بات نہ کہہ بلکہ نرم بات کہہ بھائی اللہ کا فضل ہے برکت
ہے یا وہ دیگا تو دونگا یا اللہ تجھے غنی کرے۔ پانچواں حکم ولا تجعل یدک الخ میانہ روی کر نہ تو ہاتھ کو سکیڑ کہ ہمیشہ کو مٹھی بند کرکے گلے میں
ہاتھ رکھ لے (یہہ کنجوسی کے معنی میں محاورہ ہے) اور نہ ہاتھ کو بالکل کھول کہ سب کچھہ ایکبار دیکر خود محتاج ہو جاوے آپ مانگتا پھرے
کیونکہ دنیا میں فقیر خدا نے پیدا کئے ہیں تیرا کام نہیں کہ سب کو غنی کرے غنی اور فقیر وہی کرتا ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً

اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے ہم انکو روزی دیتے ہیں اور تمکو بھی انکا قتل کرنا بڑا گناہ ہے اور زنا کے پاس نہ جاؤ کیونکہ وہ بےحیائی

وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي

اور برا رستہ ہے اور کسی جان کو کہ اللہ نے اسکا قتل کرنا حرام کر دیا قتل کرو مگر حق سے اور جو کوئی ظلم سے مارا جائے تو ہم نے اسکے وارث کو قدرت دی ہے سو اسکو قتل کرنے میں

الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْــــُٔوْلًا ۝

حد سے تجاوز کرنا نہ چاہیئے کیونکہ اسکو مدد دیگئی ہے اور مال یتیم کے پاس نہ جاؤ مگر اس طریقہ سے جو اچھا ہو یہانتک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے۔ اور عہد کو پورا کرو کیونکہ عہد سے سوال ہوگا

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ

اور پیمانہ بھر کر دو جب ماپنے لگو اور سیدھی ترازو سے تولو یہ بہتر ہے اور خوب انجام اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جسکا تجھے علم نہو۔ کیونکہ

السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْــُٔــوْلًا ۝ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ

کان اور آنکھ اور دل ہر ایک انہیں سے پوچھا جائیگا اور زمین پر اکڑتا ہوا نہ چل کیونکہ تو زمین کو پھاڑ نہ ڈالیگا اور نہ بلندی میں پہاڑ کو

طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا

پہنچیگا یہ سب بری باتیں تیرے رب کے نزدیک ناپسند ہیں یہ اس حکمت میں سے ہے جو تیری طرف تیرے رب نے وحی کی اور اللہ کے ساتھ اور معبود

اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝

مقرر نکر ورنہ تو جہنم میں ڈالا جائیگا پشیمان ذلیل ہوکر پھر کیا تمکو تمہارے رب نے بیٹے چن کر دئیے ہیں اور خود اسنے فرشتوں کو بیٹیاں بنالیا ہے بیشک تم بہت بڑی بات کہتے ہو

ترکیب

خشیۃ املاق مفعول لہ۔ املاق فقر۔ خطاء بکسر الخاء وسکون الطاء والہمز مصدر خطی یخطاء بکسر الخاء و فتح الطاء من غیر ہمز ہو الاثم یقال خطی خطاء کاثم اثما

لاتقف الماضی منہ قفا اے تتبع ویقرء بضم القاف و اسکان الفاء مثل تقم و الضمیۃ قاف یقوف اذا تتبع کل اولئک مبتدا واولئک اشارۃ الی السمع و

البصر و الفواد وان کان الاشارۃ باولئک فی الاکثر الی من یعقل ولکن قد جاء لمن لا یعقل سیئۃ بضم الہاء والہمزۃ بالاضافۃ ای سیئی بعض المذکور

المنہی عنہ مکروہ عند اللہ۔ پس سیئۃ کان کا اسم مکروہا خبر جملہ خبر کل ذلک۔ نافع ابن کثیر ابو عمرو نے سیئۃ پڑھا ہے۔

تفسیر

چھٹا حکم ولا تقتلوا اولادکم اپنی اولاد کو افلاس کے خوف سے قتل نکرو۔ عرب میں دستور تھا کہ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالا کرتے

تھے یہ سمجھکر کہ لڑکیاں کچھ کما نہیں سکتیں لڑکے کما سکتے تھے کہ وہ انکے ساتھ لوٹ مار میں شریک ہوتے تھے اور نیز مفلسی میں اہل کفو نہ

اس لڑکی سے نکاح نہیں کرتے تھے غیر کفو میں دی جاتی تھی یہ بڑی عار کی بات تھی۔ اس بد رسم کو کس لطف کے ساتھ منع فرماتا ہے

اول تو لفظ اولادکم سے شفقت دلائی دوم نحن نرزقہم الخ کہ تم کیوں رزق کی فکر کرتے ہو رزق تو ہم دیتے ہیں انکو اور تمکو بھی سوم ان قتلہم

کہ انکا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔ ساتواں حکم ولا تقربوا الزنا کہ زنا کے پاس بھی نہ جاؤ۔ زنا کی قباحت ہیں سلف سے خلف تک عقلا کو اتفاق ہے

اسمیں یہہ چند قباحت ہیں (۱) انساب کا خلط ملط یہہ نہ معلوم ہوتا کہ یہہ کس کا بیٹا ہے اور یہہ کس کا پھر باہمی حصہ ترکہ میں خرابی آتی (۲) عورت کو
شرعی یا عرفی طور پر اگر ایک شخص خاص سے تعلق نہو جسکو نکاح کہتے ہیں تو اسکے پاس آنیوالوں میں باہمی قتال و جدال کی نوبت آویگی
جیسا کہ مشاہدہ میں آتا ہے اور یہہ بات تخریب عالم کا باعث ہے (۳) عورت سے مقصود صرف شہوت رانی ہی نہیں بلکہ باہم ملکر خانہ داری کے
امور میں ایک دوسری کا معین ہو مرد کما کر لاوے عورت دردمندی اور کفایت کے ساتھ اسکو گھر میں اُٹھاوے دونو بچوں کی تعلیم و تربیت میں کوشش
کریں اور نیز بیماری اور پیری میں بھی ایک دوسرے کا ساتھ دیں ہر ایک کو دوسری کے ساتھ کمال درجہ کی دردمندی ہو اور یہہ بات جبتک ممکن نہیں کہ
عورت کی نظر ایک ہی شخص پر رہے اور دل سے علاقہ رکھے اور یہہ بغیر اسکے کہ زنا کو حرام کیا جاوے ممکن نہیں (۴) اگر زنا کا دروازہ کھلجائے تو بس انسان اور
بہائم میں کیا فرق رہے جس عورت کو مرد چاہے رکھے اور نیز باہم الفت و محبت کبھی پیدا نہو۔ ان سب باتوں کے لحاظ سے شرع نے زنا کو حرام کیا اور یہانتک
تاکید کے لفظ استعمال کئے کہ اسکے پاس جانیکی بھی ممانعت کر دی یعنی اسکے اسباب سے بھی روکا اور اسکی ان قباحتوں کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرمایا
انه کان فاحشة و ساء سبیلا آٹھواں حکم ولا تقتلوا النفس التی حرم الله الخ کہ جن جانوں کا قتل کرنا شرع نے حرام کیا ہے انکو ناحق قتل نکرو انسان خدا تعالیٰ کا
مظہر اور اسکی خدائی کا آئینہ ہے اسکے قتل کا ارادہ کرنا خدائی کا مقابلہ کرنا ہے۔ پس یہہ نہایت سنگین جرموں پر قتل کیا جاتا ہے بضرورت اور وہ دو
صورتیں ہیں ایک یہہ کہ یہ خدائی جرائم کا ارتکاب کرے مرتد ہو جاوے بغاوت کرکے امن عام میں خلل انداز ہو یا نکاح کرنیکے بعد بھی حرام کاری کرے ان صورتوں
میں انسان کی حرمت جاتی رہتی ہے اسکی طرف التی حرم الله میں اشارہ کیا وہ احادیث صحیحہ جنمیں مرتد اور باغیوں اور رجم کا ذکر ہے گویا اسی جملہ کی شرح ہیں
دوسری یہہ کہ یہ کسیکو مار ڈالے اسکے بدلہ میں اسکو مارا جاوے جسکو قصاص کہتے ہیں چونکہ یہہ بات قتل عمد ہی میں ہے جو عرب میں کثیر الوقوع تھا اسلئے اولاً تو
اسکی طرف الا بالحق میں اشارہ کیا پھر ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیه سلطانا فلا یسرف فی القتل میں اسکی صراحت کر دی کہ جو مظلوم مارے جاویں اسکے وارث کو
شرع نے قدرت دی ہے اس قاتل کو مارنا چاہئے یہی قتل بالحق ہے مگر اسمیں اسراف نہو اسکی عوض اسکی قوم کے سردار کو نہ مارے نہ اسکو جلا کر یا اور بری
طرح سے قتل کرے جو اسکے ورثہ میں اشتعال کا باعث ہو۔

ف شرع میں انسان کا قتل ان چند صورتوں میں جائز ہے (۱) یہہ کہ مرتد ہو (۲) باغی ہو۔ انما جزاء الذین الایہ میں اس حکم کی تصریح ہے (۳) یہ کہ نکاح
کرلینے کے بعد زنا کرے۔ اسکا حکم احادیث مشہورہ سے ثابت ہے (۴) کفار و مشرکین کا قتل کرنا نہ مطلقاً بلکہ اسوقت کہ انسے قاعدہ شرعیہ کے موافق جنگ قائم ہو
کما قال قاتلوا الذین لا یؤمنون بالله ولا بالیوم الآخر وقال واقتلوهم حیث وجدتموهم (۵) قصاص میں آئمہ مجتہدین نے احادیث و قیاس سے
تارک الصلوۃ اغلامی ساحر چارپایہ سے مباشرت کرنے والے کا بھی قتل جائز رکھا ہے۔ توریت میں بھی قتل انسان بہت سی صورتوں میں جائز
قرار دیا گیا ہے نواں حکم مال یتیم سے بچنا ولا تقربوا مال الیتیم مگر جائز طریقہ سے لینا درست ہے مزدوری میں تجارت میں اجرت نگرانی میں
اگر محتاج ہو دسواں حکم واوفوا بالعهد عہد جس سے کرو اسپر قائم رہو۔ وہ عہد ہی غلط ہیں جنکو شرع نے معتبر نہیں رکھا یعنی معصیت پر عہد کرنا
گیارھواں حکم واوفوا الکیل کہ ماپ تول کو لیتے دیتے وقت کم زیادہ نکرو۔ معاملات میں دغابازی نکرو بارھواں حکم ولا تقف اسکے
معنی میں مفسرین کے چند اقوال ہیں (۱) اسمیں ان باطل خیالات کی پیروی سے ممانعت ہے جو عوام میں غلطی سے مشہور ہو جاتے ہیں۔
(۲) محمد بن حنفیہ سے منقول ہے کہ اسکے معنی جھوٹی گواہی ہیں۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِیَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ○ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا یَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا

اور البتہ ہمنے قرآن میں کہول کر بیان کردیا ہی انکے سمجہنے کو۔ اور انکو تو اس سے نفرت ہی زیادہ ہوتی ہی کہدے اگر اسکے ساتھہ اور بھی معبود ہوتے جیساکہ وہ کہتے ہیں تب تو وہ

اِلٰى ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا ○ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِیْرًا ○ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهِنَّ ؕ

عرش والے تک کوئی رستہ نکال لیتے وہ پاک ہے اور جو کچہہ وہ کہتے ہیں اس سے بہت ہی دور ہے۔ اسکی پاکی بیان کرتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھہ انمیں ہے

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ○

اور ہر ایک چیز اسکی تسبیح کرتی ہے حمد کے ساتھہ لیکن تم انکی تسبیح نہیں سمجھتے وہ بردبار معاف کرنیوالا ہے

ترکیب

صرفنا ای بینا ضروبا من کل مثل - ویکن ان تکون فی زائدۃ کما فی قولہ تعالی واصلح لی فی ذریتی - لو کان شرط اذا لابتغوا الخ جواب شرط والمعنی لطلبوا الی من ہو مالک الملک سبیلا بالمغالبۃ کما یفعل الملوک بعضہم مع بعض او بالتقرب بالطاعۃ لتعالی لعلمہم بقدرتہ تعالی وعجزہم کقولہ اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربہم الوسیلۃ ۔ بیضاوی ۔

تفسیر

ابن عباسؓ کہتے ہیں جسکو آنکہہ سے نہ دیکھے کان سے نہ سُنے دل میں یاد نہ رکھے اسکی گواہی نہ دے ۔ (۳) بعض کہتے ہیں کہ اسمیں کسی پر تہمت لگانیکی ممانعت ہے کیونکہ تہمت میں بلاتحقیق باتیں ہوا کرتی ہیں (۴) بعض کہتے ہیں اسمیں جہوٹھہ کی ممانعت ہے (۵) بعض کہتے ہیں کسیکی غیبت اور طوفانی وشیطانی باتوں سے ممانعت ہے مگر سب سے صحیح ہیں آیۃ کا مدعا سب کا یہہ ہے کہ جو بات اچھی طرح معلوم نہو اسپر کوئی حکم نہ لگاوے اسمیں یہہ سب اقوال آگئے ۔

تیرھواں حکم ولا تمش فی الارض مرحا کہ تکبر کر زمین پر اکڑ کر نہ چل کیونکہ تو عاجز ہے کچہہ زمین کو پہاڑ نہ ڈالیگا بلند ہوکر پہاڑوں کے برابر نہ ہوسکیگا انمیں سے ان مکروہ چیزوں کو سیئہ فرماتا ہی اور جو اوامر ہیں انکی نسبت فرماتا ہی ذلک مما اوحی الیک ربک من الحکمۃ یا یہہ جملہ سب باتوں کی طرف اشارہ ہے ۔ ان احکام میں جو کچہہ بہار رکھے گئے ہیں جنسے انسان کی روح اور اسکے اخلاق کی صفائی اور تدبیر منزل اور انتظام عالم کی خوبی وابستہ ہے اور پہر انکے بیان اور ترتیب میں جو کچہہ لطافت رکہا گیا ہے اگر اسپر کوئی مطلع ہوگا تو انکو حکمت الٰہیہ کے جواہر اور الہام ربانی کے وہ نادر موتی کہیگا جو بنی اسرائیل کے احکام عشرہ سے بدرجہا بہتر ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لوحوں پر کندہ کرکے عطا ہوئے تھے ۔ ان احکام کی ابتدا بھی توحید سے ہوئی تھی اور اخیر میں بھی اسی بات کا تاکید کے لئے اعادہ فرمایا ولا تجعل مع اللہ الہا آخر اور اسکے بعد اس بات سے بھی منع کیا جو عرب کے مشرکین کیسے تھے وہ یہہ کہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں سمجہکر انکو کار بار خدائی میں شریک جانتے تھے اس بات کو کس لطف کے ساتھہ رد کرتا ہے افاصفاکم ربکم بالبنین واتخذ من الملائکۃ اناثا کہ تمکو خدا نے بیٹے دیئے اور اپنے لئے بیٹیاں لیں یہہ کیسی لغو بات ہے ؟ ان سب باتوں کی طرف اشارہ کرکے فرماتا ہے ولقد صرفنا الخ کہ قرآن میں ہمنے ہر ایک قسم کی بات وعظ وپند و احکام دنیا و آخرت بیان کردیئے تاکہ وہ سمجہیں اور غور کریں مگر ان ازلی بدبختوں کو تو اس سے اور زیادہ نفرت ہوتی ہے ۔ اسکے بعد پہر اس شرک کا رد اور توحید کا اثبات کرتا ہے اور اس بات کو قرآن میں بار بار اسلئے ذکر کیا گیا کہ اس عہد میں شرک و بت پرستی کا دریا موجیں مار رہا تھا پس فرماتا ہے لو کان مع اللہ الخ کہ اگر اسکے ساتھہ تمہارے قول کے موافق اور خدا ہوتے تو عرش والے تک یعنی مالک اعلیٰ تک کوئی رستہ نکال لیتے جہگڑتے مقابلہ کرکے غالب آتے جیساکہ متعدد بادشاہوں میں ہوتا ہے یا یہہ معنی کہ خود انکو اسکے لئے وسیلہ کی طرف راہ نکالنے کی حاجت پڑتی پہر وہ تمہیں کیا دیتے لیتے ۔ سبحانہ وتعالیٰ الخ میں اپنی پاکی بیان فرماتا ہے اور تسبح لہ الخ میں یہ ظاہر کرتا ہے کہ آسمان اور زمین اور انکے اندر کی ہر چیز اسکی تسبیح یعنی پاکی اور کبریائی بیان کرتی ہے ذی روح تو زبان سے اور جمادات زبان حال سے کہ انکا وجود اور انکی ہر حالت اسکی یکتائی پر دلیل ہی مگر تم غور نہیں کرتے انکی تسبیح نہیں سمجھتے ۔ تمہارا یہہ جرم اس قابل تھا کہ دنیا میں تمہیں ہلاک کیا جاتا مگر وہ حلیم غفور ہے ۔

؎ صحیح بخاری میں عبداللہؓ سے مروی ہے کہ ایک سفر میں پانی نہ تھا ایک برتن لائے جسمیں کسیقدر پانی تھا حضرت صلعم نے اسمیں ہاتھہ ڈالدیا تو آپکی انگلیوں سے پانی نکلتا تھا جیسا چشمہ سے نکلتا ہے کہ تمام جماعت نے وضو کیا پیا اور ہم کہانے کی تسبیح سنا کرتے تھے اور وہ کہایا جاتا تھا ۔ جمادات میں بھی خدا تعالیٰ نے ایک طرح کا علم رکہا ہے جسکو وہی جانتا ہے ۱۲ منہ

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا ۝ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ

اور جب تو قرآن پڑھتا ہے تو ہم تیرے درمیان اور انکے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک ڈھکا ہوا پردہ ڈالدیتے ہیں اور ہم نے انکے دلوں پر پردے ڈالدئے ہیں کہ اسکے

يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۚ وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَّوْا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا ۝ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ بِهِ

سمجھنے میں اور انکے کانوں میں ڈاٹ ہے اور جب تو قرآن میں اپنے رب کا تنہا ذکر کرتا ہے تو الٹے بھاگتے ہیں بدک کر ہم خوب جانتے ہیں جسلئے وہ سنتے ہیں

إِذْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ۝ انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ

جبکہ تیری طرف کان لگاتے ہیں اور جبکہ وہ سرگوشی کرتے ہیں جبکہ بے انصاف کہتے ہیں کہ تم اتباع نہیں کرتے ہو مگر ایک شخص جادو کئے ہوئے کا دیکھ تیری کیسی مثلیں بیان کیں

فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝ وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ۝ قُلْ كُونُوا حِجَارَةً

سو وہ گمراہ ہوگئے اب وہ رستہ نہیں پاسکتے اور کہتے ہیں کیا جب ہم مرکر ہڈیاں اور چورا ہو گئے تو کیا ہم نئے سرے سے زندہ کئے جاوینگے کہدے تم پتھر ہوجاؤ

أَوْ حَدِيدًا ۝ أَوْ خَلْقًا مِمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ ۚ فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا ۖ قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُونَ

یا لوہا یا کوئی اور شے جو تمہارے دلوں میں بڑی ہو پھر اب کہینگے کہ ہمکو کون دوبارہ جلائیگا کہہ وہ جسنے تمکو اول بار پیدا کیا پھر تو تیرے آگے

إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ ۖ قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ قَرِيبًا ۝ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا

سر ہلا ہلا کر یہہ کہینگے کہ وہ کب ہوگا کہہ امید ہے کہ عنقریب ہو جس روز کہ وہ تمہیں بلائیگا تو تم اسکی حمد کرتے چلے آؤگے اور گمان کروگے کہ نہیں ٹھیرے مگر تھوڑا سا

مستورا ساترا۔ بما یستمعون بہ ای بسببہ من الھزء اذ ہم بدل من اذ قبلہ (ترکیب) یوم یدعوکم ظرف لیکون بحمدہ فی موضع الحال۔

تفسیر

آسمانوں اور زمین کی چیزوں کی تسبیح تو تم اسے مشرکین سمجھتے ہی نہ تھے تمہاری سمجھ میں تو یہہ قرآن مجید بھی نہیں آتا جو خاص تمہاری زبان فصیح میں نازل ہوا ہے واذا قرأت الخ اور یہہ نہ سمجھنا قرآن کا اسلئے ہے کہ جب تو قرآن پڑھتا ہے تو ہم انکی ازلی گمراہی کے پردے ڈالدیتے ہیں جنکی وجہ سے انکے دلوں پر پردے پڑجاتے ہیں مضامین میں غور و تامل نہیں کرسکتے اور جو کوئی انکو اور سمجھا دے تو کان بھی سلامت نہیں سنتے نہیں۔ اور انکے حواس باطنیہ کے ماؤف ہونے پر یہہ دلیل ہے کہ جب قرآن میں توحید کا ذکر اور شرک کی برائی سنتے ہیں تو بدک کر بھاگ جاتے ہیں۔ یہہ بکثرت مشرکوں کا حال بیان ہوتا ہے اور سچ ہے کہ انسان پر گمراہی اور بدبختی سوار ہوتی ہے تو نہ اسکا دل و دماغ درست رہتا ہے نہ عقل کتنا ہی سمجھاؤ نہیں سمجھتا اور یہی پردہ اور حجاب ہے۔

اول تو یہ مشرک حضرت صلعم سے قرآن سنتے ہی نہ تھے اور جو کبھی مجلس میں شریک ہوتے تھے تو اس غرض سے کہ کچھہ باتیں یاد کریں تاکہ پھر اسپر ٹھٹھا اور ہنسی کریں اور پھر آپس میں دس دس پانچ پانچ جمع ہوکر سرگوشیاں کرتے اور یہہ کہتے تھے کہ یہہ لوگ جو اسکے تابع ہوتے ہیں احمق ہیں یہہ تو خود جادو کا مارا ہوا ہے کسی نے اسپر سحر کردیا ہے اسلئے ایسی نئی نئی باتیں کرتا ہے چنانچہ نحن اعلم سے لیکر رجلا مسحورا تک یہی ذکر ہے۔ پھر خدا تعالیٰ آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ دیکھہ بدنصیب تجھپر کیا عیب لگاتے ہیں اور کوئی بات ٹھیک کی تو ملتی نہیں انظر الخ

وقالوا سے انکی دوسری بات بیان فرماتا ہے کہ جسپر یہ کہتے تھے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ مرکر پھر قیامت میں زندہ ہونگے تو وہ کہتے کہ جب ہم مٹی میں ملکر ہڈیاں بوسیدہ ہوجاوینگے تو پھر کیونکر زندہ ہوسکتے ہیں اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ تمہارے نزدیک جو چیز قابل حیات نہیں یا پتھر یا کوئی اور چیز اگر تم وہ بھی ہوجاؤ جسنے تمکو اول بار پیدا کیا وہ دوبارہ کردیگا۔

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ رَبُّكُمْ

اور میرے بندوں سے کہدے کہ وہ بات کہا کریں جو بہتر ہو۔ کیونکہ شیطان آپس میں لڑا دیتا ہے شیطان انسان کا کھلم کھلا دشمن ہے تمہارا رب

اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ؕ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

تمہیں خوب جانتا ہے اگر چاہے تو تم پر رحم کرے اور اگر چاہے تو تمہیں عذاب دے اور تجھکو ہم نے انکا ذمہ وار بنا کر نہیں بھیجا ہے اور تیرا رب خوب جانتا ہے انکو جو آسمانوں اور زمین میں بستے ہیں

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ

اور البتہ ایک نبی کو دوسرے پر ہم نے فضیلت دی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی کہہ دو پکارو انکو جنکا تمہیں اسکے سوا گھمنڈ ہے پھر وہ تو تمہاری تکلیف دور کر سکیں گے

عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ

نہ ٹال سکیں گے یہ جنکو پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ کونسا بندہ نزدیک ہے اور اسکی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اسکے عذاب سے

عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ

ڈرتے ہیں بیشک تیرے رب کا عذاب خوف کی چیز ہے اور ایسی کوئی بستی نہیں کہ جسکو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں یا اسکو سخت عذاب میں مبتلا نہ کریں

كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

یہ کتاب میں لکھا گیا

ترکیب

ایہم مبتدا اقرب خبرہ وہو استفہام والجملۃ فی موضع نصب بیدعون ۔ وقیل ۔ اولٰئک مبتدا الذین یدعون ای یدعونہم الکفار صفت یبتغون خبر ایہم بدل من واو یبتغون ۔

تفسیر

صحت معاد پر حجت قائم کر کے مسلمانوں کو تعلیم کرتا ہے کہ تم مخالفوں سے نرم اور اچھی باتیں کیا کرو کیونکہ سختی سے شیطان باہم عداوت و نفرت پیدا کر دیتا ہے وہ انسان کا دشمن ہے وہ اچھی بات یہ کہ تمہارا رب تم کو خوب جانتا ہے اگر چاہے تم پر مہربانی کرے چاہے عذاب کرے ۔ اور پھر حضرت کو فرماتا ہے کہ آپ انکے ذمہ وار نہیں کہ وہ ہدایت پا جاویں ۔ مکہ میں جب یہ آیات نازل ہو رہی تھیں یہ حال تھا کہ غریب مسلمانوں پر چاروں طرف سے حملہ تھا اور حضرت صلعم کے وعظ و پند کا گھر گھر چرچا اور شور پڑا ہوا تھا مشرکین مکہ یہود کے بہکانے سے ایسی بھی کہا کرتے تھے کہ کیا خدا نے ہدایت کیلئے انہیں غریب مفلس لوگوں کو پسند کر لیا اور پھر تم میں سے محمد میں کیا فضیلت ہے جو اسپر کتاب اتارتا ہے اور اسکو نبی کیا ؟ اسکا جواب میں فرماتا ہے ورب اعلم بمن کہ ہر ایک بات کی مصلحت و حکمت خدا خوب جانتا ہے آسمان و زمین کی کوئی بات اس سے مخفی نہیں وہ مختار ہے جسکو چاہے فضیلت دے خود انبیاء میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور داؤد کو زبور عطا کی ۔ داؤد اور زبور کے ذکر میں یہود کو یہ بات بھی جتلانا مقصود ہے کہ یہ ہی نبی ہے کہ جسکی داؤد علیہ السلام نے خبر دی اور جسکو سو برس سلطنت بھی دی جاوے گی مشرکین دلائل توحید سنکر اپنے معبودوں کے فضائل بیان کیا کرتے تھے کہ وہ یوں کر سکتے ہیں اور یہ دے سکتے ہیں اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ اچھا انکو پکارو تو سہی کیسی تمہاری کونسی مصیبت میں کام آتے ہیں ؟ مشرکین بشیر ملائکہ یا انبیاء علیہم السلام یا اور صالحین کو پوجتے تھے اور انہیں کے نام کی مورتیں بنا رکھی تھیں ۔ فرماتا ہے کہ جنکو تم پکارتے ہو انکا تو یہ حال ہے کہ وہ آپ اپنے رب کیلئے وسیلہ ڈھونڈتے ہیں ایہم اقرب انمیں سے جو زیادہ قریب ہے اسکا یہ حال ہے اور دوسروں کا کیا ذکر ہے اور اسکی رحمت کے امیدوار عذاب سے ڈرتے ہیں پھر انکو پکارنا عبث ہے مشرکین مکہ یہ کہتے تھے کہ اچھا اگر یوں ہی ہے تو پھر ہمارے شہر پر خدا بلا کیوں نہیں بھیجتا اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ شہر کی کیا خصوصیت ہے ہر ایک بستی قیامت سے پہلے ہلاک ہو جاوے گی اپنے اپنے موقع پر نیز ایک موت ہی بڑے عذاب ہے ۔ یا یہ معنی کہ جن بستیوں کا قیامت سے پہلے ہلاک ہونا یا بلا میں مبتلا ہونا لکھا ہے وہ کتاب یعنی لوح محفوظ میں درج ہے اپنے وقت پر ہوگا گناہ کرنے سے ہم جلدی نہیں کرتے ۔ واللہ اعلم ۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ

اور ہمکو ان معجزات کے بھیجنے سے اسی بات نے منع کر رکھا کہ پہلے لوگوں نے انکو جھٹلا دیا تھا اور ثمود کو ہمنے اونٹنی دی تھی سوجھانے والی پھر انہوں نے اسکو ساتھ ظلم کیا اور نشانیاں جو ہم

بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ

بھیجتے ہیں تو محض خوف دلانیکو اور جبکہ ہم تجھے کہہ چکے کہ تیرے رب نے سب کو قابو میں کر رکھا ہے۔ اور وہ جو تجھکو دکھایا گیا وہ محض لوگوں کی آزمائش کے لئے اور درخت

الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ۭ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝

پھٹکارا ہوا بھی (زقوم) کہ جو قرآن میں ہے۔ اور ہم تو انکو خوف دلاتے ہیں سو اس سے انکی اور بھی شرارت بڑھتی جاتی ہے۔

ان کذب فی موضع رفع فاعل منعنا وفیہ حذف تقدیرہ الا اہلاک (ترکیب) المکذبین نحن ما نرید اہلاک قریش فلذا لم نرسل بالآیات المسئولۃ بہا۔

تفسیر

مشرکین مکہ جواب سے عاجز آکر کبھی کبھی کہا کرتے تھے کہ اگر آپ نبی ہیں تو کوہ صفا کو سونے کا بنا دیں اور مکہ کے پہاڑوں کو ہٹا دیں تاکہ کھیتی کیا کریں اسکے جواب میں یہہ آیت نازل ہوئی وما منعنا الخ کہ ہم یہہ بھی کر سکتے ہیں مگر یوں ہی نہیں کرتے کہ پہلی امتوں میں بھی لوگوں نے ایسا ہی سوال کر کے معجزات طلب کیے تھے اور پہلے وعدہ کر لیا تھا کہ اگر ہماری خواہش کے مطابق معجزہ آویگا تو ہم ایمان لاوینگے مگر پھر بھی ایمان نہ لائے اور عادت الٰہی جاری ہے کہ جو ہٹ کر کے معجزات طلب کرتے ہیں اور پھر بھی نہیں ایمان لاتے تو ہلاک ہوتے ہیں چنانچہ قوم ثمود نے صالح علیہ السلام سے اونٹنی کا سوال کیا انکے کہنے کے موافق اونٹنی پیدا ہوئی آخر ایمان نہ لائے بلکہ اسکی کونچیں کاٹ ڈالیں تب ہلاک ہوئے اس قسم کے معجزات خطرناک ہوتے ہیں *وما نرسل بالآیات الا تخویفا اور ہمکو اہل مکہ کا ہلاک کرنا مقصود نہیں اسلئے انکی یہہ خواہشیں پوری نہیں کیجاتیں۔ اس تفسیر پر سلف سے خلف تک جمہور مفسرین متفق ہیں۔ پھر جو کوئی پادری اس آیت سے یہہ ثابت کرے کہ آنحضرت صلعم سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا۔ جیسا کہ فنڈر نے میزان الحق کتاب میں لکھا ہے اور پھر انکی تقلید پھر مفسرین نے کی ہے بڑی غلطی کی بات ہے۔ الآیات سے بواسطہ الف لام یہی آیات مقصود ہیں کہ جنکا مشرکین سوال کرتے تھے نہ کہ کل۔ تفاسیر کو دیکھو اور یہی ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔

جب مشرکین مکہ کی خواہش کے موافق معجزات کے بھیجنے سے صاف جواب ہو گیا تو انکو اور بھی دلیری ہوئی اور کہنے لگے کہ آپ نبی نہیں اور ڈرانے بھی لگے اور ظلم و ستم کر کے چاہتے تھے کہ آپ وعظ نہ بیان فرمایا کریں اسپر یہہ آیت نازل ہوئی یا یوں کہو اس آیت میں آپکی تسلی کر دی گئی واذ قلنا اور یاد کر جب ہم تجھسے کہہ چکے ہیں کہ تیرے رب کے قابو میں سب لوگ ہیں تو پھر تجھے کسیکا کیا خوف ہے آپ بے خوف ہو کر حکم الٰہی بیان کیا کریں۔

اسکے بعد وہ آنحضرت صلعم کی معراج پر اور بھی تمسخر کرتے تھے کہ ہمارے کہنے سے معجزہ تو دکھایا نہیں گیا آسمانوں پر چلے گئے شبا شب بیت المقدس پہنچ گئے جنت دوزخ دیکھ آئے اور نیز قرآن پر ہنسی کرتے تھے کہ عجب کلام ہے جسمیں دوزخیوں کے لئے آگ میں رہنا اور زقوم کا درخت کھانا مذکور ہے (اس پیڑ کو تلخ و بدمزہ ہونیکی وجہ سے شجرہ ملعونہ کہتے تھے اور قدیم عرب ایسی بری چیزوں کو ایسی ہی الفاظ سے تعبیر کیا کرتے تھے) اسکے جواب میں فرماتا ہے وما جعلنا الرؤیا التی الخ کہ ہمنے اس رؤیا کو اور اس شجرۂ ملعونہ کو بھی انکے لئے فتنہ یعنی آزمائش کی چیز کر دیا کم عقل بدعقیدہ اسپر اعتراض کرتے ہیں کہ آسمانوں پر جانا کیسا اور آگ میں درخت ہونا کیسا؟ حالانکہ یہہ انکی بیوقوفی ہے معراج کی حقیقت تو آپ کو معلوم ہو گئی اور شجرہ سے مراد یہہ دنیا کا شجرہ نہیں بلکہ اور تھیں۔ پھر فرماتا ہے کہ ہم ان کو خوف دلاتے ہیں مگر ان ازلی گمراہوں کو اس سے اور بھی سرکشی بڑھتی جاتی ہے۔

* وما نرسل بالآیات المقترحۃ الا تخویفا لمن ارسلت علیہم ما یقہرہم من العذاب لمستاصل (ابو السعود) صحیح بخاری میں عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال کنا نعد الآیات برکۃ وانتم تعدونہا تخویفا کنا مع رسول اللہ صلعم فی سفر فقل الماء الحدیث اسلئے اس جگہ بھی الآیات کو خاص کرنا ضرور ہے ۱۲ ابو محمد عبدالحق

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ قَالَ أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا ۝ قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَٰذَا الَّذِي

اور جبکہ ہمنے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو پس بے سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہا کیا میں سجدہ کروں جسکو تونے مٹی سے بنایا کہنے لگا بھلا دیکھ تو یہی ہے وہ کہ جسکو

كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ۝ قَالَ اذْهَبْ فَمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ

تونے مجھپر بزرگی دی ہے اگر مجھے قیامت تک تونے مہلت دی تو میں اسکی اولاد کو لگام دیدونگا بجز چند لوگوں کے فرمایا چلا جا پھر جو انمیں سے تیرا تابع ہوگا تو تمہاری پوری سزا

جَزَاءً مَّوْفُورًا ۝ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُم بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ

جہنم ہے اور تو اپنی آواز سے جسکو انمیں سے ڈگمگا سکے تو ڈگا اور للکار تو اپنے سوار اور پیادے اور انکے مال

وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۝ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا ۝

اور اولاد میں شریک ہو اور وعدے دے اور شیطان تو محض فریب کے وعدے دیا کرتا ہے ان جو میرے بندے ہیں تیرا انپر کچھ بھی قابو نہیں اور کافی ہے تیرا رب کارسازی کے لئے

ہذا منصوب بارأیتک والذی نعت لہ والمفعول الثانی محذوف 【ترکیب】 تقدیرہ تفضیلہ - لاحتنکن جواب لئن -

تفسیر

اب آگے اس سرکشی کا سبب بیان فرماتا ہے کہ یہہ شیطان کا اثر ہے جو بنی آدم پر چلا آتا ہے اور نیز اس قصہ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جسطرح شیطان آدمؑ کے مقابلہ میں مردود ہوا اسیطرح جو بنی آدم ہو کر شیطان کے بہکانے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرتے ہیں گویا اپنے جد اعلیٰ کی نسل سے نکلکر شیطانی لشکر میں داخل ہوتے ہو جو تمہاری مردود ہونیکا قوی سبب ہے اس مناسبت سے اس قصہ کو یہاں ذکر کیا گو اسکا سابق میں یہہ قصہ سورۂ بقرہ اعراف حجر میں مذکور ہو چکا ہے -
شیطان نے سجدہ سے انکار کیا آدمؑ کو کمتر اور اپنے آپ کو بہتر سمجھکر اسلئے کہا ءاسجد لمن خلقت طینا - اسکے بعد خدا تعالیٰ سے کہا کہ میں اسکی اولاد کو یعنی آدم کی کہ جسکو تونے مجھپر فضیلت دی ہے اپنے قابو میں کر لونگا اگر تونے مجھے قیامت تک مہلت دی - شیطان کو بنی آدم کی طینت معلوم ہو گئی ہوگی کہ وہ گمراہی کی طرف بہت جلد دوڑینگے جو اسنے اس زعم سے خدا تعالیٰ کے روبرو حسد میں بھر کر یہہ بات کہی الا قلیلا اسنے یہہ سمجھکر کہا کہ ان میں کچھہ نیک بھی ہونگے جنپر میرا قابو نہ چلیگا - احتناک کے معنی بالکل لے لینا کہتے ہیں احتنک فلاں ما عند فلاں - دوسرے یہہ معنی ہیں کہ یہہ حنک الدابۃ سے نکلا ہے کہ جسکے معنی گدھے کے منہہ میں رسی ڈالکر نیچے کے جبڑے کو باندھکر لے چلنا ہے - لگام دینا - مطلب یہہ کہ انکو بالکل قابو میں کر لونگا - چونکہ علم ازلی میں یہی تھا خدا تعالیٰ نے بھی فرمایا اذہب یہ ذہاب نقیض مجیٔ کے معنی میں نہیں بلکہ یہہ معنی کہ اچھا کر تیری اور تیرے تبعین کی کافی سزا جہنم ہوگی - اور پھر اسکو اجازت دی کہ تو انکو جسطرح چاہے بس میں کر - خدا تعالیٰ نے چند چیزیں فرمائیں - اوّل - استفزز نقال افزہ بخوف ۔ استفزہ ای ازعجہ و استخفہ - بصوتک شیطان کی آواز دل میں شبہ خیالات پیدا کرنا ہے بعض کہتے ہیں جسقدر شہوت انگیز آوازیں ہیں راگ باجا عورتوں کی زیور کی آواز سب شیطانی آواز ہے (دوّم) واجلب علیہم بخیلک ورجلک جلبہ گھوڑے سے دوڑانا دھاوا کرنا - شیطان کے سوار اور پیدل یا تو نفسانی سوار پیدل ہیں جو معصیت میں کوشش کرتے ہیں یا خود اسکے لشکر میں سوار و پیدل ہوں اصل یوں ہے کہ یہہ بطور تمثیل کے یعنی خوب دوڑ لگا لے اس موقع میں یہہ لفظ بولا جاتا ہے - سوّم - شارکہم انکے مال و اولاد میں شریک ہو - مال کی شرکت گناہ میں فضول خرچی بیجا خرچ کرنا - اچھی باتوں میں صرف کرنے سے روکنا بری طور سے مال لینا چوری سے زنا سے غصب سے سود سے فریب سے - اسیطرح اولاد میں بھی شریک ہوتا
چہارم وعدہم شیطانی وعدے دلمیں لمبی چوڑی ناجائز آرزوئیں پیدا ہونا دنیا پر رغبت آخرت سے نفرت دلانا کہ میاں جو کچھ مزہ ہے یہیں ہے کیسی آخرت ؟

رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ

تمہارا رب ہے جو دریا میں تمہاری کشتیاں چلاتا ہے تاکہ تم اسکی عطا کردہ روزی تلاش کرو کیونکہ وہ تمپر بڑا مہربان ہے اور جبکہ دریا میں تمپر کوئی مصیبت آجاتی ہو تو گم ہوجاتے ہیں وہ جنکو تم پکارا کرتے تھے

اِلَّاۤ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۝ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ

مگر اسکو تم پکارتے ہو پھر جبکہ وہ تمکو خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو پھر جاتے ہو۔ اور انسان ناشکرا ہے پھر کیا تمکو اس بات سے امن ہوگیا کہ وہ تمکو زمین کے کنارہ میں دھسا دیوے یا تمپر سخت آندھی

حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ

بھیجدے پھر تمکو کوئی کارساز نہ ملے کیا تمکو اس سے امن ہوگیا کہ بار دگر تمکو دریا میں لیجاوے پھر تمپر ہوا کا سخت طوفان بھیجدے پھر تمہاری ناشکری کے سبب تمہیں

بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ۝ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْۤ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ

غرق کردے پھر تمکو ہمپر کوئی دعویٰ کرنے والا نہ ملے البتہ بنی آدم کو ہمنے عزت دی اور خشکی اور دریا میں اسکو سوار کیا اور اچھی چیزیں کھانیکو دیں اور اپنی

عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝

بہت سی مخلوقات پر انکو فضیلت دی

ع ۱۰

الا ایاہ استثناء منقطع وقیل متصل ان یخسف مفعول امنتم (ترکیب) بکم حال ہے یا یخسف کا صلہ جانب البر مفعول بہ -

یہاں سے پھر دلائلِ توحید شروع کرتا ہے اور مشرکین کے عادات (تفسیر) ناپسندیدہ کی برائی اور نیز یہ بات بھی بتلاتا ہے کہ خدا کے احسان یاد رکھا کرو پس فرماتا ہے ربکم الذی انسان کے اوپر جو کچھ اسکے احسانات ہیں وہ بے انتہا ہیں انہیں سے وہ احسانات موقع بموقع بندوں کو یاد دلا کر اپنا وحدہ لاشریک لہ ہونا ثابت کیا کرتا ہے جو انکو نزدیک زیادہ تر قابلِ التفات ہوتے ہیں۔ اور تمام قرآن مجید میں یہی بات ملحوظ ہے۔ اس موقع پر عرب کو انکے سفر و حضر کے انعامات یاد دلاتا ہے۔ سفر یا دریا میں کرتے تھے یا خشکی میں اور اب بھی یہی حال ہے۔ دریا کا سفر کشتی کے ذریعہ سے ہوتا ہے خواہ وہ ہوائی ہو خواہ دُخانی جو اس زمانہ میں ایجاد ہوئی ہیں اب سمندر کی ایسی پہاڑ سے موجوں میں ایک تنکے کی برابر یہ جہاز یا کشتی جو مسافروں یا تجارتی مال کو لیکر آتی جاتی ہے اسکو اسیکا ید قدرت چلاتا ہے رحیما تک کا یہی مضمون ہے۔ واذا مسکم الضر یہ وہ حالتِ اضطراب بیان فرماتا ہے جو دریا میں کبھی کبھی پیش آجاتی ہے وہ یہ کہ طوفان میں مبتلا ہوجاتے ہیں سو ایسے موقع پر انسان اپنی فطرتی قاعدہ سے پھر اسی معبودِ برحق کی طرف التجا کرتا ہے اور سب فرضی معبودوں کو بھول جاتا ہے (مگر جنکی فطرت میں فتور آگیا وہ اس حالت میں بھی اسکی طرف رجوع نہیں کرتے یا اپنے خیالی معبودوں کی طرف) مگر عرب کے مشرک ایسا نہیں کرتے تھے وہ اسوقت خاص اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے مگر فلما نجکم الخ جب خشکی پر آتے تھے پھر جاتے تھے پھر اپنے معبودوں کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اس بات کی خدا تعالیٰ شکایت فرماتا ہے اور انسان کی ہجو کرتا ہے وکان الانسان کفورا کہ انسان بڑا ناشکرا ہے۔ افسوس ہے کہ آج کل عام لوگ اس بلا میں مبتلا ہیں مصیبت کا وقت بھول جاتے ہیں جب مصیبت خدا دور کردیتا ہے اور نعمت دیتا ہے تو بجائے شکریہ کے یہ ناشکری کرتے ہیں کہ فسق و فجور میں مبتلا ہوتے ہیں بھانڈ رنڈیوں کے ناچ کراتے ہیں اس بات پر تہدید فرماتا ہے کہ افامنتم الخ کیا تمکو اس بات سے پورا اطمینان ہوگیا ہے کہ اس حالت میں خدا تمپر اور دوسری قسم کی بلا نہیں بھیج سکیگا۔ زمین میں غرق نہیں کرسکتا یا آسمان سے پتھر نہیں برسا سکتا یا یہ نہیں کہ تمکو پھر دریا کا سفر پیش آئے اور پھر تمکو اسی بلا میں پھنسا کر ہلاک کرے۔ بنی آدم کا تو یہ حال ہے اور ہمارا یہ حال ہے کہ ولقد کرمنا بنی آدم الخ کہ ہمنے ذات میں جسم میں صورت میں اوصاف میں علم میں اسکو مخلوقات پر عزت دی وحملناہم اور دریائی اور خشکی کے سفر میں سواری دی دریا میں کشتی پر خشکی میں اونٹ گھوڑے گاڑی وغیرہ پر سوار ہوتے ہیں اور رزقناہم سفر و حضر میں عمدہ چیزیں کھانیکو دیں اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انکو بزرگی دی۔

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ وَمَنْ

جسدن کہ ہم ہر ایک جماعت کو انکے امام کے ساتھ بلائینگے پھر جسکو اسکی کتاب داہنی ہاتھ میں دی گئی سو وہی اپنی کتاب کو پڑھینگے اور انپر تاگے کے برابر بھی ظلم نہوگا اور جو کوئی

كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۝ وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ

اس جہان میں اندھا رہا تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہیگا اور بہت رستہ بھولا اور وہ تو تجھکو بچلانے لگے تھے اس چیز سے کہ جو ہمنے تیری طرف وحی کی تاکہ تو ہمپر اسکے سوا

عَلَيْنَا غَيْرَهُ ۖ وَإِذًا لَاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ۝ وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ۝ إِذًا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ

کچھ اور جھوٹ باندھے اور پھر تو تجھے وہ دوست جانی بنالیتے اور اگر ہمنے تجھکو ثابت نہ رکھا ہوتا تو کسیقدر تو انکی طرف جھک ہی چلا تھا تب تو تجھے ہم

الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا ۝ وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا ۖ وَإِذًا لَا

زندگی میں اور موت میں دونا مزہ چکھاتے پھر تجھے ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار نہ ملتا اور وہ تو تجھکو پھسلانے لگے تھے زمین سے تاکہ تجھے یہاں سے نکالیں اور جبھی تو

يَلْبَثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ سُنَّةَ مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا ۖ وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ۝

تیرے بعد وہ بھی کم ٹھہرتے موافق دستور ان نبیوں کے جو تجھسے پہلے ہمنے بھیجے ہیں اور ہماری دستور میں تو کچھ فرق نہ پائیگا۔

تفسیر

انسان کی دنیاوی فضیلت بیان فرماکر اب دار آخرت کی فضیلت (اور اگر عمل اچھے نہیں تو ذلت) بیان فرماتا ہے یوم ندعوا کل اناس باما مھم یعنی یاد کرو اسدن کو کہ جسدن ہر ایک شخص اپنی پیشوا کے ساتھ بلایا جاویگا۔ امام لغت میں اسکو کہتے ہیں کہ جسکی پیروی اور اقتدا کیجاوے ہدایت میں خواہ گمراہی میں پس نبی امت کا امام ہے اور خلیفہ رعیت کا اور قرآن مسلمانوں کا امام ہے اور نمازیوں کا امام نماز پڑھانیوالا اور اسیطرح انسان کا دلی منشا جو اسکو نیک یا بد کام پر تحریک کرتا ہے وہ بھی اسکا امام اور اسیطرح گمراہی کے امام ہیں ہر ایک معنی کے لحاظ سے امام سے علمائے مختلف مراد لیں ہیں چنانچہ ابوہریرہ نبی مراد لیتے ہیں کہ قیامت کو ہر ایک امت اپنی نبی کے نام سے پکاری جاویگی اور اسیطرح ائمہ کفر سے بھی کہینگے یا امۃ محمد یا امۃ موسیٰ یا امۃ فرعون وغیر ذالک پس ہر ایک امت کو انکی پیشوا کے ساتھ کر دیا جاویگا اہل جنت کے ساتھ جنت میں اور دوزخی پیشوا کے ساتھ دوزخ میں جاوینگے ضحاک کہتے ہیں کہ اس سے مراد کتاب ہے حسن و ابوالعالیہ اعمال مراد لیتے ہیں قتادہ نامۂ اعمال۔ پھر نامۂ اعمال کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ جنکو داہنی طرف سے ملیگا وہی اسکو پڑھینگے گرچہ بائیں طرف والے بھی پڑھینگے مگر چونکہ وہ برے اعمال دیکھکر حسرت و رنج میں ہونگے خوشی سے نہ پڑھینگے یہہ خوش ہو کر پڑھینگے سوا نہیں کا پڑھنا پڑھنا ہے پھر جو آخرت میں محروم رہینگے انکی محرومی کا سبب بیان فرماتا ہے ومن کان الخ کہ جو اس دنیا میں اندھا رہا امر حق نہ دیکھا صراط مستقیم نہ پایا وہ آخرت میں بھی انوار الٰہی نہ دیکھیگا۔ اندھے ہونے سے مراد دل کا اندھا ہونا ہے نہ ظاہری آنکھوں کا سو دل کے اندھے وہاں بھی الطاف الٰہی سے اندھے رہینگے کبھی خوشی و حیات ابدی کا منہ نہ دیکھینگے نہ اس تک پہنچینگے راہ گم کردہ ہونگے۔

اسکے بعد دنیا میں دل کے اندھوں نے جو آنحضرت صلعم کو دوبارہ پھسلانا چاہا تھا سو اسکا بیان فرماتا ہے (اول) وان کادوا الخ اسکی شان نزول میں مفسرین نے مختلف روایتیں لکھی ہیں جنسے یہہ نکلتا ہے کہ کفار نے آنحضرت صلعم کو کسی اپنی خواہش پر مجبور کرنا چاہا تھا کہ آپ ہمارے بتوں کی مذمت نہ کریں یا کچھہ اور آپ نے قدرے سکوت کیا جبہ یہہ آیت نازل ہوئی کہ آپکو بہکانا چاہتے تھے اگر آپ بہکتے تو آپ کو دنیا و آخرت میں دو چند عذاب ہم دیتے خدا نے آپ کو محفوظ رکھا۔ دوم وان کادوا لیستفزونک اسکا صحیح شان نزول یہی ہے کہ مشرکین مکہ کچھہ فریب کر کے آنحضرت صلعم کو ہجرت سے پیشتر مکہ سے نکالدینا چاہتے تھے آپ نکلے فرماتا ہے اگر وہ ایسا کرتے تو تیرے بعد انکو بھی وہاں زیادہ رہنا نصیب نہوتا انبیاء قدیم کا یہی دستور چلا آتا ہے کہ نبی کے نکالنے کے بعد اس قوم کو کبھی وہاں امن نصیب نہیں ہوا۔

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ○ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى أَنْ يَّبْعَثَكَ

قائم کر نماز　آفتاب کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک　اور فجر کا قرآن پڑھنا - بیشک فجر کے پڑھنے میں مجمع ہوتا ہے -　اور رات سے تہجد پڑھ جو تیرے لئے بڑھکر ہے -　امید ہے کہ تیرا

رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ○ وَقُلْ رَّبِّ أَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّأَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ○

رب تجھے مقامِ محمود میں کھڑا کرے -　اور کہہ اے رب مجھے سچی طرح سے داخل کر (مدینہ میں) اور سچی طرح سے نکال (مکہ سے)　اور میرے لئے اپنے پاس سے ایک حکومت کی مدد مقرر کر -

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ

اور کہہ حق آیا　اور باطل مٹ گیا - بیشک باطل مٹ ہی جایا کرتا ہے -　اور ہم قرآن کو نازل کر رہے ہیں جو شفا اور رحمت ہے ایمان داروں کو　اور ناانصافوں کو

الظّٰلِمِيْنَ إِلَّا خَسَارًا ○

نقصان ہی زیادہ بڑھاتا ہے

الدلوک الدلک ایک جگہ سے ملنا چونکہ ملنے میں ہاتھ ایک جگہ نہیں ٹھہرتا (ترکیب) اسلئے اسکو دلک کہتے ہیں - ایک جماعت دلوک الشمس کے معنی غروب ہونیکے کہتے ہیں اور ایک جماعت زوال کے کہتے ہیں اور اسکو جمہور نے اختیار کیا ہے - الی غسق الخ متعلق ہے اقم کے قرآن الفجر معطوف ہے الصلوٰۃ پر یا اسکا نصب علی الاغراء ہے لسے علیک قرآن الفجر - نافلۃ مصدر بمعنی تہجد لسے تنفل نفلا و فاعلۃ ہنا مصدر کالعاقبۃ - مقاما منصوب ہے ظرف ہوکر -

تفسیر

اقم الصلوٰۃ الہیات معاد و نبوت کے مباحث کے بعد طاعت الٰہی کا حکم دیتا ہے اور نیز شیطان کی گمراہی اور بندہ کی ناشکری اور قیامت میں نامہ اعمال کے دئے جانے اور کفار کا حضرت صلعم کی طرف قصد بد کرنے اور آپ کو محفوظ رکھنے کا ذکر کر کے وہ عمل تعلیم فرماتا ہے جو شیطان کی گمراہی اور خدا کی ناشکری اور قیامت کی رسوائی سے اور کفار کے فریب سے بچاوے (یعنی نماز اور نیز آنحضرت کو مقامِ محمود) کی تکمیل نماز بغیر ممکن نہیں یہی وہ عمل ہے کہ جو انسان کی روح اور قوائے ملکیہ کو روشنی دیکر بندہ کو دارِ آخرت کا مشتاق کرتا ہے -

تمام مفسرین متفق ہیں کہ اس آیت میں نماز فرض مراد ہے یعنی پنجگانہ نماز - مگر دلوک کے معنی میں اختلاف ہے ابن مسعودؓ و نخعی و مقاتل بن حبان و ضحاک و سُدی کہتے ہیں غروب آفتاب مراد ہے - اور ابن عباسؓ ابن عمر و جابر اور عطا و مجاہد و حسن و اکثر تابعین بلکہ جمہور اسکے معنی دن ڈھلنے کے لیتے ہیں یہ لفظ دونوں معنی کے لئے آیا ہے مگر اخیر معنی بہت قرین قیاس اور مناسب مقام ہے اس تقدیر پر جیسا کہ امام ازہری کہتے ہیں یہ معنی ہونگے دن ڈھلنے سے شب کی سیاہی تک نماز قائم کر پس اس میں ظہر عصر مغرب عشا چار نمازیں آگئیں اور صبح کی نماز چونکہ ایک مہتم بالشان نماز تھی اسلئے اسکو قرآن الفجر سے بیان فرمایا اور چونکہ آنحضرت صلعم پر نماز تہجد بھی فرض تھی (گو ابتدائے اسلام میں امت پر بھی فرض تھی جیسا کہ سورۂ مزمل میں ہے مگر امت پر نماز پنجگانہ سے فرضیت جاتی رہی استحباب رہ گیا جیسا کہ اخیر سورۂ مزمل سے سمجھا جاتا ہے فاقرؤا ما تیسر من القرآن) اسلئے آپ کو فرمایا ومن اللیل الخ کہ رات میں تہجد پڑھ نافلۃ لک زیادہ لک یعنی یہ نماز تجھ پر زائد ہے یا یہ معنی کہ اسکا تجھکو زائد نفع ہے کیونکہ آپ معصوم ہیں گناہ سب بخشے گئے اب اسکا نفع ترقی درجات و مزید تقربات آپکو ہی برخلاف امت کے کہ وہ گناہوں سے پاک نہیں اسکے بدلہ میں انکے گناہ معاف ہونگے - مجاہد و قتادہ کہتے ہیں نافلۃ کا لفظ حضرت صلعم کے لئے بھی نفلی ہونے پر دلالت کرتا ہے مگر آپ ہمیشہ تہجد پڑھا کرتے تھے یہانتک رات کو عبادت و نماز میں کھڑے رہتے تھے کہ پائے مبارک ورم کر آتے تھے - چنانچہ ترمذی نے روایت کیا ہے کہ قیام شب سے آپکے پاؤں ورم کر آئے تھے لوگوں نے عرض کیا کہ آپکے گناہ معاف کئے گئے پھر آپ اسقدر مشقت کیوں اٹھاتے ہیں فرمایا افلا اکون عبدا شکورا کیا میں اسکی شکرگزاری نکروں شکر گذار بندہ نہ ہوں ؟ صحیح احادیث میں آنحضرت صلعم کی نماز تہجد کی پوری کیفیت مذکور ہے کہ کبھی آدھی رات کے بعد اٹھکر وضو کر کے نماز میں مصروف ہوتے دو دو رکعت کی نیت باندھتے کبھی چار چار کی اخیر وتر پڑھتے صبح صادق سے قدرے پہلے اور کبھی دو رکعت پڑھکر پھر لیٹ جاتے پھر اٹھکر دو رکعت

پڑھتے اسطرح رات گزار دیتے تھے ۔ پھر اس کیفیت رد و سوز کا تو کچھ بیان ہی نہیں ہو سکتا کہ جو آنحضرت صلعم کو نماز میں ہوتا تھا آنکھوں سے آنسو جاری اور دل میں عشق الٰہی کا دھواں اُٹھتا تھا جسکا اثر نہ صرف بیویوں گھر کے لوگوں پر پڑتا تھا بلکہ عرب و عجم پر پڑا۔ تہجد کی نماز تمام نبیاء و صالحین کا قدیم دستور ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شب کو نماز پڑھتے یاد الٰہی کرتے تھے انکے یکبار حواریوں کا بھی یہی دستور رہا بعد میں یہ آزادی بے قیدی پیدا ہو گئی پھر یورپ کے ملحدوں نے اسکو اور بھی ترقی دیدی افسوس ۔

مالک نے عائشہ رضی سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم کی نماز تہجد رمضان و غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہو تی تھی چار چار نفلوں کی نیت باندھتے تھے اور تین وتر پڑھتے تھے ۔ اور ایک روایت میں تیرہ رکعت بھی آئی ہیں چنانچہ مالک نے اسکو زید بن خالد جہنی سے روایت کیا ہے ۔

ف (۱) غسق اللیل رات کی سیاہی اور اندھیرا قال لکسائی غسق اللیل غسوقا الغسق بفتح السین ایم ۔ اصل اسکی معنی سیلان ہے کہتے ہیں غسقت العین تغسق جبکہ وہ پانی سے بھر جاوے بہنے والے کو غاسق کہتے ہیں اسلئے جہنمیوں سے جو پیپ بہیگی اسکو غساق کہتے ہیں ۔ ابن عباس رضی سے نافع بن ارزق نے اسکے معنی پوچھے فرمایا رات کا اندھیرا چھا جانا ازہری کہتے ہیں جب شفق غائب ہوئی غسق اللیل پایا گیا ۔

(۲) قرآن الفجر سے مراد نماز صبح ہے ۔ چونکہ جزو کے نام سے کل نامزد ہوجایا کرتا ہے اسلئے نماز کو کبھی رکوع کبھی سجود کبھی تسبیح کہتے ہیں اسیطرح سے چونکہ نماز میں قرآن پڑھا جاتا ہے خصوصا صبح کی نماز میں اسکا زیادہ تر اہتمام ہے اسلئے اسکو قرآن الفجر کہتے ہیں ۔

پھر قرآن الفجر کی نسبت فرماتا ہے ان قرآن الفجر کان مشہودا مشہود حاضر کی گئی ۔ یعنی صبح کی نماز میں رات دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں جیسا کہ بخاری نے ابو ہریرہ رضی سے روایت کیا ہے ۔ گویا اسوقت ملائکہ ناظرین اعمال عباد کا پہرہ بدلتا ہے ۔

اور یہ بھی کہ سکتے ہیں کہ حوادث اور انقلابات سے خدا تعالیٰ کی قدرت و عظمت زیادہ معلوم ہوا کرتی ہے اور نماز صبح میں بہت کچھ انقلاب ہیں رات جاتی اور صبح ہوتی ہے اندھیرا جاتا روشنی آتی ہے انسان جو خواب میں مردہ کے مانند غافل پڑا تھا اب زندہ ہو کر جماعت عابدین میں شامل ہوا پس ایسی حالت میں عقول و ارواح شہادت دیتی ہیں کہ اس تغیر کا مالک اللہ تعالیٰ ہے پس اس خیال سے روح منور ہوجاتی ہے اور اسپر مکاشفات روحانیہ کا دروازہ کھلتا ہے اسلئے یہ نماز وہ ہے کہ جہاں مکاشفات و فیوضات و انوار نازل ہوتے ہیں ۔

اور یہ بھی کہ سکتے ہیں کہ رات میں اکثر لوگ اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر گھر میں آسوتے ہیں اسلئے صبح کی نماز میں سب کا مجمع ہوتا ہے مشہودا کے یہ بھی معنی ہوسکتے ہیں اور اسلئے نماز صبح کا باجماعت پڑھنا زیادہ تر سنت موکدہ ہے ۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اسوقت خیر و برکات ہوتے ہیں واللہ اعلم ۔

(۳) تہجد شب اخیر کی نماز کو کہتے ہیں فتہجد بہ ای بالقرآن کما قال قم اللیل الا قلیلا الی قولہ ورتل القرآن ترتیلا ۔ ہجود لغت میں سونے کو کہتے ہیں اور ہاجد سونے والا چونکہ یہ نماز سو کر پڑھی جاتی ہے اسلئے اسکو تہجد کہتے ہیں اور مصلی باللیل کو ہاجد و متہجد کہتے ہیں نماز تہجد کا وقت باتفاق جمہور علماء آدھی رات کے بعد سے لیکر صبح صادق تک ہے ۔ چونکہ غالبًا اول شب میں انسان سو جاتا ہے پھر بیدار ہو کر یہ نماز پڑھتا ہے اسمیں یہ شرط نہیں کہ ضرور اول شب میں سوئے اور جو نہ سوئے گا تو نماز تہجد نہو گی ۔

چونکہ آپ کو بالخصوص نماز تہجد کا حکم ہوا اب اسکی وجہ بیان فرماتا ہے عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا کہ خدا تعالیٰ عنقریب تجھکو شافع محشر بناکر مقام محمود میں کھڑا کرنیوالا ہے ۔ یہ وہ کرامت و عزت ہے جو بنی آدم میں بجز آنحضرت صلعم کے اور کسیکو نصیب نہیں اسلئے سب سے زیادہ آنحضرت صلعم پر عبادت اور شب کا سوز و گداز فرض ہوا ۔ دلا بسوز کہ سوز تو کارہا بکند ۔ دعاء نیم شبی تو دفع صد بلا بکند ۔

ف مقام محمود یحمدہ القائم فیہ وکل من عرفہ وہو مطلق فی کل مقام یتضمن کرامۃ (بیضاوی) یعنی مقام محمود وہ جگہ ہے کہ جہاں کھڑا ہونیوالا حمد کرے اور جو اسکو جانے مطلقاً مقام محمود ہر عزت کی جگہ کو کہتے ہیں۔ مقام کو محمود یا تو اسلئے کہا جاتا ہے کہ اسکی حمد کیجاتی ہے گو حمد اختیاری خوبیوں پر ہوتی ہے اور مقام کی خوبیاں اختیاری نہیں لیس یا تو شرط اختیاری ہر جگہ نہ قرار دیجائے یا حمد بمعنی مدح لیجائے یا مقام کو محمود اسلئے کہو کہ وہ محمود فیہ ہے یعنی اس جگہ حمد کیجاوے وہ اسکو کھڑے ہونیوالے کی یا کھڑا ہونیوالا خدا تعالیٰ کی حمد کرے گا۔

مقام محمود سے مراد اس آیت میں جہاں کھڑا کرنیکا اللہ تعالیٰ جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرماتا ہے باتفاق تمام مفسرین وہ مقام ہے کہ جہاں حضرت قیامت کے روز عاصیوں کے لیئے شفاعت کرنیکو کھڑے ہونگے جس روز کہ حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہما السلام تک انبیاء نفسی نفسی کہینگے اور کسیکو مجال نہوگی کہ شفاعت کی کرسی پر بیٹھے صحیح بخاری ودیگر کتب حدیث میں نہایت صحیح حدیث جو مختلف راویوں سے مروی ہے شفاعت کبریٰ کے بیان میں یوں وارد ہے کہ قیامت کے روز لوگوں پر سختی ہوگی تو آدمؑ کے پاس آئینگے کہ وہ شفاعت کریں مگر وہ عذر کرینگے یہانتک کہ یکے بعد دیگرے سب انبیاء اولوالعزم کے پاس آئینگے ابراہیم موسیٰ داؤد عیسیٰ علیہم السلام مگر سب عذر کرینگے اور کہینگے کہ محمدؐ کے پاس جاؤ جسکے خدا نے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کردیئے آج بجز اسکے اور کوئی اس لائق نہیں پس میرے پاس آکر مجھسے درخواست کرینگے تب میں خدا تعالیٰ کے پاس جا کر اسکے آگے سجدہ میں گر پڑونگا اور بہت عرصہ تک سجدہ میں حمد وثنا کرتا رہونگا پس حکم ہوگا اے محمدؐ سر اٹھا قل یسمع واشفع تشفع وسل تعطہ کہہ تیرا کہا سنا جائیگا شفاعت کر کہ تیری شفاعت قبول ہوگی مانگ دیا جاویگا تب میں اسکی ثنا وصفت کرکے شفاعت کرونگا پس ایک تعداد معین ہوگی کہ وہ جہنم سے میری شفاعت سے نکلینگے پھر آکر اسیطرح سجدہ میں گر جاونگا پھر اسیطرح حکم ہوگا پھر ایک جماعت کثیر بخشی جاویگی الغرض اسیطرح تین بار کرونگا کہ پھر وہی تو جہنم میں رہجاوینگے کہ جو ازروئے خبر قرآن کے ہمیشہ جہنم میں رہینگے یعنی کافر ومشرک ۔

نانہ بعصیاں کسے درگرو ٭ کہ دارد چنیں سید پیشرو ٭

پہلے فرمایا تھا کہ وہ تجھے مکہ سے نکالنا چاہتے ہیں اسکے بعد فرمایا کہ اقم الصلوٰۃ تو اللہ کی عبادت کر ان جاہلوں کی باتوں کی طرف التفات نہ کر اللہ تیرا حامی وناصر ہے اب پھر اس واقعہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسلئے فرماتا ہے وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق یعنی تو خود اللہ سے دعا کر کہ مجھے مکہ سے سچائی سے نکال کہ پھر میرے دل میں حب وطن نہ ہو اور ان مشرکوں کی طرف پھر احتیاج نہ پڑے انکا صدمہ مجھے نہ پہنچے اور نیز سچائی کے ساتھ نکالنے سے یہ بھی مراد ہے کہ خاص تیرے لئے اور تیری راہ میں ہجرت ہو کسی دنیاوی غرض یا کسی جرم پر جلاوطنی نہو اور مدینہ میں مجھے سچائی سے داخل کر۔ اور چونکہ اس دین کا تمام دنیا پر پھیلنا تیری نزدیک ٹھہر چکا ہے اور پردیس میں قوت نہیں ہوتی اور نیز مدینہ کے متصل کسریٰ وقیصر کی حکومتیں اور دیگر قبائل شریر وسرکش ہیں اسلئے واجعلنی من لدنک سلطانا نصیرا کر مجھے اپنے پاس کی قوت وشوکت بھی عطا کر۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کو مدینہ میں حسب بشارت زبور خدا تعالیٰ نے وہ قوت وشوکت عطا کی جس سے دنیا میں آسمانی سلطنت قائم ہوئی اور کسریٰ وقیصر کو مٹا دیا گیا کوئی شخص خدا کے دین کا مقابل نہو سکا۔ ادخلنی مدخل صدق الخ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ مجھے دنیا سے سچائی کے ساتھ نکال اور دار الخلد میں سچائی کے ساتھ داخل کر اور یہ بھی کہ خواص بشریہ سے نکال خواص ملکیہ میں داخل کر وغیر ذالک من الاسرار۔

آنحضرت صلعم کی دعا قبول فرما کر ارشاد کرتا ہے وقل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا کہ اب تاریکی کفر وبدکاری کا زمانہ گیا نور وصداقت کا زمانہ آگیا۔ حق سے مراد اسلام ہے اور باطل سے کفر وبت پرستی ودیگر قبائح جو دنیا میں مروج تھے۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ہے کہ فتح مکہ کے دن جب آنحضرت صلعم کعبہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے پاس جو تین سو ساٹھ بت رکھے تھے ان میں سے جسکی طرف لکڑی سے یہ آیت پڑھکر اشارہ کرتے تھے وہ منہ کے بل گر پڑتا تھا فرماتا ہے کہ یہ باطل کا مٹنا اور حق کا آنا قرآن سے ہے جسکو ہم نازل کررہے ہیں وننزل من القرآن الخ کہ جسمیں ایمانداروں کے لئے امراض باطنیہ وظاہریہ سے شفا ہے انکے لئے رحمت ہے اور بے انصافوں کو اس سے اور بھی نقصان ہوتا ہے جوں جوں وہ انکار کرتے جاتے ہیں خسارہ بڑھتا جاتا ہے۔

مقام محمود

آنحضرت صلعم کی شفاعت کبریٰ

ع ۷

وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ ۖ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوسًا ۝ قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا ۝

اور ہم جب انسان پر کرم کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے اور اکڑنے لگتا ہے اور جب اسپر مصیبت آتی ہے تو نا امید ہو جاتا ہے ۔ کہہ ہر ایک اپنے طریقے پر عمل کر رہا ہے پھر تیرے رب ہی کو خوب معلوم ہے کہ کون زیادہ راستی پر ہے

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۝ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

اور تجھسے روح سے سوال کرتے ہیں کہدے روح میرے رب کا حکم ہے ۔ اور تمکو علم جو دیا گیا ہے تو تھوڑا سا ۔ اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ تیری طرف وحی کیا ہے اُسکو لیجاویں

ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا ۝ إِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ ۚ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ۝

پھر تو اسکی حاصل کرنیمیں ہمپر کوئی ذمہ لینیوالا نہ پاوے مگر تیرے رب کی رحمت کیونکہ اسکا فضل تجھپر بہت بڑا ہے ۔

ترکیب

نآ بالف بعد الہمزۃ لمے بعد عن الطاعۃ و یقرء بہمزۃ بعد الالف وفیہ وجہان احدہما ہو مقلوب نآے والثانی ہو بمعنی نہض الا رحمۃ مفعول لہ والتقدیر حفظناہ علیک للرحمۃ ۔ من ربک رحمۃ کی صفت یا حال ۔

تفسیر

اب فرماتا ہے کہ کیا سبب ہے جو ان بے انصافوں کو قرآن سے اور خسارہ زیادہ ہوتا ہے ؟ وہ یہہ کہ اذا انعمنا علی الانسان الخ انسان کی جبلی عادت ہے کہ جب اسپر انعام الٰہی ہوتا ہے دولت و راحت ملتی ہے تو بجائے شکر گزاری و فرمانبرداری کے اکڑنے لگتا ہے متکبر ہو جاتا ہے نبی اور خدا تعالیٰ کی کتاب کو نہیں مانتا خسارہ میں پڑتا ہے اور جب مصیبت آتی ہے تو بجائے صبر کے نا امید ہو جاتا ہے ۔ اس سے کفار کی طرف اشارہ ہے انہیں کی ایسی طبیعتیں واقع ہوئی ہیں ۔

فرماتا ہے قل کل یعمل الخ کہدے کہ ہر ایک ہم میں سے اور تم میں سے اپنے طریقہ پر عمل کرے خدا کو خوب معلوم ہے کہ کون راہ پر ہے ؟ یعنی مرنے کے بعد تمکو معلوم ہو جاوے گا ۔ قرآن مجید کو شفا و رحمت فرمایا تھا اور یہہ بھی کہ ظالموں کو اس سے خسارہ زیادہ ہوتا ہے اسلئے وہ ظالم قرآن مجید میں طرح طرح سے نکتہ چینیاں کیا کرتے تھے انجملہ یہہ کہ ایکبار باہم مشورہ کیا کہ یہود اہل علم و اہل کتاب ہیں انسے دریافت کرکے کوئی ایسی بات محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنی چاہیئے کہ جسکا جواب آپ نہ آسکے چنانچہ یہود سے دریافت کیا انہوں نے کہا تین باتیں پوچھو اگر ان میں سے دو کا بھی جواب دیدیا تو جاننا کہ نبی ہے ورنہ نہیں چنانچہ انہوں نے تین باتیں بتلائیں اول روح سے سوال کرو ۔ دوم اصحاب کہف کا حال پوچھو کہ وہ کون تھے اور کیوں غائب ہوئے اور کب ظاہر ہو کر غائب ہو گئے سوم ذی القرنین کا حال پوچھو کہ وہ کون تھا اور کہاں کہاں گیا اور اسنے کیا کیا ؟ ویسئلونک عن الروح الخ یہہ شان نزول ابن عباس سے منقول ہے اور یہی قرین قیاس ہے ۔ مگر صحیح بخاری میں اسکی بابت یہ آیا ہے کہ آنحضرت صلعم سے مدینہ میں یہود نے یہہ سوال کیا تب یہہ آیت نازل ہوئی ۔ شاید مدینہ میں بار دیگر یہود نے سوال کیا ہو اور حضرت نے اس آیت سے جواب دیا ہو وہ روح کہ جس سے انکا سوال تھا وہ روح ہے کہ جس سے جاندار کی حیات سمجھی جاتی ہے اور سوال سے مقصود یہہ تھا کہ آیا وہ بھی خدا تعالیٰ کے وجود کا کوئی حصہ ہے یا قدیم ہے ۔[1]

یونانی حکمار ہند بھی روح کے معاملہ میں دور از کار باتیں کیا کرتے ہیں کوئی ایسی کوئی ایسی کا کہنا کہتا ہے جواب میں فرماتا ہے قل الروح من امر ربی کہ وہ میرے رب کے حکم سے ہے نہ خدا ہے نہ خدا کا جزء ہے نہ قدیم ہے بلکہ حادث و مخلوق بامر اللہ ہے اب رہی اسکی حقیقت کہ وہ کیا ہے سو تمکو اسکے سمجھنے کی لیاقت نہیں وما اوتیتم من العلم الا قلیلا تمہارا علم بہت کم ہے تمہاں پانی خاک کی بھی حقیقت سے واقف نہیں جو محسوس ہیں اور جسطرح تمکو اس سرفا سے علم سے باز رکھا ہے اسیطرح اگر ہم چاہتے تو قرآن مجید کو جو سرچشمہ علوم ہے تمہارے دلوں سے اور کاغذوں سے محو کر دیتے مگر ہمارا فضل ہے ولئن شئنا لنذہبن بالذی اوحینا الخ کے یہی معنی ہیں ۔

[1] بعض کہتے ہیں کہ روح جس سے سوال ہے وہ قرآن ہے قرآن پر بھی روح کا اطلاق ہوا ہے بعض کہتے ہیں روح سے مراد جبرئیل ہیں بعض کہتے ہیں روح عظیم ہے جو ملائکہ سے برتر ہے جسکا اثر سماوات و علویات پر اسطرح سے ہے کہ جیسے آفتاب کا زمین پر گویا انسانی پاک روحوں کا وہی مرکز ہے اسکی طرف انجذاب ہوتا ہے اسکی نسبت فرماتا ہے کہ وہ بھی ہماری مخلوق چیز ہے ۱۲ ؛ ۱۲ منہ

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ○ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا

کہ اگر آدمی اور جن مل کر ایسا قرآن لانا چاہیں تو ایسا قرآن نہ لاسکیں گے اور بڑے مددگار کریں ایک دوسرے کی اور ہمنے قرآن میں

لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ○ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ○

لوگوں کے لیے ہر ایک مثال کھول کھول کر بیان کر دی ہے سو اکثر آدمی تو بغیر انکار کیے نہیں رہتے۔ اور کہدیا کہ ہم تجھے ہرگز نہ مانینگے جبتک کہ تو ہمارے لیے زمین سے چشمہ جاری نہ کر

اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ○ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ○

یا تیرے لیے ایک باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا کہ پھر تو اسمیں نہریں بھی جاری کرے۔ یا تو اپنے زعم کے موافق ہمپر آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرادے یا اللہ اور فرشتوں کو سامنے لاوے۔

اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا

یا تیرے لیے کوئی آراستہ گھر ہو یا تو آسمان میں چڑھے اور ہم تیرا چڑھنا جبتک یقین نہ کرینگے جبتک تو ہمارے اوپر ایسی کتاب نازل نہ کرے کہ جسکو ہم پڑھ لیں۔ کہہ سبحان اللہ میں کون ہوں مگر

بَشَرًا رَّسُوْلًا ○

آدمی بھیجا ہوا۔

لایاتون جواب لئن لے جواب القسم محذوف و ل علیہ اللام الموطئۃ [تفسیر] ولولاہی لکان جواب الشرط بلاجزم لکون الشرط ماضیا۔ بیضاوی۔

منجملہ ان باتوں کے کہ جن سے قرآن مجید پر اعتراض کیا کرتے تھے انکی ایک یہہ بات بھی تھی کہ وہ کہتے تھے کہ اس قرآن میں کونسی خوبی ہے؟ اگر چاہیں تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں اسکے جواب میں یہہ آیت نازل ہوئی قل لئن اجتمعت الخ کہ تم کیا اگر تمہارے ساتھ تمہارے وہ جن بھی شریک ہوں کہ جنسے تم مدد مانگا کرتے ہو اور جنکی ذریعہ سے تمہارے کاہن غیب کی باتیں بتلا کر بڑے دعوے کرتے ہیں وہ بھی شریک ہوں تو اسکا مثل نہ بنا سکیں گے۔ بلاغت و فصاحت معجزہ کے علاوہ آبِ روح کو زندہ کرنیوالی انسان کے دل پر چوٹ مارنیوالی اور سب علوم الہامیہ کے متعلق باتیں ہیں کوئی بشر کیونکر لا سکتا ہے۔ مقدمۂ تفسیر میں اس مسئلہ کی خوب شرح ہو چکی ہے۔

ابن اسحاق و ابن جریر نے سعید یا عکرمہ کے طریق سے ابن عباسؓ سے اس آیت کے بارہ میں یوں بھی نقل کیا ہے کہ سلام بن مشکم چند یہود کو ساتھ لیکر آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپنے ہمارا قبلہ ترک کر دیا اور یہ قرآن توریت سا بھی نہیں ہے ایسا ہم بھی کہہ سکتے ہیں پھر تیرا اتباع کیونکر کریں اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ابن جریر نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ شیبہ و عتبہ ربیعہ کے بیٹے اور ابو سفیان اور ولید بن المغیرہ و ابو جہل وغیرہم کفار قریش نے آنحضرت صلعم سے کہا اگر تو خدا کا سچا رسول ہے تو مکہ خشک جگہ ہے یہاں کوئی پانی کا چشمہ جاری کر دے یا کوئی ایسا تر و تازہ باغ انگوروں اور کھجوروں کا لگا دے کہ جسمیں نہریں جاری ہوں جیسا کہ عراق و شام میں ہیں یا تو جیسا کہتا ہے کہ قیامت کو آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہوگا تو اسکا کوئی ٹکڑا ہمپر گرا دے یا ہمارے سامنے اللہ اور فرشتوں کو لا کہ ہم ان کو دیکھیں اور انسے پوچھیں کہ محمد کو تمنے رسول بنا کے بھیجا ہے یا کوئی سونے چاندی کا بنا ہوا مکان موجود کر کے دکھا یا تو ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ اور وہاں سے کوئی لکھی ہوئی کتاب لا کہ جسکو ہم پڑھ لیں تب تو ہم تجھے مانیں گے ورنہ ہم تجھے نہیں مانتے اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی وقالوا لن نؤمن الخ اس میں تعلیم کر دی کہ آپ انسے کہدے سبحان اللہ یہ کیا لغو باتیں ہیں تمنے کیا مجھکو قادر مطلق سمجھ لیا ہے یا مجھے اس بات کا دعوی ہے تاکہ پھر تمہارے کہنے سے یہ باتیں کر دوں میں تو آدمی ہوں خدا تعالیٰ کے حکم بغیر کچھ نہیں کر سکتا ہاں رسول ہوں احکام پہنچانے والا۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَن يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَن قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَّسُولًا ۝ قُل لَّوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ

اور لوگوں کو ایمان لانے سے انکے پاس ہدایت آنے پر اسی بات نے روکا کہ انہوں نے کہا کیا اللہ نے آدمی کو رسول بناکر بھیجا ہے؟ - کہہ اگر زمین پر فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے ہوتے

مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَّسُولًا ۝ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۝ وَمَن

تو ہم انپر آسمان سے فرشتہ کو ہی رسول بناکر بھیجتے - کہہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ بس کرتا ہے گواہی کو - کیونکہ وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا دیکھتا ہے - اور جسکو

يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِهِ ۖ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا ۖ مَّأْوَاهُمْ

اللہ ہدایت کرے بس ہدایت تو وہی پاتا ہے - اور جسکو وہ گمراہ کرے پھر تو انکے لیئے اللہ کے سوا کوئی چارہ گر نہ پاویگا - اور ہم انکو قیامت کے دن منہ کے بل چلائینگے اندھے گونگے بہرے کرکے - انکا ٹھکانا

جَهَنَّمُ ۖ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ۝ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُم بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ۝

جہنم ہے جب آگ بجھنے لگے گی تو ہم اور بھڑکا دینگے - یہہ ہے انکی سزا اس سبب سے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور چورا ہوگئے تو پھر نئے سر سے پیدا کرکے اُٹھائے جائینگے؟

ترکیب

الا ان قالوا جملہ فاعل منع فی الارض خبر کان ملائکۃ موصوف یمشون ذی الحال مطمئنین حال سب اسم - لنزلنا جواب لو -

تفسیر

عرب کے مشرکوں کافروں کا نبوت میں ایک یہہ بھی بڑا شبہ تھا کہ انسان علائق بشریہ سے ملوث ہوتا ہے بھول چوک اسکے ساتھ ہوتی ہے اور نیز وہ فرشتہ کے ذریعہ سے احکام الہام سے سرفراز ہوتا ہے جیساکہ مدعی نبوت کہتے ہیں پھر اس سے بہتر تو یہی تھا کہ فرشتہ ہی کو خدا رسول بناکر بھیجتا پس جب فرشتہ نہیں بھیجا تو معلوم ہوا کہ یہ مدعی نبی نہیں اس شبہ کا جواب دیتا ہے اور ساتھ ہی انکی قول کو بھی نقل کرتا ہے اور انکی ہدایت سے باز رہنے کا سبب بھی ذکر کرتا ہے کہ وہ اسی خیال سے ایمان نہیں لاتے فقال وما منع الناس الخ جواب یہہ دیا کہ رسول اسی قوم کا شخص ہونا چاہیئے کہ جسکی طرف وہ بھیجا جاتا ہے کیونکہ انکے تمام مفاسد اور موجودہ خرابیوں کو جنکی اصلاح کے لئے یہہ بھیجا گیا ہے یہی خوب جان سکتا ہے اور نیز باہم موانست غیر جنس سے ممکن نہیں اور رسول کے لئے یہ بات ضروری ہے اسپر ہدایت کا مدار ہے اور نیز فرشتے بھی آتے تو انسان کی صورت میں ہوکر آتے تاکہ انسے کلام کریں کھائیں پئیں سو انپر بھی یہی شبہ ہوتا کہ جانیں یہہ کون ہے؟ اسلئے فرماتا ہے لو کان فی الارض الخ کہ اگر زمین پر فرشتے بستے ہوتے تو انکے پاس البتہ فرشتہ رسول ہوکر آتا اب میری رسالت کی خدا گواہی دے رہا ہے سو یہہ کافی ہے رہی ہدایت سو یہہ اُسکے ہاتھ میں ہے جسکو وہ چاہتا ہے وہی ہدایت پر آتا ہے اور جسکو ازل سے گمراہی نصیب ہے انکو کون ہدایت کرسکتا ہے نہ انسان نہ فرشتہ - مگر ان گمراہوں کا حشر میں یہہ حال ہوگا ونحشرہم یوم القیامۃ الخ کہ وہ منہ کے بل چلینگے اندھے گونگے بہرے ہونگے -

منہ کے بل چلنا محاورہ ہے سرنگوں اور ذلیل ہوکر چلنے سے انکو دنیا میں تکبر کرنے کے بدلہ میں - اور حقیقت پر بھی محمول ہوسکتا ہے کیونکہ اللہ اسطرح چلانے پر بھی قادر ہے[1] جیساکہ بعض روایات میں آیا ہے - دوزخیوں کا اور آیات سے دیکھنے والا سننے والا کہنے والا ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہاں اسکے خلاف ہے پس اس بہرے اندھے گونگے ہونے کے یہ معنی ہیں کہ خوشی کی چیز دیکھنے میں نہ آئیگی نہ سننے میں نہ کہنے میں یا یہہ حالت انکی ابتدا حشر کیوقت ہو پھر حساب کے وقت یہہ قوتیں دیجاویں - فرماتا ہے یہ سزا انکے کفر اور انکار حشر کے سبب سے ہے -

[1] چنانچہ ترمذی نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت میں تین طرح سے لوگ چلینگے ایک پاپیادہ دوم سوار ہوکر سوم منہ کے بل کسی نے کہا منہ کے بل کیونکر چل سکینگے فرمایا جسنے پاؤں کے بل چلایا کیا وہ منہ کے بل چلانے پر قادر نہیں ۱۲ منہ

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَا رَيْبَ فِيهِ فَأَبَى الظَّالِمُونَ إِلَّا كُفُورًا ۝

کیا نہیں جانتے کہ وہ اللہ کہ جسنے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے اُن جیسوں کے بنانے پر قادر ہے اور انکے لئے ایک عدہ مقرر کیا ہے کہ جسمیں کوئی شبہ نہیں پھر ظالم تو بے انکار کئے نہیں رہتے۔

قُلْ لَوْ أَنْتُمْ تَمْلِكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّي إِذًا لَأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ قَتُورًا ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ

کہدے اگر میرے رب کی رحمت کے خزانے تمہارے ہاتھ میں ہوتے تو خرچ ہو جانے کے ڈر سے تم انکو بند کر کے رکھتے اور انسان کا دل تنگ ہے۔ اور البتہ موسیٰ کو ہمنے نو نشانیاں کھلی ہوئی دیں

فَاسْأَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ إِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا مُوسَىٰ مَسْحُورًا ۝ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنْزَلَ هَٰؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَاوَاتِ

پھر بنی اسرائیل سے پوچھ دیکھ جب کہ انکے پاس آیا تھا تو فرعون نے کہا اے موسیٰ میں تو تجھے جادو کا مارا ہوا جانتا ہوں۔ موسیٰ نے کہا تجھے معلوم ہے کہ انکو تو دکھانے کے لئے آسمانوں

وَالْأَرْضِ بَصَائِرَ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ مَثْبُورًا ۝ فَأَرَادَ أَنْ يَسْتَفِزَّهُمْ مِنَ الْأَرْضِ فَأَغْرَقْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ جَمِيعًا ۝ وَقُلْنَا

اور زمین کے مالک ہی نے اُتارا ہے اور میں تو اے فرعون تجھکو ہلاک ہوا جانتا ہوں۔ پس اسنے چاہا کہ انکو ملک میں تنگ کرے تب ہمنے اُسکو اور اُسکے ساتھ والوں سب کو ڈبو دیا۔ اور اسکے

مِنْ بَعْدِهِ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ اسْكُنُوا الْأَرْضَ

بعد بنی اسرائیل کو ملک میں بسنے کا حکم دیا۔

تفسیر

انتم مرفوع ہے فعل محذوف سے جسکی تفسیر تملکون کرتا ہے اذا لامسکتم جواب ہے لو کا بعد از حال ہے۔

کافر کہتے تھے کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور چورا ہو گئے تو پھر زندہ ہونگے؟ اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ نے زمین اور آسمانوں کو بنایا ہے پھر وہ تمکو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا اولم یروا الخ لیے اولم یعلموا۔ پھر فرماتا ہے کہ انسے کہہ اب آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں دیکھو ہماری کیسی فیاضی ہے کہ انکو وجود اور انکے اندر کے رہنے والوں کو شب و روز بیشمار چیزیں عطا کرتے ہیں پھر مرنے کے بعد دوبارہ وجود عطا کرنا اور باقی رہنے کے لئے ہماری فیاضی سے کیا بعید ہے تم اپنی حال پر قیاس کرتے ہو ہاں تمہاری فطرت میں بیحد بخل ہے کہ اگر تمہارے ہاتھ میں رحمت کے خزانے بھی آجاویں تو تم اس خوف سے کہ مبادا کم نہو جائے صرف کرنے سے ہاتھ روکو بند کر کے رکھو اور ہمارے ہاں کس چیز کی کمی ہے ہماری فیاضی ہمارے خزائن میں کمی نہیں کرسکتی نہ کسی فعل کے کرنے سے ہماری قوت کم ہوتی ہے اپنے حال پر ہمکو قیاس کرو قل لو انتم الخ میں یہی مطلب ادا کیا گیا ہے۔

اب انسان کی روح اور دار آخرت کی تعلیم کے بارہ میں ہماری قدیم فیاضی کو دیکھو کہ ولقد آتینا موسیٰ تسع آیات الخ موسیٰ کو نو نشانیاں یعنی معجزات ہمنے عطا کئے تھے ید بیضا وغیرہ۔ اس سبب سے پھر موسیٰ اور فرعون کے قصہ کا بار دیگر ذکر کرنے کا موقع آیا اور اس ذکر میں یہ اشارہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نئے رسول نہیں ہیں جو تم کہتے ہو فرشتہ رسول کیوں نہوا انسے پہلے موسیٰ رسول ہو چکے ہیں اور چونکہ تم انسے معجزات ایمان لانے کے لئے نہیں مانگتے بلکہ محض عناد و سرکشی سے سو یہ ہماری عادت نہیں ورنہ ہمنے پہلے موسیٰ کو کیا نو معجزے کھلے کھلے نہیں دئے تھے اور جس طرح تم محمد سے مقابلہ کرتے ہو یہ بھی کچھ نئی بات نہیں موسیٰ سے فرعون اور اُسکے سرداروں نے کیا کچھ نہیں کیا ہے پھر دیکھو کیا انجام ہوا کہ سب غرق ہوئے اور بنی اسرائیل کو زمین شام پر بسنے کا حکم ہوا چنانچہ وہ بسے اور حاکم ہوئے۔

حضرت موسیٰ کو انکی پیشین گوئی کے مطابق جیسا کہ کتاب استثنا میں ہے حضرت سے کمال مشابہت تھا اسلئے موسیٰ کا ذکر آیا اور نیز مکہ والے یہود سے پوچھ پوچھ کر سوال کرتے تھے اسلئے ان باتوں کی تصدیق کے لئے فرمایا فسئل بنی اسرائیل کہ انسے ہی پوچھ دیکھو۔

وقف لازم

فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا ۝ وَبِالْحَقِّ أَنزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۗ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ

پھر جب آخرت کا وعدہ آئیگا تو ہم تمکو سمیٹ کر لے آوینگے ۔ اور ہمنے اسکو (قرآن) سچائی سے نازل کیا اور سچائی سے نازل ہوا اور تجھکو ہمنے جو بھیجا تو خوشی اور ڈر سنانے کو ۔ اور قرآن کے پارہ پارہ ہمنے اسلیے کیے کہ

عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنزِيلًا ۝ قُلْ آمِنُوا بِهِ أَوْ لَا تُؤْمِنُوا ۚ إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِن قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ

تو لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سنا دے اور ہمنے اسکو تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کیا ہے ۔ کہہ تم اسپر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ جنکو اس سے پہلے سے علم دیا گیا ہے جب یہ انکے روبرو پڑھا جاتا ہے تو منہ کے بل سجدے میں

سُجَّدًا ۝ وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِن كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ۝ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۝ قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا

گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بیشک ہمارے رب کا وعدہ ہو کر رہیگا ۔ اور منہ کے بل سجدہ میں گرتے ہیں روتے ہوئے اور اس سے انکو زیادہ عاجزی آتی ہے ۔ کہہ اللہ کو پکارو خواہ

الرَّحْمَٰنَ ۖ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

رحمان کو جسکو پکارو سب اسیکے نام ہیں اچھے اور تو اپنی نماز نہ پکار کے پڑھ نہ اسکو چپکے سے پڑھ اور اسکے درمیان کا طریقہ اختیار کر ۔ کہہ سب خوبیاں اس اللہ کو ہیں کہ

لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ ۖ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ۝

ع ۱۲ / ۱۱

جو کوئی اولاد نہیں رکھتا نہ اسکی حکومت میں اسکا کوئی شریک ہے اور نہ ذلت میں اسکا کوئی مددگار ہے ۔ اور اسکی بڑائی کر تکبیر کہہ کے

تفسیر

لفیفا حال ہے کم ضمیر سے ان کان مخففہ ہے مثقلہ سے ۔ یبکون حال ہے یخرون سے فرماتا ہے قیامت کے دوبارہ زندہ ہونے میں تم کیا شک کرتے ہو فاذا جاء وعد الآخرۃ جب قیامت کا وعدہ یعنی وقت آویگا ہم تم سب کو جمع کرکے لے آوینگے ۔

وبالحق انزلناہ الخ یہاں سے پھر انکے شبہات کا جواب دیتا ہے جو وہ قرآن مجید کی بابت کیا کرتے تھے کہ یہ قرآن کسی انسان کی طرف سے نہیں نہ یہ جھوٹھا اور غلط ہے اور نہ آپ میں محمد صلعم تک پہنچنے میں کوئی فرق و غلطی و آمیزش شیطانی واقع ہوئی ہے ۔

اور تم جو کہتے ہو کہ لکھا لکھایا یکبارگی آسمان سے کیوں نازل نہیں ہوا بلکہ خود محمد سوچ سوچ کر آپ تصنیف کرتے ہیں سو یہ خیال غلط ہے کیونکہ وقرآنا فرقناہ خود ہمنے اسکو تھوڑا تھوڑا کرکے اس مصلحت سے نازل کیا ہے کہ لتقرأہ علی الناس علی مکث الخ تو لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر انکے حاجات و ضروریات دینیہ کا لحاظ کرکے سنا دے یکبارگی نازل کرنے میں یہ بات کہاں ہوتی ہے جو ۲۳ برس میں ہوئی ۔

اسکے علاوہ بذریعہ الہام و وحی آنحضرت صلعم پر اثر آتا تھا اور یہ دل پر مع الفاظ القا ہوتا تھا اور اس القا میں جبرئیل علیہ السلام کی مدد ہوتی تھی کیونکہ روحانیت کا اثر قلب پر ہوا کرتا ہے ہمنے خود بارہا دیکھا ہے کہ جبکہ جن کا اثر ہوتا ہے وہ غیر زبانوں میں کہ جنکو وہ اصلاً نہیں جانتا کلام کرنے لگتا ہے چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حواریوں پر انکے بعد ایک بار ایسا معاملہ گذرا ہے جیساکہ کتاب اعمال میں مذکور ہے اور لکھی لکھائی ایک بار کوئی کتاب کسی نبی پر شاید نازل نہیں ہوئی ہے ۔ اور ایسے الہامات الٰہیہ کا محرک بندوں کی ضرورتیں ہوا کرتی ہیں جو وہ سب ضرورتیں ایک وقت میں جمع ہوتیں تو یکبار تمام کا الہام بھی ہوتا ۔

پھر فرماتا ہے قل اٰمنوا بہ اولاتؤمنوا الخ ان سے کہدے ہمیں کچھ پروا نہیں تم اسپر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ تمہارے ایمان لانے سے اسکی شان نہیں بڑھ جانے کی اور ایمان نہ لانے سے اسکی خوبی میں کوئی فرق نہ آئیگا تم جاہل بے عقل ہو ہاں جو اہل علم ہیں جنکو پہلے سے علم دیا گیا (یعنی اہل کتاب جیسا کہ زید بن عمرو بن نفیل اور سلمان و ابوذر وغیرہم جو انبیاء سابقین کی خبروں کی وجہ سے منتظر تھے کہ کب اخیر نبی آتا ہے یا یہہ مراد کہ جنکی روحانیت میں ازل سے علم و ادراک ودیعت رکھا گیا ہے) وہ اسکی بے انتہا خوبیاں دیکھکر ایمان لاتے ہیں اور جب اسکو سنتے ہیں تو روح کو حرکت دینے والے مضامین سنکر روکر سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور سجدہ میں اللہ کی تسبیح کرکے کہتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے رب نے قرآن میں (خصوصاً دار آخرت کی بابت) وعدے کئے ہیں وہ قطعاً ہونگے اور یہہ کیفیت انکی قرآن کے سننے سے اور زیادہ ہوتی ہے ویزیدہم القرآن خشوعًا و تضرعًا لربہم - پس اعتبار ان کا ہے اور جو ازلی گمراہ ہیں انہوں نے نہ مانا تو کیا ہے ہمیشہ ازلی بدنصیب انبیا کی کتابوں سے انکار کرتے آئے ہیں کوئی نئی بات نہیں ہے اس آیت کو سنکر سجدہ کرنا چاہیے اس جگہ علماء کے نزدیک سجدہ واجب ہے -

قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن الخ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک رات مکہ میں سجدہ میں رو رہے تھے اور یہہ کہہ رہے تھے یا اللہ یا رحمٰن کہیں ابوجہل بھی کھڑا سنتا تھا سنکر کہنے لگا کہ محمدؐ ہمکو تو ہمارے معبودوں کے پکارنے سے منع کرتا ہے اور آپ دو خداؤں کو پکار رہا ہے اسپر یہہ آیت نازل ہوئی کہ یہہ دونوں اللہ ہی کے نام ہیں - اسکو معالم میں بھی ذکر کیا ہے اور جلال الدین سیوطیؒ نے بھی اپنی کتاب اسباب النزول میں کہ ابن مردویہ وغیرہ نے اسکو ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے - خدا تعالیٰ کے بہت سے نام پاک ہیں باعتبار اسکی صفات کے جیسا کہ ترمذی نے روایت کی ہے

اللہ الذی لا الہ الا ہو الرحمٰن الرحیم الملک القدوس السلام المؤمن المہیمن العزیز الجبار المتکبر الخالق البارئ المصور الغفار القہار الوہاب الرزاق الفتاح العلیم القابض الباسط الخافض الرافع المعز المذل السمیع البصیر الحکم العدل اللطیف الخبیر الحلیم العظیم الغفور الشکور العلی الکبیر الحفیظ المقیت الحسیب الجلیل الکریم الرقیب المجیب الواسع الحکیم الودود المجید الباعث الشہید الحق الوکیل القوی المتین الولی الحمید المحصی المبدی المعید المحی الممیت الحی القیوم الواجد الماجد الواحد الصمد القادر المقتدر المقدم المؤخر الاول الآخر الظاہر الباطن الوالی المتعالی البر التواب المنتقم العفو الرؤف مالک الملک ذوالجلال والاکرام المقسط الجامع الغنی المغنی المانع الضار النافع النور الہادی البدیع الباقی الوارث الرشید الصبور - اتنا یہہ ننانویں نام ہیں انکے علاوہ اور بھی نام قرآن و احادیث سے ثابت ہیں جیسا کہ رب العالمین المبین -

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے سبحان اللہ عما یصفون کہ خدا تعالیٰ منزلہ ان اوصاف سے جو خدا کیساتھ لگاتے ہیں پاک ہے -

انسان کی فطرتی عادت ہے کہ وہ ٹکو کہ جسنے اسکو نہ آنکھ سے دیکھا ہو نہ ہاتھ سے چھوا ہو نہ زبان سے چکھا ہو نہ ناک سے سونگھا ہو جب کبھی خیال کرتا ہے تو اسکو انہیں چیزوں پر قیاس کرتا ہے جو اسکے دیکھنے میں آئے ہیں اگر کسیکا بزرگی کے ساتھ ذکر سنتا ہے تو اسکے وہی اوصاف دل میں قائم کرتا ہے جو اسکے نزدیک عمدہ اوصاف ہیں اور خصوصاً جاہل قوم اور بت پرست تو اور بھی ایسے خیالات دوڑاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی ذات مقدس سے لاکھوں کوس دور ہوتے ہیں اور پھر وہ ان اوصاف پر دلالت کرنے والے اسکے لئے نام بھی مقرر کر لیتے ہیں جو اسکے نزدیک مکروہ ہوتے ہیں۔ اسلئے اسمار کے ساتھ حسنیٰ کی قید بھی اس آیت میں بڑھادی کہ اچھے نام۔ اور ناموں کا اچھا ہونا اسکے اوصاف حمیدہ کے لحاظ سے انبیاء علیہم السلام کے فرمانے پر موقوف ہے۔ اسلئے اہل اسلام کے تمام علما متفق ہیں کہ خدا پاک کے نام توقیفی ہیں یعنی جسقدر ناموں سے اسکو موسوم کرنا چاہیے جو شرع سے ثابت ہیں اسکے علاوہ اور ناموں سے پکارنا ممنوع ہے۔

عاجز فقیر کہتا ہے کہ اگر اسکے اسمار مبارک عرب کے سوا اور زبانوں میں وہی نام ہیں جو اسکے ان اسمار حسنیٰ کا ترجمہ ہیں تو شاید انسے پکارنیکی یا انکو اطلاق کرنیکی اسپر بوقت ضرورت اجازت ہو۔ جیساکہ فارسی کا لفظ خدا جو اللہ کا ترجمہ ہے علماء اسلام اسکا استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کو ہر نیک اور اچھے نام سے پکارنے کی اجازت کیا بلکہ حکم بھی دیا تو اب اس پکارنے کا ضابطہ اور قاعدہ بھی بتلاتا ہے۔

فقال ولا تجہر بصلوتک ولا تخافت بہا وابتغ بین ذلک سبیلا۔ گر اب اس میں کلام ہے کہ صلوٰۃ سے کیا مراد ہے جلالین وغیرہ تفسیروں میں یوں لکھا ہے۔ بقرائتک فیہا فیسمعک المشرکون فیسبوک ویسبوا القرآن ومن انزلہ۔ کہ مراد یہ ہے کہ نماز میں جو قرآن پڑھا جاتا ہے (جو بیشتر حصہ دعا ہے جیساکہ سورۂ فاتحہ) اسکو پکار کر پڑھ کہ مشرکین سنکر گالیاں نہ دینے لگیں نہ آہستہ بلکہ درمیان درمیان۔ اور اس تفسیر کی بخاری کی روایت بھی تائید کرتی ہے کہ اس آیت کے نازل ہونیکا یہہ سبب ہے کہ حضرت صلعم مکہ میں مخفی رہتے تھے مگر جب صحابہؓ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو قرآن کو بلند آواز سے پڑھتے تھے جسکو سنکر مشرکین آنحضرت صلعم اور قرآن اور اسکے نازل کرنے والے کو گالیاں دیتے تھے اور بخاری کی ایک روایت میں یہہ بھی ہے کہ یہ آیت دعا کے بارہ میں نازل ہوئی۔ اور اسیطرح ابن جریر نے بھی ابن عباسؓ سے اسکو دعا کے باب میں نازل ہونا بتلایا ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں دونو روایتوں میں خلاف نہیں کیونکہ دعا سے وہی دعا مراد ہے جو نماز کے اندر ہے چنانچہ ابن مردویہ نے ابو ہریرہؓ کی روایت میں اسکی تصریح کردی ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ یہہ مراد کہ نہ سب نمازوں کو مخفی آواز سے پڑھ جیساکہ صبح و مغرب و عشا کی نماز کیونکہ ان وقتوں میں مشرکین اپنے کار بار میں مصروف یا سونے کھانے میں مشغول رہتے ہیں نہ سب کو ظاہر کرکے جیساکہ ظہر و عصر کی نماز۔ پس قرأت قرآن یا نماز یا دعا میں یہ حکم ہے سب میں میانہ چال اچھی ہے۔ اسکو آیت ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ اور واذکر ربک فی نفسک سے منسوخ کہنا غلطی ہے۔ اسکے بعد حمد کرنے کا حکم دیتا ہے اور اس آیت میں اپنا اوصاف رذیلہ سے پاک ہونا جتلاتا ہے بقولہ وقل الحمد للہ الذی الخ کہ ستائش اللہ کو زیبا ہے جو نہ اولاد رکھتا ہے جیساکہ مشرکین و نصاریٰ کہتے ہیں نہ اسکا کوئی خدائی میں شریک ہے جیساکہ لوگوں کا انبیاء و اولیاء و ملائکہ و صالحین وغیرہم کی طرف خیال ہے نہ اسکو کسیکی مدد و اعانت کی حاجت ہے جیساکہ مشرکین اپنے معبودوں کو اسکا کارکن سمجھتے ہیں اور اسکی بڑائی بہت بڑھکر بیان کر وہ سب بری باتوں سے پاک اور برتر ہے۔ الحمد للہ کثیراً واللہ اکبر کبیراً۔ کس لطف کے ساتھ کلام کو تمام کیا ہے۔ سبحان اللہ۔

سورہ کہف مکّیہ ہے اسکے ایکسو دس آیات بارہ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۞ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡکِتٰبَ وَلَمۡ یَجۡعَلۡ لَّہٗ عِوَجًا ؕ قَیِّمًا لِّیُنۡذِرَ بَاۡسًا شَدِیۡدًا مِّنۡ لَّدُنۡہُ

سب خوبی اللہ ہی کے لئے ہے کہ جسنے اپنے بندے پر کتاب نازل کی اور جسمیں کچھ بھی کجی نہیں رکھی - اسکو راست کیا تاکہ اپنے ہاں کی سخت مصیبت سے ڈراوے

وَیُبَشِّرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمۡ اَجۡرًا حَسَنًا ۙ مّٰکِثِیۡنَ فِیۡہِ اَبَدًا ۙ وَّیُنۡذِرَ الَّذِیۡنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ٭

اور ان ایمان داروں کو جو اچھے کام کرتے ہیں اس بات کا مژدہ دے کہ انکے لئے اچھا بدلہ ہے - جسمیں وہ ہمیشہ رہا کرینگے - اور تاکہ انکو بھی خوف دلاوے کہ جو کہتے ہیں اللہ بیٹا رکھتا ہے -

مَا لَہُمۡ بِہٖ مِنۡ عِلۡمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِہِمۡ ؕ کَبُرَتۡ کَلِمَۃً تَخۡرُجُ مِنۡ اَفۡوَاہِہِمۡ ؕ اِنۡ یَّقُوۡلُوۡنَ اِلَّا کَذِبًا ۞ فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ عَلٰۤی اٰثَارِہِمۡ

نہ تو انکو کچھ خبر ہے اور نہ انکے باپ دادا کو - بڑی بھاری بات ہے جو انکے منہ سے نکلتی ہے - وہ محض جھوٹھ کہتے ہیں - پھر کیا تو تاسف میں انکے پیچھے اپنی جان مار ڈالیگا

اِنۡ لَّمۡ یُؤۡمِنُوۡا بِہٰذَا الۡحَدِیۡثِ اَسَفًا ۞ اِنَّا جَعَلۡنَا مَا عَلَی الۡاَرۡضِ زِیۡنَۃً لَّہَا لِنَبۡلُوَہُمۡ اَیُّہُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ۞ وَاِنَّا لَجٰعِلُوۡنَ مَا عَلَیۡہَا صَعِیۡدًا جُرُزًا ۞

اگر وہ اس بات کو نہ مانینگے - جو کچھ زمین پر ہے اسکو ہمنے زمین کی زینت بنا دیا ہے تاکہ انکا امتحان کریں کہ انمیں سے کون اچھے کام کرتا ہے - اور جو کچھ کہ زمین پر ہے ہمیں تو اسکو چٹیل میدان کر دینا ہے

ترکیب

قیما صاحب الکشاف کہتے ہیں کہ یہہ الکتاب سے حال نہیں ہو سکتا بلکہ یہہ منصوب ہے مضمر سے والتقدیر لم یجعل لہ عوجا وجعلہ قیما صاحب حل العقد کہتے ہیں کہ یہہ بدل ہے لم یجعل لہ عوجا سے کیونکہ اسکے معنی ہیں جعلہ مستقیما - لینذر انزل سے متعلق ہی انذر متعدی ہوتا ہے دو مفعولوں کی طرف کقولہ انا انذرنا کم عذابا قریبا مگر یہاں صرف باسا ایک مفعول پر کفایت کی گئی ویبشر معطوف ہے ینذر پر ان لہم اے بان لہم جملہ یبشر سے متعلق یا اسکا بیان ماکثین مکث بمعنی قیام سے مشتق ہے جسکے معنی ٹھرا رہنا یہہ حال ہے ضمیر لہم سے ابدا منصوب ہے ظرف ہوکر - من علم من زائد اور علم مرفوع علی الابتدا او الفاعلیۃ لاعتماد الظرف والجملۃ حالیۃ او مستانفۃ لبیان حالہم فی مقالہم کلمۃ منصوب ہے تمیز ہو کر ضمیر مبہم سے جو کبرت کی فاعل ہے کبئس رجلا مخصوص بالذم محذوف ہے - ای ہی فلعلک الخ جملہ دال بر جزاء شرط ان لم یؤمنوا سے اسفا مفعول لہ ہے باخع کا - قال اللیث بخع الرجل نفسہ اذا قتل -

تفسیر

اس سورہ کو سورہ کہف اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ان لوگوں کا عبرت انگیز حال بیان ہے جو کہف یعنی غار میں تین سو نو برس تک سو کر جاگے تھے چونکہ جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اسرار (معراج) کا ذکر تھا وہاں سورہ کو سبحان الذی اسریٰ الخ تسبیح کے ساتھ شروع کیا تھا کیونکہ تسبیح کے معنی خدا تعالیٰ کو برے اوصاف سے پاک ظاہر کرنا ہے جسمیں اشارہ اسکے کمال ذاتی کی طرف ہے سو جس طرح معراج کرانا اول درجہ کا کمال تھا اسلئے اسکے لئے لفظ سبحان آیا اور کتاب نازل کرنا انتہی درجہ کا کمال ہے کیونکہ اول میں تو صرف آں حضرت علیہ السلام

کے لئے بالخصوص کمال ہے اور حضرت صلعم پر کتاب نازل کرنے میں لوگوں کے لئے حضرت صلعم کو مکمل بنانا ہے کہ جس سے حضرت نے بنی آدم کو بہیمیت کی پستی سے ملکیت کی بلندی تک پہنچا دیا اسلئے اس انعام کے مقابلہ میں الحمد للہ ذکر فرمایا جو انتہی درجہ کے کمال پر دلالت کرتا ہے ۔

اور اسی لئے کتاب کے دو وصف ذکر فرمائے اوّل لم یجعل لہ عوجا اسمیں کمال ذاتی کتاب یعنی قرآن کی طرف اشارہ ہے دوم قیما جسمیں غیر کے لئے مکمل ہونیکی طرف اشارہ ہے یعنی سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں کہ جسنے اپنے بندے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایسی کتاب یعنی قرآن نازل فرمایا کہ جسمیں کچھ کجی اور ٹیڑھ پن نہیں ہر ایک بات اسکی عقل سلیم تسلیم کرتی ہے اور نہ صرف اسمیں یہی وصف ہے بلکہ وہ کتاب قیم بھی ہے یعنی بنی آدم کی سعادت دارین کی سیڑھی ہے انکے تمام مصالح اُخروی و دنیوی کو پورا کرتی ہے ۔ قیم اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی کے مصالح کا متکفل ہو ۔

قیم کے لئے دو باتیں ضرور ہیں اوّل یہ کہ جسکا یہ قیم ہو اسکو پیش آنے والی ہلاکتوں سے مطلع کرے اور خوف دلاوے دوم اسکے فوائد اور ثمرات اعمال و تدابیر سے مژدہ دے تاکہ بُری باتوں سے نفرت اور ان تدابیر حسنہ اور اعمال صالحہ کی طرف کامل رغبت ہو اس لئے پہلی بات پوری کرنے کے لئے قرآن مجید کے حق میں لینذر باسا شدیدا من لدنہ فرمایا کہ قرآن لوگوں کو خدا تعالیٰ کے ہاں کی پیش آنے والی ہلاکتوں سے مطلع کرتا ہے ڈراتا ہے ۔ دنیاوی معاملات میں بھی پیش آنے والی ہلاکتوں سے مطلع کیا ۔ عاد ثمود وغیرہ لوگوں کے حالات ذکر کرکے آخرت کے لئے جہنم اور اسکے عقوبات سے بھی خبر دی ۔ دوسری بات پوری کرنے کے لئے ویبشر المؤمنین فرمایا کہ انکو مژدہ دیتا ہے ۔ پھر مومنین کا وصف ذکر کرتا ہے کہ الذین یعملون الصالحات جو نیک کام کرتے ہیں ۔ نہ صرف ایمان لانے پر بس کرتے ہیں کیونکہ ایمان بغیر اعمال صالحہ کے سعادت حُسنٰی و یہ تک نہیں پہنچاتا ہے ۔ اب ایک تو انکا ایمان تھا دوم اعمال صالحہ ان دونو باتوں کے لئے دو انعام کا وعدہ فرماتا ہے اوّل ان لہم اجرا حسنا کہ اُنکے لئے اچھا بدلہ ملیگا یعنی بہشت دوم ماکثین فیہ ابدا کہ وہ اس اجر حسن یعنی بہشت میں ہمیشہ رہا کرینگے ۔

خوف دلانا ایک تو عام لوگوں کو عام باتوں پر تھا جیسا کہ ذکر ہوا ایک خاص امر پر خوف دلانا ہوتا ہے کہ جس مرض میں وہ شخص مبتلا ہوتا ہے چونکہ عرب کے مشرکین فرشتوں اور دیگر چیزوں کو خدا کی اولاد کہتے تھے اور اس رشتہ سے انکی پرستش کرتے تھے اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اب تک کہتے ہیں اور بعض یہود عزیر علیہ السلام کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے تھے اس لئے ان تینوں فرقوں کی طرف تین عتاب کے ساتھ خطاب کیا وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا اوّل عتاب مالہم بہ من علم الخ ۔ یہ بات کہ خدا کے اولاد ہے اسکو نہ تو وہ جانتے ہیں نہ انکے باپ دادا یعنی ایک یقینی بات نہیں صرف ڈھکوسلا ہے دوم کبرت کلمۃ کہ یہ بری اور سخت بات مُنہ سے نکال رہے ہیں ۔ سوم ان یقولون الخ وہ جھوٹ بکتے ہیں ۔

باوجود اس اعتقاد کفر کے انکا دنیا میں عیش و آرام پانا اور دنیا کے تجملات ہاتھی گھوڑا سونا چاندی باغ و زراعت انکے پاس ہونا بسا اوقات موحد کو حیرت میں ڈالا کرتا ہے کہ انپر تو غضب نازل ہونا تھا نہ کہ یہ نعمت خصوصًا آں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہایت آرزو تھی کہ کسی طرح یہ قوم ورطۂ ہلاکت سے نجات پاوے قرآن پر ایمان لاوے اور اسی بات کا نہایت غم رہتا تھا اسلئے اوّل آں حضرت علیہ السلام کو تسلّی دیتا ہے کہ فلعلک باخع کہ کیا وہ نہ مانینگے تو آپ غم میں ہلاک ہو جاوینگے ۔ پھر اس تجمل و عیش کی نسبت فرماتا ہے انا جعلنا کہ یہ دنیا کی زینت ہے اسمیں امتحان ہے کہ کون شکر کرتا اور انکو اچھے کام میں لاتا ہے اور کون سرکشی کرتا ہے ؟ آخر ایک روز خاک میں ملجاوینگے ۔

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا ۝ إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا

کیا تو اصحاب کہف اور رقیم کو یہ سمجھتا ہے کہ وہ ہماری قدرت میں سے عجیب تھے۔ جب کہ چند جوان اس غار میں آ بیٹھے پس کہنے لگے اے رب ہم کو اپنے پاس سے رحمت عطا کر اور ہمارے معاملہ میں

مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلَىٰ آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا ۝ نَحْنُ

کارسازی کر۔ پس ہم نے انکو غار میں سونے دیا سالہائے معدودہ تک پھر ہم نے انکو اٹھایا تاکہ معلوم کریں کہ دونوں فرقوں میں سے انکی مدت قیام کو کونسا خوب جانتا ہے۔ ہم

نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ ۚ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ۝ وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

سناتے ہیں تجھے انکی خبر صحیح صحیح۔ وہ چند جوان تھے کہ جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے زیادہ ہدایت دی اور انکو دلوں کو مضبوط کر دیا تھا جب اٹھ کھڑے ہوئے تو کہنے لگے کہ ہمارا رب تو آسمانوں اور زمین کا رب ہے

لَن نَّدْعُوَ مِن دُونِهِ إِلَٰهًا ۖ لَّقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا ۝ هَٰؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً ۖ لَّوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِم بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ ۖ فَمَنْ

اسکے سوا تو ہم کسی معبود کو نہیں پکارینگے تب تو ہم بیہودہ بات کہہ گزرے۔ یہ ہماری قوم ہے کہ جنہوں نے اسکے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں۔ ان پر کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے۔ پھر اس سے

أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۝ وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ يَنشُرْ لَكُمْ رَبُّكُم مِّن رَّحْمَتِهِ

بڑھکر کون ظالم ہے جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا۔ اور جب تم ان لوگوں سے اور انکے معبودوں سے جو اللہ کے سوا ہیں کنارہ کرو تو غار میں آ بیٹھو تمہارا رب تم پر اپنی عنایت کرے گا

وَيُهَيِّئْ لَكُم مِّنْ أَمْرِكُم مِّرْفَقًا ۝

اور تمہارے کام کو آسان کر دے گا

ترکیب

ام منقطعہ مقدر ہے بل کے ساتھ جو ایک بات سے دوسری بات کی طرف انتقال کے لئے آتا ہے۔ جمہور کے نزدیک ساتھ ہمزہ استفہام اور دونکے نزدیک صرف بل مقدر ہے لہ بل حسبت عجبا خبر ہے کانوا کی ومن آیاتنا حال ہے اس سے۔ اذ متعلق ہے اذکر محذوف سے فضربنا کا مفعول حجابا محذوف۔ عددا منصوب ہے سنین کی نعت ہو کر یعنی سنین ذات العدد ہذا قول الفراء۔ اور ممکن ہے کہ مفعول مطلق ہو یعنی تعد عددا اتے مرفوع ہے مبتدا ہونے کے سبب سے اور احصی اسکی خبر ہے اور یہ سب جملہ متعلق ہے نعلم سے۔

تفسیر

منجملہ تجلیات وزینت دنیا کے کہ جس میں بندے کا امتحان ہوتا ہے روم کے قیاصرہ میں سے دقیانوس قیصر یعنی دقیانوس کے عہد کا ایک قصہ اصحاب کہف کا ہے کہ جو اس بدبخت بادشاہ کے غرور اور تجمل کی وجہ سے واقع ہوا تھا جسکو لوگ عجب اور حیرت کا واقعہ خیال کرتے تھے جس میں اصحاب کہف کے صبر و استقلال و توکل اور بادشاہ کے تمرد کا امتحان ہوا۔

محمد بن اسحاق نے اس قصہ کے نزول کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ نضر بن حارث قریش میں بڑا شیطان تھا اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذائیں دیا کرتا اور حیرہ وغیرہ اطراف میں جاتا تھا وہاں سے رستم و اسفندیار و دیگر ایرانی بادشاہوں کے قصے سن آتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِنْهُ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ

اور جب آفتاب نکلتا ہے تو تجھے دکھائی دیگا کہ انکے غار کے دائیں طرف سے کتراتے ہوئے جاتا ہے اور غروب کے وقت انکے بائیں طرف سے ہوکر گزرتا ہے اور وہ اسکی ایک کھوہ میں تھے ہیں ۔ یہہ

آيَاتِ اللَّهِ ۗ مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا ۝ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ ۚ وَنُقَلِّبُهُمْ

اللہ کے عجائبات قدرت میں سے ہے جسکو اللہ ہدایت دیتا ہے پھر وہی ہدایت پاتا ہے ۔ اور جسکو وہ گمراہ کرے تو پھر اسکے لئے تجھے کوئی راہ بتانیوالا نہیں ملیگا ۔ اور تو جانتا ہے کہ وہ جاگتے ہیں حالانکہ وہ تو پڑے سوتے ہیں اور ہم انکو کروٹیں دیتے ہیں

ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝ وَكَذَٰلِكَ

دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے اور انکا کتا ہے کہ دروازہ پر بازو پھیلائے پڑا ہے ۔ اگر تو انہیں دیکھ لے تو الٹے بھاگتے بن پڑے اور دل میں انکی دہشت بھر جاوے اور اسی طرح

بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا

ہمنے انکو جگا دیا تاکہ وہ باہم پوچھیں انہیں سے ایک نے پوچھا کہ کس قدر ٹھہرے ۔ انہوں نے کہا ایک دن یا کچھ کم ۔ بولے ہمارا رب ہی خوب جانتا ہے کہ جسقدر ٹھہرے ۔ پھر اپنے میں سے

أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ۝

کسی ایک کو یہہ روپے دیکر شہر کو بھیجو پھر وہ اچھا کھانا دیکھے سو اس میں سے تمہارے پاس کچھ لاوے چھپا چھپا جاوے اور کسی کو تمپر مطلع نہ کرے

ترکیب

وتری الشمس جملہ انکے حال بیان کرنے کے لئے تزاور تتزاور تھا ایک تے حذف ہوگئی من الزور بمعنی المیل ذات الیمین اے جہۃ الیمین ذات صفت ہے موصوف کے قائم مقام واقع ہوئی کیونکہ یہہ ذو کا مونث ہے تقدیرہ تزاور عن کہفہم جہۃ ذات الیمین ۔ فجوۃ مکان کا صحن اسکی جمع فجوات آتی ہے ۔ ایقاظ جمع یقظ و یقظان رقود مصدر بمعنی المفعول ہے اور جسنے جمع راقد کہا غلطی کی کیونکہ فاعل کی جمع فعول نہیں آتی (ک)

تفسیر

مقابلہ میں لوگوں کو سنا کر حضرت صلعم پر اپنا تفوق ظاہر کرتا تھا اسی لئے ایکبار وہ اور عقبہ بن ابی معیط علماء اہل کتاب کے پاس گئے انہوں نے کہا تم حضرت سے یہہ چند باتیں پوچھو جو نہایت عجیب واقعات ہیں باوجود امی ہونے کے اگر انہوں نے ان واقعات کو صحیح بیان کر دیا تو جانیو کہ وہ نبی ہے ورنہ جھوٹا مدعی نبوت ہے اوّل یہہ کہ وہ چند آدمی جو غار میں چھپے تھے کون تھے دوم وہ بادشاہ کون تھا جو شرقاً غرباً مالک ہو گیا تھا (ذوالقرنین) سوم روح کی حقیقت پوچھو ۔ چنانچہ وہ آئے اور آکر قریش کے مشورہ سے حضرت سے سوال کیا ۔

اوّل قصہ اصحاب کہف کا ہے ۔ کہف غار کو کہتے ہیں اور رقیم بمعنی المرقوم اے المکتوب اس پتھر یا سیسے کی لوح یا تختے کو کہتے ہیں کہ جب وہ غار میں جا چھپے تو لوگوں نے انکے نام اور انکا مختصر سا حال اسپر کندہ کر کے اس غار کے دروازہ پر یادگاری کے لئے لگا دیا تھا (بعض کہتے ہیں کہ بادشاہ کے کسی دفتر یا صندوق میں رکھدیا تھا والعلم عنداللہ) سعید بن جبیر یہی کہتے ہیں اور یہی قوی ہے بعض کہتے ہیں رقیم اس جنگل کا نام تھا بعض اس پہاڑ کا نام بتلاتے ہیں ۔

إِنَّهُمْ إِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَن تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ○ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَ

کیونکہ اگر وہ تم پر قابو پا جائیں گے تو تمہیں سنگسار کر ڈالیں گے یا اپنے مذہب میں الٹا پھیر لیں گے ۔ اور تب تم کبھی فلاح نہ پاؤ گے ۔ اور ہم نے انکو ان لوگوں پر یوں ظاہر کر دیا تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ خدا کا وعدہ سچا ہے اور

أَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ

قیامت میں کوئی شک نہیں ۔ جب کہ وہ لوگ باہم انکے امر میں جھگڑنے لگے پس کہنے لگے کہ انکے غار پر ایک عمارت بناؤ ۔ انکا رب انہیں خوب جانتا ہے ۔ انہوں نے کہ جو انکے معاملہ میں غالب رہتے تھے

لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ○ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ

یہ کہا کہ ہم انکے غار پر ایک مسجد بنائیں گے (گرجا) لوگ کہیں گے کہ وہ تین تھے چوتھا انکا کتا تھا اور کہتے ہیں کہ پانچ ہیں چھٹا انکا کتا ہے ۔ اٹکل پچو ۔ اور کہتے ہیں سات ہیں

وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا ○ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا

اور آٹھواں انکا کتا ہے ۔ تو کہہ انکی تعداد میرے رب کو ہی خوب معلوم ہے ۔ انکو بجز چند اشخاص کے اور کوئی نہیں جانتا پس تو انکے امر میں گفتگو نہ کر مگر سرسری اور نہ اُن کا حال ان سے دریافت کر

ترکیب

ان یظہروا شرط یرجموا اور یعیدو جواب شرط ۔ ولن تفلحوا اذا ابدا ای ان رجعتم الی دینھم لن تسعدوا فی الدنیا ولا فی الآخرۃ اعثرنا ای اطلعنا غیرہم علی احوالہم یقال عثرت علی کذا ای علمتہ ۔ لیعلموا کا فاعل ضمیر راجع الناس کی طرف ۔ اذ ظرف ہے اعثرنا کا ۔

تفسیر

جہاں وہ غار واقع تھا ۔ اسلئے ان لوگوں کو اصحاب الکہف والرقیم کہتے ہیں ۔ فرماتا ہے کہ اے پیغمبر کیا آپ انکو ہماری آیات قدرت میں سے عجیب خیال کرتے ہیں ؟ کیونکہ یہ کچھ زیادہ عجیب نہیں اس سے بڑھکر ہماری نشانیاں ہر روز تمہارے سامنے موجود ہیں وہ کیا آسمان و زمین کا پیدا کرنا ان میں چاند و سورج کا حرکت کرنا ہواؤں کا بدلنا انسان حیوان و نباتات و جمادات کی پیدائش وغیرہ وغیرہ ۔ یہ قصہ کی تمہید تھی ۔

اذ اوی الفتیۃ سے انکا قصہ شروع ہوتا ہے ۔ فتیۃ فتیٰ کی جمع ہے جسکے معنی جوان کے ہیں اور جمع کی صورت میں چند جوان جیسا کہ صبی کی جمع صبیۃ آتی ہے یعنی وہ چند جوان اس غار میں آبیٹھے تو وہاں خدا سے یہ دعا کرنے لگے کہ ہم پر رحمت کر اس سختی اور تنگی کے وقت ہماری کارسازی کر فضربنا علی آذانہم خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے انکے کانوں پر پردے ڈال دیئے یہ عرب میں سُلانے کے لئے محاورہ ہے کیونکہ خواب میں کانوں پر پردہ پڑا ہوتا ہے جس سے وہ کسی کی بات نہیں سنتا ۔ ثم بعثنا ہم پھر انکو ہم نے اٹھایا یعنی بیدار کیا ۔ لنعلم ای الحزبین تاکہ ان دو نوجماعتوں میں سے کہ جو انکی مدت خواب میں اختلاف کرتی تھی ہمکو معلوم ہو کہ کس کو ٹھیک مدت معلوم ہے ۔ یا تو بیدار ہونے کے بعد خود انہیں میں اختلاف تھا کہ کوئی ان میں ایک روز اور کوئی آفتاب کو خیال کرکے ایک روز سے کم کہتا تھا ۔ یا اس عہد میں لوگوں میں اختلاف تھا

کوئی دو سو برس کہتا تھا کوئی تین سو نو چنانچہ آج تک عیسائی اور اہلِ اسلام کے مورخوں میں اختلاف ہے جیسا کہ آپکو آگے چلکر معلوم ہوگا - گرچہ خدا تعالیٰ کو ازل میں ہر چیز کا علم تھا اور ہے مگر امتحان کرنا اور اپنا علم حاصل ہونا بندوں کے لحاظ سے فرماتا ہے یا علمِ اجمالی کے بعد علمِ تفصیلی مراد ہے جو بعدِ وقوعِ حوادث ہوتا ہے اسکو علمِ تفصیلی کہتے ہیں نحن نقص الخ سے اجمالاً بیان کر کے پھر اس قصہ کی تفصیل فرماتا ہے جیسا کہ فصحا و بلغا کا قاعدہ ہے انہم فتیۃ آمنوا بربہم کہ وہ لوگ اپنے رب پر ایمان رکھتے تھے بت پرستی سے جو اس عہد میں عام وبا کی طرح پھیلی ہوئی تھی بیزار تھے - زدناہم ہدی وہ ایمان پر نہایت ثابت قدم اور ایماندار وں میں مخصوص تھے و ربطنا علی قلوبہم انکے دلوں کو صبر و استقلال بھی ہمنے دیا تھا جسکی تفصیل یہہ ہے کہ جب اُس بادشاہ نے اُنکو اپنے بتوں کے لئے سجدہ کرنے اور انکی قربانی کرنے پر مجبور کیا تو اُنہوں نے علی رؤس الاشہاد صاف صاف کہدیا کہ ربنا رب السموات والارض الخ کہ یہہ بت ہمارے خدا نہیں ہمارا خدا تو وہ ہے کہ جو آسمان و زمین کا خدا ہے اگر ہم اسکے خلاف کہیں تو ہم نہایت غلط بات مُنہ سے نکالیں پھر جس سے ہمکو کبھی فلاح نہو اور تم جو ان بتوں کو خدا کہتے ہو انکی خدائی پر کوئی دلیل ظاہر کیوں نہیں لاتے یہہ تو تمہارے ہاتھوں کے تراشے ہوئے بُت ہیں اگر تم انکو یا وہ جنکی یہہ صورتیں ہیں خدائی کا حصہ دار یا اسکے رشتہ دار بناتے ہو (یا ہنود کی طرح انکی تصویر قرار دیکر جہت عبادت کہتے ہو) تو یہہ سب باتیں خدا تعالیٰ پر افترا و بہتان ہیں کیونکہ نہ اسکا کوئی رشتہ دار ہے نہ شریکِ خدائی نہ اُس بیچون و بیچگون کی کوئی صورت ہے جب اس تقریر پر بادشاہ جابر انپر خفا ہوا اور حکم دیا کہ یا تو سجدہ کرو ورنہ قتل کئے جاؤگے روئی میں لپیٹ کے جلائے جاؤگے جیسا کہ اُس عہد میں ایمانداروں کی نسبت روم کے قیصر کرتے تھے تب انہوں نے کچھ مہلت طلب کی بادشاہ نے مُہلت دی تو اپنے مقام پر آکر آپسمیں یہہ مشورہ ہوا کہ اذا اعتزلتموہم وما یعبدون الا اللہ فأووا الی الکہف الخ کہ جب تمنے اس قوم کو اور انکے معبودوں کو جو اللہ کے سوا ہیں ترک کر دیا اور انسے کنارہ کشی کی تو چلو اس غار میں جا چھپیں خدا تعالیٰ وہاں تمکو مصیبت میں نہ ڈالے گا بلکہ تمپر رحمت کریگا اور تمہارے کام میں آسانی اور کارسازی کریگا انکو اپنے ایمانِ کامل کی وجہ سے اس بات پر یقین ہو گیا تھا چنانچہ اسنے انکے ساتھ ایسا ہی کیا انکی مدد غیبی ایمانداروں پر ہمیشہ اسیطرح ہوا کرتی ہے)

اب آئندہ قصہ کو حذف کر دیا (کہ وہ غار میں آچھپے اور وہاں انکو ایسی نیند آئی جو کئی سو برس سوتے رہے یا کہیں مر گئے ادھر بادشاہ اور انکے ارکانِ دولت تلاش کرنے لگے اور جب یہہ معلوم ہوا کہ اُس کئی میل کے تنگ و تاریک غار میں گھس گئے ہیں جسمیں جا کر تلاش کرنا مشکل ہے اور غرض انکا قتل کرنا تھا سو غار کے مُنہ پر ایک مستحکم دیوار چُن دی کہ بن آئی آپ مر رہینگے اور ایک کتبہ غار پر لکھکر لگا دیا) کیونکہ یہہ بات اگلے بیان سے سمجھی جاتی ہے اور فصحا بلغا ہمیشہ اس طرح حذف کر دینا جزوِ بلاغت سمجھتے ہیں - اب انکے غار میں رہنے کی کیفیت بیان فرماتا ہے وتری الشمس الی قولہ لملئت منہم رعبا کہ غار میں وہ اس قرینہ پر ہیں کہ طلوع کے وقت آفتاب یعنی دھوپ انکے دائیں طرف سے ہو کر گزر جاتی ہے اور غروب کے وقت یعنی پچھلے پہر بائیں طرف رہتی ہے انپر دھوپ نہیں آتی اور وہ اس کھوہ میں

کروٹیں بدلتے ہیں۔ اس قسم کے مکان کی تصویر (کہ جہاں اول دن دھوپ بائیں طرف سے ہے اور اخیر دن میں بائیں طرف) علمائے کرام نے کئی طور پر کی ہے اوّل یہ کہ غار کا منہ شمال کی جانب ہے طلوع کے وقت دھوپ انکے دائیں سے اور غروب کے وقت بائیں سے ہو کر گزر جاتی ہے جیسا کہ شمال رویہ مکانوں میں ہوتا ہے۔ بیضاوی نے کہف کے دروازہ کو بنات النعش ستاروں کے نیچے قرار دیا ہے اور قاعدہ ہیئت پر تقریر کی ہے سامعین کے قصور فہم کے لئے ترک کرنا پڑا۔ بعض کہتے ہیں کہ خواہ کسی رُخ غار کا منہ ہو اور کسی برج کے مقابلہ میں ہو مگر خدا تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے انکو آفتاب کی شعاع سے بچاتا ہے اسلئے اسکے بعد ذٰلک من آیات اللّٰہ فرمایا کہ یہ خدا کی عجائبات قدرت میں سے ہے پھر نکتہ چینوں اور کوتاہ بینوں کو دھمکا دیا کہ من یہدی اللّٰہ فہو المھتد ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا۔ یہ زجاج کا قول ہے۔

اور کہتے ہیں انکے اسقدر باقی رہنے کو ذٰلک من آیات اللّٰہ سے تعبیر کیا ہے اور انکی ہدایت و ایمان کے لئے من یہدی اللّٰہ آیا ہے واللّٰہ اعلم۔ پھر فرماتا ہے کہ تحسبہم ایقاظا دیکھنے والا انکو بیدار جانے انکے کروٹیں بدلنے اور آنکھیں کھلی رہنے سے حالانکہ وہ خواب میں ہیں اور اپنی قدرت سے ہم نقلبہم ذات الیمین وذات الشمال انکی دائیں بائیں کروٹیں بدلتے ہیں تاکہ ایک طور پر پڑے رہنے سے زمین انکو نہ کھا جائے اور اسی حالت سے انکا کتا باز و پھیلائے غار کی دہلیز پر پڑا ہے۔ اور انکے اس تنگ و تاریک مکان میں بالوں اور ناخنوں کے بڑھ جانے سے ایسی مہیب شکل ہو رہی ہے کہ جو کوئی دیکھے تو ڈر کر بھاگے۔

انسان کی فطرت ہے کہ مہیب شکلوں اور تنگ و تاریک مکانوں سے وحشت اور دہشت ہوتی ہے کیونکہ اسکی روح منور گھبراتی ہے۔ ان الفاظ میں گو خطاب کے صیغے ہیں مگر مراد انسان ہیں عموماً جیسا کہ فصحا ایک طرف خطاب کرتے ہیں اور مراد عام لیا کرتے ہیں۔ پس یہ اعتراض کرنا کہ آنحضرت سرور کائنات ڈرپوک تھے جس طرح بچے اور عورتیں ایسے مکانات اور اشکال سے ڈر کر بھاگتے ہیں آپ بھی محض حماقت ہے۔

اس مقام پر بیضاوی وغیرہ مفسرین نے نقل کیا ہے کہ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ روم پر چڑھائی کی اور اس شہر اور اس غار کے پاس پہنچے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے منع کیا کہ آپ اندر آدمی بھیجکر انکی شکل و صورت دیکھنے کے درپے نہوں کیونکہ خدا تعالیٰ خاص آنحضرت سے خطاب کرکے فرمایا ہے جو آپ سے بھی بہتر ہیں لو لیت منہم فرارا مگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہ مانا اور کچھ لوگ بھیجے جو لو سے جلکر مر گئے۔

جیسا ان لوگوں کے خواب پر جو موت سے مشابہ ہے تین سو نو برس گزر گئے اس عہد کے لوگ مر کھپ گئے اسکے بعد اور کئی قرن مر کھپ گئے اور اب ایک ایسا زمانہ آیا کہ جسکا بادشاہ بت پرستی چھوڑ کر عیسائی اور حواریین کے مذہب پر تھا مگر اس عہد میں مر کر زندہ ہونے پر باہم بحث تھی ایک فریق منکر تھا ایک فریق قائل تھا خود بادشاہ کو تردد تھا خدا تعالیٰ سے التجا کرتا تھا کہ اس امر میں اسکو کوئی شافی دلیل دکھائے۔ خدا کی قدرت کو دیکھو کہ اس غار کی دیوار کو مکان بنانے کے لئے کسی نے ڈھانا شروع کیا

ف اصحاب کہف بیدار ہونے عہد میں

یہانتک کہ بالکل ڈھا کر غار کا مُنہ کھولدیا - ادھر دیوار کا گرنا اور دروازہ کھلنا تھا کہ اُدھر خدا نے انکو بیدار کیا وکذ لک بعثنا ہم کہ جس طرح اپنی قدرتِ کاملہ سے ہمنے انکو اسقدر عرصہ تک محفوظ رکھا اسی طرح اپنی قدرت سے اُٹھایا گویا کہ از سرِنو زندگی عطا کی اب جو انگڑائیں لیتے آنکھیں ملتے ہوئے اُٹھے تو باہم پوچھنے لگے کم لبثتم کہ کس قدر سوئے جواب دیا کہ یوماً او بعض یوم ایک روز یا کچھ کم کیونکہ سونے والے کو تخمینی مدت معلوم ہوا کرتی ہے - غار میں صبح کے وقت داخل ہوئے تھے جب بیدار ہوئے تو پچھلا پہر تھا اسلئے سمجھے کہ ایک دن یا کچھ کم جب اپنے سر کے بال اور ناخن بڑھے دیکھے تو سمجھے کہ ہفتوں تک سوئے ہیں اسلئے کہدیا ربکم اعلم بما لبثتم کہ خدا ہی کو خوب معلوم ہے کہ کس قدر سوتے رہے مگر ابھی یہہ معلوم نہیں کہ تین سَو نو برس گزر گئے ہیں - بھوک پیاس معلوم ہوئی تو کہا اپنے میں سے کسی کو شہر کی طرف روپیہ دیکر بھیجو (غار سے تخمیناً تین میل یہہ شہر طرسوس کہ جسکو افسوس کہتے ہیں واقع تھا کہ جہاں سے یہہ بھاگ کر آئے تھے اور یہاں چھپے تھے) چاہئے کہ وہ پاک یا عمدہ کھانا لائے اور اس طرح چھُپ کر جائے کہ کسی کو معلوم نہو ورنہ خرابی آجاویگی کیونکہ ان یظہروا علیکم الخ وہ قابو پا جاوینگے تو یا مار ڈالینگے یا اپنے مذہب میں شریک کرینگے جسمیں سراسر خرابی ہے -

یہہ سمجھ رہے ہیں کہ دقیانوس موجود ہے وہی زمانہ ہے وہی لوگ ہیں - پس ایک شخص اُن میں سے چلا اور لوگوں سے بچتے ہوئے شہر کے دروازہ پر آیا تو اسکی ہیئت بدلی ہوئی پائی حیرت ہوئی کہ کیا ہو گیا ؟ اسی طرح دوسرے دروازہ پر گیا تو اس کا نقشہ بھی بدلا ہوا پایا شہر میں آیا تو بازار کی صورت نئی دُکاندار نئے لوگ نئے مذہب بھی نیا یعنی انہیں کے خیالات کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قائل - حیران تھا کہ الٰہی اس غار کے پاس اور تو کوئی شہر نہیں مگر یہہ بھی وہ نہیں نہ اسکے وہ آدمی ہیں آخر ایک دوکاندار کو روپیہ دیا کہ مجھے ہیں آکی فلاں فلاں چیزیں دیدو وہ روپیہ ہاتھ میں لیتے ہی حیران رہ گیا کہ یہہ کس عہد کا سکہ ہے ؟ پاس والے کو دکھایا اسنے اور کو پھر کیا تھا کہ بازار میں بھیڑ لگ گئی پوچھنے لگے کہ سچ بتاؤ تم کون ہو اور یہہ روپیہ تمکو کہاں سے ملا ؟ ضرور پرانا دفینہ پایا ہے سچ بتلاؤ نہیں پولس کے حوالہ ہوتے ہو یہہ کہہ رہے تھے کہ پولس تک پہنچے آخر بادشاہِ زماں کے روبرو پیش ہوئے اُسنے پوچھا سچ بتاؤ تم کون ہو کہاں کے ہو روپیہ کہاں سے لائے ہو ؟ آخر الامر اس نے سب سرگزشت بیان کی کہ ہم دقیانوس کے ڈر کے مارے اس غار میں جا چھُپے تھے ہمارے یہہ نام ہیں آج سوتے ہوئے آنکھ کھلی ہے میں کھانا خریدنے آیا تھا لوگوں نے میری ہیئت اور سکہ دیکھکر مجھے پکڑ کے آپ تک پہنچایا اس بادشاہ نے تسلی دی کہ دقیانوس کے زمانہ کو کئی سو برس گزر گئے اب میں بادشاہ عیسائی مذہب رکھتا ہوں ارکانِ دولت اور بادشاہ نے انکے نام لوح کے مطابق پاکر اور دیگر قرائن سے دریافت کیا کہ یہہ وہی لوگ ہیں - سب کو مرکر دوبارہ زندہ ہونے پر یقین آیا - پھر بادشاہ مع ارکانِ دولت اسکو لیکر غار میں گئے وہاں جاکر اسنے کہا پہلے مجھے جانے دو تاکہ وہ بھیڑ دیکھ کر نہ گھبرائیں وہ غار میں گیا پھر باہر نہ آیا بادشاہ نے بہت کوشش کی کہ اندر جاکر تلاش کریں مگر قضا و قدر نے رستہ بھلا دیا

اور کوئی اندر تک انہیں نہ پا سکا - بعض کہتے ہیں کہ بادشاہ مع چند مصاحبوں کے اندر انکے پاس گیا اور انسے ملکر آیا -
اور پھر انکے کہنے سے غار کا منہ بند کرا دیا (عرائس)

اس قصہ کی طرف مجملاً ان جملوں میں اشارہ فرماتا ہے کذلک اعثرنا علیہم یعنی جس طرح اپنی قدرت کاملہ سے انہیں سلایا
اسی طرح انکو ان لوگوں پر جنھوں نے ظاہر کر دیا لیعلموا ان وعد اللہ حق وان الساعۃ لاریب فیھا انکو معلوم ہو کہ اللہ
کا وعدہ حق اور قیامت کا آنا سچ ہے کیونکہ انکا اسقدر عرصہ تک سو کر جاگنا ایسا ہے جیسا کہ کوئی مر کر جی اٹھے سو
اس بات کا انہوں نے مشاہدہ کر لیا اور جو تین سو نو برس بعد انکی روح انکے جسم کے ساتھ متعلق کر سکتا ہے
وہ تمام عالم کو ایک مدت کے بعد اسی طرح کھڑا کر سکتا ہے -

اذ یتنازعون بینہم امرہم یعنی انکو اسوقت اٹھایا جبکہ وہ باہم اپنے دین کے امر میں جھگڑتے تھے بعض کہتے تھے
حشر ابدان کے ساتھ ہوگا بعض صرف روح کا مبعوث ہونا مانتے تھے تاکہ انکا خلاف دور ہو جائے - یا یہ مراد
کہ جب وہ غار میں پھر جاکر غائب ہوئے اور وہاں جاکر مر گئے تو بعض کہتے تھے مر گئے بعض کہتے تھے پہلے کی طرح پھر
سو گئے - یا یہ مراد کہ بعض اس غار پر ایک ایسی عمارت بنانا چاہتے تھے جسمیں ہر کوئی آکر رہے اور بعض وہاں
عبادت گاہ بنانا چاہتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فقالوا ابنوا علیہم بنیانا ربہم اعلم الخ ربہم اعلم بہم خدا کی طرف
سے جملہ معترضہ ہے انکے رو میں جو اس عہد میں یا آنحضرت صلعم کے عہد میں انکے حالات پر زیادہ بحث کرتے تھے کوئی انکا
کچھ نام بتلاتا تھا کوئی کچھ جسکی تصریح خود کرتا ہے سیقولون ثلثۃ رابعہم کلبہم کہ بعض انکو تین شخص کہتے ہیں اور چوتھا
کتا بتلاتے ہیں - یہ یہود کا یا نجران کے نصاریٰ کا قول تھا ویقولون خمسۃ سادسہم کلبہم یہ بھی بعض نصاریٰ عرب
کا قول تھا کہ وہ پانچ شخص تھے چھٹا کتا تھا - ان دونو قولوں کو رد کرتا ہے رجماً بالغیب کہ یہ محض قیاسی اور بے تکی
باتیں ہیں - ویقولون سبعۃ وثامنہم کلبہم کہ وہ سات شخص تھے آٹھواں کتا تھا - یہ اہل اسلام کا قول تھا حضرت
نبی علیہ السلام کے بتلانے سے - اس قول کی تائید فرماتا ہے قل ربی اعلم بعدتہم ما یعلمہم الا قلیل کہ انکی تعداد خدا ہی
جانتا ہے اور تھوڑے سے بندے اسکے بتلانے سے جانتے ہیں جنہیں اہل اسلام ہیں - اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ انکے نام
بتلاتے تھے کہ یملیخا مکشلینا مشلینیا بادشاہ کے دائیں طرف والوں میں سے تھے اور مرنوش دبرنوش شاذنوش
بائیں طرف والوں میں سے تھے اور ساتواں ایک چرواہا تھا جو رستہ میں سے انکے ساتھ ہو لیا تھا اور انکے
کتے کا نام قطمیر تھا اور شہر کا افسوس - (بیضاوی)

جبکہ خدا تعالیٰ نے حضرت کو انکے حال سے بخوبی مطلع کر دیا تو اب اوروں سے پوچھنے اور انکے امر میں جھگڑا کرنے سے منع فرمایا فلا تمار فیہم الا مراءً ظاہرا
کہ انکے امر میں زیادہ جھگڑا نہ کر صرف قرآن کے واقعہ سے خبر دیکے انکی تجہیل ورد نکر ولا تستفت فیہم منہم احدا اور نہ کسی سے انکا زیادہ
حال دریافت کر جسمیں انکی لاعلمی اور جہالت ثابت ہونے لگے کیونکہ مکارم اخلاق نبوت سے یہ بعید ہے -

واضح ہو کہ شہر افسوس یا افسس جسکو طرطوس بھی کہتے ہیں ایشیا کوچک کا ایک شہر ہے اسمیں ارتیمس دیوی کا ایک ایسا مندر تھا جو دنیا کی عجائبات میں شمار ہوتا تھا جسکو ایک شخص نے اپنی شہرت کے لئے اُس رات میں جلا دیا کہ جس رات سکندر رومی پیدا ہوا تھا۔ پھر دوبارہ یہہ مندر اسی طرح بنا گیا۔ اس شہر سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے جس میں وہ غار ہے کہ جہاں اصحاب کہف غائب ہوئے تھے۔ یہہ غار کئی میل تک کا ہے اور اسکی کئی شاخیں ہیں ہیبتناک ڈرے ہیں۔ یہہ شہر قیاصرۂ روم کے عہد میں بڑی رونق پر تھا اب اسکے خرابات پڑے ہیں ایک قصبہ سا ہے یہاں حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ کی عملداری ہے۔

اس غار پر ایک خانقاہ ہے جسکی عیسائی اور مسلمان دونو تعظیم کرتے ہیں۔ غالباً یہہ وہی خانقاہ ہے جو اصحاب کہف کے برآمد ہونے کے بعد بنائی گئی تھی یہہ وہی عمارت نہو مگر اسکی جگہ پر عمارت قائم ہے۔

یہہ واقعہ اصحاب کہف کا

ڈیشیش (دقیانوس) قیصر کے عہد میں ہوا ہے۔ سنہ ۲۴۹ ء کے بعد جب قیصر فیلپوس کی جگہہ جو عیسائیوں پر بڑا مہربان تھا ڈیشیش بیٹھا تو یہہ پہلے قیصروں سے بھی بڑھ کر عیسائیوں کے حق میں ظالم اور سفاک تھا۔ ان قیصرانِ روم کے عہد میں قسطنطین تک نیرو قیصر سے لیکر وہ ظلم و زیادتی ہوتی تھی کہ جسکا بیان نہیں۔ یہہ روم کے بادشاہ جنکا پایۂ تخت ملک اٹلی میں شہر روم تھا اور انکا لقب قیصر۔ بُت پرست تھے بتوں کی پرستش خصوصاً جوپیٹر کی عبادت انکے ہاں قانوناً فرض تھی جو عدول حکمی کرتا تھا اوّل اسکو فہمائش ہوتی تھی پھر کوئی قتل کیا جاتا تھا کوئی درندوں کے آگے ڈالا جاتا تھا کوئی آگ میں ڈالدیا جاتا تھا کسی کو لوہے کے گرم ستون سے باندھتے تھے جیسا کہ عیسائیوں کی کتب تواریخ کلیسیا میں مصرحاً مذکور ہے۔

اس قیصر کے عہد میں یہہ واقعہ گزرا جیسا کہ ولیم میور اپنی تاریخ کلیسیا کے چھٹے باب صفحہ ۲۴۶ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں قولہ کہتے ہیں افسس کے رہنے والے سات جوان ڈیشیش کے ظلم کی سختی سے شہر چھوڑ کر پاس ہی کسی غار میں جا چھپے تھے اور وہاں دونسو برس تک برابر سوتے رہے اور پھر جب جاگے اور ان میں سے ایک شہر میں گیا تو وہ وہاں تمام حاکم و محکوم کو پورا عیسائی دیکھکر نہایت تعجب میں آیا یہہ نقل اصحاب کہف کی قرآن میں بھی بہت سی خیالی باتوں کے ساتھ ملکر مذکور ہوئی ہے اسمیں اس خواب کے ایام بجائے دونسو برس ۳۰۹ برس لکھے ہیں پس اسکو جس طرح سمجھے مبالغہ صاف ہے گبن کی کتاب کے ۳۳ باب کا آخر دیکھو انتہیٰ الغرض ولیم میور صاحب اور گبن صاحب کو جو نئی روشنی کے عہد کے مورخ ہیں اس قصہ کی بابت جو قرآن مجید میں مذکور ہے بجز تسلیم کے چارہ نہوا تو ایک مبالغہ کا اتہام لگایا کہ خواب کی مدت میں قرآن نے مبالغہ کیا ہے۔ ولیم میور صاحب اگر ان کی بیداری کا زمانہ متعین بدلائل کرتے تو یہہ اتہام

ف [illegible]

پادریانہ زیبا تھا ورنہ اس بے تکی رائے کو کتاب الٰہی کے مقابلہ میں کون سنتا ہے خصوصاً آنحضرت صلعم کے عہد کے نصاریٰ جنسے تخمیناً بہتر برس پیشتر یہہ واقعہ گزرا تھا آنحضرتؐ پر غلط بیانی کی صورت میں کیسے الزام لگاتے اور پھر قریش مکہ کے ہاتھ تو آں حضرت صلعم کی تغلیط کے لیئے ایک بڑی سند ہاتھ آجاتی اور وہ شب و روز ایسی باتوں کی تلاش میں رہا کرتے تھے ۔

فوائد

(۱) سوال - ان آیات سے اصحاب کہف کی ایمانداری اور مدح ثابت ہوتی ہے اور اسکا سبب بظاہر دین عیسوی قبول کرنا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اُس عہد تک دین عیسوی غیر محرف تھا اور جہاں تک تاریخ کی کتابوں کو دیکھا گیا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُس عہد کے عیسائیوں کا بھی یہی عقیدہ تھا جو آج کے زمانہ کے عیسائیوں کا ہے جس سے یہہ نتیجہ نکلا کہ آج کل جو مذہب عیسوی ہے ویسا ہی بلا تحریف ہے جیسا کہ پہلے زمانہ بلکہ مسیح علیہ السلام اور حواریوں کے عہد میں تھا۔ پس مسلمان جو اس مذہب پر الزام تحریف لگایا کرتے ہیں محض تعصب ہے ۔

جواب

جنسے مذہب عیسوی کی تاریخیں دیکھی ہیں اُنپر ہرگز مخفی نہیں کہ حضرات حواریوں کے زمانہ ہی میں اختلاف کی بنیاد قائم ہوئی پولوس اور شمعون اور دیگر لوگوں میں جو کچھہ اختلاف پڑا وہ خود حواریوں کی تاریخ یعنی کتاب اعمال حواریین سے ثابت ہے جسکو عیسائی انجیل کہتے ہیں اور پولوس کے ناموں سے بھی جو انجیل مانے جاتے ہیں اور پھر بعد میں جو کلیسیاؤں میں اختلاف ہوا اور مختلف فرقے اول اور دوسری صدی عیسوی میں پیدا ہوئے انکا بیان کرنا طوالت بیفائدہ ہے - اور عیسوی چوتھی صدی میں جب روم کے قیصروں میں سے سب سے اول قسطنطین عیسائی ہوا اور انہیں اختلافات دور کرنیکے لیئے اور نیز الوہیت مسیح و دیگر اصول مذہب کے قائم کرنیکے لیئے اسنے شہر نائس میں بڑے زور شور کی ایک انجمن منعقد کی اور پھر برسوں تک انجمنیں منعقد ہوتی رہیں مگر تاہم بہت سے فریق جدا ہی رہے الوہیت مسیح کے منکر لوگ بھی باقی رہے اور ابتک عیسائیوں میں ان مخالف فریقوں کے پیرو باقی ہیں پس جب یہہ تھا تو اب کون کہہ سکتا ہے کہ افسوس کے عیسائیوں کا مذہب آج کل فرقۂ پراٹسٹنٹ یا فرقۂ رومن کیتلک کا مذہب تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ملکوں میں پھیلا ہوا تھا جسمیں بیشمار تحریفات ہیں اور جنکی اصلاح کے لیئے نبی آخر الزماں علیہ السلام بھیجے گئے ؟ حق یہہ ہے کہ اصحاب کہف حواریوں کے اصلی مذہب پر تھے تثلیث والوہیت مسیح سے انکے کان بھی آشنا نہ تھے انپر پولوس کی تعلیم کا اثر نہ پڑا تھا -

(۲) یہہ بات کہ اصحاب کہف اُس غار میں ابتک سوتے ہیں اور قیامت تک وہیں سوتے رہینگے - یا یہہ کہ وہ بیدار ہونیکے بعد غار میں جاکر مرگیئے اور نیز یہہ کہ آنحضرت علیہ السلام کے پاس ایک چادر آئی اسکے چاروں کونے خلفاء اربعہ نے پکڑے اور بیچمیں آنحضرتؐ بیٹھے اور اُڑاکر فرشتے اصحاب کہف کے پاس لیگئے اسنے حضرت صلعم نے ملاقات کرکے انکو اسلام تلقین فرمایا - قرآن و احادیث سے انکا پتا نہیں لگتا مورخین کی رائیں اور انکے اقوال ہیں واللہ اعلم -

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ۝ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ

اور کسی کام کے لئے یہہ نہ کہہ کر اسکو میں کل کر دونگا۔ مگر اللہ کی مشیت کے ساتھ کہہ۔ اور جب بھول جاوے تو اپنے رب کو یاد کیجیو (یعنی انشاء اللہ کہہ لے) اور کہہ امید ہے کہ میرا رب مجھکو اس سے بھی بہتر

هَٰذَا رَشَدًا ۝ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ۝ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ

رہنمائی کی بات بتلاوے۔ اور وہ اپنے غار میں تین سو نو برس رہے۔ کہہ اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کسقدر رہے۔ اسکی پاس ہے آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا علم

أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ ۚ مَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ۝ وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا مُبَدِّلَ

کیا ہی بینا اور شنوا ہے۔ اسکے سوا انکے لئے کوئی کارساز نہیں۔ اور نہ وہ اپنے حکم میں کسیکو شریک کرتا ہے۔ اور پڑھہ جو کچھ تیری طرف وحی کیا گیا ہے اپنے رب کی کتاب سے۔ اسکی باتیں کوئی

لِكَلِمَاتِهِ وَلَن تَجِدَ مِن دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۝

بدل نہیں سکتا۔ اور ہرگز تجھکو کوئی پناہ نہ ملیگی اسکے سوا

ترکیب

الا استثنا ہے نہی سے لے لاتقولن لاجل شئے تعزم علیہ انی فاعلہ فیما یستقبل الا بان یشاء اللہ اے الا متلبسا بمشیۃ اللہ تعالیٰ قائلا ان شاء اللہ۔

ابصر بہ و اسمع صیغۂ تعجب ہیں۔ بہ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے اور محل اسکا رفع ہے فاعلیت سے اور ب زائد ہے سیبویہ کے نزدیک۔

تفسیر

ولا تقولن الخ مفسرین کہتے ہیں اس آیت کے نازل ہونے کی یہہ وجہ ہے کہ جب قریش نے نبی علیہ السلام سے اصحاب کہف و ذوالقرنین و روح کا حال دریافت کیا تو آپنے فرمایا کل بیان کرونگا اور اسکی ساتھہ انشاء اللہ نہ کہا پھر پندرہ دن تک بقول بعض چالیس روز تک وحی بند رہی تب یہہ آیت نازل ہوئی کہ کسی کام کرنیکا وعدہ بغیر انشاء اللہ کہے نہ کیا کر کیونکہ بندے کا ایسا کہنا گویا کارخانۂ قضا و قدر میں اپنا استقلال ظاہر کرنا ہے جو عبدیت کے خلاف ہے اور ہدایت فرمائی کہ جب انشاء اللہ کہنا بھول جاوے تو جسوقت یاد آوے کہہ لے۔ پھر امام شافعیؒ نے یہہ بات نکالی کہ اگر کسی کام کی بابت قسم کھائی اور بعد عرصہ کے بعد انشاء اللہ کہہ لیا تو حانث نہو گا مگر عام فقہا کہتے ہیں ملاکر کہیگا تو معتبر ہوگا اور اذکر ربک سے انشاء اللہ کہنا مراد نہیں بلکہ عموماً یاد الٰہی مراد ہے۔

اور جب قریش کو اصحاب کہف کا حال سنکر تعجب ہوا تو فرمایا کہدے عسی ان یہدین کہ اس سے زیادہ اور خبروں کی میں اللہ سے امید رکھتا ہوں۔

ولبثوا فی کہفہم الی احدا اس قصہ کا تتمہ ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس جملہ میں ولبثوا فی کہفہم لوگوں کے قول کو نقل کرتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ غار میں تین سو نو برس تک سوتے رہے اسلئے بعد میں فرماتا ہے قل اللہ اعلم بما لبثوا الخ کہ اللہ ہی کو خوب معلوم ہے کہ وہ کسقدر ٹھہرے (لو پادری صاحب اب تو کچھ بھی خلاف باقی نہیں رہا) مگر دیگر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ اپنی طرف سے خبر دیتا ہے اور قل اللہ اعلم بما لبثوا سے اسکی تائید کرتا ہے کہ وہی خوب جانتا ہے کہ وہ کسقدر سوئے کیونکہ وہ آسمانوں اور زمین کی سب چھپی ہوئی باتیں جانتا ہے وہ بڑا سمیع و بصیر ہے نہ کہ تم جو قیاس سے کہتے ہو مالہم من دون اللہ من ولی الخ وہی انکا یعنی اصحاب کہف کا کارساز ہے جسنے انکو اسقدر مدت تک سالم رکھا اور اپنے حکم میں کسیکو شریک نہ کیا اور یہہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس آیت میں اپنا جلال و جبروت ظاہر کرتا ہے تاکہ مخالفین اسکے خلاف کرنے سے ڈریں کہ انکا کوئی حمایتی نہ پیدا ہوگا اسلئے اسکے بعد حضرت کو بیدھڑک قرآن سنانے کا حکم دیتا ہے واتل ما اوحی الخ کہ کسیکا کچھہ خوف خطر نکر کوئی اسکی بات بدل نہیں سکتا جو وہ کہتا ہے وہی حق ہے وہی ہوگا وہی ہوا ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

اور اپنے تئیں ان لوگوں کے ساتھ روک رکھو جو اپنے رب کو صبح و شام یاد کرتے ہیں اسکی ذات کے طالب ہیں اور انسے آنکھیں نہ پھیر زندگانی دنیا کی آرائش کی خواہش میں۔

وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ۝ وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ

اور اسکا کہنا نہ مان کہ جسکے دل کو ہمنے اپنی یاد سے غافل کردیا اور وہ اپنی خواہش کے تابع ہوگیا اور اسکا حال حد سے گزر گیا۔ اور کہہ حق تو تمہارے رب کی طرف سے ہے پھر جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے

فَلْيَكْفُرْ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ

انکار کرے ہمنے بھی ستمگاروں کے لئے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے کہ جسکی قناتیں انہیں گھیر لینگی۔ اور اگر فریاد کرینگے تو انکی فریاد رسی ایسے پانی سے کیجائیگی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح منہ کو جھلس ڈالیگا برا پانی ہے۔

وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ۝ أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ

اور بری آرام کی جگہ ہے۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو ہم بھی اسکا بدلہ نہیں کھوتے جسنے بھلا کام کیا۔ یہی ہیں جنکے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں انکے نیچے نہریں

الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ نِعْمَ

بہتی ہونگی پہنائے جاوینگے انکو وہاں سونے کے کنگن اور پہنیں گے سبز کپڑے دیبا مہین اور دیبا دبیز کے وہاں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے کیا اچھا

الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝

بدلہ ہے اور کیا خوب آرام گاہ ہے

ترکیب

یریدون حال ہے ضمیر یدعون سے۔ ترید کا فاعل ضمیر ہے جو عینین کی طرف راجع ہے جملہ حال ہے ک سے یا فاعل لاتعد سے۔ انا لا جملہ خبر ہے ان کی۔

تفسیر

پہلی آیتوں میں فرمایا تھا کہ جو کچھ اسباب تجمل دنیا پر ہیں وہ صرف دنیا کی زینت ہے نہ آخرت کی اور وہ فانی اور سریع الزوال ہیں غیر راہ رو دل لگی انسے نچاہئے کیونکہ وہ اسباب دار آخرت کے لئے حجاب ہیں پھر اسکے متعلق اصحاب کہف کا دلچسپ واقعہ بیان فرمایا تھا جو دنیا کی بے ثباتی پر دلالت کرتا تھا کفار قریش ایسے کہاں کے تھے جو اس سے عبرتناک نتیجہ حاصل کرتے بلکہ اسکو بھی ایک دلچسپ داستان سمجھکر آنحضرت علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے ہونگے کہ اپنے اسباب دنیا کے غرور میں انکو فقراء مسلمین کے ساتھ آنحضرت کے پاس بیٹھنا ناگوار معلوم ہوا ہوگا جسپر انہوں نے حضرت سے درخواست کی کہ کچھ لوگ ہمارے وقت میں آپ پاس نہ آکریں اسپر یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ آپ انہیں غربا لوگوں کے ساتھ رہا کریں جو صبح و شام اپنے اللہ کو خاص اسکی رضا کے لئے پکارتے ہیں (صبح و شام سے یا تو ہمہ وقت مراد ہے جو صبح و شام انکی اطراف سے تعبیر کئے گئے یا صبح و شام سے نماز صبح و نماز مغرب مراد ہے یا بیدار ہونے اور سونے کا وقت کیونکہ سوکر بیدار ہونا گویا مر کر جینا اور رات کو سونا گویا مرنے کا سامان ہے سو ایسے وقتوں میں باخدا لوگ ضرور متنبہ ہوتے اور اسکی شکر گزاری اور یاد کرتے ہیں) اور انسے آنکھیں نہ پھیر کر امرا کفار کی آرائش و تجمل تیری آنکھوں میں کھبے اور ان کفار کا کہنا نہ مان کہ جنکے دل ہماری یاد سے غافل ہوگئے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشوں کے پیرو ہیں اور حد سے گزر گئے ہیں اور کہدے امر حق اللہ کی طرف سے ہے آپکا خواہ تم مانو یا نہ مانو پھر آگے نہ ماننے والوں کی سزا جہنم اور آگ کی قنات اور پینے کو کھولتا پانی بیان فرمایا اور ماننے والوں کی جزا جنات عدن اور وہاں کی تجملات جنکو سونے کے کنگن اور لباس حریر پہننے اور تختوں پر تکیہ لگاکر بیٹھنے سے تعبیر کیا ہے بیان کردے۔

ف

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا

اور انکو اُن دو شخصوں کی مثل سُنا کہ جنمیں سے ایک کیلئے ہمنے انگور کے دو باغ بنائے اور انکے گرداگرد کھجوریں لگائیں اور انکے درمیان کھیتی رکھی دونو باغ ہیں کہ اپنے پھل لاتے ہیں

وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا ۚ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ۝ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنكَ مَالًا وَأَعَزُّ

اور پھل لانے میں کچھ کمی نہیں کرتے اور ان باغوں کے بیچمیں ایک نہر بھی جاری کی اور اسکو بہت ہی پھل تھے۔ پھر اُسنے اپنے ساتھی سے باتیں کرتے ہوئے یہہ کہا کہ میں تجھسے مال اور اولاد میں

نَفَرًا ۝ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ۝ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّدِدتُّ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ

زیادہ ہوں۔ اور وہ اپنے باغ میں داخل ہوکر جبکہ اپنے اوپر ظلم کر رہا تھا۔ یہہ کہا مجھے گمان نہیں کہ یہہ باغ کبھی خراب ہوگا اور نہ مجھے قیامت قائم ہونیکا خیال آتا ہے اور اگر میں اپنے رب کے پاس پہنچا یا بھی گیا تو

خَيْرًا مِّنْهَا مُنقَلَبًا ۝ قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا ۝ لَّٰكِنَّا هُوَ اللَّهُ

اس سے بھی بہتر مجھے ٹھکانہ ملیگا۔ اسکے رفیق نے اس سے اثنائے کلام میں کہا کہ کیا تو منکر ہوگیا اسکا کہ جسنے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تجھے پورا آدمی بنا دیا۔ لیکن میرا تو اللہ ہی

رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا ۝ وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ إِن تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنكَ مَالًا وَوَلَدًا ۝ فَعَسَىٰ رَبِّي

رب ہے اور میں اسکے ساتھ کسیکو شریک نہیں کرونگا۔ اور تو نے کیوں اپنے باغ میں داخل ہوتے وقت یہ نہ کہا ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اگر تو مجھے اپنے سے مال اور اولاد میں کم دیکھتا ہے تو امید ہے کہ مجھے میرا رب

أَن يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّن جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا ۝ أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَن تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا ۝

تیرے باغ سے بہتر دیگا اور اس باغ پر ایک آسمانی جھونکا بھیجیگا پھر چٹیل میدان ہو رہیگا۔ یا اسکا پانی خشک ہو جاویگا کہ جسکو تو ہرگز نہ پا سکیگا۔

وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَىٰ مَا أَنفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُن لَّهُ فِئَةٌ

اور اسکے پھلوں پر آفت آپڑی پھر تو ہاتھ ہی ملتا رہگیا اسپر کہ جو اسنے اس باغ میں صرف کیا تھا اور وہ باغ ہی کہ سارا اُجاڑ پڑا ہے اور یہ کہ رہا ہے ہائے کاش اپنے رب کے ساتھ کسیکو شریک نہ کیا ہوتا۔ اور کوئی جماعت

يَنصُرُونَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مُنتَصِرًا ۝ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ ۚ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا ۝

ع ۱۳ ۱۴

ایسی نہ ہوئی کہ جو اسکو اللہ سے بچا لیتی اور نہ وہ انتقام لینے والا ہو سکا۔ یہاں معلوم ہوا کہ سب اختیار اللہ سچے کو ہے۔ اسیکا انعام بہتر ہے اور وہی بہتر جزا دیتا ہے

تفسیر

ف

شخصوں

پھر دنیا کی بے ثباتی اور اسکے اسباب و تجمل پر غرور کرکے خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور الحاد کا بدنتیجہ کبھی دنیا ہی میں ظاہر ہونے کے لئے دو شخصوں کا حال بیان فرماتا ہے بعض کہتے ہیں یہہ صرف ایک تمثیل کے طور پر ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ دو شخص ایسے تھے بھی کہ جنکا یہہ واقعہ ہے پھر بعض کہتے ہیں کہ یہہ دو شخص بنی اسرائیل میں سے دو بھائی تھے کہ ایک نے اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف کیا تھا دوسرا دنیادار اور مشرک اور دار آخرت کا منکر تھا اسنے متصل دو باغ اپنے تمام مال سے ایسے تیار کرائے تھے کہ ان میں نہر بھی جاری تھی اور بیچ میں کھیتی بھی ہوتی تھی اور بیچ میں انگور اور آس پاس کھجور کے درخت تھے اور وقت پر پھل عمدہ آتے تھے اور اسپر اسکی اولاد اور خدمتگار نوکر چاکر بھی زیادہ تھے ایک روز وہ اپنے غریب مومن بھائی کے ساتھ باغ میں گیا اور وہاں بجائے شکر گذاری کے تکبر کیا اور دنیا کی ترقی پر قیاس کرکے آخرت میں بھی تجمل و آرائش پانے کا استحقاق ظاہر کیا اور آخرت کا انکار بھی اس کے کلام سے ثابت ہوا اسکے بھائی نے سمجھایا تلقین کی نہ مانا آخر اسپر آسمانی بلا نازل ہوئی کہ تمام باغ اُجاڑ ہوگیا جس پر وہ ندامت و حسرت کرنے لگا تب معلوم ہوا کہ اللہ ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا

اور انسے زندگی دنیا کی مثال بیان کر کہ وہ ایسی ہے کہ جیسا بارش کا پانی پھر اس سے زمین کا سبزہ اُگا پھر وہ چورا ہوکر رہگیا کہ اسکو ہوائیں اڑاتی پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ

مال اور اولاد زندگی دنیا کی آرائش ہے۔ اور باقی رہجانے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک ثواب اور توقع میں بہتر ہیں۔ اور جس روز کہ ہم پہاڑوں کو اڑائینگے اور زمین کو تو کھلی ہوئی دیکھیگا

وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۢ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ۝

اور انکو جمع کرینگے پھر ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑینگے۔ اور تیرے رب کے سامنے صف باندھکر پیش کئے جاوینگے۔ تم ہمارے پاس اسیطرح ہی آ حاضر ہوئے کہ جسطرح ہی ہمنے تمکو اول بار پیدا کیا تھا بلکہ تم نے سمجھ لیا تھا کہ ہم تمہارے لئے کوئی وقت مقرر نہ کرینگے۔

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا

اور نامہ اعمال رکھے جاوینگے پھر تو گنہگاروں کو دیکھیگا کہ ڈر رہے ہیں اس سے جو نامہ اعمال میں ہے اور کہہ رہے ہیں کہ اے وائے خرابی یہ کیسی کتاب ہے کہ جو نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی کو مگر سب کو گھیر رکھا ہے اور جو کچھ

مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝

کر چکے ہیں اسکو موجود پاوینگے۔ اور تیرا رب تو کسی پر بھی ظلم نہیں کرتا

ترکیب

مثل الحیات مفعول ہے اضرب کا کماء موصوف انزلناہ الخ جملہ صفت مجموعہ خبر ہے مبتدا محذوف کی اسی طرح بل للخروج من کلام الی آخر۔

تفسیر

یہہ دوسری تمثیل ہے دنیا کی بے ثباتی کے لئے۔ صرف بارش سے دنیا کی زندگی کو تشبیہ نہیں دی بلکہ اسکی تمام کیفیت کہ جس طرح بارش سے زمین کے نباتات ہرے بھرے لہلہاتے ہوئے نکلتے ہیں جنکو دیکھکر انسان خوش ہوتے ہیں انکی تھوڑی سی عمر طبعی ہے چند روز کے بعد خشک ہو جاتے ہیں پھر انکا چورا چورا ہوکر ہوا میں اڑتا پھرتا ہے اسیطرح انسان و دیگر حیوانات کا حال ہے کہ لڑکے ہیں پھر جوان عنا میں ٹھوکریں مارتے چلتے ہیں پھر بڈھے ہوئے مرگئے چند روز کے بعد وہ سر پر غرور اور سکا وہ جسم پر نور ذرہ ذرہ ہوکر خاک کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے۔ اللہ ہر شئے پر قادر ہے بناتا ہے مٹاتا ہے پھر حشر کو اٹھائیگا۔

اب اسکے بعد اسکے مال و اولاد کی کیفیت بیان فرماتا ہے جو انکے غرور کا سرمایہ ہے کہ یہہ چیزیں صرف حیات دنیا کی آرائش ہیں انکا قیام اسیقدر ہے کہ جس قدر باغ میں پھول کی بہار برخلاف اسکے جو فقرا باخدا کا سرمایہ ہے وہ کیا الباقیات الصالحات سو وہ اللہ کے نزدیک ثواب اور توقع کے لئے بہتر ہے یہی چیزیں اسکے ساتھ جاتی ہیں جو اس عالم باقی میں اسکی فرحت دائمی کا سامان ہوتی ہیں۔ باقیات صالحات سے مراد نیکیاں ہیں خواہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کا ذکر ہو یا معرفت و استغراق ہو یا کوئی اور نیکی ہو صدقہ و خیرات دین کی خدمت وغیرہ۔

اسکے بعد حشر کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ اس روز پہاڑ و درخت سب چیزیں جنکا قیام تمہارے نزدیک مستحکم ہے فنا ہوجاوینگی صور کی آواز سے پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھرینگے یہہ عالم ہی خراب ہوجاویگا اور ایک نئی زمین کھل جاویگی جسکی طرف وتری الارض بارزۃ میں اشارہ ہے جیسا کہ ایک جگہہ آیا ہے یوم تبدل الارض الخ پھر اس روز کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ سب جمع کی جاوینگی صف بستہ خدا کے سامنے کھڑے ہونگے نامۂ اعمال دئے جاوینگے اس میں جو کچھ دنیا میں کیا تھا چھوٹا یا بڑا کام سب لکھا ہوا پاوینگے گنہگار اسکو دیکھکر ڈرینگے پچھتاوینگے یہہ سب انہیں کا بویا ہوا ہوگا خدا کسی پر ظلم نہیں کریگا۔

ع ۵
۱۸

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ ۗ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي

اور جب کہ ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو ۔ پس سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نہیں ۔ وہ قوم جن سے تھا سو اپنے رب کے حکم سے نافرمان ہوگیا ۔ پھر کیا تم اسکو اور اسکی ذریت کو مجھے چھوڑ کر رفیق بناتے ہو ؟

وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۚ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا ۝ مَا أَشْهَدْتُهُمْ خَلْقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ أَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا ۝

حالانکہ وہ تمہارا دشمن ہے ۔ ستمگاروں کیلئے کیا بُرا بدل ہے ۔ میں نے آسمانوں اور زمین کے بنانے میں کچھ انکو حاضر نہیں کیا تھا اور نہ خود انکی بنانے میں ۔ اور نہ میں گمراہ کرنیوالوں کو مددگار بنانیوالا تھا ۔

وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَائِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَوْبِقًا ۝ وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُمْ

اور جس دن (اللہ) کہیگا ۔ کہ بلاؤ ہمارے ان شریکوں کو جنکو تم گمان کرتے تھے ۔ وہ انکو پکارینگے پھر وہ انہیں جواب نہ دینگے ۔ اور ہم نے باہم انمیں ایک ہلاکت کردی ۔ اور گنہگار آگ کو دیکھینگے ۔ اور سمجھینگے کہ وہ اس میں

مُوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝

گرنے والے ہیں اور اس سے بچنے کی راہ نہ پاوینگے

ع ۱۹

تفسیر

یہ بھی کلام سابق کا تتمہ ہے ۔ انسان کو عالم آخرت سے غافل کرنے والی دو چیزیں ہیں **اوّل** مال و اسباب و اولاد کہ جسکے نشہ میں یہ ایسا سرشار ہوتا ہے کہ نہ اسکو اس عالم سے جانے کی فکر ہوتی ہے نہ وہاں کے لئے زاد راہ حاصل کرنیکی مہلت ۔ اسکا بے ثبات اور سریع الزوال ہونا بیان فرما چکا **دوم** شیطان اور اسکی ذریت اولاد یا اسکے متبع لوگ جو مجازاً ذریت کہلاتے ہیں ۔ انسان کے دل پر انکے خطرات و وسواسات ایسا بُرا اثر کرتے ہیں کہ جو اسکے دل میں نہایت راسخ ہوکر اسکو بُری باتوں پر ہمیشہ تحریک کرتے ہیں ۔ پھر یہ وسواس رسوم اور پشت در پشت متوارث ہوجانیکی وجہ سے دینی مذہب اور نہایت خوشنما اور باعث فلاح دارین خیال کئے جاتے ہیں جنکے ترک کرنے کو نہایت شاق و عار جانکر خدا تعالیٰ کے فرستادوں سے لڑنے مرنے پر آمادہ ہوجاتے ہیں ۔ شیطان رجیم کی ذریت انسان کے توہمات باطلہ بھی ہیں جو اسکے قائم مقام ہوکر کام دیتے ہیں اسلئے ان آیات میں پھر کچھ شیطان کا حال بیان فرمانا پڑا کہ اسکا علاقہ بنی آدم کیساتھ ہے اس واقعہ کی وجہ سے جو انسان کے جد اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے سے پیدا ہوا ہے دشمنی اور عداوت کا علاقہ ہے جبکہ حضرت آدم کی اولاد ناخلف اپنا دوست سمجھکر دل سے اسکی پیروی کرتے ہیں ۔

پس واذ قلنا للملائکۃ سے یہ بیان شروع ہوتا ہے کہ ہمارے حکم سے فرشتوں نے تو باوجود نورانی ہونے کے حضرت آدم کو سجدہ کیا انکی تعظیم بجا لائے مگر ابلیس نے انکار کیا کیونکہ وہ قوم جن سے تھا جسکی اصالت میں سرکشی اور تکبر ہے جیسا کہ بنی آدم میں سے اسکے پیرووں کا شیوہ مال و جاہ حسب و نسب کا غرور رہے اسلئے اسنے نافرمانی کی ۔ پھر اسے بنی آدم تمہیں شرم نہیں آتی جو ہمارے خلاف ہیں جو تمہارے قدیم محسن و خالق ہیں تم شیطان اور اسکی ذریت کو رفیق بناتے ہو ؟ ان ظالموں نے کیا بُرا بدل حاصل کیا ہے خدا تعالیٰ کے بدلہ میں شیطان کو مالک و کارساز بنایا ہے اطاعت کے بدل میں خلاف اختیار کیا ہے ۔

پھر جو تم شیطان اور انکی ذریت کو مانتے اور انکے بہکانے سے بتوں کو پوجتے ہو اور تم خدا تعالیٰ پر نئے نئے حکم صادر کرتے ہو کہ مجلس آنحضرت صلعم میں غربا نہ آویں وغیرہ لاک یہ تو کہو انکو میری خدائی میں کیا استحقاق ہے میں نے آسمانوں اور زمین پیدا کرنے کے وقت انکو بھی حاضر کرکے شامل نہ کیا تھا اور میں انسے کبھی مدد لینیوالا تھا اور نہ تمہاری پیدائش میں شامل کیا تھا پھر کس استحقاق پر ایسی باتیں کرتے ہو ؟ ما اشہدتہم الی عضدا میں یہی مراد ہے ۔

ویوم یقول سے حشر کے دن ان بتوں اور شیاطین کا کام نہ آنا بیان فرماتا ہے کہ جس امید پر سیکڑوں جاہل انہیں مانتے ہیں کچھ وہاں انسے فریاد کرینگے وہ نہ سنینگے انجام کار جہنم میں ڈالے جاوینگے ۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِن كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَكَانَ الْإِنسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَن يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ

اور البتہ ہمنے قرآن میں لوگوں کے لئے ہر ایک قسم کی مثل بار بار بیان کی ہے اور انسان سب سے زیادہ جھگڑنے والا ہے ۔ اور لوگونکو انکے پاس ہدایت آنے کے بعد بھی ایمان لانے

وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ۚ

اور اپنے رب سے معافی مانگنے سے کسنے منع نہیں کیا مگر اس انتظار نے کہ انکے پاس اگلے لوگونکا دستور آوے یا انکے پاس عذاب سامنے سے آوے ۔ اور ہم رسولوں کو صرف خوشخبری دینے اور ڈرانے کے لئے بھیجا کرتے ہیں ۔

وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ ۖ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنذِرُوا هُزُوًا ۝ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا

اور کافر بیہودہ شبہات سے جھگڑا کیا کرتے ہیں تاکہ اس سے حق کو ڈگمگا دیں اور میری آیتوں کو اور جس سے کہ انکو ڈرایا گیا ہے ہنسی بنا لیا ہے ۔ اور اس سے بڑھکر کون ظالم ہے کہ جو اللہ کی آیتوں سے سمجھایا جاوے پھر ان سے منہ پھیر

وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ ۚ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۖ وَإِن تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَن يَهْتَدُوا

اور اپنے کئے کو بھول جاوے ۔ ہمنے انکے دلوں پر پردے ڈالدئے ہیں قرآن کے سمجھنے میں اور انکے کانوں میں ثقل کر دیا ہے (یعنی بہرے ہو گئے ہیں) اور اگر تو انکو ہدایت کیطرف بلاوے تو تب بھی وہ ہرگز کبھی

إِذًا أَبَدًا ۝ وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ ۖ لَوْ يُؤَاخِذُهُم بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۚ بَل لَّهُم مَّوْعِدٌ لَّن يَجِدُوا مِن دُونِهِ مَوْئِلًا ۝ وَتِلْكَ

راہ پر نہ آوینگے ۔ اور تیرا رب بڑا بخشنے والا رحمت والا ہے ۔ اگر انکے کئے پر انہیں پکڑ لے تو ان پر جلد عذاب بھیجے ۔ لیکن انکے لئے ایک میعاد مقرر ہے کہ اسکے سوا ہرگز انکو پناہ نہ ملیگی ۔ اور یہ ہیں وہ

الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِم مَّوْعِدًا ۝

بستیاں کہ جنکو ہمنے ہلاک کیا جبکہ انہوں نے ظلم کیا اور انکی ہلاکت کا ہمنے ایک وقت مقرر کر رکھا تھا

تفسیر

جہنم میں گرنے کا سامان آدمی اپنے لئے آپ کرتا ہے جو اپنی کجروی سے دینی باتوں میں حجتیں نکالتا ہے ورنہ قرآن مجید میں سب باتیں واضح کردیں۔ من کل مثل یعنی سعادت و شقاوت کے رستہ کی توضیح کے لئے ہر ایک طرح کی مثل بیان کردی طرح طرح اور نئے نئے اسلوب سے سمجھا دیا ہے ۔ وما منع الناس باوجود اس وضاحت کے جو پھر بھی لوگ کتاب الٰہی و دین مستقیم کو نہیں مانتے فرمودۂ انبیاء پر ایمان نہیں لاتے اسکے دو سبب ہیں ایک سنۃ الاولین یعنی قدیم دستور کفار کا انکار چلا آتا ہے یہ بھی کرتے ہیں دوم او یاتیہم کہ انکو ایمان لانیکی مہلت ہی نہ ملی اگر مکر کرتے رہے یہانتک کہ عیاناً عذاب الٰہی آگیا پھر اب کا ایمان کس کام کا ۔ انبیا کا یہ کام نہیں کہ وہ تمام منکروں کے انکار کو دل سے نکال دیا کریں یہ خدا کا کام ہے وہ تو خدا کی طرف سے بشیر و نذیر ہو کر آتے ہیں اور منکرین حق کو مٹانے کے لئے انہیں کج بحثیاں کیا کرتے ہیں اور خدا کی آیات کو اور اپنے ہلاک ہونے کی خبر کو ٹھٹھول میں اُڑاتے ہیں ۔ فی الحقیقت ایسے شخص سے کون بدنصیب زیادہ ہے جو اللہ کی آیتوں سے منہ موڑے اور اپنے کئے کو بھول جائے یہی بات ہے کہ انکے دلوں پر پردے پڑے ہیں جس سے سمجھ نہیں سکتے اور کانوں میں ثقل ہے حق سن نہیں سکتے انکو کوئی ہزار ہدایت کرے یہ راہ پر نہ آئینگے ۔ دنیا میں اللہ کی رحمت و مغفرت جلد گیری نہیں کرنے دیتی ورنہ فوراً سزا ملتی سو اب انکے لئے ایک وقت معین ہے کہ جو ٹل نہیں سکتا چنانچہ پہلے لوگوں کی اُجاڑ بستیاں دیکھ لو جو اُجڑی پڑی ہیں اور انکی ہلاکت کا وقت مقرر ہو چکا تھا ۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ٥ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ

اور جبکہ موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ میں نہ ہٹوں گا جبتک کہ دونو دریا کے ملنے کی جگہہ تک پہنچ جاؤں یا قرنوں چلا جاؤں - پھر جبکہ وہ دونو دریاؤں کے ملنے کے موقع پر پہنچے تو اپنی مچھلی بھول گئے پھر مچھلی نے دریا میں اپنا رستہ کر لیا

سَرَبًا ٥ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ٥ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ

سرنگ بناکر - پھر جب وہ دونو آگے بڑھ گئے تو موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ ہمارا کھانا لاؤ البتہ ہم تو اپنی اس منزل میں تھک گئے - اسنے کہا لے لو جبکہ ہم پتھر کے پاس ٹھہرے تو میں مچھلی کو

الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰىنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ٥ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا

بھول گیا اور مجھے تو شیطان ہی نے بھلا دیا کہ اسکو یاد دلاؤں اور وہ تو دریا میں گھس گئی تھی عجب طرح سے - موسیٰ نے کہا اسکو تو ہم چاہتے تھے - پھر دونو اپنے پاؤں تلاش کرتے ہوئے واپس پھرے

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ٥ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا

پھر موسیٰ کو ہمارے بندوں میں سے ایک ایسا بندہ ملا کہ جسکو ہمنے اپنی خاص رحمت دی تھی اور اسکو اپنے پاس کا علم سکھایا تھا - اس سے موسیٰ نے کہا فرمائیے تو آپکے تابع رہا کروں اس شرط پر کہ آپ مجھے بھی کچھ

عُلِّمْتَ رُشْدًا ٥ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ٥ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ٥

تعلیم فرمائیں انمیں سے جو راہ کی باتیں سکھائی گئی ہیں - اسنے کہا تو ہرگز میرے ساتھ ٹھہر نہ سکے گا - اور تو کیونکر صبر کر سکیگا اسپر کہ جو تیرے سمجھ میں نہیں آتا

ع ۹ — جوان سے مراد خادم حضرت یوشع ہے — عالم ربانی

ترکیب

اذ قال ظرف ہے اذکر محذوف کا - لا ابرح اسکی خبر اسیر محذوف ہے لدلالۃ حالہ وہو السفر - اور ممکن ہے کہ اصل کلام یوں ہو لا یبرح مسیری حتی ابلغ تب حتی ابلغ خبر ہوگا پس سیر مضاف کو حذف کرکے مضاف الیہ ی متکلم کو اسی جگہہ قائم کر دیا لا ابرح تامہ بھی ہو سکتا ہے پھر خبر کی ضرورت نہیں مجمع بینہما بینہا ظرف کی طرف مجمع کو علی الاتساع مضاف کر دیا گیا - ان اذکرہ بدل ہے ضمیر منصوب سے جو انسانیہ میں ہے اے ما انسانی ذکرہ الا الشیطان خبرا بالضم العلم بالشیء یہہ تمیز ہے یا مصدر ہے لم تحط کا کس لئے کہ لم تحط بمعنی لم تخبرہ ہے -

تفسیر

یہہ تیسرا قصہ ہے پہلا اصحاب کہف کا دوسرا دو بھائیوں کا تھا جنمیں سے ایک کے باغ پر بلا نازل ہوئی تھی - اور ان قصوں کی ترتیب میں بھی ایک عجیب لطف ہے مثلاً اصحاب کہف کے بعد اور باغ والے کے بعد اس قصہ کا آنا یہود کے گمان فاسد پر تنبیہ کرتا ہے جو وہ حضرت صلعم کے بیان کو بھی اپنی شنیدہ قصوں کے خلاف ہونے سے اعتراض کرنیکا موقع ڈھونڈتے تھے اور نیز تمام علوم کا سرچشمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خیال کرتے تھے اور انکو سب پر تفوق دیتے تھے ہر چند حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے اولوالعزم رسول تھے مگر فوق کل ذی علم علیم اللہ نے انسے بھی زیادہ لوگ پیدا کئے تھے جیسا کہ اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے -

اس قصہ کا مجملاً بیان صحیح بخاری کی اس روایت کے بموجب جو اُبی بن کعب سے مروی ہے یوں ہے کہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل میں وعظ فرما رہے تھے کہ کسی نے پوچھا سب میں زیادہ عالم کون ہے آپ نے فرمایا میں یہہ بات خدا کو ناگوار معلوم ہوئی کیونکہ سب میں زیادہ عالم ہونا اللہ کے لئے کیوں نہ کہا ؟ تب خدا تعالیٰ نے انکو حکم دیا کہ مجمع البحرین کے موقع پر تمکو ہمارا ایک بندہ ملیگا جو وہ تمسے بھی زیادہ عالم ہے موسیٰ نے عرض کیا کہ ان تک پہنچنے کی کیا صورت ہے ؟

حضرت موسیٰ اور خضر کی ملاقات کا قصہ

قَالَ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِیْ لَكَ اَمْرًا ۝ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْـَٔلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰٓی اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝

موسیٰ نے کہا آپ انشاء اللہ مجھے قائم رہنے والا پائینگے اور میں کسی بات میں آپکی خلاف نکرونگا۔ اسنے کہا اچھا اگر تو میرے ساتھ ہی رہتا ہے تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا جبتک کہ میں خود ہی تجھ سے اسکا ذکر نہ کروں۔

فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰٓی اِذَا رَكِبَا فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا اِمْرًا ۝ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ

پھر وہ چلے یہانتک کہ دریا میں کشتی پر سوار ہوئے تو اسنے اسمیں شگاف کردیا۔ موسیٰ نے کہا کیا کشتی کے لوگوں کو ڈبانیکے لئے اسکو پھاڑ ڈالا البتہ تمنے ایک عجیب کام کیا۔ اسنے کہا کیا میں نہیں کہہ چکا ہوں تو ہرگز میرے ساتھ

مَعِیَ صَبْرًا ۝ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا ۝ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰٓی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ

نہٹھر سکیگا۔ موسیٰ نے کہا آپ بھول چوک پر مجھسے مواخذہ نکیجئے اور میرے معاملہ میں مجھپر سختی نکیجئے۔ پھر وہ چلے یہانتک کہ دونوں کو ایک لڑکا ملا تو اسکو مارڈالا موسیٰ نے کہا آپنے کیا

نَفْسًا زَكِیَّةًۢ بِغَیْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا نُّكْرًا ۝

بیگناہ کو ناحق مارڈالا؟ البتہ آپ نے بری بات کی

فرمایا اپنے تھیلے میں ایک مچھلی رکھ لو پھر جہاں وہ مچھلی گم ہو جاوے وہ شخص وہیں ملیگا پس موسیٰ مچھلی تھیلے میں ڈال کر یوشع بن نون کو ہمراہ لیکر چلے چلتے چلتے ایک موقع پر (سمندر کے کنارہ) پہنچے ایک پتھر پر سر رکھکر سو گئے مچھلی اس تھیلے میں سے تڑپ کر دریا میں جا گری اور جہاں تک وہ جاتی تھی پانی میں ایک سوراخ سا ہوتا جاتا تھا حکم الٰہی سے پانی اِدھر اُدھر سے ملتی نہیں پاتا تھا پھر بیدار ہوئے تو یوشع کو یاد دلانا یاد نرہا کہ اس مقام پر مچھلی گم ہو گئی ہے۔ اس دن رات تک چلا کئے یہانتک کہ جب اگلے روز صبح کا وقت آیا تو موسیٰ نے اپنے جوان یعنی مرید یوشع سے کھانا مانگا۔ اس سے پہلے منزلوں میں موسیٰؑ نہ تھکے تھے لیکن اس منزل میں تھک گئے جو مقام مطلوب کو چھوڑ کر چلے تھے۔ مچھلی کو دیکھا تو ندارد تھی یوشع نے عذر کیا کہ کمبخت شیطان نے مجھے یاد دلانا بھلا دیا یہہ اُس پتھر کے پاس گم ہوئی تھی تب دونوں الٹے پھرے اور اس پتھر کے پاس آئے تو موسیٰؑ کو وہ شخص ملا کہ جسکو علم لدنی دیا گیا تھا موسیٰؑ نے السلام علیکم کہا انہوں نے جواب دیکر پوچھا کون ہو؟ کہا موسیٰ بنی اسرائیل۔ اسلئے آیا ہوں کہ آپ سے کچھ علم لدنی سیکھ لوں خضرؑ نے فرمایا اے موسیٰ تجھکو خدا نے جو علم دیا ہے اسکو میں نہیں جانتا اور جو علم مجھے عطا ہوا ہے اسکو تو نہیں جانتا تم میرے ساتھ نہیں رہ سکوگے موسیٰؑ نے کہا انشاء اللہ میں برداشت کرونگا اور کسی بات میں آپ سے خلاف نہ کروں گا۔ پھر تمام قصہ مروی ہے کہ دریا میں انکو ایک کشتی ملی اسپر سوار ہوئے تو خضرؑ نے ایک تختہ نکال دیا موسیٰؑ نے کہا واہ بغیر کرایہ سوار کیا اسپر آپ نے یہہ کیا؟ خضرؑ نے کہا چلد یجئے۔ موسیٰؑ نے عذر کیا کہ بھول کر سوال کیا آئندہ ایسا نہوگا پس کشتی سے نکلکر چلے تو ایک لڑکا ملا جو لڑکوں میں کھیل رہا تھا خضرؑ نے اسکو مارڈالا موسیٰؑ نے کہا اس معصوم بچے کو تمنے ناحق قتل کیا یہہ بری بات کی۔ خضرؑ نے اب کی بار نہایت برہم ہو کر کہا کہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ تم ہرگز میرے ساتھ نہ رہ سکوگے اسلئے الم اقل کے بعد تاکید کے لئے لک لام کاف زیادہ کیا پھر موسیٰؑ نے عذر کیا اور شرط کر لی کہ اگر اب کے پوچھوں تو اپنے ساتھ نہ رکھنا۔ آگے چلے تو ایک گاؤں میں پہنچے ہرچند انہوں نے دستور کے موافق گاؤں والوں سے کھانا مانگا ضیافت چاہی مگر انہوں نے صاف جواب دیا۔ اسی گاؤں میں ایک دیوار تھی جو گرا ہی چاہتی تھی خضر علیہ السلام نے اُسکو سیدھا کر دیا اب تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تاب نرہی۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ۝

اسنے کہا کیا تجھسے میں نہیں کہہ چکا ہوں کہ تو ہرگز میرے ساتھ ٹھہر نہ سکیگا ؟ ۔ موسیٰ نے کہا اگر اسکے بعد میں آپسے کوئی بات پوچھوں تو مجھے ساتھ نہ رکھنا آپ میری طرف سے الزام اُتار چکے ۔

فَانْطَلَقَا حَتّٰى اِذَا اَتَيَا اَهْلَ قَرْيَةِ اِۨسْتَطْعَمَا اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ قَالَ لَوْ شِئْتَ

پھر وہ چلے یہانتک کہ ایک گاؤں کے لوگوں کے پاس آکر انسے کھانا مانگا پس انہوں نے انکی ضیافت سے انکار کیا پھر انکو وہاں ایک ایسی دیوار ملی جو گرا ہی چاہتی تھی تب اسکو سیدھا کر دیا موسیٰ نے کہا اگر آپ چاہتے تو

لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۝ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ

اس کام کی مزدوری لے لیتے ۔ کہا اب میرے اور تیرے بیچ جدائی ہے ۔ اب میں تجھے ان باتوں کا راز بتلاتا ہوں کہ جسپر تو صبر نہ کر سکا ۔ وہ جو کشتی تھی سو وہ محتاج لوگوں کی تھی

يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ۝ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَا

جو دریا میں مزدوری کرتے تھے پھر میں نے اسمیں عیب کر دینا چاہا اور ان محتاجوں کے پیچھے ایک بادشاہ تھا کہ جو ہر ایک کشتی زبردستی پکڑ رہا تھا اور رہا لڑکا سو اسکے ماں باپ ایماندار تھے سو ہمکو ڈر ہوا کہ

اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝ فَاَرَدْنَا اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ

انپر غالب نہ آجاوے سرکشی اور کفر کرکے پھر ہمنے چاہا کہ انکا رب انکو اس سے بہتر بدلا دیوے پاکیزگی اور شفقت میں ۔ اور دیوار جو تھی سو وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی

فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا

جو شہر میں تھے اور اسکے نیچے ۔ انکا خزانہ تھا اور انکا باپ نیک مرد تھا ۔ پس تیرے رب نے یہہ چاہا کہ وہ جوان ہو کر اپنا خزانہ نکالیں تیرے رب کی عنایت سے اور یہہ میں نے

فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۚ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝

از خود نہیں کیا تھا یہہ ہے بھید اسکا کہ جس پر تو صبر نہ کر سکا

اور خود جانکر سوال کیا کیونکہ انکے پاس رہنا تو مقصود ہی نہ تھا ۔ خضر نے کہا لو اب مجھہ میں اور تم میں جدائی ہے مگر میں تمکو ان تینوں باتوں کا سر بتلائے دیتا ہوں کہ جنپر تجھسے صبر نہو سکا ۔ کشتی کی سُنئے وہ بیچارے غریبوں کی کشتی تھی جو اسکے ذریعہ سے محنت مزدوری کرکے بسر اوقات کرتے تھے اور آگے ایک بادشاہ بیگار میں زبردستی کشتیاں پکڑ رہا تھا میں نے اسکا ایک تختہ نکال کر عیب دار کر دیا تاکہ بادشاہ اسکو نہ پکڑے چنانچہ اسنے نہ پکڑا اور تختہ لگاکر کشتی کو انہوں نے درست کر لیا ۔ اب بتلائیے یہہ کام اچھا تھا یا بُرا ؟

اور وہ جو لڑکا تھا وہ نہایت شریر اور سرکش تھا اسکے ماں باپ نیک تھے خوف تھا کہ اسکی محبت میں آکر وہ بھی کہیں کفر و سرکشی میں مبتلا نہو جاویں ۔ اسلئے خدا کو منظور ہوا کہ یہہ مرجاوے اور اسکے بدلے ان کو اور اولاد ملے جو خیرًا منہ زکوٰۃً تقویٰ و صلاح میں اس سے بہتر ہو اور اقرب رحمًا جو صلہ رحمی اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنے میں بھی اس سے بہتر ہو چنانچہ اسکے بعد انکے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی جو نہایت نیک تھی جس کے پیٹ سے ایک نبی پیدا ہوا ۔ (حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ وہ جوان تھا لیکن نوعمر ہونیکی وجہ سے اسکو لڑکا کہا اور چونکہ خوبصورت تھا اسلئے اسکو ستھرا کہا ۔ کلبی کہتے ہیں وہ جوان تھا راہزنی کرکے مال اپنے ماں باپ کے ہاں لاتا تھا ۔ ضحاک کہتے ہیں لڑکا تھا مگر فساد کیا کرتا تھا جس سے اسکے والدین کو ایذا ہوتی تھی (معالم التنزیل) کہو اسمیں ارادۂ الٰہی کے بموجب کیا بُرائی ہے ؟

اب رہی دیوار سو وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی جسکے نیچے اُنکا خزانہ مدفون تھا اور انکا باپ نیک مرد تھا جسکی برکت سے خدا کو انکی اولاد کے ساتھ احسان کرنا منظور تھا کہ جوان ہوکر وہ اپنا خزانہ نکالیں اگر اس دیوار کو درست نہ کیا جاتا اور یہہ گر پڑتی تو اور لوگ خزانہ لے لیتے اسلئے اسکو درست کردیا کہ انکی جوانی تک نہ گرے۔ کہئے اسپر کیا اُجرت لینی مناسب تھی ؟

اسکے بعد حضرت موسیٰ خضر علیہ السلام سے جدا ہوکر پھر بنی اسرائیل میں آگئے۔ لیکن معلوم ہوگیا کہ دنیا میں خدا کے بندے مجھسے بھی زیادہ عالم ہیں۔

ابحاث

(اول) یہہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کب گذرا ہے ؟ حال کے اہل کتاب کہتے ہیں کہ توریت میں اسکا کہیں ذکر نہیں وہ اسکے منکر ہیں علماء اسلام میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہہ اُسوقت کا واقعہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں تھے ہی لئے مجمع البحرین یعنی دو سمندروں کے ملنے کے موقع میں اختلاف کیا ہے قتادہ بحر فارس و بحر روم مشرقی جانب کا کہتے ہیں محمد بن کعب طنجہ بتلاتے ہیں اُبّی بن کعب افریقیہ کہتے ہیں (معالم) مگر صحیح یہی ہے کہ یہہ واقعہ اُسوقت کا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لیکر قلزم کو عبور کرکے ملک عرب کے شمالی و مغربی کنارہ میں آرہے تھے اور بحرین سے مراد بحر قلزم کی وہ دو شاخیں ہیں جو شمالی جانب میں دور تک جاکر دو شاخ ہوگئی ہیں جہاں سے وہ دو شاخ جُدا ہوتی ہیں گویا وہ ان دونوں شاخوں کا مجمع یعنی جمع ہونیکی جگہہ ہے انہیں دونوں شاخوں کے بیچ میں کوہ سینا اور حورب اور وہ مقامات ہیں کہ جہاں بنی اسرائیل برسوں رہے ہیں چنانچہ جغرافیہ فرہاد صفحہ ۲۳۴ کے حاشیہ میں یہہ ہے وباعتقاد من مجمع البحرین کہ در قرآن مجید است کما قال اللہ عزوجل حتی ابلغ مجمع البحرین الخ ملتقائے خلیج عقبہ و خلیج سویس ہست واکثر مفسرین باشتباہ افتادہ مجمع البحرین را ملتقائے بحر عمان و ہند گرفتہ اند و حضرت موسیٰ باین صفحات عبور نفرمودہ و اسم قدیم عقبہ ایلہ است واکثرے نیز ایلہ را نداستہ اند و ایلہ بصرہ خواندہ اند ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا انتہیٰ۔

توریت موجودہ میں اس قصہ کا درج نہونا اس بات کی دلیل نہیں ہوسکتا کہ یہہ قصہ واقع نہیں ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہت سی کتابیں تھیں کہ جنکو سب اہل کتاب کہتے ہیں مفقود ہوگئیں ان میں بھی اگر اسکو نہ پاتے تو پھر کچھ مجال گفتگو انکو تھی۔

(دوم) اکثر اہل اسلام اسکے قائل ہیں کہ موسیٰؑ سے مراد ان آیات میں حضرت موسیٰ بن عمران ہارون علیہما السلام کے بھائی ہیں۔ مگر کعب احبار کی بیوی کا بیٹا نوفل بکالی یہہ کہتا تھا کہ یہہ اور موسیٰ تھے جو منسی بن یوسف بن یعقوب علیہم السلام کے بیٹے تھے لیکن خود حضرت ابن عباس رضؓ نے اسکی تکذیب کردی کہ وہ غلط کہتا ہے۔

ف خضر تحقیق

وہ شخص کہ جسکے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام علم لدنی تعلیم پانے گئے تھے کون ہے ؟ علماء اسلام کہتے ہیں کہ وہ حضرت خضرؑ تھے کہ جنکو بعض نے ولی اور بعض نے نبی کہا ہے۔ مجاہد کہتے ہیں جس جگہہ وہ نماز پڑھتے تھے وہ جگہہ سبز اور ہریالی ہوجاتی تھی اسلئے انکو خضر کہتے ہیں جسکے معنی سبز کے ہیں۔ یہہ بات کسی صحیح حدیث سے دریافت نہیں ہوتی کہ خضر کس ملک میں پیدا ہوئے اور کس قوم کے تھے اور کس زمانہ میں پیدا ہوئے تھے ؟۔ توریت سفر پیدائش کے چودھویں باب کے اخیر میں **ملک صدق** کا ذکر آیا ہے کہ اُسنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو برکت دی اور وہ خدا کا کاہن تھا۔ پھر اسی ملک صدق کی نسبت عیسائیوں کی انجیل میں یعنی نامۂ عبرانیوں کے ساتویں باب میں یہہ لکھا ہے

کیونکہ یہہ ملک صدق سالیم کا بادشاہ تھا خدا کا کاہن تھا جسنے ابرہام کا جبکہ وہ بادشاہوں کو مار کے پھر آتا تھا استقبال کیا اور اسکے لئے برکت چاہی جسکو ابرہام نے سب چیزوں کی دہ یکی دی وہ پہلے اپنے نام کے معنوں کے موافق راستی کا بادشاہ اور پھر شاہ سالیم یعنی سلامتی کا بادشاہ یہہ بے باپ بے ماں بے نسبنامہ جسکے نہ دنوں کا شروع نہ زندگی کا آخر مگر خدا کے بیٹے سے (عیسیٰ) مشابہ ٹھر کے ہمیشہ کاہن رہتا ہے ۔

گرچہ ملک صدق کی بابت جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں تھا اور جسکی نسبت ہمیشہ زندہ رہنا لکھا ہے اہل کتاب کے مختلف قول ہیں لیکن صحیح تر یہی ہے کہ ملک صدق وہی شخص ہے کہ جسکو اہل اسلام خضر سے تعبیر کرتے ہیں ۔ اب انکی عظمت اسی سے ظاہر ہے کہ انہوں نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے جد امجد اور ابو الانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو برکت دی تھی ۔ شاید پولوس کا یہہ کہنا کہ انکے نہ ماں تھی نہ باپ نہ انکی عمر کی ابتدا ہے " مبالغہ پر محمول ہو جو اسنے حضرت مسیح علیہ السلام کی تشبیہ کے لئے یہہ بات کہی ہو ۔ والعلم عند اللہ ۔

خضر علیہ السلام

کے بارہ میں علماء اسلام کے دو قول ہیں ایک جماعت صرف اس حدیث سے استدلال کر کے (جسکو بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار عشا کی نماز پڑھ کر یہہ فرمایا تھا کہ آج کی رات جو زمین پر زندہ ہے سو برس کے اخیر تک مر چکے گا) یہہ کہتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت خضر بھی بموجب حدیث مذکور مر گئے ہونگے بلکہ مر گئے مگر اکثر علماء فرماتے ہیں وہ زندہ ہیں جس طرح کہ حضرت الیاسؑ زندہ ہیں اور سال بھر میں دونوں ایکبار ملاقات کرتے ہیں اور حدیث مذکور میں اکثر لوگوں کی عمر طبعی کا لحاظ کر کے مرنا فرمایا ہے عموم مراد نہیں کہ جنکی زندگی محض انکی قدرت کاملہ کے طور پر ہے وہ بھی اسمیں شامل ہو جاویں ۔

خضر کی زندگی کی بابت یہہ جو عوام میں مشہور ہے (کہ وہ سکندر ذو القرنین کے ساتھ ظلمات میں گئے اور ذو القرنین آب حیات کے چشمہ کا رستہ بھول گئے اور خضر نے وہاں پہنچکر وہ پانی پی لیا جسلئے انکی زندگانی ہمیشہ تک رہیگی اور نیز یہہ کہ خضر دریاؤں پر رہتے ہیں وہاں کے کاروبار انہیں سے متعلق ہیں یہانتک کہ عوام کنوؤں تالابوں نہروں پر بھی خضرؑ کے نام کا چراغ جلاتے اور دلیہ پکا کر فاتحہ دلاتے ہیں اور انکے نام کی دہائی دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ) نہ قرآن سے اسکا ثبوت ہے نہ پیغمبر علیہ السلام کے کسی قول سے ۔ اور انکی پرستش کرنا یا دہائی دینا تو صریحاً ممنوع ہے ۔

(سوم) باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے اولو العزم رسول تھے توریت دی گئی تھی خدا تعالیٰ سے کلام کرتے تھے پھر وہ کونسا علم ہے جو انہیں حاصل نہ تھا جسکی خضر علیہ السلام کے پاس تعلیم پانے گئے تھے ؟

اسکا یہہ جواب ہے کہ انسانوں میں سے بعض نفوس ایسے ہوتے ہیں کہ انکے قویٰ خیالیہ وحسیہ انوار ولمعان روحانی کی وجہ سے ضعیف ہو جاتے ہیں اور انکی قوت ملکیہ انپر یہانتک غالب ہوتی ہے کہ اگر انکو طبقۂ ملائکہ میں شمار کیا جاوے تو کچھ بعید نہو اور انکی روح علوم ومعارف الہیہ کے لئے ایک آئینہ مجلا ہوتا ہے تب انپر بلا توسط عالم غیب کے اسرار فائض ہوتے ہیں جنکو علم لدنی کہتے ہیں گرچہ سب انبیا علیہم السلام ایسے ہوتے ہیں مگر ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است + مراتب متفاوت ہوتے ہیں چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خلق کی طرف تعلیم کی وجہ سے زیادہ توجہ تھی انپر اسی قسم کے علوم فائض ہوتے تھے ملائکہ کے سلسلہ میں داخل ہونا انکے حق میں انکے مقاصد کے منافی تھا برخلاف حضرت

خضر علیہ السلام کے وہ ملکیت غالب آجانے کی وجہ سے رجال الغیب اور ملائکہ میں مل گئے تھے اسلئے نظر سے غائب ہوجانا اور ہزاروں کوس دم مارتے میں چلا جانا سمندروں پر سے پار اُتر جانا انکے نزدیک کچھ مشکل نہ تھا خدا تعالیٰ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہہ دکھانا تھا کہ ہمارے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو ملائکہ کی طرح جو کچھ کرتے ہیں اسی کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں گو بظاہر انکے افعال کسی سر کی وجہ سے کسی کی سمجھ میں نہ آویں۔ اسی لئے حضرت موسیٰؑ سے خضرؑ نے کہا تھا کہ تمکو اور علوم اور مجھے اور علوم دیئے گئے ہیں تم میرے ساتھ نہ رہ سکوگے آخر موسیٰ علیہ السلام نے بھی دیکھا کہ ان علوم سے مجھے کچھ فائدہ نہیں وہاں سے چلے آئے۔

(چہارم) اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بھی خضر صفت آدمی ہر زمانہ میں موجود ہوتے ہیں جنکو ابدال و اوتاد و اقطاب کہتے ہیں مگر عام جاہل صوفیوں کا اس قصہ سے یہہ سمجھ لینا کہ باوا شریعت اور ہے طریقت اور ہے نماز روزہ حرام و حلال کے ہم پابند نہیں ہم عالم غیب کے مختار ہیں جسکو جو چاہتے ہیں دیتے ہیں پھر اس اعتقاد سے جہلا کا انسے حاجات طلب کرنا اور ان لوگوں کا شراب پینا بھنگ نوشش کرنا اور معترض کو یہہ کہنا کہ باوا موسیٰؑ نے بھی خضرؑ پر ایسے ہی اعتراض کئے تھے یہہ علم لدنی کی باتیں ہیں جو مرشدوں (یعنی تکیہ میں بھنگ گھوٹنے والوں) سے حاصل ہوتی ہیں وغیر ذالک من الخرافات محض وسوسۂ شیطانی اور وہم تر و یہہ ہے معاذ اللہ اقطاب و ابدال ایسے منہیات کے کب مرتکب ہوتے ہیں پھر خضر علیہ السلام کی تینوں باتوں کو غور کرو کہ ان میں سر مو قباحت نہیں۔ دیوار کا بنانا تو ظاہر ہے رہا کشتی کا تختہ نکالنا کہ جس سے وہ غرق نہوے اور انکی کشتی بچ گئی یہی ہی بات ہے کہ جسطرح سر کے بال مونڈ دینے سے کسیکا مرض دفع کر دیا جاوے رہا اُس بدبخت لڑکے کا قتل کرنا سو وہ بھی ٹھیک بات تھی خصوصاً جبکہ وہ جوان اور قزاق تھا یوں تو ملک الموت پر بھی سیکڑوں قتل کے ہر کوئی الزام لگا سکتا ہے۔

ف

ہندوؤں کی کتابوں سے جبکہ انپر یہہ الزام لگایا گیا کہ کرشن نے گوپیوں سے یہا کیا مہادیو جی نے اور فلاں فلاں بزرگوں نے ذرا سی بات پر لاتعداد لوگوں کو بیرحمی سے قتل کیا جسکی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں تو ہنود کے رئیس المناظرین لالہ اندرمن نے حضرت موسیٰؑ کا قبطی کو مکا مارنا اور خضر علیہ السلام کا کشتی کا تختہ اکھیڑنا لڑکے کو قتل کرنا حضرت آدمؑ کا بھول کر گندم کے درخت کو کھانا گنوا دیا اور سیکڑوں وہ بے اصل قصے جو ہمارے خوش اعتقاد راویوں نے اہل کتاب سے لئے تھے بیان کر دیئے کہ لو دیکھو تمہارے مسلم بزرگوں نے کیا کام کیا ہے؟ اس جواب سے ناواقف ہنود تو شاید خوش ہو گئے ہونگے مگر منصف مزاجوں کے نزدیک یہہ جواب سننے کے بھی قابل نہیں کیونکہ کہاں حضرت خضرؑ و موسیٰؑ و آدمؑ کا یہہ فعل کہاں انکے بزرگوں کے وہ حیرت انگیز ماجرے جو انکی کتابوں میں بھرے پڑے ہیں جسکی تشریح سوط اللہ جبار وغیرہ کتابوں میں علماء اسلام نے خوب کی ہے۔

ف

قرآن مجید میں جو خضر علیہ السلام کے تین فعل بیان ہوئے ہر ایک میں اُمت کے لئے عجیب رموز ہیں۔ اول کشتی کا تختہ توڑ کر بادشاہ ظالم کے ہاتھ سے بچ جانا اس بات کی تعلیم ہے کہ تھوڑے سے نقصان پر ناصبر ہونا چاہئے اسمیں جانئے کیا فوائد رکھے ہوتے ہیں اور نیز یہہ بھی کہ کسی غریب بیکس کو کشتی میں سوار کرنا یا اسکے ساتھ اور کوئی سلوک کرنا آفاتی ہلاکتوں سے بچنے کا سبب ہے۔ (۲) نیک آدمی پر صدمہ آنا کسی مصلحت الٰہیہ کی دلیل ہے جیسا کہ اس بدبخت لڑکے کا مرنا جو دنیا و آخرت میں انکے ننگ کا باعث تھا جسکے بدلہ میں نیک اولاد ملی (۳) نیک آدمی کے بعد پشتوں تک خدا تعالیٰ اسکی اولاد کو نیک صلہ دیا کرتا ہے جس طرح کہ دیوار کے قصہ سے ظاہر ہے۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝ فَأَتْبَعَ سَبَبًا ۝

اور تجھسے ذوالقرنین کو پوچھتے ہیں۔ کہدے ابھی میں تمہیں اسکا کچھہ ذکر سناتا ہوں ۔ ہمنے اسکو زمین پر قادر کیا تھا اور اسکو ہر ایک طرح کا سامان دیا تھا پس وہ در پے ہوا سامان کے

حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّا أَنْ تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَنْ تَتَّخِذَ

یہانتک کہ جب آفتاب غروب ہونیکی جگہ پہنچا تو اسکو ایک گرم (یا سیاہ) چشمے میں ڈوبتا پایا اور اسکے پاس ایک قوم کو پایا۔ ہمنے کہا اے ذوالقرنین تجھے اختیار ہے یا انکو سزا دے اور یا نیک

فِيهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُكْرًا ۝ وَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءً

سلوک کر۔ اسنے کہا کہ جو کوئی ظالم ہوگا پس اسکو ہم جلد سزا دینگے پھر وہ اپنے رب کے پاس واپس کیا جائیگا پھر اسکو سخت عذاب کریگا۔ اور جو کوئی ایمان لایا ہوگا اور اسنے نیکی کی ہوگی تو اسکو

الْحُسْنَىٰ ۖ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ۝

نیک بدلہ ملیگا۔ اور اس سے اپنے معاملہ میں بھی ہم آسان بات کہینگے

ترکیب

عن یسئلونک سے متعلق ذکرا اتلوکا مفعول۔ مکنا کا مفعول امرہ محذوف وجدہا جواب ہے اذا بلغ کا تغرب جملہ حال ہے ضمیر وجدہا سے یا مفعول وجد۔ حمئۃ ذات حماۃ۔ الحماۃ الطین الاسود۔ وقرأ ابن عامر وحمزۃ حامیۃ لسے حارۃ اما تخیر کے لئے جزاء کو حمزہ کسائی حفص بالنصب والتنوین پڑھتے ہیں اور باقی بالرفع والاضافۃ۔ اول تقدیر پر فلہ الحسنی جزاءً جیساکہ کہتے ہیں لک ہذا الثوب ہبۃ۔ دوسری صورت میں الحسنی کا موصوف الفعلۃ مقدر مانا جاویگا یا المثوبۃ پس جزاء موصوف ہوگی المثوبۃ الحسنی کی طرف واضافۃ الموصوف الی الصفۃ کثیر۔

تفسیر

ف — ذوالقرنین کا حال

یہہ چوتھا قصہ ذوالقرنین کا ہے جو اہل کتاب کے کہنے سے قریش نے حضرت سے پوچھا تھا انا مکنا سے تمہید کے بعد قصہ شروع ہوتا ہے کہ ہمنے ذوالقرنین کو دنیا پر قابو دیا تھا اور ہر ایک قسم کا ساز و سامان اسکو ملا تھا جس سے وہ مشرق و مغرب تک فتوحات حاصل کرتا ہوا چلا گیا اگرچہ جب سے علم تاریخ مدون ہوا ہی تب سے ایسے ساز و سامان جو اب ہیں ریل و خانی جہاز پہلے نہیں جانتے مگر تواریخ سے پہلے غیر معلوم زمانہ میں جانے کیا کیا صنعتیں تھیں اور مٹ گئیں جنکے بعض آثار قدیم خرابات کے کھود دینے سے برآمد ہوتے ہیں) فرماتا ہے فاتبع سببا کہ ذوالقرنین نے سفر کا ساز و سامان تیار کیا اور پہلے مغرب کی سمت کو روانہ ہوا یہاں تک کہ

ذوالقرنین کا سفر مغرب کیطرف

وہاں سے آفتاب سمندر کے گرم اور سیاہ پانی میں ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا تھا گرچہ آفتاب آسمان پر ہے مگر غروب کے وقت پانی کے کنارہ پر کھڑے ہونے والے کو پانی میں اور پہاڑ کے سامنے والے کو پہاڑ میں غروب ہوتا معلوم ہوا کرتا ہے۔ اور جسنے حمئۃ پڑھا ہے اسکے نزدیک ذوالقرنین کے سامنے سیاہ دلدل ہوگا جسمیں آفتاب کو غروب ہوتے دیکھا ہوگا۔ القصہ وہاں ایک بت پرست قوم ملی جسکی نسبت خدا نے ذوالقرنین کو بالہام یا بواسطہ نبی یہہ حکم دیا کہ خواہ انکو سزا دے خواہ انسے کوئی نیک سلوک کر ذوالقرنین نے کہا وہ جو ان میں ظالم و سرکش ہیں ہیں انہیں سزا دونگا یعنی مار ڈالونگا جو اسکے بعد وہ اپنے رب کے ہاں جاکر اور بھی سخت عذاب پاوینگے یا یہہ مراد کہ سزا دونگا کوئی سزا ہو پھر مرنیکے بعد وہ وہاں سزا پاوینگے۔ اور جو انمیں ایماندار اور نیک ہو جاوینگے اسکو اچھا بدلہ انعام و اکرام کرونگا اور اپنی حکومت و ریاست کی امر میں بھی انسے نرمی برتونگا چنانچہ ذوالقرنین نے ایسا ہی کیا ہوگا

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۝ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ

پھر سامان کیے اور چلے ہوا۔ یہاں تک کہ جب آفتاب نکلنے کی جگہ (یعنی مشرق میں) پہنچا تو اسکو ایک ایسی قوم پر طلوع کرتے پایا کہ جنکے لئے ہم نے آفتاب سے کوئی اوٹ نہ بنائی تھی یوں ہی ہے ۔ اور اسکے حال کی پوری پوری خبر ہمکو ہے

خُبْرًا ۝ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ۝ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ

پاس ہے ۔ پھر سامان کیے دیکھو ہوا (سفر کی تیاری کی) یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے بیچ پہنچا تو انکے اس طرف ایک ایسی قوم ملی جو بات نہ سمجھ سکتی تھی ۔ انہوں نے (مترجم کی معرفت) کہا اے ذوالقرنین

يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ

یاجوج و ماجوج نے تو ملک میں فساد ڈال رکھا ہے پھر اگر تو کہے تو تیرے لئے ایک محصول قائم کریں اس بات پر کہ تو ہمارے اور انکے بیچ کوئی دیوار بنا دیوے ۔ کہا جو کچھ میرے رب نے مجھے مقدور دیا ہے وہ بس ہے

فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝ اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ

پھر تم طاقت سے میری مدد کرو کہ میں تمہارے اور انکے درمیان ایک آڑ بنا دوں ۔ مجھے لوہے کے تختے دو ۔ یہاں تک کہ جب پہاڑ کے دونوں کناروں تک (جنکو) برابر کر دیا تو کہا دھونکو ۔ یہاں تک کہ جب اسکو آگ کر دیا تو

قَالَ اٰتُوْنِىْۤ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ؕ فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۝ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّىْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّىْ

کہا میرے پاس لاؤ کہ میں اس پر پگھلا تانبا ڈالوں ۔ پھر نہ اس پر چڑھ سکتے تھے اور نہ اس میں نقب لگا سکتے تھے ۔ کہا یہ میرے رب کی عنایت ہے پھر جب میرے رب کا وعدہ

جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّىْ حَقًّا ؕ

آویگا تو اسکو ڈھا کر برابر کر دیگا اور میرے رب کا وعدہ حق ہے

السدین ای الجبلین المبنی بینہما سدہ ۔ وہما جبلان منیفان فی اواخر الشمال فی منقطع ارض الترک من ورائہما یاجوج و ماجوج ۔ و بین ہہنا مفعول بہ و ہو من الظروف المتصرفۃ ۔ خرجا جعلا نخرجہ من اموالنا ۔ ردما حاجزا حصینا و ہو اکبر من السد من قولہم ثوب مردم اذا کان رقاع فوق رقاع ۔ الصدفین الصدف محرکۃ کل شئی مرتفع من حائط ونحوہ ۔ ای جانبی الجبلین ۔ فما اسطاعوا بحذف التاء حذرا من تلاقی متقاربین ای التاء والطاء ۔

پھر وہاں سے بلاد مشرقیہ کی طرف توجہ کی اور مشرق میں ایسی قوم تک پہنچے کہ جنکے پاس آفتاب کی تپش سے بچنے کے لئے کوئی خیمہ یا مکان نہ تھا زمین اور پہاڑوں کی کھوہ میں رہتے تھے ۔ فرماتا ہے کذلک الخ یعنی ہم علام الغیوب ہیں ذوالقرنین کا پورا حال کہ کس قدر سپاہ تھی اور اسکے ساتھ کون کون تھے جو ہمکو معلوم ہے اور کوئی کیا جان سکتا ہے اور الحق یوں ہی ہے ۔

ثم اتبع سببا یہ تیسرا سفر ہے اسکی کوئی سمت بیان نہیں کی غالباً شمالی رخ کا دھاوا ہے کیونکہ آبادی زمین کی اسی حصہ میں بیشتر ہے ۔ شمال میں فتح کرتے کرتے دو پہاڑوں کی گھاٹی میں پہنچے اور اسکے متصل ایک ایسی قوم ملی جو بات نہ سمجھ سکتی تھی ترجمان کے ذریعہ سے انہوں نے ذوالقرنین سے قوم یاجوج و ماجوج کی سرکشی اور فساد کا حال بیان کر کے اس گھاٹی کے بند کرنے کی درخواست کی کہ جس سے گزر کر یہ دونوں قومیں انکے ملک میں قتل و غارت کرتے تھے اور اسپر انہوں نے کچھ روپیہ پیسہ اور دینے کا بھی وعدہ کیا ذوالقرنین نے کہا خدا نے مجھے بہت کچھ دے رکھا ہے تم صرف جسمانی مدد دو کہ لوہے کے تختے میرے پاس لاؤ چنانچہ وہ لوگ لائے ۔ پس جب پہاڑوں کی چوٹیوں تک درے کو لوہے اور پتھروں سے چن دیا تو گرم کر کے یعنی پگھلا کر اسپر کسی حکمت سے تانبا ڈال دیا جس سے وہ دیوار ایک ذات ہو گئی سیسہ پلائی مستحکم ہو گئی کہ نہ تو اسکی بلندی کی وجہ سے یاجوج ماجوج اسپر چڑھ سکتے تھے نہ اسمیں سوراخ کر سکتے تھے ۔ ذوالقرنین نے کہا یہ تیری رحمت الٰہی ہے ہلاک کرنے کا ایک وقت مقرر خدا نے کر رکھا ہے جب وہ وقت آویگا تو گر جاویگی اسلئے کہا کہ شکر گزاری کرتے رہیں ڈرتے رہیں ۔

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوجُ فِي بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۙ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ۙ الَّذِيْنَ

اور اس روز ہم انکو ایسا کر چھوڑینگے کہ ایک دوسری پر چڑھا چلا آتا ہو اور صور پھونکا جاویگا پھر ہم ان سب کو جمع کرلینگے اور ہم اس روز کافروں کے آگے جہنم کو لاوینگے وہ کہ

كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۧ

جنکی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ کچھ سنتے ہی نہ تھے

ترکیب

بعضہم مفعول اول ترکنا بمعنی جعلنا کا یموج جملہ مفعول ثانی وترکنا جملہ مستانفہ ہے یومئذ یموج سے متعلق ہے۔ وکانوا معطوف ہے کانت اعینہم پر جو صلہ میں داخل ہے معطوف اور معطوف علیہ کا مجموعہ صلہ ہے الذین کا یہہ موصول اپنے صلہ سے ملکر الکافرین کی صفت یا نعت ہے۔

تفسیر

یہہ تتمہ ہے ذو القرنین کے قصہ کا۔ خدا تعالی فرماتا ہے کہ اس روز یعنی قیامت کے قریب جبکہ دیوار ٹوٹے گی اور قوم یاجوج ماجوج اپنی سے ادھر کے ملکوں میں آویگی تو یہہ ازدحام ہوگا کہ دھکم دھکا ایک دوسرے پر گرتے پڑتے ٹڈی دل کی طرح امڈے چلے آوینگے آکر زمین میں فساد کرینگے قتل کرینگے کھیتیں اجاڑینگے یہہ بات اسوقت ہوگی جبکہ حضرت عیسٰے علیہ السلام آسمان سے زمین پر آچکیں گے جیسا کہ احادیث میں آیا ہے پھر خدا تعالی اس قوم کو غارت کردیگا اور چند عرصہ کے بعد صور پھونکیگا ونفخ فی الصور اور دنیا نیست ہوجاویگی پھر دوسرے بار صور پھونکیگا کہ ہر شخص زندہ ہوگا وعرضنا جہنم الخ اس روز کافروں کے سامنے جہنم کو لاوینگے تاکہ وہ اس میں ڈالے جاویں وہ کافر کون لوگ ہیں؟ وہ جنکی آنکھوں پر دنیا میں پردے پڑے ہوئے تھے کہ خدا کی نشانیوں اور آیات قدرت کو دیکھکر اسکو یاد نہیں کرتے تھے اور جب خود یہہ بات حاصل نہ تھی تو انکے وعظ و نصیحت کو بھی نہیں سنتے تھے۔ وترکنا الخ کے جو معنی ہمنے بیان کئے ہیں انہیں معنی کی تائید سورۂ انبیاء کی اس آیت سے ہوتی ہے حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وہم من کل حدب ینسلون۔ یہانتک کہ جب یاجوج وماجوج کو کھولدینگے تو وہ ہر بلندی سے دوڑتے چلے آوینگے۔ پھر واقترب الوعد الحق سے حشر کا برپا ہونا بیان فرماتا ہے جیسا کہ یہاں عرضنا سے۔

مگر بعض مفسرین یومئذ اس روز سے مراد وہ دن لیتے ہیں کہ جبکہ سد دیوار قائم ہوئی تھی اور ترکنا ماضی کے صیغہ کو اپنے اصلی معنوں پر رکھتے ہیں انکے نزدیک اسکے یہہ معنی ہوئے کہ جس روز دیوار قائم ہوگئی تو یاجوج ماجوج وہیں ایک دوسرے پر باہر آنیکے لئے گرتے پڑتے اور ازدحام کرتے رہگئے کہ ایک دوسرے پر دیوار کی طرف آنیکے لئے گر پڑتا تھا جیسا کہ ازدحام میں ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

قرآن مجید میں آیا ہے ویسئلونک عن ذی القرنین الخ جمہور مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ قریش[1] نے جا کر یہود کے کہنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند قصے بطور امتحان کے پوچھے تھے منجملہ انکے ایک یہہ قصہ ہے - اس بات کو محدثین نے صحیح سند سے ثابت کر دیا ہے - اور قرآن مجید کے الفاظ بھی اسکی طرف اشارہ کر رہے ہیں -

اسمیں کچھہ بھی شبہہ نکرنا چاہیئے کہ ذی القرنین کا قصہ یہود میں متعارف تھا اب خواہ وہ انکے طالمود میں ہو خواہ کمرا میں جو انکی کتاب مقدس کی شرح یا تفسیر ہے یا انکی اُن روایات میں جو زبانی یکے بعد دیگرے انکے ہاں مقبول چلی آتی تھیں ہرچہ باشد مگر وہ ذی القرنین کے قصہ سے واقفیت رکھتے تھے اور یہہ بھی سمجھتے تھے کہ اس قصہ کو ہر ایک نہیں بتلا سکتا اور اسی غرض سے بطور امتحان کے آنحضرت صلعم سے پوچھا تھا - قرآن مجید نے صرف یہی بتلایا کہ وہ ایک ایسا بادشاہ تھا کہ جسکو ہمنے زمین پر زور آور کیا تھا اور اسکو ہر ایک طرح کے سبب عطا کیئے تھے پھر اسنے مغرب کے رخ سفر کیا اور وہانتک پہنچا کہ جہاں اسکو آفتاب ایک سیاہ اور گدلے چشمہ میں ڈوبتا ہوا معلوم ہوا - پھر وہانسے لوٹ کر مشرق کی طرف رجوع کیا اور آخر ایک ایسی قوم پر پہنچا کہ جنپر آفتاب بغیر کسی حجاب کے طلوع کرتا تھا - پھر وہانسے اسنے ایک اور سفر کیا (جو غالبًا سمت شمالی میں تھا اور قرائن سے بھی یہی سمجھا جاتا ہے) اور ایک ایسی قوم تک پہنچے کہ جو انکی زبان نہ سمجھہ سکتے تھی (بغیر ترجمان کے) ان لوگوں نے ذی القرنین سے کسی خاص خراج دینے پر یہہ درخواست کی کہ یاجوج ماجوج مفسد لوگ ہیں ہمارے ملک پر شورش برپا کیا کرتے ہیں آپ انکا رستہ بند کر دیجئے ذی القرنین نے خراج لینے سے انکار کیا اور لوہے کے تختے انسے مانگے کہ جنسے دو پہاڑوں کے درمیان کوئی درہ تھا اسکو بند کر دیا اور دیوار چنکر اسکو گرم کیا اور پگلا ہوا تانبا یا سیسہ اوپر ڈال کر اسکو مستحکم کر دیا کہ جسپر نہ وہ چڑھ سکتے تھے نہ اسمیں نقب لگا سکتے تھے -

نہ قرآن مجید میں اس بات کا ذکر ہے کہ ذی القرنین کس ملک کا بادشاہ تھا اور کس عہد میں تھا؟ اور نہ یہہ بات بتلائی کہ اسکو ذی القرنین کیوں کہتے تھے - نہ اس بات کا ذکر ہے کہ ذی القرنین مشرق و مغرب میں انتہا تک پہنچ گئے تھے نہ یہہ بات بتلائی گئی ہے کہ وہ قوم کہ جسنے سد یعنی دیوار بنانے کی درخواست کی تھی کون قوم تھی اور کہاں تھی؟ نہ یہہ بتلایا کہ یاجوج ماجوج کون قوم تھی اور کہاں رہتی تھی اور اب بھی ہے کہ نہیں اور ہے تو کہاں ہے اور وہ کیسی قوم ہے انکے قد کیسے ہیں اور وہ مردم خور ہیں یا نہیں؟ اور نہ دیوار کا موقع بتلایا کہ وہ کس جگہہ بنی تھی اور اب بھی ہے کہ نہیں؟

یہہ سب باتیں سوال سے زائد تھیں اسلیئے انسے اعراض کر کے اصل قصہ بتلا دیا جو انکی غرض سے تعلق رکھتا تھا اور انبیاء علیہم السلام اور وحی کا مقصد اصلی بھی یہی تھا تفصیل وار قصے کہانی بیان کرنا مورخوں کا کام ہے -

اب ان باتوں میں علماء اسلام نے غور کرنا شروع کیا اور جہانتک ہو سکا انکا پتا نکالا - اور ان باتوں کے دریافت کرنے میں انہوں نے کہیں قرآن مجید کے اشاروں سے کہیں روایات سلف سے کہیں صحیفۂ اہل کتاب اہل اسلام و دیگر تواریخ سے اور ہر زمانہ کے اہل تحقیق و اہل جغرافیہ سے مدد لی - اور یہی وجہ ہے کہ ان باتوں کو ٹھیک ٹھیک دریافت کرنے میں انمیں باہم اختلافات بھی ظہور میں آئے اور کچھہ عجب نہیں کہ انمیں کسی موقع میں اصلی بات رہ گئی ہو اور بعض نے اسکو ٹھیک سمجھا ہو - اور ایسی باتوں میں کہ جہاں نہ کوئی نص قطعی رہنمائی کرتی ہو نہ کوئی اُس وقت کی صحیح تاریخ ملتی ہو اس امر کا ہونا ایک معمولی بات ہے - نہ ان امور معہودہ کا انکی تحقیق کے موافق ہر ہر بات میں صحیح صحیح مان لینا فرض و واجب ہے نہ کوئی اُنپر وجہ انکار ہے -

[1] چنانچہ ابن جریر نے بسند ابن اسحاق عکرمہ سے روایت کی ہے کہ ابن عباس رض فرماتے ہیں قریش نے نضر بن حارث و عقبہ بن ابی معیط کو مدینہ میں احبار یہود کے پاس بھیجا تاکہ انسے پوچھکر بطور امتحان کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کریں چنانچہ انہوں نے یہ تین سوال تعلیم کیئے اور یہہ بھی کہہ دیا کہ اگر ان میں سے دو کا بھی جواب دیگا تو جانو کہ نبی برحق ہے اول اصحاب کہف کا حال پوچھو پھر اُس بادشاہ کا جو مشرق و مغرب تک فتح کرتا ہوا چلا گیا تھا یعنی ذوالقرنین کا پھر روح سے سوال کرو ۱۲ منہ

سب سے پہلی بات کہ ذوالقرنین کون تھا اور کہاں کا تھا اور کب تھا؟

اسکا ثبوت اس سے بخوبی ہو سکتا ہو کہ یہہ دیوار کسنے بنائی ہے؟ پس جو اسکا بنانیوالا ہے وہی شخص ذی القرنین ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے - اب ہکو اس سد کی تلاش کرنی پڑی کہ کہاں ہے - ہمارے سامنے حال کے بھی متعدد جغرافیہ اور کرۂ زمین کے صحیح نقشے دھرے ہیں جو سرکاری مدارس میں پڑھائے جاتے ہیں ان میں کسی جگہہ یاجوج ماجوج قوم کا ذکر تک نہیں اور یہہ ممکن ہے کیونکہ حال کے جغرافیوں میں قوموں اور ملکوں کے وہی نام ذکر کئے گئے ہیں جو آج کل متعارف ہیں اور ایسا بہت واقع ہوا ہے کہ زمانہ کے گزرنے سے ملکوں اور شہروں کے اور قوموں کے اور ہی نام ہو گئے پہلے نام بدل گئے ہو سکتا ہے کہ یاجوج ماجوج کو آج کل کسی اور نام سے تعبیر کرتے ہوں اسلئے یاجوج ماجوج کا نام نہونا کوئی تعجب کی بات نہیں اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کوئی قوم نہیں یا پہلے تھی اب بالکل نیست و نابود ہو گئی اسیطرح اُس سد کا بھی ذکر نہیں اور یہہ بھی قرین قیاس ہے کسلئے کہ جغرافیوں اور نقشوں میں شہروں اور پہاڑوں اور بڑے بڑے نشانوں کو ذکر کیا کرتے ہیں اور یہہ دیوار جیسا کہ اہل اسلام کے مورخ کہتے ہیں صرف تخمیناً ڈیڑھ سو گز کی ایک مرتفع اور مستحکم دیوار دو پہاڑوں کے درمیان ہے اس سے بھی بڑی بڑی صدہا چیزیں مذکور نہیں ہوتیں -

اب ہکو مسلمانوں کے قدیم جغرافیہ دیکھنے چاہئیں کہ جنہوں نے بطلیموس کے جغرافیہ کو لیکر اسکے ساتھ اپنی سفرنامہ اور اپنے دیکھے ہوئے مقامات کو بھی نہایت تشریح کے ساتھہ بیان کیا ہے اور گو یا حال کے جغرافیوں کی انہیں پر تقسیم اقالیم و جزائر و ممالک وغیرہ امور میں بنیاد ہے اور یہہ بھی درست ہے کہ آج کل سامان سفر جیسے مہیا ہیں اور جس آسان طریقہ سے ہر ایک ملک کی خبر دریافت ہو سکتی ہے پہلے یہہ بات نہ تھی اور اسیلئے حال میں اس فن میں بہت کچھہ چھان بین کی گئی مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ دوسری تیسری صدی میں جبکہ مسلمانوں کے فتوحات مشرق و مغرب تک پھیل گئے تھے اور وہ باوجود صعوبت سفر کے اندلس اور جبل الطارق سے لیکر چین کے کناروں تک ایسے امور کی تحقیقات کے لئے سفر کیا کرتے تھے اور پھر ہر ایک سیاح نہایت صحت و احتیاط کے ساتھہ ان مقامات اور بلاد و ممالک کے احوال کو قلمبند کیا کرتا تھا چنانچہ اس قسم کے بہت سے جغرافیہ ابتک موجود ہیں جنمیں سے اکثر کو اہل فرنگستان نے طبع بھی کیا ہے ان میں سے ہمارے پاس اسوقت یہہ کتابیں موجود ہیں جنسے ایشیا اور افریقہ کے ملکوں کا اور انکے شہروں اور مشہور مقاموں کو بڑی تشریح کے ساتھہ حال معلوم ہوتا ہے (۱) کتاب المسالک والممالک تالیف ابی القاسم ابن حوقل مطبوعہ لیڈن مطبع بریل سنہ ۱۸۷۳ء (۲) الآثار الباقیۃ عن القرون الخالیۃ تالیف ابو ریحان محمد بن احمد بیرونی خوارزمی مطبوعہ جرمن سنہ ۱۸۷۸ء بیرون سندھہ میں کوئی قریہ یا شہر تھا شاید اب بھی ہو یہہ شخص بڑا حکیم و منجم سلطان محمود غزنوی کے عہد میں تھا (۳) نزہۃ المشتاق فی ذکر الامصار والاقطار والبلدان والجزر والمدائن والآفاق اسکا مصنف علوی ادریسی چھٹی صدی میں تھا یہہ جغرافیہ یونانی اور اس وقت کے جغرافیوں سے ملخص کرکے جزیرۂ صقالیہ کے عیسائی بادشاہ کے لئے تصنیف کیا تھا (۴) مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنۃ والبقاع تالیف یاقوت حموی مطبوعہ فرانس (۵) کتاب البلدان تالیف ابی بکر احمد بن محمد الہمدانی المعروف بابن الفقیہ مطبوعہ لیڈن مطبع بریل سنہ ۱۳۰۲ ہجری (۶) احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم تالیف شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر البناء الشامی المقدسی المعروف بالبشاری مطبوعہ لیڈن مطبع بریل سنہ ۱۸۷۷ء اسکا مصنف شہاب الدین غوری سے بھی پہلے تھا (۷) مسالک الممالک تالیف ابی اسحاق ابراہیم بن محمد الفارسی الاصطخری المعروف بالکرخی مطبوعہ مطبع بریل واقع شہر لیڈن سنہ ۱۸۷۰ء (۸) تقویم البلدان تالیف سلطان عماد الدین اسماعیل بن الملک الافضل یعنی ابو الفدا مطبوعہ پیرس سنہ ۱۸۴۰ء (۹) مقدمہ ابن خلدون یہہ شخص جو آٹھویں صدی میں تھا بڑا حکیم تھا اسنے اپنے

جغرافیہ میں حکیم بطلیموس کے جغرافیہ سے لیا ہے جو حضرت مسیح سے تھوڑے دنوں بعد گزرا ہے اور نیز زجار و ابن مسعودی و حوقلی و قدری و ابن سحاق منجم و نزہۃ المشتاق سے بھی لیا ہے۔ اور اقالیم کا اس صحت و خوبی کے ساتھ حال بیان کیا ہے جو آج کل کے جغرافیوں سے سرمو تفاوت نہیں صرف ناموں کا فرق ہے۔ انہوں نے اپنے مقدمہ میں تین جگہ اس دیوار کا ذکر کیا ہے صفحہ ۷۱ میں کہتا ہے وفی الجزء التاسع من ہذا الاقلیم (الخامس) فی الجانب منہ بلاد خفشاخ وہم قفجق یجوزہا جبل قوقیا حین ینعطف من شمالہ عند البحر المحیط ویذہب فی وسطہ الی الجنوب بانحراف الی الشرق فیخرج فی الجزء التاسع من الاقلیم السادس ویعترض فیہ۔ وفی وسطہ ہناک سد یاجوج و ماجوج وقد ذکرناہ وفی الناحیۃ الشرقیۃ من ہذا الجزء ارض یاجوج وراجبل قوقیا علی البحر قلیلۃ العرض مستطیلۃ احاطت بہ من شرقہ وشمالہ انتہی۔

کہ اس اقلیم کے نویں حصہ میں ایک گوشہ میں خفشاخ کے بلاد ہیں کہ جنکو قفچاق کہتے ہیں کہ جنپر سے قوقیا پہاڑ گزرتا ہے جبکہ وہ بحر محیط کے پاس سے ہوکر شمال کی طرف کو موڑتا ہے قدرے شرق کو مائل ہوکر تب وہ پہاڑ اقلیم سادس کے نویں حصہ تک نکل جاتا ہے اور یہیں سے وہ موڑ کھا کر نکلتا ہے اور یہی جگہ اسکے وسط میں یاجوج ماجوج والی دیوار ہے کہ جسکو ہم ذکر کر چکے ہیں اور اس حصہ کے شرقی کنارہ میں یاجوج کا ملک ہے جبل قوقیا کے پرے سمندر کے رخ مستطیل شکل کا ہے۔

قوقیا کوہ یورال کو کہتے ہیں اور یورال کے موڑ میں ایک جگہ وہ دیوار ہے اور کوہ یورال کے پرلی طرف منگولیا اور منگولیا ترکوں کی قومیں ہیں جنکو یاجوج سے تعبیر کرتے ہیں اور یہہ لوگ سخت خونخوار و زبردست اور وحشی اور سفاک کافر ہیں جنکا پیشہ شکار ہے۔ پہلے زمانوں میں انہیں لوگوں کا دھر تو چین کے ملک پر تاخت و تاراج کیا کرتے تھے جنکے روکنے کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام سے تخمیناً ۲۲۵ برس پیشتر فغفور چین نے دیوار بنائی تھی جسکی لمبائی کا اندازہ بارہ سو میل سے لیکر پندرہ سو میل تک کیا گیا ہے یہہ مستحکم دیوار کہ جسکی پوری کیفیت تاریخ چین سے معلوم ہوتی ہے اب تک موجود ہے جو عجائبات روزگار میں شمار کیجاتی ہے۔ ادھر یہہ سفاک قوم ترکستان کی اس پہاڑ کے درہ میں سے گزر کر تاخت و تاراج کرنے آیا کرتی تھی۔

اب ہم یہہ بتلاتے ہیں کہ دنیا میں اس قسم کی دیواریں کتنے جگہہ ہیں؟ (۱) ملک چین کے شمالی حصہ میں یہہ دیوار ہے جسکو دیوار چین کہتے ہیں جسکو بقول مورخین چی وانگتی فغفور چین نے بنایا (۲) یہہ دیوار جو کوہ یورال کے درہ کو بند کئے ہوئے ہے جسکا ابن خلدون نے ذکر کیا اور اسیکو اکثر اہل اسلام کے مورخین سد یاجوج کہتے ہیں اور جسکی تحقیق خلفاء عباسیہ کے عہد میں کی گئی چنانچہ ابوریحان بیرونی اپنی کتاب آثار باقیہ مطبوعہ جرمن ۱۸۷۸ء کے صفحہ ۴۱ میں لکھتے ہیں فاما الروم المبنی بین السدین فان ظاہر القصۃ فی القرآن لاینص علی موضعہ من الارض وقد نطقت الکتب المشتملۃ علی ذکر البلاد والمدن کجغرافیا وکتب المسالک والممالک علی ان ہذہ الامۃ اعنی یاجوج وماجوج ہم صنف من الاتراک المشرقیۃ الساکنۃ فی مبادی الاقالیم الخامس والسادس مع ہذا حکی محمد بن جریر الطبری فی کتاب التاریخ ان صاحب آذربیجان ایام فتحہا وجہ انسانا الیہ من ناحیۃ الخزر فشاہدہ ووصفہ بناء باسق سام اسود وراء خندق وثیق منیع۔

وحکی عبداللہ بن خرداذبۃ عن الترجمان بباب الخلیفۃ ان المعتصم رای فی المنام ان ہذا الردم قد فتح فوجہ خمسین نفرًا الیہ لیعاینوہ فسلکوا من طریق باب الابواب واللان والخزر حتی بلغوا الیہ وشاہدوہ معمولا من لبن حدید مشدودًا بالنحاس المذاب وعلیہ باب مقفل وحفظہ من اہل البلدان القریبۃ منہا وانہم رجعوا فاخرجہم الدلیل الی البقاع المحاذیۃ لسمرقند انتہی۔

کہ اس دیوار کا قرآن نے کوئی موقع و محل نہیں بتلایا کہ کس جگہہ ہے؟ ہاں کتب تواریخ و جغرافیہ میں تصریح ہے کہ یاجوج ماجوج ترکوں میں سے ایک قوم کا نام ہے

اول دیوار

دنیا میں کتنی دیواریں ہیں

جو اقلیم خامس و سادس کے مشرق میں بستے ہیں۔ اور محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں یہہ بھی لکھا ہی کہ صاحب آذربیجان نے جب اس ملک کو فتح کیا تو کسی کو اس دیوار کے دیکھنے کو بھیجا جو بحیرہ خزر کی راہ سے دیکھنے گیا اور دیکھکر آیا۔ اور ابن خرداذبہ نے نقل کیا ہے کہ خلیفہ معتصم نے خواب میں اس دیوار کو ٹوٹا ہوا دیکھا تب اسکی تحقیق کیلیے پچاس آدمیوں کو روانہ کیا جو باب الابواب اور لان و خزر کی راہ سے گئے اور اسکو دیکھکر آئے اور بیان کیا کہ ایک دیوار مستحکم ہے جو لوہے کے تختوں یا اینٹوں سے بنائی گئی ہے نہایت بلند و مستحکم اور اسمیں دروازہ بھی ہے جسکا قفل لگا ہوا ہے پھر جو اس جماعت کو راہبر نے وہاں سے نکالا تو سمرقند کے محاذی آنکلے۔

اور کتاب احسن التقسیم فی معرفۃ الاقالیم میں اسی بات کو بڑی تفصیل سے نقل کیا ہی مگر معتصم کی جگہہ واثق باللہ عباسی خلیفہ کا معاملہ بتلایا ہی اور یہی صحیح ہے اور یہہ بھی لکھا ہی کہ واثق نے اس جماعت کا افسر محمد بن موسی خوارزمی منجم کو بنایا تھا اور سامان سفر بہت کچھہ دیا تھا اور بادشاہوں کے نام نامے لکھدیے تھے پھر یہہ جماعت طرخان کے ملک سے ہو کر مقام پر پہنچی کہ جہاں یہہ دیوار ہے آکر انہوں نے تفصیل بیان کی کہ ڈیڑھ سو گز کا دو پہاڑوں میں ایک گھاٹا ہے جسکو دو پائے چنکر (کہ جنکا عرض پندرہ پندرہ گز ہے جو لوہے کی اینٹوں سے بنے ہیں اور پھر پگھلے ہوئے تانبے سے انکی درزیں ملائی گئی ہیں) ایک مستحکم دروازہ بناکر بڑے مستحکم آہنی کواڑوں سے بند کر دیا ہے۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۴۳ میں شہر صغانیان کی مسافت یوں بیان کرتا ہی کہ یہاں سے شومان تک دو دن کا رستہ ہے پھر اندیان تک ایک روز کا پھر واشجرد تک ایک روز کا اور وہاں سے ایلاق ایک دن کا اور وہاں سے ورسنہ ایک روز اور یہاں سے جاؤگاں ایک روز کا انتہی۔

اور یہہ حال ترکستان کا بیان کر رہا ہی اسی دیوار کو دربند بتلاتا ہی۔ ان جغرافیہ دانوں نے ہر ایک ملک کے شہر اور انکے رستے بھی اپنی سیاحت سے بیان کر دیے ہیں۔ حالانکہ انگریزی جغرافیوں میں اس تفصیل کے ساتھہ ترکستان اور منگولیا کا اور وہاں کے شہروں اور قریات کا عشر عشیر بھی بیان نہیں۔ کیونکہ ان ملکوں میں مسلمان تو پھرتے رہے اور رستے بھی انکو گزارہ رہے یورپین لوگ اب تک بھی ان میں طرح نہیں گلگت کے پرلی طرف کمیشنر بنکر بھی نہیں جاسکتے بہت کچھہ گورنمنٹ کوشش کرتی ہے پھر انکے جغرافیوں میں اس سدبند کا مذکور نہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ یہہ دربند کہ جسکو باب الحدید بھی کہتے ہیں ان پہاڑوں میں موجود نہیں ہے۔

کتاب المسالک والممالک تالیف ابی القاسم بن حوقل کے صفحہ ۳۹۹ میں ترمذ اور بخارا کی مسافت بیان کی ہے کہ ترمذ سے قراجون ایک مرحلہ اور وہاں سے بیاتکال ایک مرحلہ اور وہاں سے باریغ ایک مرحلہ اور وہاں سے نسفا ایک مرحلہ اور وہاں سے سونج ایک مرحلہ اور وہاں سے دیدکی ایک مرحلہ اور وہاں سے کنذک ایک مرحلہ اور وہاں سے باب الحدید ایک مرحلہ اسکے علاوہ تاریخ تیموری میں تیمور بادشاہ کا اس باب الحدید تک ایک جنگ میں پہنچنا مذکور ہے۔

اور اسکے بعد اور اور سیاحوں نے بھی اس پہاڑ میں اس سدبند کا معاینہ کیا ہے اور یہہ بات نقشہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ کوہ یورال منگولیا اور منچوریا میں حائل ہی اور اسکا اثر عدد میں ایک موڑ معلوم ہوتا ہے اور اسی پہاڑ کے بیچ میں ایک راہ کشادہ تھا جسکو ذی القرنین نے بند کر دیا جو اب تک موجود ہی اور ٹھیک ٹھیک یہی وہ سد ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے۔ ہاں یہہ بات اور ہے کہ کوئی مسلمان سیاحوں اور جغرافیہ دانوں کی باتوں کو قصے و کہانی سمجھے اور اگر کوئی یورپین بیان کرے تو اسکو وحی اور الہام مان لیا جائے۔

پھر اسی کتاب کا مصنف صفحہ ۲۷۱۔ میں شہر سمرقند کی بابت لکھتا ہی ویزعم الناس ان تبعا بنی مدینتہا وان ذی القرنین تمم بعض بنائہا ورایت علی بابہا الکبیر صحیفۃ من حدید وعلیہا کتابۃ زعم اہلہا انہا حمیریۃ وانہم یتوارثون علم ذلک انتہی کہ لوگوں کا یہہ خیال ہے کہ تبع نے شہر سمرقند کو آباد کیا اور اسکی بعض عمارات کو ذی القرنین نے تمام کیا اور میں نے اسکے بڑے دروازہ پر لوہے کی تختی دیکھی کہ جسپر کچھہ لکھا ہوا ہے وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ یہہ حمیری خط میں ہے (جو شاہان حمیریہ والیان یمن کا خط تھا) اور یہہ بات وہ اپنے باپ دادا سے سنتے چلے آتے ہیں۔

اس سے یہہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ذی القرنین حمیری بادشاہ تھا اور یہی اس نواح میں علمداری بھی کی ہو اور اپنے ملک کی حفاظت کیلئے کوہ یورال کا یہہ درہ بھی بند کیا تھا کہ جسکو سد ذی القرنین کہتے ہیں۔ اور یہہ کچھہ تعجب کی بات نہیں ہے کسلئے کہ شاہان یمن مصر تک بھی علمداری کر چکے ہیں چنانچہ بانوں کی علمداری کے نام سے مشہور ہے اور انکے آثار قدیمہ جیسا کہ قصر غمدان وغیرہ یمن میں یادگار تھے اور اب بھی ہیں جو انکی عظمت کی گواہی دے رہے ہیں پھر کیا تعجب ہے کہ مشرق اور شمال میں بھی انکی فتوحات ہوئے ہوں۔

(۲) دیوار یا ایک نہایت مستحکم بنا جو غیر قوموں کے روکنے کیلئے بنائی گئی ہو ملک آذربیجان کے سرے پر بحیرہ طبرستان کے کنارہ پر جبل قبق کے گھاٹے بند کرنیکے لئے بنائی گئی تھی۔

مراصد الاطلاع کے صفحہ ۱۱۱ میں ہے۔ و باب الابواب فہو و ربند۔ و ربند شیروان و باب الابواب مدینۃ علی البحر بحر طبرستان و بحر الخزر الخ و سمیت باب الابواب لانہا افواہ شعاب فی جبل القبق فیہا حصون کثیرۃ و لہا حائط بناہ انوشیروان بالصخر و الرصاص و علا ثلثمائۃ ذراع و جعل علیہ ابوابا من حدید لان الخزر کانت تغیر فی سلطان فارس حتی تبلغ ہمدان والموصل فبناہ لیمنعہم الخروج منہ انتہی باب الابواب دربند بحر خزر پر ایک شہر ہے اور اسکو باب الابواب اسلئے کہتے ہیں کہ جبل قبق کی گھاٹیوں کے دروازے ہیں جہاں بہت سے قلعے ہیں اور وہاں ایک دیوار جو پتھر اور سیسے سے بنائی گئی ہے جسکی بلندی تین سو گز ہے اور جسمیں لوہے کے دروازے ہیں اور اسکو انوشیروان نے اسلئے بنایا تھا کہ قوم خزر اسکی ملک میں آکر ہمدان اور موصل تک غارتگری کرتی تھی انکو روکنے کیلئے اسکو بنایا۔

کتاب البلدان کا مصنف ابن الفقیہ اس دیوار کا کئی جگہہ ذکر کرتا ہے ایک جگہہ کہتا ہے (صفحہ ۲۸۸) دبنی الحائط بینہ و بین الخزر بالصخر و الرصاص و عرضہ ثلثمائۃ ذراع حتی الحقہ برؤس الجبال ثم قادہ فی البحر و جعل علیہ ابواب حدید۔ پھر صفحہ ۲۹۸ میں کہتا ہے الباب و الابواب حائط بناہ انوشیروان و ان طرفا منہ فی البحر الخ و مد سبعۃ فراسخ الی موضع اشبہ جبل و عرا لا یتہیا سلوکہ و ہو مبنی بالحجارۃ المنقورۃ المربعۃ لا یقل الحجر الواحد منہا خمسون رجلا و قد قلبت بالحجارۃ و انفذ بعضہا الی البعض بالمسامیر و جعل فی ہذہ السبعۃ الفراسخ سبعۃ مسالک الخ و علق علی کل مسلک باب و عرض لہو فی اعلاہ ما یسیر علیہ عشرون فارسا لا یتزاحمون انتہی کہ خزر کے روکنے کیلئے پتھر اور سیسے کی ایک دیوار بنائی کہ جسکا عرض تین سو گز ہے جسکو پہاڑوں کی چوٹیوں تک پہنچا دیا اور اسکا ایک سرا دریا میں ملا دیا۔ اور اسکی لمبائی سات فرسخ ہے ہر ایک فرسخ پر ایک آہنی دروازہ لگا دیا ہے اور یہہ دیوار گھڑے ہوئے مربع پتھروں سے بنی ہوئی ہے کہ سوراخ کرکے ایک پتھر کو دوسرے سے میخ کے ساتھہ ملحق کر دیا ہے انمیں سے ایک ایک پتھر ایسا بڑا ہے کہ پچاس آدمی بھی اکھیڑ نہیں سکتے اور اوپر جا کر اسکی اتنی چوڑان ہے کہ جسپر بلا مزاحمت بیس سوار چلے جاویں۔ اور ایک جگہہ یہاں کے قلعوں کو قباد اکبر کی تعمیر بتایا ہے۔

یہہ دیوار بھی ابتک قائم ہے اور بیضاوی وغیرہ بعض علماء اسلام نے اسکو وہ دیوار بتلایا ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے۔

(۴) دیوار تبت کے شمالی پہاڑوں میں بمقام راست بنائی گئی ہے اسکی نسبت نزہۃ المشتاق میں یہہ لکھا ہے والراست اقصی خراسان من تلک الوجہ وہی مدینۃ بین جبلین کان منہا مدخل الترک الی الغارۃ فاغلق الفضل بن یحیی بن خالد بن برمک ہناک بابا۔ کہ یہہ شہر راست جو دو پہاڑوں کے درمیان میں ہے اس سمت میں خراسان کا اخیر کنارہ ہے یہاں ایک رستہ ہے جہاں سے ترک دھاوا کیا کرتے تھے اسکو فضل بن یحیی برمکی نے دروازہ لگا کر بند کر دیا۔ یہہ دیوار بالاتفاق وہ دیوار نہیں کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے کیونکہ یہہ نزول قرآن کے بعد بنائی گئی ہے۔

(۵) بحر شامی یا بحرہ روم کا مشرقی کنارہ جو شام سے ملا ہوا ہے اسمیں چند جزائر ہیں اشیا کوچک سے ملتے ہوئے جنمیں سے ایک جزیرہ رودوس ہے اور ایک جزیرہ بلونس ہے کہ جسکو ہزار میل کے دوری سے دریا گھیرے ہوئے ہے اسکا خشکی کیطرف ایک رستہ ہے چھہ میل کے فاصلہ کا سو اسکو کسی قیصر روم نے دیوار بنا کر بند کر دیا ہے چنانچہ نزہۃ المشتاق میں لکھتا ہے الجزء الرابع من الاقلیم الرابع یتضمن قطعۃ من البحر الشامی فیہا اعداد جزائر من جزائر الرومانیۃ و جزیرۃ بلیونس جزیرۃ یحیط بہا البحر

الف میل ولیس لہا منفذ الی البر الاقم ضیق مقدارہ ستۃ امیال وقد کان حاولہا بصرہ من الروم بنی علیہ سوا طولہ بذہ لہا فقہ وہی ستۃ امیال انتہی یہہ معلوم نہیں کہ یہہ دیوار ابھی
قائم ہے کہ نہیں مگر یہہ بھی بالاتفاق وہ دیوار نہیں کہ جسکا ذکر قرآن مجید میں ہے- اور نہ وہ دیوار مراد ہو سکتی ہے کہ جسکو بعض علما نے ملک اندلس کے پہاڑوں میں بتلایا ہے-

اب صرف اول و دوم و سوم دیوار میں کلام ہے- اخبار علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مطبوعہ ۸ جون ۱۹۰۸ع میں ہمارے کسی نامور معاصر نے ایک مضمون طبع کیا ہے جسکی
سرخی یا عنوان **ازالۃ الغین عن قصۃ ذی القرنین** ہے- اسمیں امام فخر رازی ؒ پر بہت کچھہ لے دے کی ہے- اول تو ذی القرنین
کی وجہ تسمیہ میں جو امام صاحب نے لوگونکے چند اقوال نقل کئے تھے نہ انکی صحت کا ذمہ کر لیا تھا نہ انکو اپنا قول بتلایا تھا مگر معترض معاصر امام صاحب ؒ جیسے جلیل القدر شخص
پر اعتراض جاکر شہرت حاصل کرنیکی غرض سے سب کو امام صاحب کی طرف منسوب کر کے قہقہہ اڑایا ہے- اسکے بعد امام صاحب نے ذی القرنین کے بارہ میں جو لوگونکے قول نقل کئے
ہیں کہ کسینے سکندر بن فیلقوس مراد لیا ہے اور کسینے کوئی حمیری بادشاہ بتلایا ہے- وہاں بھی آپ سکندر رومی کا ذی القرنین قرار دینا امام صاحب ہی کا عقیدہ سمجھ گئے
اور ابو ریحان بیرونی کا جو امام صاحب نے قول نقل کیا تھا کہ وہ حمیری بادشاہ مراد لیتے ہیں- ہاں آپکی بھی تغلیط کر دی نہ جسپر کوئی دلیل لائے نہ برہان پھر عموماً
مفسرین پر عتاب فرمایا ہے اور انکو غلطی میں پڑنیکا الزام دیکر از خود سند کے پتے سے ذی القرنین کی تعین کرنی شروع کی ہے- پھر جب آپنے ادھر ادھر دیکھا اور آپکو
بجز دیوار چین کے اور کسی دیوار کا پتا نہ لگا تو اسیکو وہ دیوار قرار دیا کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے اور جب تاریخ چین کو دیکھا تو اس دیوار کا بانی چی وانگٹی فغفور کو
پایا اسلئے اسیکو ذی القرنین قرار دیا اور قرنین سے اسکے دو زمانے مراد لئے ایک اسباب و سامان جمع کرنیکا دوسرا فتوحات کا اور اسکا مغربی سفر برہما اور
ملایا تک پہنچنا اور مغربی سمت میں خلیج بنگالہ میں آفتاب کے چشمۂ سیاہ میں ڈوبتے پانا قرار دیا اور ایمان لانا جو قرآن میں مذکور ہے (کہ ذی القرنین نے کہا تھا
جو ایمان لاویگا اور اچھے کام کریگا اسکو اچھا بدلہ ملیگا) اسکے معنی فرمانبرداری کرنا بتلایا اور مشرقی سفرگاہ چین کا مشرقی کنارہ مانا- یہہ تو سب
کچھہ کہا مگر بین الصدفین کی کچھہ توجیہ نہ بن سکی گو سادہ سی توجیہ کر دی کہ سیدھا پن مراد ہے نہ کہ دونو پہاڑوں کی چوٹیوں تک بلند ہونا
کیسلئے کہ قرآن مجید کی عبارت سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیوار دو پہاڑوں کے درمیان تھی جو بیشتر پہاڑونکی گھاٹیوں کی طرف
اشارہ کرتی ہے اور یہہ دیوار چین تو تخمیناً پندرہ سو میل تک ہے اور پہاڑوں میں اور پہاڑونکی چوٹیوں پر اور میدانوں میں اور دریاؤں پر
برابر بنتی چلی گئی ہے اور وہ دیوار تو صرف دو پہاڑوں کے درمیان بنی تھی جیسا کہ معلوم ہوا- کاش ہمارا معاصر یوں کہتا کہ ذی القرنین نے سب سے
اول دو پہاڑونکو درمیان اس دیوار کو چنکر ایک درہ بند کر دیا تھا پھر فغفور چین نے ادھر ادھر سے اس دیوار کو اور بڑھا دیا پندرہ سو میل تک لمبا کر دیا
تب تو ایک وجہ معقول ہو سکتی تھی- اور یہہ بھی سہی مگر سپر ایک تاریخی خدشہ باقی رہتا ہے وہ یہہ کہ اگلے زمانہ میں بسبب دشوار گزاری رستونکے آس پاس کے
ملکوں کا تو حال معلوم ہوتا رہتا تھا دور دراز کے ملک جیسا کہ اہل عرب اہل شام سے چین ہے ہمیشہ حیز خفا اور پردۂ لاعلمی میں رہتا تھا پھر یہہ جو کہ
چی وانگٹی فغفور کا قصہ کس سبب سے معلوم ہوا اور جبکہ وہ باخدا اور موحد نہ تھا تو ذی القرنین یا اسکی ہم معنی لفظوں سے اسکا تذکرہ انکی زبانوں پر جاری
ہونیکی کیا وجہ؟ اسکے علاوہ قرآن مجید کے متعدد لفظوں سے ذی القرنین کا باخدا ہونا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اسکا یہہ کہنا کہ جو ایمان لائیگا اور نیک کام کریگا
اسکو اچھا بدلہ ملیگا- اب عام ہے کہ یہہ شخص نبی ہو یا اسکا پیرو مرد باخدا جو اسکی شہرت کا قرنوں تک باعث ہوا-

دوسری دیوار کی نسبت جمہور اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ یہی وہ دیوار ہے جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے چنانچہ تفسیر کبیر اور دیگر تفاسیر میں جو مذکور
اور اسکا بانی کوئی فغفور چین نہیں ہے اہل تاریخ سب متفق ہیں کہ یہہ دیوار کسی حمیری بادشاہ نے بنائی تھی پس ثابت ہوا کہ ذی القرنین حمیری بادشاہ تھا

نہ سکندر رومی جیسا کہ بعض اہلِ علم کا خیال ہے اسکے سوا ایک اور بھی وجہ ہے کہ جس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین عرب کا رہنے والا تھا وہ یہہ کہ ذوالقرنین عربی لفظ ہے
اور ذو کے ساتھ زمانۂ قدیم میں اکثر یمن کے بادشاہ ملقب ہوا کرتے تھے جیسا کہ ذی نواس ذوالنون ذورعین ذویزن ذوجدن اسیطرح ذوالقرنین بھی ہے
ابوریحان بیرونی اسکا نام ابوکرب بن عیر بن افریقیس حمیری بتلاتے ہیں اور اپنی سند میں اسعد یمانی کے یہہ اشعار لاتے ہیں ؎ قد کان ذوالقرنین جدی مسلما
ملکا علا فی الارض غیر مفند ٭ بلغ المشارق والمغارب یبتغی ٭ اسباب امر من حکیم مرشد ٭ ابوالفدا اپنی تاریخ کی چوتھی فصل میں ابن سعید مغربی سے نقل کرتے
ہیں کہ اول قحطان بن عابر ملکِ یمن میں آکر بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا یشجب کہ جسکو سبا کہتے ہیں اسنے شہر سبا بنایا اور مارب کی زمین میں ملک کو
شاداب کرنیکے لئے پختہ بند بندھوایا اسکے بعد اسکا بیٹا حمیر بادشاہ ہوا اسنے ثمود کو یمن سے نکالدیا اسکے بعد اسکا بیٹا وائل بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا سکسک
پھر اسکا بیٹا یعفر پھر حمیر کے خاندان میں سے ذوالراس عامر بادشاہ ہوگیا مگر یعفر کے بیٹے نعمان نے پھر غلبہ پایا اور اسکے بعد اسکا بیٹا اشبح بادشاہ ہوا اور اسی خاندان
کی سلطنت اسی پر تمام ہوگئی اور شداد بن عاد بن الملطاط بن سبا بادشاہ ہوا جو بڑا جبار بادشاہ تھا اسکے بعد اسکا بھائی لقمان بن عاد اور اسکے بعد دوسرا بھائی
ذوسدد بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا حارث الرائش بادشاہ ہوا یہی تبع اول ہے اسکے بعد اسکا بیٹا صعب بادشاہ ہوا یہی وہ **ذوالقرنین** ہے کہ
جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے اسکے بعد اسکا بیٹا ذوالمنار ابرہہ بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا افریقس اسکے بعد اسکا بھائی ذوالاذعار اسکے بعد اسکا بھائی شرحبیل اسکے بعد اسکا بیٹا الہداد بادشاہ ہوا
اسکے بعد اسکی بیٹی بلقیس بادشاہ ہوئی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئی تھی انتہی ملخصا۔

قرن عربی زبان میں سینگ کو بھی کہتے ہیں اور زمانہ کو بھی جسکا تثنیہ قرنین ہے ذوالقرنین کے معنی دو سینگ یا دو زمانہ والا۔ قرآن مجید اور احادیث میں اس بادشاہ
کو ذوالقرنین کہنے کی کوئی وجہ بیان نہیں ہوئی لیکن علماء نے لفظوں کے معنی پر خیال کرکے متعدد وجہ بیان فرمائی ہیں اب یہہ کچھ ضرور نہیں کہ وہ سب صحیح ہوں یا سب غلط
منجملہ انکے ایک یہہ کہ اسکے تاج پر دو طرف دو کلغیاں لگی رہتی تھیں۔ عام بادشاہوں کے تاج پر ایک ہوتی ہے انکے دو تھیں اسلیئے اسی لقب سے شہرت پائی جو انکی شہنشاہی
اور فتوحاتِ کثیرہ پر دلالت کرتا ہے یا یہہ کہ اسکو دو زمانے پیش آئے تھے ایک فتوحات کا دوسرا انپر قابض و مسلط ہوکر حکمرانی کرنیکا یہہ بات بھی ہر بادشاہ کو
نصیب نہیں ہوتی سکندر فیلقوس نے فتوحات کے بعد کچھ بھی زمانہ نہیں پایا ہندوستان سے مراجعت کرتے وقت ۳۳ برس کی عمر میں بابل میں مرگیا۔

قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ قریش نے خواہ از خود خواہ یہود کے کہنے سے آنحضرت صلعم سے ذی القرنین کا حال بطور امتحان کے دریافت کیا تھا جیسا کہ فرماتا ہے ویسئلونک
عن ذی القرنین اسکے جواب میں فرماتا ہے قل ساتلوا علیکم منہ ذکرا کہ ہم اسکا تجھ سے کچھ حال بیان کرتے ہیں پھر اسکا حال بیان کرتا ہے انا مکنا لہ فی الارض واتیناہ من کل
شیء سببا کہ اسکو ہر ایک قسم کے اسباب اور قوت دی تھی فاتبع سببا حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدہا تغرب فی عین حمئۃ ووجد عندہا قوما کہ اسنے سامان سفر درست کرکے سفر کیا
اور فتح کرتا ہوا وہانتک پہنچا کہ جہاں آفتاب غروب کرتا ہے سو اسکو ایک سیاہ یا گرم چشمہ میں ڈوبتے ہوئے پایا اور وہاں ایک قوم بھی اسکو ملی۔

مغرب الشمس کے یہہ معنی نہیں کہ زمین پر کوئی آفتاب غروب ہونے کی جگہہ ہے اور وہاں کوئی سیاہ دلدل یا گرم چشمہ ہے کہ جہاں آفتاب غروب ہوا کرتا ہے کسلیئے کہ آفتاب چوتھے
آسمان پر ہے اور زمین گول ہے ہر وقت آفاق بعیدہ کے لحاظ سے اسکا طلوع و غروب ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ جہاں اب دن ہے انکے مقابلہ میں رات ہے کہیں اب نصف النہار
ہے تو دوسری جگہہ غروب کا وقت معلوم ہوتا ہے علی ہذا القیاس اور جو کسی نے یہہ معنی سمجھے ہوں تو یہہ اسکی غلطی ہے نہ کلام اللہ کی بلکہ یہہ کلام محاورہ اور عرف عام کے طور پر
صادر ہوا ہے دیکھو ہماری محاورہ میں نہایت دور دراز کے مشرقی اور مغربی ملکوں کے لحاظ سے کہا کرتے ہیں کہ فلاں بادشاہ کی وہانتک سلطنت ہے کہ جہاں سے آفتاب طلوع کرتا ہے اور
جہاں غروب ہوتا ہے یعنی مشرق میں دور دراز تک کہ جہاں انکی افق کا دائرہ سطح ارض کو مس کرتا ہے اور اسیطرح مغرب میں بہت دور دراز تک۔ یہہ معنی ہیں مغرب الشمس اور

مطلع الشمس کہے۔ اور امام رازی وغیرہ محققین نے یہی مراد لیا ہے اپنی تفاسیر میں کہ ذوالقرنین جب مغرب کیطرف بہت دور تک پہنچا کہ جہاں بحر سمندر اور کوئی آبادی تھی تو آفتاب انکو اسمیں ڈوبتا ہوا معلوم ہوا اور سب یوں ہی معلوم ہوا کرتا ہے جنہوں نے جہاز پر سفر کیا ہے یا جنکے مغرب میں سمندر ہے وہ ہر روز اس بات کا معاینہ کرتے ہیں۔

قرآن مجید نے یہہ بیان نہیں فرمایا کہ وہ مغرب میں کہانتک پہنچے تھے اور وہاں انکو کون قوم ملی تھی؟ اب اسکی تعین تحقیق جو کچھ ہوگی تاریخ سے ہوگی۔ عرب کے تمام غربی کنارہ کو بلکہ تمام جنوب اور قدرے شمال کو بحر عرب اور قلزم احاطہ کئے ہوئے ہے اگر یہہ مراد لیا جاوے کیونکہ یہہ اس سے بہت کچھ دور نہیں ہے تو قلزم کو عبور کرکے ملک مصر اور بربر کو طے کرتے ہوئے بحر اعظم تک پہنچنا مراد لیا جاویگا اور وہیں وہ قوم ملی تھی جسکی بابت خدا تعالی نے بذریعہ الہام یا کسی نبی کی معرفت ذوالقرنین سے یہہ فرمایا قلنا یا ذالقرنین اما ان تعذب واما ان تتخذ فیہم حسنا کہ تجھکو انکی بارہ میں اختیار ہے خواہ سلوک کر خواہ انکو سزا دے جسکے جواب میں ذوالقرنین نے عرض کیا قال اما من ظلم فسوف نعذبہ ثم یرد الی ربہ فیعذبہ عذابا نکرا۔ واما من امن وعمل صالحا فلہ جزاء الحسنی وسنقول لہ من امرنا یسرا کہ ظالموں کو ہم سزا دینگے اور وہ اپنے رب کے ہاں جاکر بھی سزا پاوینگے اور ایماندار وں نیکبختوں کو خدا کے ہاں بھی اچھا بدلہ ملیگا اور ہم بھی انکو آسان بات کہینگے یعنی انپر رعایت و مروت کرینگے۔

ثم اتبع سببا پھر ساز و سامان مہیا کیا یہہ اتحاد و سہرا سفر مشرقی ہے ہر سفر پر خدا تعالی ثم اتبع سببا کا اطلاق کرتا ہے حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجدہا تطلع علی قوم لم نجعل لہم من دونہا سترا کہ مشرق میں وہانتک پہنچے کہ جہاں سے آفتاب طلوع کرتا ہے اور وہاں انکو ایک ایسی قوم ملی کہ جنپر آفتاب کیلئے کوئی آڑ نہ تھی۔ مطلع الشمس کے وہی معنی ہیں جو مغرب الشمس کے تحت میں ہم بیان کر آئے ہیں۔ یہاں بھی قرآن مجید میں کچھہ بیان نہیں کہ مشرق میں کس ملک تک ذوالقرنین پہنچا تھا؟ غالبا چین کا ذکر ہوگا کہ جہاں سمندر کے سوا اور کوئی چیز آفتاب کیلئے حائل نہیں یا ہندوستان کا ذکر مراد ہوگا بحر چین تک کے آفتاب سمندر سے طلوع کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور کوئی پہاڑ یا ملک درمیان میں حائل نہیں۔ اسکی بعد اس بیان کی صداقت قائم کرنیکے لئے فرماتا ہے کذلک۔ وقد احطنا بما لدیہ خبرا کہ اسکا حال ہمکو خوب معلوم ہے اور صحیح بیان یوں ہی ہے۔ ثم اتبع سببا پھر ساز و سامان بہم پہنچایا یہہ تیسرا سفر ہے اسکی کوئی سمت بیان نہیں کی غالبا یہہ شمالی ملک کا سفر ہے کیونکہ آبادی کا کثر حصہ اسی طرف ہے جنوب میں بحر یا بعض جزائر ہیں۔ حتی اذا بلغ بین السدین وجد من دونہما قوما لا یکادون یفقہون قولا کہ فتح کرتے ہوئے دو پہاڑوں کے درہ تک پہنچا اور انکی پرلی طرف ایک ایسی قوم ملی کہ جو بات نہ سمجھہ سکتے تھے انکی زبان بالکل غیر تھی۔ یہہ تاتار اور چینی تاتار کا پہاڑ ہے اسکو قدما جبل قوقیا کہتے تھے اور حال میں یورال کہتے ہیں۔ یہہ پہاڑ تاتار اور چینی تاتار کے درمیان سے گزرا ہے اور منگولیا اور منچوریا کے درمیان حد فاصل ہے پھر اسکی ایک شاخ مغرب کے رخ سیکڑوں کوسوں تک تاتار کو جنوبی و شمالی حصہ میں تقسیم کرتی چلی گئی ہے اور ایک شاخ مشرق و شمال کو ہوتی ہوئی سائبریا کو گھیرتی ہوئی بحر اعظم تک جاملی ہے۔ چینی تاتار کے لوگ اس پہاڑ کے اس درہ میں سے گذر کر کہ جو ذوالقرنین نے بند کیا تھا تاتاریوں کے ملک پر تاخت و تاراج کیا کرتے تھے انہوں نے ذوالقرنین سے کہا ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض فہل نجعل لک خرجا علی ان تجعل بیننا وبینہم سدا۔ کہ یاجوج و ماجوج چینی تاتار کے لوگ زمین میں آکر فساد کیا کرتے ہیں آپ اگر ہمارے اور انکے درمیان دیوار بنادیں تو ہم آپکی لئے کچھہ خراج مقرر کردیں قال ما مکنی فیہ ربی خیر فاعینونی بقوۃ اجعل بینکم وبینہم ردما۔ اتونی زبر الحدید ذوالقرنین نے کہا خدا کا دیا میرے پاس سب کچھہ ہے تم صرف مجھے مدد دو اور لوہے کے ٹکڑے لاؤ کہ تمہارے اور انکے درمیان دیوار بنادوں۔ اب اس سے عام ہے کہ لوہے کے ٹکڑوں سے وہ دیوار چنی تھی یا پتھروں سے لوہے کی میخیں لگائی تھیں پھر طور دیوار جبکہ دونو پہاڑوں کے سری تک لیگئے تو پھر اسکو آگ سے گرم کرکے اسپر پگھلا ہوا تانبا ڈالدیا یا یوں کہو ان درزوں میں پلاکر سب کو ایک ذات کردیا جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے حتی اذا ساوی بین الصدفین قال انفخوا حتی اذا جعلہ نارا قال اتونی افرغ علیہ قطرا۔ یہہ درہ اس مضبوطی سے بند ہوا فما اسطاعوا ان یظہروہ وما استطاعوا لہ نقبا کہ نہ بلندی کی وجہ سے اسپر چڑھہ سکتے تھے نہ اسمیں لوہے اور تانبے کے لگانیسے نقب لگا سکتے تھے۔ جب یہہ دیوار تیار ہوئی تو ذوالقرنین

ان لوگوں کو مخاطب کر کے یہہ کہا قال ہذا رحمۃ من ربی کہ یہہ تیر ایک انعام الٰہی ہے اس نعمت پر ہم کو خدا تعالیٰ کا شکریہ کرنا چاہیے - یہہ نعمت عرصہ دراز تک باقی رہیگی مگر فاذا جاء وعد ربی جعلہ دکا وکان وعد ربی حقا جب میرے رب کا وعدہ یعنی اسکے گرنیکا وقت آئیگا تو یہہ دیوار ٹوٹ جاویگی میرے رب کا وعدہ برحق ہے - یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین نبی یا کوئی باخدا آدمی تھے جنکو بطور الہام کے یہہ معلوم ہوگیا تھا کہ ایک وقت معین پر یہہ دیوار ٹوٹیگی اسکا ذوالقرنین سے وعدہ خدا نے کر لیا تھا -

اس وعدہ کا کوئی وقت خاص یہاں بیان نہیں ہوا کہ کب یہہ دیوار ٹوٹیگی ؟ علماء اسلام احادیث سے استدلال کر کے کہتے ہیں کہ یہہ دیوار قریب قیامت کے ٹوٹ جاویگی اور یہہ تاتار اور چینی تاتاری قومیں کہ جنکو یاجوج ماجوج کہا ہے شام وغیرہ ملکوں پر حملہ آور ہونگی اور آنکر ملکوں میں سخت فساد برپا کرینگی پھر خدا تعالیٰ کی ایک بلا آسمانی سے سب ہلاک ہو جاوینگی - احادیث صحیحہ میں یہہ مضمون موجود ہے - اور نیز کتاب حزقیل علیہ السلام کی ۳۸ - ۳۹ فصل میں لکھا ہے کہ یاجوج ماجوج شمال کی طرف سے بیشمار تعداد کی ساتھ حملہ آور ہونگی (شام کے ملک پر) اور لوگوں کو مغلوب و مقتول کر کے یہہ کہینگے کہ زمین والوں کو تو ہمنے ہلاک کر دیا اب آسمان والوں کو بھی زیر کرنا چاہیے اسلئے آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے اور وہ تیر انکی کمان کو صحیح کرنیکے لئے خون آلود ہوکر گرینگے آخر خدا کی بھیجی ہوئی بلا سے یہہ سب ہلاک ہونگی کہ انکی لاشوں سے زمین بھر جاویگی اور لوگ سات برس تک انکے تیر و کمان کا ایندھن جلاوینگے - یہہ پیشین گوئی ابتک ظاہر نہیں ہوئی بلا شک قرب قیامت میں ظاہر ہوگی - گو خلیفہ واثق باللہ کے خواب کے موافق جو ہمنے دیکھا تھا کہ دیوار ٹوٹ گئی ان تاتاریوں نے بسر کردگی چنگیز خاں و ہلاکو خاں شام اور ایران وغیرہ ملکوں پر حملہ کیا اور لاکھوں آدمیوں کو تہ تیغ کیا اور ملک میں زلزلہ ڈالدیا کسیکو انکی مقابلہ کی طاقت نرہی اور اسیوجہ سے بعض علما نے اس واقعہ کو خروج یاجوج ماجوج کا واقعہ کہا مگر دراصل یہہ اور واقعہ تھا جو آنحضرت صلعم کی پیشین گوئی[۵] کے مطابق ہوا اور خروج یاجوج ماجوج کا ایک اور واقعہ ہے جو ہوگا - کیونکہ بموجب احادیث صحیحہ یاجوج ماجوج ذوالقرنین کی دیوار سے بند کر دیے گئے قیامت کے قریب کھولے جاوینگے جیسا کہ خدا تعالیٰ سورۂ انبیاء میں فرماتا ہے حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وہم من کل حدب ینسلون یہانتک کہ یاجوج ماجوج کھلے جاویں اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے چلے آوینگے - اور سورۂ کہف کی ان آیات سے بھی کہ جنپر اس قصہ کو تمام کیا ہے یہی بات سمجھی جاتی ہے جیسا کہ فرماتا ہے وترکنا بعضہم یومئذ یموج فی بعض کہ اسروز یعنی قرب قیامت میں ہم انکو یعنی یاجوج ماجوج کو جو اس دیوار میں بند ہیں چھوڑ دینگے کہ ایک دوسرے پر اژدحام کرتا ہوا موج دریا کی طرح چلا آویگا اور اسکے بعد ونفخ فی الصور فجمعناہم جمعا صور پھنکیگا قیامت برپا ہوگی ہم سب کو جمع کر لینگے وعرضنا جہنم یومئذ للکافرین عرضا اور کافروں کے آگے اسروز جہنم کو پیش کرینگے - کن کے الذین کانت اعینہم فی غطاء عن ذکری وکانوا لا یستطیعون سمعا وہ کہ جنکی آنکھوں پر میرے آیات قدرت دیکھنے میں پردہ پڑا ہوا تھا کچھہ حق و باطل میں غور نکرتے تھے اور نہ کسی دوسرے کی بات سنکر حق کو قبول کرتے تھے - گرچہ وترکنا بعضہم یومئذ یموج فی بعض کے بعض مفسرین نے یہہ معنی بھی بیان کئے ہیں کہ یومئذ سے وہ دن مراد ہے کہ جس روز وہ دیوار کھنچی گئی کہ اس روز ہمنے انکو اسی حال میں چھوڑا کہ ایک دوسرے پر باہر آنیکے لئے چڑھا چلا آتا تھا دریا کی طرح انمیں تموج تھا مگر باہر نہ آسکے وہیں رک گئے - یہانتک ذوالقرنین کا قصہ تمام ہوگیا -

اب ہم یاجوج ماجوج پر بحث کرتے ہیں کہ وہ کون قوم ہے اور کیسی ہے ؟ باتفاق محققین یہہ دونو عجمی نام ہیں دو قوموں کے کہ جو یافث بن نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں - تفسیر کبیر میں ہے فقیل انہما من الترک وقیل یاجوج من الترک وماجوج من الجبل والدیلم کہ بعض کہتے ہیں یاجوج ماجوج دونو ترکوں کی قبیلہ ہیں بعض کہتے ہیں یاجوج ترکوں میں سے ہیں اور ماجوج جبل اور دیلم سے - بیضاوی اور ابو السعود و دیگر مفسرین انکو یافث کی نسل سے کہتے ہیں مطلب ایک ہے -

بیان یاجوج ماجوج

---

[۵] ترمذی نے آنحضرت صلعم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا لا تقوم الساعۃ حتی تقاتلوا قوما نعالہم الشعر ولا تقوم الساعۃ حتی تقاتلوا قوما کان وجوہہم المجان المطرقۃ - اور پھر ترمذی کہتے ہیں ہذا حدیث حسن صحیح - یعنی قیامت قائم نہوگی جبتک کہ تم اے مسلمانوں ایک ایسی قوم سے نہ لڑوگے کہ جنکی بالونکی جوتیاں ہونگی اور ایسی قوم سے نہ لڑوگے کہ جنکے چہرے ڈھالوں کے سے چوڑے چکلے ہونگے یعنی قیامت سے پیشتر تم کو ایسی قوموں سے لڑنیکا اتفاق ضرور ہوگا - اور اس قوم سے مراد ترک اور تاتاری لوگ ہیں ۱۲ منہ

کتاب المسالک والممالک میں چین کا حال بیان کر کے لکھتا ہے کہ یکون یاجوج وماجوج ما وراءہم الی البحر المحیط الذی یحیط بہا متصل بحر اعظم کے کنارہ کنارہ یاجوج ماجوج قوم ہے۔ کوہ یورال کے پرلی طرف منچوریا اور منگولیا چین سے ملے ہوئے ہیں دریا کی طرف تک سب کو یاجوج ماجوج بتلاتا ہے۔ انہیں کے روکنے کے لئے فغفور چین نے اپنے ملک کی حفاظت کے لئے دیوار چین بنائی تھی اور یہیں طرف ذوالقرنین نے اس درہ کو بند کر دیا۔ اور ایک جگہہ لکھتا ہے واما یاجوج فہم فی ناحیۃ الشمال اذا قطعت مابین الکیماکیۃ بحر اور یہی کے مطابق اور قدیم جغرافیہ والوں نے بیان کیا ہے جس سے منچوریا و منگولیا کے لوگ معلوم ہوتے ہیں۔ یہہ لوگ دیو بھوت نہیں ہمارے جیسے آدمی ہیں ہاں وحشی و درندے سفاک جاہل کافر ضرور ہیں اور انکے چپٹے چہرے چھوٹی آنکھیں چپٹی ناک ہوتی ہے ان میں بعض پستہ قد اور موٹے ہوتے ہیں بعض بلند قامت۔ انہیں اوصاف کو شاید بعض اہل الروایات نے مبالغہ کے طور پر بالشت اور تاڑ کے برابر قد سے تعبیر کیا ہے چنانچہ جغرافیہ جام جم جو انگریزی کتابوں کا ترجمہ ہے مرزا فرہاد نے ایسا ہی لکھا ہے۔ غالباً منگول و من چیوا جو چینی تاتار کے باشندے ہیں یاجوج ماجوج وہی ہیں اور یاجوج ماجوج کے لفظ کو منگول و من چیوا کر لیا یا اسکے برعکس ہوا۔ اور صدیوں کے بعد الفاظ میں اس قسم کے تغیرات ہو جاتے ہیں کہ جسکا اصل پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے۔ انگریزی میں دیکھئے یعقوب کا جیکب اور اسکندر کا اسکنر اور یوسف کا جوزف بن گیا اور اسیطرح یونانی الفاظ کا عربی میں آکر ایسا ہی حال ہوا اور اسی پر اور زبانوں کے الفاظ کو قیاس کر لینا چاہیئے۔

جب یہہ مان لیا گیا کہ یہہ یاجوج ماجوج عربی نہیں بلکہ عجمی لفظ ہیں اب نہیں کہہ سکتے کہ کس ملک کے یہہ لفظ تھے اور عربی میں آکر ان میں کیا تغیر ہوا اور پہلے یہہ اپنی اصلی زبان میں کیا تھے اور اب وہاں یہہ کس طرح پر ہیں ؟

توریت کتاب پیدائش کے دسویں باب میں یوں آیا ہے (۲) یافث کے بیٹے یہہ ہیں جُمر اور ماجوج اور مادی اور یونان اور توبل اور مسک اور تیراس۔ اس ماجوج کی بابت ہمارا معزز معاصر لکھتا ہے کہ یہہ ماکوک سے معرب ہوا جسکو عبرانی میں ماغوغ کہتے تھے اور آگے چلکر یہہ ثابت کیا ہے کہ گاگ میگاگ جسکا یاجوج ماجوج بنا لیا ہے ایک ہی قوم پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ایسا ہو مگر اسکی کوئی دلیل بیان نہیں کی ہے کوئی شک نہیں کہ یاجوج ماجوج ابتدا میں کسی شخص کے نام تھے پھر انکی اولاد پر مستعمل ہونے لگا کتاب حزقیل کی ۳۸ - باب میں یوں آیا ہے اور خداوند کا کلام مجھکو پہنچا اور اسنے کہا اے آدم زاد تو جوج کے مقابل جو ماجوج کی سرزمین کا ہے اور روش اور مسک اور توبال کا سردار ہے اپنا منہ کر اور اسکے برخلاف نبوت کر۔ یہاں جوج کو ماجوج کی سرزمین کا رہنے والا اور روش اور مسک اور توبال قوموں کا سردار کہا۔ بظاہر ماجوج اس ملک اور اس قوم کو کہا جو ماجوج بن یافث کی اولاد سے ہیں اور جو انہیں بلاد شمالیہ میں رہتے تھے جنکو آج کل تاتار اور چینی تاتار و ترکستان کہتے ہیں۔ اور انہیں کی نسل کے لوگوں سے یہہ ملک آباد ہیں اور جوج یعنی یاجوج انہیں سے کسی خاص فرقے کا نام ہے جو روس و توبال اور مسک قوموں کا ان دنوں میں حاکم ہوگا۔

یہاں سے بعض صاحبوں کا یہہ خیال کر لینا کہ جوج سے انگریز اور ماجوج سے روسی لوگ مراد ہیں محض غلط ہے نہ اسکی کوئی سند ہے نہ اسکا کوئی عاقل قائل ہے اوّل تو یوں کہ روس اور انگریز ایک اور قوم ہے نہ یاجوج ماجوج کما مر دوم یاجوج ماجوج سد ذوالقرنین سے بند کئے گئے اور یہہ قومیں کبھی بند نہیں کی گئیں سوم یاجوج ماجوج قرب قیامت میں تیر و کمان سے لڑائی کرینگے اور خدا کے بھی دشمن ہونگے اور یہہ دونو قومیں عیسائی ہیں خدا کو اور حضرت مسیح کو مانتی ہیں بیت المقدس کی عزت کرتی ہیں اور نیز انکے ہاں صدہا آلات حرب و ضرب ہیں تیر و کمان سے انکو کیا کام ؟ ان قوموں میں علم و دانش ہے انکو طبریہ جھیل کے پانی پینے سے جو کھاری ہے کیا علاقہ ؟ شاید ان دونو قوموں کی ترقی دیکھکر دنیا کو ابھی تمام کرنے کے ارادہ سے انکو یاجوج ماجوج کہدیا۔

سوال بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج ہر روز اس دیوار کو توڑا اور ڈھایا کرتے ہیں جب شام ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں کل ڈھائینگے ذرا سی رہگئی مگر انکے

ارشاد ہذہ نہ کہینے سی پھر صبح کو خدا تعالی اس دیوار کو ویسا ہی کر دیتا ہے پھر جب اسکا وقت آئیگا تو انشاء اللہ کہینگے پھر اسکو توڑ کر باہر نکل آئینگے اور لوگ انسے بھاگ جاوینگے الخ
اس حدیث کو ترمذی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یاجوج ماجوج وقت موعود سے پہلے نہیں ان ملکوں میں آسکتے اور جس قوم کو تمنے یاجوج ماجوج
بتلایا ہے وہ ان ملکوں میں بارہا حملہ کر کے آئے ہیں اور اب بھی انکے لوگ آتے ہیں اور انکے قریب چین کی عملداری ہے اور روس کی مملکت بھی ہے۔

جواب قرآن مجید سے صرف اسی گھاٹی کا بند کرنا ثابت ہوتا ہے جسکو ذوالقرنین نے بند کیا تھا نہ یہہ کہ انکے چاروں طرف کے رستے بند کر دیئے تھے۔ پھر یہہ ممکن ہے کہ اور دور دراز کے رستوں سے ہی اس قوم کے لوگ ان ملکوں میں آویں جاویں اور انکے عہد میں بجز اس رستہ کے اور کوئی آسان رستہ انکے آنے کا نہ تھا خصوصاً ان لوگوں پر حملہ آوری کے لیئے کہ جنکی کہنے سے ذوالقرنین نے دیوار چنی تھی۔ ہاں قرب قیامت میں اس دیوار کے ٹوٹنے کے بعد پھر یہہ لوگ حملہ آور ہونگے اسی رستہ سے۔ اور یہہ بھی ممکن ہے کہ وہ یاجوج ماجوج جو دیوار سے بند کر دیئے گئے ہیں وہ ابتک ان ملکوں کی طرف نہیں آئے اور وہ خاص چینی دیوار کے پاس کے لوگ ہیں جو اس پہاڑ کے پرلی طرف رہتے ہیں اور دریا کے کنارہ کنارہ دور تک آباد ہیں اور تاتاری لوگوں کو جو یاجوج ماجوج کہتے ہیں کہ وہ سب ایک ہی قبیلے کے ہیں مگر ان کا حملہ آور ہونا اور ادھر آنا ہمارے قول کے منافی نہیں۔

رہی یہہ حدیث سو یہہ بھی ہمارے بیان کے منافی نہیں بشرطیکہ اسکی صحت بقاعدہ محدثین تسلیم کر لی جاوے اور اس سے بھی قطع نظر کیجائے کہ یہہ بظاہر قرآن مجید کی اس آیت کے خلاف ہے ما استطاعوا لہ نقبا کہ وہ اسمیں نقب نہیں لگا سکتے اور یہہ بھی یاد رہے کہ وہ آنحضرت صلعم کا قول نہیں صرف حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے جسمیں احتمال ہے کہ وہب وغیرہ سے سنکر بیان کیا ہے اسیطرح وہ جو معالم التنزیل میں وہبؓ و کعبؓ وغیرہما کے چند اقوال یاجوج ماجوج کی نسبت منقول ہیں کہ وہ ایک کان بچھا کر ایک اوڑھ کر سوتے ہیں اور انمیں سے ایک ایک قوم کا قد سو گز سے زیادہ ہے اور انکے درندوں کی طرح جنگل اور کچلیاں ہیں وغیرہ وغیرہ یہہ سب باتیں نہ تو قرآن مجید میں کہیں ہیں نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ ہے اگر ان روایات کو بسند متصل صحیح بھی تسلیم کر لیا جاوے تو یہہ ان مفسروں کے اقوال ہیں جو اہل کتاب کی روایات سے نقل کرتے ہیں۔ اور یہہ مجاز اور استعارات ہیں کوئی مخالف ان اقوال سے اسلام اور قرآن مجید پر کچھ بھی طعن نہیں کر سکتا۔ ہذا واللہ اعلم عند اللہ العلام و انا آمنت باللہ و برسولہ علیہ السلام۔

تیسری دیوار جو باب الابواب کے پاس ہے جسکا ہم بیان کر آئے ہیں بعض مفسرین نے اسکو وہ دیوار ذی القرنین قرار دیا ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے جیسا کہ صاحب تفسیر بیضاوی نے لکھا ہے وقیل بآذربیجان الخ کہ بعض نے اسکو آذربیجان اور آرمینیہ کے پہاڑوں میں بتلایا ہے۔ اور یہہ بالاتفاق ہے کہ اس دیوار کا بنانے والا ایران کا کوئی بڑا جلیل القدر بادشاہ ہے پھر کوئی اسکا نام انوشیروان بتلاتا ہے کوئی قباد کہتا ہے اگر انوشیروان ہے تو یہہ خبر انوشیروان نہیں بلکہ پہلے بادشاہوں میں سے کوئی بادشاہ کیخسرو یا کیقباد کہ جنکی سلطنت بھی مشرق و مغرب میں بہت حد تک پہنچی تھی اور اسنے بڑی بڑی مستحکم عمارتیں بھی بنائی تھیں جیسا کہ تاریخ شاہان ایران سے ظاہر ہے۔ اس قول کے مطابق تو یہی بادشاہ **ذوالقرنین** قرار پاتا ہے اور اسکی سند بھی کتاب دانیال علیہ السلام کے آٹھویں باب سے ملتی ہے۔

اس کتاب کے ۸ - باب میں لکھا ہے وبیلشضر بادشاہ (بخت نصر کے بیٹے) کی سلطنت کے تیسرے سال میں مجھے ہاں مجھ دانی ایل کو ایک رویا نظر آئی بعد اسکے جو شروع میں مجھے نظر آئی تھی اور میں نے عالم رویا میں دیکھا اور جس وقت میں نے دیکھا ایسا معلوم ہوا کہ میں سوسن[1] کے قصر میں تھا جو صوبہ عیلام میں ہے پھر میں نے رویت کے عالم میں دیکھا کہ میں اولائی کے ندی کے کنارے پر ہوں تب میں نے اپنی آنکھیں اٹھا کے نظر کی اور کیا دیکھتا ہوں کہ ندی کے آگے ایک مینڈھا کھڑا ہے جسکے دو سینگ تھے اور وے دو سینگ

---

[1] یہہ شہر شوستر کا قدیم نام ہے یہہ شہر اگلے زمانوں میں شاہان کیانیہ کا پایہ تخت بھی رہ چکا ہے جو دارا کہ حضرت دانیال کے عہد میں تھا اور جسکے ہاں حضرت مامور ہو گئے تھے اور جسنے بابل شہر سے بخت نصر بادشاہ کلدانی کی سلطنت کا خاتمہ کیا تھا اسی شہر میں تھا۔ حضرت دانیال بخت نصر کے قید میں بابل پہنچے تھے پھر بخت نصر اور اسکے بیٹے کے دربار میں انکو بڑی عزت دی گئی تھی انہیں کے روبرو شاہ بابل کی سلطنت کا خاتمہ ہوا کر شاہان ایران کا غلبہ ہوا انہیں کو دو سینگ کا مینڈھا آپ خواب میں دیکھتے ہیں ۱۲ منہ

اونچے تھے لیکن ایک دوسرے سے بڑا تھا پینے اس مینڈھے کو دیکھا کہ پچھم اُتر دکھن طرف سینگ مارتا تھا یہانتک کہ کوئی جانور اسکے سامنے کھڑا نہ ہو سکا وہ جو چاہتا تھا سو کرتا تھا یہانتک کہ وہ بہت بڑا ہو گیا اور میں اس سوچ میں تھا کہ دیکھو ایک بکرا پچھم کی طرف سے آکے تمام روئے زمین پر ایسا پھرا کہ زمین کو بھی نہ چھوا اور اس بکرے کی دونو آنکھوں کے بیچوں بیچ ایک عجیب طرح کا سینگ تھا اور وہ اس دو سینگ والے مینڈھے پر بڑے زور سے دوڑ پڑا اور اسکو مارا اور اسکے دونو سینگ توڑ ڈالے اور اسکو زمین پر دے مارا اور لتھاڑ دیا اور کوئی اسکو نہ چھڑا سکا پھر وہ بکرا نہایت بڑا ہوا اور جب پرزور ہوا تو اُسکا سینگ ٹوٹ گیا اور اسکی جگہہ اور چار سینگ نکلے جب میں دانی ایل یہہ خواب دیکھہ چکا تو اسکی تعبیر کی فکر میں تھا پھر دیکھا اپنے سامنے کوئی شخص کھڑا دیکھا اور ایک آواز آئی کہ اے جبرئیل اسکو اس رویا کے معنی سمجھا دے اسنے میرے پاس آکے کہا اے آدم زاد سمجھہ کیونکہ یہہ روایت آخری زمانہ میں انجام ہوگی وہ مینڈھا کہ جسکے دو سینگ تھے وہ مادہ اور فارس کے بادشاہ ہیں اور وہ بکرا یونان کا بادشاہ اور اسکے چار سینگ سو یہہ چار سلاطین ہیں جو اس قوم کے درمیان برپا ہونگے انتہیٰ ملخصًا۔

اس بنا پر **ذوالقرنین** فارس کے بادشاہوں میں سے کوئی بادشاہ ہے قباد وغیرہ جو دو سینگ والے سے مشہور ہیں مشہور رہا جسکا ترجمہ عربی میں ذوالقرنین ہوا اور وہ بکرا ایک سینگ والا اسکندر بن فیلقوس یونانی بادشاہ ہے جسنے ان دو سینگ والے مینڈھے یعنی ایران کے اس بادشاہ کو جو اسکے عہد میں تھا دارا جسکو انہیں بادشاہوں کے ذیل میں باعتبار حشمت و وسعت و غلبہ کے دو سینگ والا مینڈھا گنا جاتا تھا ناش ڈالا اور اسکی سلطنت چھین لی اور پھر سکندر کے بعد اسکے چار سرداروں میں اسکا ملک تقسیم ہوا اور یہہ چاروں ایک ایک حصہ ملک کے بادشاہ ہوگئے۔ دانیال علیہ السلام کے کئی سو برس بعد یہہ واقعہ ہوا۔

حضرت دانیال علیہ السلام کا یہہ خواب کتاب دانیال میں یہود کے ہاں ایک معمّا سا چلا آتا تھا جسکے معنی یا تعبیر وہی جانتے تھے اسلئے انہوں نے قریش کو بطور امتحان کے آنحضرت صلعم سے ذوالقرنین کے حال سے سوال کرنے کو کہا کہ دیکھیں وہ ذوالقرنین کو کوئی بادشاہ بتلاتے ہیں یا کوئی جانور دو سینگ والا؟ کیونکہ بظاہر لفظوں میں پورا ابہام ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ نے بموجب وحی متلو اسکا ان آیات میں پورا حال بیان کر دیا اور اسکی دیوار بنانے اور قوم خزر کے روکنے کا تذکرہ بھی کیا جو یاجوج ماجوج کی قوم میں سے تھے اور شاہ فارس کے ملک میں آکر فتور برپا کیا کرتے تھے۔

اس خواب دانیال کے مطابق بھی سکندر رومی ذوالقرنین نہیں ہو سکتا۔ عوام میں جو سکندر ذوالقرنین مشہور ہو گیا ہے اس غلطی کا باعث بعض مورخوں کی لاعلمی اور پھر سکندر نامہ میں مولانا نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی غلط بیانی ہے۔

بعض لوگوں نے ایرانی بادشاہوں میں سے ذوالقرنین **فریدوں** کو قرار دیا ہے جیسا کہ تفسیر ابوالسعود و تاریخ ابوالفدا میں مذکور ہے مگر جمہور محققین کا اسی پر اتفاق ہے کہ ذوالقرنین تبع حمیری ہے اور وہ دیوار جو اسنے بنائی وہی ہے جو کوہ یورال میں واقع ہے اور یاجوج ماجوج وہی تاتاری اور چینی تاتاری کہ لوگ ہیں کہ جنکے بزرگوں کے روکنے کے لئے ذوالقرنین نے دیوار بنائی تھی اور یہی قومیں اخیر زمانہ میں ملکوں پر یورش کرینگی۔ واللہ اعلم۔

یہہ ہے ذوالقرنین کے قصہ کی تحقیق کہ جسمیں توہمات باطلہ اور داستان گوئی کو کچھہ بھی دخل نہیں اور جسپر حال کے جغرافیہ اور تاریخوں کے بموجب کوئی خدشہ نہیں پڑتا نہ کوئی شبہہ باقی رہتا ہے اور جو محققین کے اقوال سے لی گئی ہے محض اپنی رائے سے تاریخی واقعات میں زمین و آسمان کے قلابے نہیں ملائے گئے ہیں جیسا کہ ہمارے بعض معاصرین کی عادت ہے بایں ہمہ اگر میری اس تحقیق میں کوئی غلطی ہو تو مجھے اسپر کچھہ بھی اصرار نہیں۔

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِن دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ۝ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝

کیا کافر یہہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ مجھے چھوڑکر میرے بندوں کو کارساز بنایا کریں - ہمنے کافروں کی جگہ جہنم مقرر کر رکھی ہے - کہہ ہم بتادیں تمکو کون زیادہ نقصان میں پڑے ہوئے ہیں اعمال کے سبب

الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ

وہ کہ جنکی کوشش دنیا میں اُلٹی ہوئی اور وہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم اچھے کام کر رہے ہیں - وہی ہیں کہ جنہوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا اور اسکے ملنے کا انکار کیا پس انکے عمل ضایع ہو گئے

فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

سو ہم قیامت میں انکے لئے کچھ بھی وزن قائم نکرینگے یہہ سزا انکی جہنم ہے اسلئے کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور رسولوں کو ٹھٹھے میں ڈالدیا - البتہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے

كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ۝ قُل لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ

انکے لئے جنت فردوس ٹھہرنے کی جگہ ہے - اسمیں ہمیشہ رہا کرینگے وہاں سے ٹلنا نہ چاہینگے - کہہ اگر دریا سیاہی ہو جاوے میرے رب کی باتیں لکھنے کیلئے تو دریا تمام ہو جاویگا میری رب کی باتیں تمام

كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۝ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ

ہونے سے پیشتر اور گو اسکی مدد کو ہم ویسا اور بھی دریا لاویں - کہہ میں بھی تمہاری مانند ایک آدمی ہوں میری طرف یہہ وحی کیا جاتا ہے کہ تمہارا معبود ایک معبود ہی ہے جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی توقع رکھے

فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۝

تو اسکو اچھے کام کرنے چاہئیں اور اپنے رب کی عبادت میں کسیکو شریک نہ کرے

ع ۱۲ ۴

افحسب یہاں سے جہنم میں پڑنیکا سبب بیان فرماتا ہے کہ لوگوں نے اپنے زعم میں میرے بندونکی عبادت کو اپنے مقاصد دنیاوی و دینی میں نافع سمجھ لیا ہے انکو انکو کارساز و معبود بناتے ہیں کوئی عیسیٰ کو کوئی رام چندر کو کوئی اولیا انبیاء کو کوئی ملائکہ کو کارساز جانکر پوجتا ہے انکو پکارتا ہے انکی نذر نیاز انکی مقامات کا طواف سجدہ کرتا ہے سو یہہ جہل مرکب ایک لا دوا مرض ہے کہ انسان کے حق میں ایک چیز زہر قاتل ہو اور وہ اسکو تریاق جانکر استعمال کرے بلکہ جو جہنم میں لیجانیوالی باتونکو نجات اور فلاح کا کام سمجھکر کوشش و سعی کیجائے اور وہاں انکا ثمرہ برخلاف ظاہر ہو پھر اس سے بڑھکر کون زیادہ زیاں کار خسارہ میں پڑنے والا ہو سکتا ہے ؟ اسی بات کو اس آیت میں ادا کرتا ہے قل ہل ننبئکم بالاخسرین اولئک الذین میں الاخسرین اعمالا کی شرح فرماتا ہے اور اسکے نتیجہ سے مطلع کرتا ہے ہزوا تک پھر اسکے برعکس جنکی کوشش دنیا میں کارگر اور راست ہوئی انکا حال بھی بیان فرماتا ہے بقولہ ان الذین امنوا الخ -

قل لوکان البحر یہاں سے یہہ بات بیان فرماتا ہے کہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے اسمیں جو انسان کی سعادت و نحوست کی بابت اسقدر مشرح بیان ہے یہہ کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ کلمات الٰہی غیر متناہی ہیں - قل لوکان البحر بحر سے جنس مراد ہے یعنی سمندر کی اگر سیاہی ہو جائے اور اس سے وہ کلمات جو اسکی حکمت اور عجائب قدرت پر دلالت کریں لکھے جاویں - (اور ان کلمات کو کلمات ربی کہا گیا) اور اس سمندر کے ساتھ مدد کو اور ویسا ہی شریک کیا جاوے تو کلمات نہ تمام ہونگے اور دریا خشک ہو جاویگا کسلئے کہ دریا متناہی اور کلمات مذکورہ غیر متناہی ہیں اسلئے دریا کافی نہوگا -

اسجاث

(۱) عبادی سے مراد بعض کہتے ہیں حضرت عیسیٰ ہیں بعض کہتے ہیں ملائکہ بعض کہتے ہیں شیاطین بعض کہتے ہیں صنم انکو بھی باعتبار انکے خاص کے کہ جنکی یہہ فرضی صورتیں بنائی گئی ہیں عباد کہا ہے جیسا کہ ایک جگہہ قرآن میں آیا ہے عباد امثالکم - فقیر کہتا ہے عموم مراد ہے اسمیں سب آگئے -

(۲) نزل زجاج کہتے ہیں ماویٰ اور منزل کو نزل کہتے ہیں - اور جو کچھ مہمان کے لئے کہ جسکو عربی میں ضیف و تنزیل کہتے ہیں تیار کیا جاتا ہے یعنی مہمانی اسکو بھی نزل کہتے ہیں -

(۳) بالاخسرین اعمالاً سے بعض کہتے ہیں رہبان کی طرف اشارہ ہے - مجاہد کہتے ہیں اہل کتاب کی طرف مگر یہاں بھی عموم مراد لینا چاہئے - یعنی ہر ایک قوم اور ہر ایک شخص جو پیغمبر علیہ السلام کے برخلاف اور طریقہ کو نجات کا سبب جانکر اسمیں کوشش کرے جیسا کہ ہندو گنگا کا اشنان اور گائے بیل کی پرستش اور بتوں کے آگے خودکشی و دیگر بے فائدہ مجاہدات کرتے ہیں اور اسی طرح دیگر مذاہب کو سمجھنا چاہئے - بلکہ اہل اسلام میں بھی جو لوگ کتاب و سنت کے برخلاف خانہ ساز باتوں کو دین اور نجات کا باعث سمجھکر ان میں سعی کرتے ہیں مال و جان صرف کرتے ہیں بدعات میں ہزار ہا روپیہ اٹھاتے ہیں جیسا کہ محرم کی تعزیہ داری اور بیجا تعمیرات اور دیگر دستورات انکو بھی الذین ضل سعیہم میں علیٰ قدر مراتب شمار کرنا چاہئے نفع کی امید میں کام کیا وہاں الٹا نقصان عائد ہوا - ؎ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ؛ کیں رہ کہ تو میروی بترکستان ست ؛ الٰہی ہماری چشم باطن بینا کر تاکہ ہمکو ہر چیز اپنی اصلی حالت پر نظر آوے برے کو اچھا اور اچھے کو برا نہ سمجھیں اس جہل مرکب کے ورطہ میں نہ پڑیں آمین -

(۴) ولقائہ سے مراد خدا تعالیٰ کے سامنے ہونا اس سے ملنا جو مرنے کے بعد یا قیامت میں ضرور ہوگا خواہ مجرمانہ حالت میں جیسا کہ قیدی اور مجرم بادشاہ کے سامنے حاضر کئے جاتے ہیں یا اکرام و اعزاز کی صورت میں بہر طور اس ہی ایک روز ملنا ضرور ہے جو اسکا منکر ہے خسارہ میں پڑا ہے -

(۵) فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ حقارت و ذلت میں انکے اعمال ہونگے بولتے ہیں اسکا کچھ بھی وزن نہیں یعنی عزت نہیں یا یوں کہو کہ قیامت میں ترازوئے اعمال قائم ہونا جو دوسری آیت میں آیا ہے تو اس سے یہ مراد کہ ترازو اہل ایمان کے لئے قائم ہوگی انکو انکے اعمال حسنہ و سیئہ کی مقدار معلوم کرانے کے لئے نہ کفار کے لئے پس دونوں آیتوں میں تعارض نہیں - جسطرح کافروں کے لئے جہنم مہمانی میں ملنا بیان ہوا تھا اسی طرح انکے مقابلہ میں جو کوئی ایمان لاوے اور اچھے کام کرے اسکی مہمانی میں جنات الفردوس کا ملنا بیان فرماتا ہے - قتادہ کہتے ہیں فردوس وسط جنت اور انمیں سے اعلیٰ کو کہتے ہیں فردوس کے معنی رومی زبان میں باغ کے ہیں - عکرمہ کہتے ہیں حبشی زبان میں - ضحاک کہتے ہیں گھنے درختوں کو فردوس کہتے ہیں - اصل اس لفظ کی خواہ رومی ہو خواہ حبشی مگر بوقت نزول عرب العربا کے ہاں مستعمل تھا جنت الفردوس کی تشریح احادیث میں بہت کچھ آئی ہے کہ یہ تمام جنتوں میں اعلیٰ ہے وغیرہ - اور کفار کو انکے اعمال بد سے دائما جہنم میں محبوس رکھنا اور ایمانداروں نکوکاروں کو ہمیشہ جنت الفردوس میں رکھنا یہ اسکی ایک شان اور صفت ہے مثلاً ان صفات کے کہ جنکو سمندر کی سیاہی بنا کر جو کوئی لکھنا چاہے تو سمندر تمام ہو جائے اور وہ سب لکھی جائیں -

(۶) چونکہ اس سورہ میں اصحاب کہف اور ذی القرنین اور موسیٰ اور خضر کا حال بھی بیان ہے جو انکی عظمت پر دال ہے اور انسے خارق عادات باتیں سرزد ہوئی بھی مذکور ہیں اور دنیا میں بزرگوں اور عباد اللہ کو خدائی میں جو لوگوں نے شریک کیا ہے تو بیشتر انکے خارق عادت کاموں کی وجہ سے - اور چونکہ آنحضرت صلعم کا کمال اور سر دفتر انبیا ہونا نزول قرآن سے ظاہر ہے اور آپ سے صدور خارق عادات و معجزات بھی تھے تو اسلئے آپکی امت کو تنبیہ کرنے کے لئے سورہ کا خاتمہ اسپر کیا قل انما انا بشر مثلکم یہ حصر اور مماثلت محض بشریت میں ہے یعنی صفت الوہیت آپ میں کوئی نہیں ہے کمالات نبوت جو آپ میں اور دوسرے لوگوں میں امتیاز کا باعث ہیں سو اس سے اس مماثلت کی نفی نہیں ہوتی - پھر فرماتا ہے یوحیٰ الی کہ مجھے توحید کی وحی ہوتی ہے اب مدار نجات اسی پر ہے کہ کسیکو عبادت میں شریک نہ کرے اور اچھے کام کئے چلا جاوے - حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے کہ ایک صحابی جو جہاد میں سرگرمی کیا کرتا تھا اسکو اپنے مرتبہ اور انجام ظاہر ہونے کی آرزو تھی اسپر یہ آیت نازل ہوئی یعنی اس سے اسکا جواب بھی نکلتا ہے - فضائل اس سورہ کے احادیث میں بہت کچھ آئے ہیں واللہ اعلم

سورۂ مریم مکیہ ہے اس میں اٹھانوے آیات اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كٓهٰيٰعٓصٓ ۝ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ

یہہ ذکر ہے تیرے رب کی رحمت کا جو اسکے بندہ زکریا پر ہوئی۔ جبکہ اسنے اپنے رب کو خفیہ طور سے پکارا کہا اے رب میرے بدن کی ہڈیاں سست ہوگئیں اور سر میں بڑھاپا

شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝

چمکنے لگا۔ اور تجھسے مانگکر اے رب میں محروم نہیں رہا ہوں۔ اور میں اپنے بعد اقارب سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے بس تو اپنے سے مجھے ایک وارث عطا کر۔

يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ

جو میرا وارث ہو اور یعقوب کے خاندان کا اور اسکو اے رب پسندیدہ کر۔ ہمنے کہا اے زکریا ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشی سناتے ہیں جسکا نام یحییٰ ہے اس سے پہلے اس نام کا ہمنے کوئی نہیں کیا۔ کہا اے رب

اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ

مجھے کہاں سے لڑکا ہوگا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے میں آکر انتہا کو پہنچ گیا۔ فرشتے نے کہا یوں ہی فرمایا تیرے رب نے کہ یہہ میرے نزدیک آسان ہے اور ہمنے تجھکو پیدا کیا

وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۚ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ

اور تو کچھ بھی نہ تھا۔ کہا اے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر کردے۔ کہا تیری نشانی یہہ ہے کہ تو لوگوں سے تین رات دن تک کلام نہ کرسکیگا بھلا چنگا ہوکر۔ پس وہ حجرے سے اپنی قوم کے سامنے نکلا سو انکو اشارہ سے کہا کہ

سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝

صبح و شام خدا کی تسبیح کیا کرو۔ زبان بول نہ سکا۔ علامت آگئی۔

تفسیر

اس سورہ میں چند بزرگوں کے تذکرے ہیں جنسے خدا تعالیٰ کی رحمت و قدرت کا کامل اظہار ہوتا ہے۔ اور مقصود ان تذکروں سے یہہ ہے کہ خدا پرستوں پر ہمیشہ دنیا و آخرت میں اسکی مہربانی اور عنایت ہوا کرتی ہے وہ اپنے مخلصین کی ہر موقع میں دستگیری کیا کرتا ہے۔ اسی پر توکل چاہیئے۔

پہلا تذکرہ حضرت زکریا پیغمبر علیہ السلام کا ہے۔ یہہ حضرت شہر یروسلم کے باشندہ بنی اسرائیل میں ہیکل یعنی بیت المقدس کے ایک کاہن یعنی امام تھے منجملہ اور کاہنوں کے۔ یہہ وہ زمانہ ہے کہ یہود کی سلطنت قائم نہ رہی تھی شاہان روم انپر حکومت کرتے تھے اور انکا ایک نائب یا گورنر یہاں رہا کرتا تھا جنکو ہیرودس کہا کرتے تھے یہہ نام انکا خاندانی نام تھا اور ہیرودس یہود میں سے نہیں بلکہ غیر تھا۔ بیت المقدس کی بربادی کے بعد حال میں از سر نو بطرز سابق تعمیر ہوا تھا اسمیں متعدد کمرے اور کئی درجے تھے اور دو منزلہ مکانات بھی تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام بوڑھے ہوگئے تھے اور انکی بیوی الیشبات جو حضرت مریم کی خالہ تھیں بانجھ تھیں زکریا کو اولاد نہ ہونے سے بعد میں اقارب کا کھٹکا تھا انکی سرکشی کی وجہ سے

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۝ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝

جب یحییٰ پیدا ہوئے ہم نے انکو کہا اے یحییٰ کتاب کو مضبوط ہو کر لے اور ہمنے انکو بچپن ہی سے حکم عطا کیا۔ اور ہمنے اپنے پاس سے رحم دلی اور پاکیزگی عطا کی۔ اور وہ پرہیزگار تھا۔ اور اپنے ماں باپ کے ساتھ بہت نیکی کرنیوالا اور وہ سرکش نافرمان نہ تھا۔

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ

اور اس پر سلام ہے جس دن کہ وہ پیدا ہوا اور جس دن کہ وہ مریگا اور جس روز کہ زندہ ہو کر اٹھیگا۔ اور کتاب میں مریم کا ذکر کر۔ جبکہ وہ اپنے لوگوں سے کنارہ کر کے ایک شرقی مکان میں جا بیٹھی۔ پس انکے درمیان

دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ

ایک پردہ ڈال دیا۔ پھر انکی پاس ہمنے اپنے فرشتہ کو بھیجا اور وہ اسکے روبرو پورا آدمی بنکر آیا۔ مریم نے کہا میں تجھسے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو پرہیزگار ہے۔ اسنے کہا میں تو تیرے رب کا

رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ

بھیجا ہوا ہوں کہ تجھکو پاکیزہ لڑکا دوں۔ مریم نے کہا کیونکر کہاں سے لڑکا ہوگا حالانکہ مجھے کسی آدمی نے ہاتھ نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں۔ کہا یوں ہی فرمایا تیرے رب نے کہ یہ مجھپر آسان ہے

وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝

اور تاکہ ہم اس لڑکے کو لوگوں کیلئے نشانی اور اپنی مہربانی بنائیں اور یہ بات ٹھہر چکی تھی۔ پس حمل ٹھہرا مریم کو تب وہ اسکو لیکر دور مکان میں جا بیٹھی

آخر ایک روز عین نماز میں دل بھر آیا اللہ سے مناجات و دعا کی (نداء خفیا) کہ اے رب میں کبھی تجھسے سوال کر کے محروم نہیں رہا ہوں میں تجھسے التجا کرتا ہوں کہ مجھے ایک صالح پسندیدہ فرزند عطا کر کہ خاص میرا اسباب اور مال و اسباب میں وارث ہو اور بنی اسرائیل کی نسل کا بھی وارث ہو نبوت اور بزرگی اور برکت میں جو بنی اسرائیل سے وعدہ کی گئی تھی کہ تیری نسل میں برکت دونگا فرشتہ نے خدا کی طرف سے زکریا کو مژدہ دیا کہ تیری دعا قبول ہوئی تجھکو ایک فرزند نیک ملیگا جسکا نام یحییٰ (یوحنا) ہوگا اور اس سے پہلے اس نام کا کوئی نہیں ہوا ہے زکریا کو مژدہ سنکر اپنی پیرانہ سالی اور بیوی کے بانجھ ہونیکا خیال کر کے تعجب ہوا فرشتہ نے کہا کیا تعجب ہے خدا نے انسان کو معدوم سے موجود کر دیا وہ بغیر اسباب کے کر سکتا ہے اور اسباب بھی پیدا کر سکتا پھر جب زکریا کا اطمینان ہو گیا تو فرشتہ سے اسکی علامت پوچھی فرشتہ نے کہا جب وقت آئیگا تو خود بخود تین رات دن تک تیری زبان بند ہو جاویگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ زکریا کچھ بات نہ کر سکتے تھے امامت کے روز لوگ حسب دستور منتظر تھے کہ زکریا محراب یعنی اپنی خاص عبادت گاہ سے باہر آکر نماز پڑھاویں انکے دستور کے موافق پس باہر نکلکر لوگوں سے اشارہ کر کے کہا کہ تم بطور خود صبح و شام خدا کی حمد و ثنا کرو اس علامت کے چند عرصہ بعد زکریا علیہ السلام پیدا ہوئے۔ یحییٰ لڑکپن ہی میں وعظ و تلقین کیا کرتے تھے اور بچوں کی طرح کھیل کود میں کبھی مصروف نہیں ہوئے توراۃ پر عمل کرنیکا انکو حکم ہوا تھا جسکو خذ الکتاب بقوۃ سے تعبیر کیا یعنی مضبوطی سے کتاب یعنی توریت کو پکڑ اسپر عمل کر۔

فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا ○ فَنَادَاهَا مِن تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ

پھر وہ جننے کے درد سے کھجور کے درخت پاس آگئی   کہنے لگی کاش اس سے پہلے میں مرچکتی   اور بھولی بسری ہوجاتی۔   پھر اسکے پائین سے فرشتے نے آواز دی کہ غم نکر تیری رب نے

تَحْتَكِ سَرِيًّا ○ وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ○ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا

تیری پائین میں ایک چشمہ پیدا کردیا۔ اور اپنی طرف کھجور کے پیڑ کو   جھکا   تجھپر تازہ کھجوریں جھڑینگی۔   پس تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی کر   پھر جو تو کسی آدمی کو دیکھے تو

فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا ○ فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ○ يَا أُخْتَ

کہدیجیو کہ میں نے رحمن کے لئے روزہ مانا ہے   اب میں آجکے دن کسی شخص سے بات نکرونگی۔ پھر وہ عیسیٰ کو گود میں اٹھائے ہوئے اپنی قوم پاس آئی۔ کہنے لگے اے مریم تو تو عجب چیز لائی۔   اے

هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ○

ہرون والی تیرا   باپ   برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی

وآتیناہ الحکم صبیا سے تعبیر کیا اسکے بعد حضرت یحییٰؑ کے چند اوصاف حمیدہ بیان فرماتا ہے کہ ہمنے اسکو پاکیزگی اور نرمدلی دی تھی۔ اور وہ پرہیزگار تھے اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنیوالے تھے اور سرکش و نافرمان نہ تھے۔ انکی ان خوبیوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ حضرت یحییٰؑ کی نسبت فرماتا ہے وسلام علیہ کہ ہمارا سلام یا سلامتی اور رحمت ہو انپر پیدا ہونے اور مرنے اور مرکے جینے کے دن یعنی سخت اوقات میں۔ یہ ایک محاورہ ہے جیسا ہماری زبان میں کہتے ہیں مرحبا ہے انکی پیدا ہونے پر یا مبارک ہے اسکا پیدا ہونا۔ ان حضرت یحییٰؑ کو اسوقت کے ہیرودس نے ایک عورت کے کہنے سے ناحق قتل کیا انکا سر قلم ہو کر طشت میں لگا کر بادشاہ مذکور کے سامنے لایا گیا یہ وہ زمانہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی وعظ و نصیحت کرتے پھرتے تھے۔

دوسرا تذکرہ حضرت مریم کا ہے۔ اس قصہ کی ابتدا یہاں نہیں بیانکی بلکہ ان آیات میں ہے اذ قالت امرأۃ عمران رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا بنی اسرائیل میں سے ایک شخص عمران نامی تھا (یہ عمران موسیٰ علیہ السلام کے والد نہیں) انکی بیوی حنہ بڑی نیک بیوی تھی جو حضرت زکریا علیہ السلام کی سالی تھی اپنے خدا تعالیٰ سے نذر مانی کہ الہی یہ جو مجھے حمل رہا ہے اس سے لڑکا پیدا ہوا تو میں تیری نذر کرونگی۔ یہود میں ایسی نذروں کا قدیم دستور تھا چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد سے ذرا پیشتر شموئیل علیہ السلام کو بھی انکی ماں نے خدا کے لئے نذر مانا تھا اور اسی لئے عبادت خانہ میں چڑھا گئیں تھیں۔ لیکن عمران کی بیوی نے لڑکی جنی یعنی مریم اور افسوس کیا کہ لڑکا ہوتا تو بیت المقدس کی خدمت کرتا کیونکہ جنکو خدا کے لئے نذر مانا کرتے تھے انکو بیت المقدس میں لاکر چھوڑ جاتے تھے وہیں انکی پرورش ہوتی تھی اور وہ عمر بھر وہیں خدمت کیا کرتے تھے اسی طرح حضرت مریمؑ کو بھی انکی ماں بیت المقدس میں چھوڑ گئیں انکے خالو زکریا علیہ السلام جو بیت المقدس کے امام تھے انکی پرورش کے لئے مقرر ہوئے زکریا علیہ السلام نے مریم کے لئے بیت المقدس کے مکانات میں سے ایک مکان غالبا کوئی بالاخانہ تجویز کردیا یا کوئی اور مکان تجویز کیا ہوگا اور پھر انکے پاس کھانا پانی پہنچایا کرتے تھے چنانچہ ایکبار جو یہ انکے پاس گئے تو بے موسم کے پھل دھرے دیکھے تعجب سے پوچھا کہ کہاں سے آئے مریمؑ نے کہا اللہ نے بھیجے۔ اس سے زکریا کو اور بھی امید ہوئی اور خدا تعالیٰ سے التجا کی۔

فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَن كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۝ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ

تب مریم نے لڑکے کیطرف اشارہ کیا۔ کہنے لگے ہم اس سے کیونکر بات کریں جو گود میں لڑکا ہو۔ عیسیٰ نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں مجھکو کتاب دی اور نبی بنایا۔ اور مجھکو برکت والا کیا جہاں کہیں

مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۝ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ

میں ہوں اور مجھکو نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کی جبتک میں زندہ ہوں اور ماں کو ساتھ نیکی کرنیوالا بنایا۔ اور مجھے سرکش بدبخت نہیں کیا۔ اور سلام ہی مجھپر میرے پیدا ہونیکے دن اور

أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ۝ ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝ مَا كَانَ لِلَّهِ أَن يَتَّخِذَ مِن وَلَدٍ ۖ سُبْحَانَهُ ۚ إِذَا قَضَىٰ

مرنیکے اور زندہ ہوکر اٹھنے کے دن۔ یہہ ہے عیسےٰ مریم کا بیٹا سچی بات کہ جسمیں وہ جھگڑ رہے ہیں اللہ کی یہہ شان نہیں کہ وہ کسیکو بیٹا بناوے وہ پاک ہی وہ۔ جب کوئی کام کرنا

أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ۝ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِن بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ

ٹھہراتا ہے تو صرف اسکو کن کہتا ہے سو وہ ہوجاتا ہے۔ اور بیشک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے پس اسکی عبادت کرو۔ یہہ ہی سیدھا رستہ۔ پھر قومیں آپسمیں مختلف ہوگئیں پس خرابی ہے

كَفَرُوا مِن مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝

منکروں کو بڑے دن کے سامنے ہونے سے

جب مریم جوان ہوگئیں ایکبار انکو خوبصورت آدمی کی شکل میں خدا کا فرشتہ (جبرئیل علیہ السلام) نظر آیا مریم گھبرائیں اور کہا میں تجھسے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو خدا ترس ہے فرشتہ نے کہا میں انسان نہیں خدا کا فرستادہ ہوں اسلئے آیا ہوں کہ تجھکو پاک فرزند دوں مریم نے کہا یہہ کیونکر ہوگا میرا ابتک کسی سے نکاح نہیں ہوا اور نہ میں حرام کار ہوں فرشتہ نے کہا خدا یوں ہی اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کرسکتا ہی تب فرشتہ نے انکے کرتے کے گریبان میں دم کردیا یعنی چھو کردی پھونک دیا اسکے بعد سے انکو حمل معلوم ہونے لگا مریم لوگوں سے گوشہ اور کنارہ کے مکان میں جارہیں (غالبًا یوسف کے ساتھ وہانسے بیت اللحم میں آرہیں ہونگی جو وہانسے کئی میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں تھا جو آج کل شہر ہے یا اپنی خالہ کے گھر آرہی ہونگی اور انکی خالہ کو بھی حمل تھا چھ مہینے کا جس سے یحیی پیدا ہوئے) پس جب خاص جننے کا وقت آیا اور درد لگے تو ایک اُفتادہ مکان میں آئیں جہاں ایک کھجور کا خشک درخت تھا اور پانی نہ تھا اور ولادت کے وقت ان چیزوں کی سخت ضرورت ہوتی ہے اودھر تنہائی اُدھر درد اودھر ہر قسم کی بے سروسامانی نہ کھانا نہ پانی ایسی حالت میں انسان کا مقتضی طبعی ہے کہ گھبرا جاتا ہی گھبرا گئیں اور کہنے لگیں کہ کاش میں اس دن سے پیشتر مرچکتی اور بنیست نابود ہوگئی ہوتی کہ لوگ نام ونشان بھی بھول جاتے۔ ایسے سخت وقتوں میں خدا تعالی اپنے نیک بندوں کی دستگیری کرتا ہے پس انکی پائین سے[1] فرشتہ نے آواز دی کہ کچھہ غم نکر دیکھہ تیرے پاؤں کی طرف خدا نے چشمہ جاری کردیا جسقدر پانی درکار ہو لے اور اس کھجور کے درخت کو ہلا تر و تازہ کھجوریں اس میں سے جھڑینگی اور جو کوئی شخص تجھے کچھہ کہے تو اشارہ سے کہہ دیجو کہ میں کلام نہیں کرسکتی[2] روزہ نذر مانا ہے پس پاک ہونے کے بعد ختنہ کے لئے شریعت موسوی کے موافق مریم عیسیٰ کو بیت المقدس میں لائیں فاتت بہ قومہا تحملہ یہاں انپر لوگوں کا ہنگامہ ہوا

[1] من تحتہا کے معنی بعض نے یہہ بیان کئے ہیں کہ مسیح نے انکے نیچے سے آواز دی تھی مگر صحیح مطلب آیت کا یہہ ہے کہ مریم جو بوقت ولادت لیٹی ہوئی تھیں انکے پاؤں کی طرف سے کہ جسکو تحت یا نیچے کی جانب کہتے ہیں جسطرح سر جانے کو بالین یا اوپر کی جانب کہتے ہیں فرشتہ نے آواز دی ۱۲ منہ [2] اگر روزہ میں یہہ نذر مانا ہو کہ کسی سے کلام نکرونگا اس عہد میں اس نذر کا پورا کرنا فرض تھا اسلئے مریم نے یہہ عذر کیا اور غرض یہہ تھی کہ لوگوں کو آپ جواب دینا نہ پڑے خود لڑکا ہی جواب دیوے تاکہ اسکا اعجاز و کرامت معلوم ہو ۱۲ منہ

اور طعن و تشنیع شروع ہوئی کہ تیرے ماں باپ ایسے نہ تھے تو حرام کار کہاں سے پیدا ہوئی؟ سچ بتا یہہ بچہ کس کا ہے؟ مریم نے حضرت مسیح کی طرف اشارہ کیا کہ خود اسی سے دریافت کر لو لوگوں نے کہا کہ ہم بچہ سے کیونکر بات چیت کر سکتے ہیں آخر حضرت مسیح علیہ السلام گود ہی سے آپ بول اٹھے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں (سب سے پہلے یہہ جملہ یوں کہا کہ انکے بغیر باپ کے پیدا ہونے اور عجائب معجزات دکھانے سے لوگ انکو کہیں خدا یا خدا کا بیٹا نہ سمجھ لیں جیسا کہ نصاریٰ سمجھ بیٹھے) مجھکو کتاب دی ہے یعنی انجیل گو اسوقت تک نہ ملی تھی بلکہ تیس برس کی عمر میں جبکہ نبی ہوئے اور اسیطرح نبوت بھی جب ہی ملی اور صلوٰۃ و زکوٰۃ کی وصیت بھی اسی وقت میں ہوسکتی ہے لیکن یہہ سب باتیں ہونی تحقیق امر عالم غیب میں قرار پا چکیں بلکہ مل چکیں تھیں گو ظہور اسوقت تک نہوا تھا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہہ معلوم کرا دیا گیا تھا اسلئے ان سب باتوں کو بلفظ ماضی ان طفولیت کے وقت بیان فرمایا - شیرخوارگی کی حالت میں اپنی ماں کی برات کے لئے مسیح نے ایک ہی بار کلام کیا تھا پھر نہیں جب لوگوں نے یہہ کلام سنا تو حیرت میں ہو گئے اور اسلئے مریم پر زنا کی سزا جو قتل تھی قائم نہ کی ورنہ سزا سے بری رکھنے کی کوئی وجہ نہ تھی - مگر اس بات کو یہود نے مخفی کر دیا تاکہ لوگ انکے معتقد نہوں اور حضرت زکریا علیہ السلام پاکدامن پر بہتان دھر دیا - اور انکو قتل کیا -

آثار یحییٰ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مریم کا چچا زاد بھائی ایک شخص یوسف نامی تھا جو حضرت مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کو یہود اور ہیرودس کے خوف سے مصر لیگیا اور انکے مرنے تک وہیں رہے پھر ہیرودس کے مرنیکے بعد آکر ناصرہ گاؤں میں رہے اسلئے انکے متبعین کو نصاریٰ کہتے ہیں اور پھر وعظ و پند میں مصروف ہوئے اور معجزات دکھانے شروع کئے جوق جوق لوگ انکی طرف متوجہ ہونے لگے آخر یہود کو حسد ہوا اس عہد کے حاکم کو بدگمان کر کے انکو گرفتار کرایا کہ یہہ قیصر سے باغی ہے قید کر کے سولی دینے لے چلے مگر خدا نے انکو زندہ و سالم اوپر اٹھا لیا اور انکی شکل میں ایک کو انہیں میں سے کر دیا جسکو سولی دیا انکے بعد حضرت مریم کا انتقال ہوا حضرت یحییٰ علیہ السلام انکی زندگی ہی میں ہیرودس کے ہاتھ سے شہید ہو چکے تھے -

حضرت عیسیٰ اور مریم کے قصہ کو تمام کر کے فرماتا ہے ذلک عیسی ابن مریم الخ کہ اصل حقیقت عیسیٰ بن مریم کی یہہ ہے سچا اعتقاد یہی ہے جس میں وہ جھگڑتے ہیں یہود کہتے ہیں معاذ اللہ وہ زنا سے پیدا ہوئے تھے اور مکار و فریبی تھے عیسائی کہتے ہیں کہ وہ خدا کے بیٹے تھے خدا انکی شکل میں ظاہر ہوا تھا یہود کا قول تو ازخود بدیہی البطلان تھا انکی طرف توجہ نہیں کی گئی عیسائیوں کے قول کو باطل کرتا ہے ماکان اللہ ان یتخذ من ولد سبحانہ الخ کہ خدا کی شان یہہ نہیں کہ وہ کسیکو بیٹا بناوے وہ اس سے پاک ہے اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون بیٹا انکے لئے ہوتا ہے جنکو احتیاج ہے اور اسکے حکم میں تو ہر چیز ہے کن کہتے ہی ہو جاتی ہے اسیطرح بے سبب ظاہری یعنی باپ کے بغیر اسنے عیسیٰ کو پیدا کر دیا خود عیسیٰ نے کہہ دیا تھا انی عبد اللہ الخ و ان اللہ ربی و ربکم فاعبدوہ ہذا صراط مستقیم کہ اللہ میرا اور تمہارا دونوں کا پالنے والا ہے اسکی عبادت کرو سیدھا رستہ یہی ہے نہ یہہ کہ مجھے خدا یا اسکا بیٹا سمجھو -

ابحاث

(۱) زکریا علیہ السلام کا فرزند کے لئے دعا کرنا آخر تک قصہ انجیل لوقا باب اول میں موجود ہے ہاں قرآن مجید میں تین روز تک اور انجیل مذکور میں اکبروزن تک گونگا رہنا مذکور ہے - اور حضرت مریم کے قصہ میں بقدر تفاوت ہے کہ مریم کا انکی والدہ کی طرف سے خدا کی نذر میں چڑھایا جانا اور زکریا کی نگرانی میں پرورش پانا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت کھجور کے درخت کا تر و تازہ ہونا اور چشمہ جاری ہونا اور پھر شیرخوارگی میں مسیح کا کلام کرنا انکی اناجیل اربعہ میں موجود نہیں قرآن میں ہے البتہ انکی یادگار اناجیل میں ہے جیسا کہ انجیل طفولیت وغیرہ اور اسیطرح رضاعت کے زمانہ میں یحییٰ علیہ السلام کا کلام کرنا انجیل میں ہے قرآن مجید میں نہیں یہہ کچھ اختلاف ہے انہوں کہ جس نے ایک کو غلط ایک کو صحیح کہنے کی نوبت پہنچی خود چاروں انجیلوں میں اس قسم کی کئی یادیاں ہیں ایک یہہ ہے کہ مجوسی ستارہ کے

اشارہ ہے مسیح پاس آئی۔ دوسری میں یہاں علیٰ ہذا القیاس۔ اور جو اختلاف ہے تو اس میں قرآن مجید کا ہی عقلاً و نقلاً اعتبار ہونا چاہئے نہ انکی کتب محرفہ کا۔

(۳) تمام اہل اسلام اور تمام عیسائی اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے محض قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے تھے برخلاف یہود کے کہ وہ انکو یوسف کے نطفہ سے بطور عادت پیدا ہونا کہتے ہیں اور معاذ اللہ ناجائز تولد قرار دیتے ہیں۔ مگر آج کل برائے نام مسلمان ایک گروہ جو اس زمانہ میں علوم حسیہ کی ترقی اور علوم روحانیہ کے مفقود ہو جانے اور حس باطن اور نور قلبی کے مٹ جانے سے پیدا ہوا ہے اور وہ فریق قدم بہ قدم حکماء یورپ کے چلتا اور قرآن و احادیث کو انکے خیالات کے مطابق کرتا ہے غلط تاویلات کے ذریعہ وہ بھی یہود کی طرح بطور عادت انسان کے نطفہ سے پیدا ہونا کہتا ہے کیونکہ خوارق عادات انکے نزدیک محال ہیں۔

اس بات کے امکان پر دلائل لانیکی یہاں گنجائش نہیں مقدمۂ تفسیر میں بیان ہو چکیں اب میں قرآن مجید کے وہ الفاظ بتاتا ہوں جو اسی بات پر دلالت کرتے ہیں۔

اوّل۔ ان آیات میں فتمثل لہا بشرا سویا سے لیکر قال کذٰلک قال ربک ہو علیّ ہین تک صاف صاف کہہ رہا ہے کہ مریم کو فرشتہ کے کہنے سے کہ تجھکو فرزند دینے آیا ہوں تعجب آیا اسلئے کہ نہ وہ حرام کار تھیں نہ کسی سے نکاح ہوا تھا پھر فرشتہ کا یہ کہنا کہ تیرا رب یوں ہی کر سکتا ہے اور یہ اسپر مجھپر مشکل بات نہیں تصریح ہے کہ حضرت عیسیٰ کا تولد بغیر باپ کے ہوا ہے۔ دوم۔ ولنجعلہ آیۃ للناس بھی اسکی تصریح کرتا ہے کیونکہ تولد مسیح اگر معمولی طور سے ہوتا پھر خواہ اس میں لوگوں کے لئے کتنی ہی برکات کیوں نہ ہوتے جیسا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے تولد میں اسپر آیۃ کا اطلاق نہیں ہوتا کیونکہ قرآن مجید میں جہاں کہیں بجز آیات قرآنیہ کے اور چیزوں پر لفظ آیۃ کا اطلاق ہوا ہے تو انہیں پر ہوا ہے کہ جہاں کوئی بات انکی قدرت کی بات عادت و اسباب ظاہری بغیر پائی گئی ہو جیسا کہ اصحاب کہف پر اور صالح علیہ السلام کے ناقہ پر وغیرہا۔ سوم۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم الآیہ میں اس امر کی صاف تصریح ہے کیونکہ آدم کے ساتھ مسیح علیہ السلام کو تشبیہ دینا اگر اس بات میں نہیں کہ جسطرح وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اسیطرح یہ بھی تو پھر اور کونسی خصوصیت آدم کے ساتھ مسیح کو ہے؟ اور نیز اس آیت کا نزول انہیں دفع خیال کے لئے ہے جو مسیح کو بغیر باپ کے پیدا ہونے سے خدا کا بیٹا کہتے تھے۔

اسکے علاوہ اور بھی قرینے ہیں اور کتنی ایک باتیں خارق عادت مذکور ہیں جیسا کہ کھجور خشک سے تر خرموں کا پیدا ہونا پانی کا چشمہ نمودار ہونا مسیح کا گود میں کلام کرنا جسکی بابت یہود نے کہا تھا کہ ہم گود کے بچہ سے کیونکر بات کر سکتے ہیں؟ اور فرشتہ کا مجسم ہو کر مریم کو نظر آنا پھر یہاں بھی شاید تاویل باطل کرینگے۔

اسیطرح عیسائیوں کی اناجیل اربعہ میں بھی اس امر کی صاف تصریح ہے حالانکہ ماوّل صاحب اپنی کتاب تبیین الکلام میں اناجیل مذکورہ کو غیر محرف اور کلام الٰہی مان چکے ہیں انجیل متی کے اول باب میں ۱۸۔ ورس سے لیکر آخر تک اسکی تصریح ہے جسکا ایک جملہ یہ ہے کہ جب اسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوئی تو انکی اکٹھے آنے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی۔ پھر انجیل لوقا کے اول باب میں ۲۶۔ ورس سے لیکر کئی جملوں تک قرآن مجید کے موافق مریم کو فرشتہ سے حمل ہونا اور مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مذکور ہے۔ پھر نہیں معلوم کہ ماوّل صاحب کس سند سے انکار کرتے ہیں اور آسمان و زمین کے قلابے ملاتے ہیں؟

(۴) یا اخت ہارون اخت کے حقیقی معنی بہن کے یہاں مراد نہیں بلکہ کلام عرب میں اخ اور اخت اور ابن بہت سے موقع میں محض نسبت کے لئے آتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں یا اخا العرب یا اخا ہمدان اے واحدا منہم یعنی اے عرب والے اے قبیلہ ہمدان والے نہ یہ کہ اے عرب اور ہمدان کے بھائی اسیطرح مسافر کے لئے ابن السبیل اور چاند کے لئے ابن اللیل آتا ہے وغیرہ چونکہ حضرت مریم ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھیں اسلئے انکو شرمندہ کرنے کے لئے انکے جد اعلیٰ ہارون کیطرف منسوب کر کے کلام کیا کہ اے ایسے بزرگ کی اولاد تجھے ایسا کرنا نہ تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ مریم کے حقیقی بھائی کا نام بھی ہارون تھا جو بڑے نیکوکار تھے۔ ایک پادری نے اخت کے حقیقی معنی سمجھکر پھر ہارون اور مریم میں فاصلہ دراز خیال کر کے اعتراض جڑ دیا کہ قرآن میں غلطی ہے۔ فہم سلیم اسکو کہتے ہیں۔

أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا لَٰكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ (وقف لازم)

کیا ہی سنتے اور دیکھتے ہونگے جس روز کہ وہ ہمارے پاس آوینگے لیکن ظالم تو آج صریح گمراہی میں ہیں۔ اور انکو حسرت کے دن سے ڈرا جبکہ کام تمام ہوجاوے اور وہ غفلت ہی میں ہوں

وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ۝ ع

(ع ۲۵ / ۵)

اور ایمان نہ لاویں۔ ہم ہی وارث ہونگے زمین کے اور جو اسپر ہے اور ہماری طرف رجوع کرینگے۔

ترکیب

اسمع بہم و ابصر معناً دونو تعجب کے صیغے لفظاً امر کے صیغہ ہیں بمعنی ما اسمعہم و ما ابصرہم بہم موضع رفع میں ہے کقولک احسن بزید ای حسن زید فعلول میں ہم اور معنی خبر ہے احسن زید۔ ویمکن ان یقال انہ امر لکل احد بان یحسن بزید والباء زائدۃ۔ یوم ظرف والعامل فیہ اسمع و ابصر۔ اذ قضی یا یوم الحسرۃ سے بدل یا حسرۃ کا ظرف ہے۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا فاختلف الاحزاب کہ عیسیٰ کے بارہ میں قومیں مختلف ہیں جیسا کہ آپ کو معلوم ہوا کہ یہود کچھ کہتے ہیں نصاریٰ کچھ اور پھر باہم نصاریٰ کے فرقوں میں بہت کچھ اختلاف ہے اور تھا جنکی نسبت فرماتا ہے فویل للذین کفروا من مشہد یوم عظیم کہ منکروں کو بڑے دن کی حضوری اور اسکی شدت سے خرابی ہے بڑا دن قیامت کا دن ہے۔ یعنی اس دن کا سامنا ہونا ہے اور اس دن میں بڑی مصیبت ہے انکے اختلاف کا ثمرہ ظہور ظاہر ہوجاویگا۔

اسمع الخ میں یوم عظیم کی کچھ کیفیت بیان ہے کہ جس روز یہ کافر ہمارے پاس آئینگے اس دن انکی بینائی اور شنوائی عجب ہوگی یعنی جسطرح آج اندھے اور بہرے ہیں نہ باطن کی آنکھوں سے حق دیکھتے ہیں نہ کسی سے سنتے ہیں سو روز یہ حال نہوگا بلکہ خوب آنکھیں کھل جاوینگی کان بھی کھل جاوینگے یہی مضمون سورۂ ق میں بھی آیا ہے لقد کنت فی غفلۃ من ہذا فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید۔

اسکے بعد آنحضرت صلعم کو خطاب کرکے فرماتا ہے کہ ان غافلوں کو حسرت کے دن سے مطلع کر تاکہ خوف کریں۔ پھر یوم الحسرت کی کچھ تشریح فرماتا ہے۔

اذ قضی الامر وہم فی غفلۃ وہم لا یؤمنون کہ جب انکے لئے عذاب کا حکم دیا جاویگا اور وہ دنیا میں غفلت میں پڑے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔

بظاہر یوم الحسرت قیامت کا دن ہے کیونکہ جنہوں نے دنیا میں نیکی نہ کی ہوگی وہاں انکی حسرت کا کیا ٹھکانا ہے مگر آیت کو عام رکھا جاوے تو اور بھی تخویف پیدا ہوتی ہے یعنی حسرت کا دن عام ہے قیامت کے دن کو بھی شامل ہے اور موت کے دن کو بھی کہ انسان غفلت میں پڑا ہوا ایمان و حسنات سے بیخبر ہے ادھر یکایک اسکی موت کا حکم ہوجاوے اسکا کام تمام ہوچکے اب اسکو ساتھ لیجانے کے لئے توشۂ آخرت حاصل کرنیکی مہلت کہاں پس اس دن سے زیادہ بھی اسکی حسرت کا دن اور کوئی کیا ہوگا؟ یہ مضمون بھی قرآن مجید کی متعدد آیات میں آیا ہے لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین اور احادیث میں بھی وارد ہے کہ انسان اپنی آرزوں کے پورا کرنے میں لگا ہوا ہوتا ہے کہ یکایک اجل آجاتی ہے۔ حسرت و ارمان دنیا کی جگہ دل میں آخرت کے لئے کوتاہی کرنے کی حسرتیں ساتھ جاتی ہیں۔

دنیا میں جو کچھ مال و زر زمین و باغات اسنے بڑی محنت سے حاصل کئے تھے وہ سب یہیں پڑے رہ گئے ان سب کا اللہ ہی وارث اور اخیر مالک رہیگا اور سب اٹھکر خدا تعالیٰ کے پاس حاضر ہوجاوینگے۔ انا نحن نرث الارض ومن علیہا والینا یرجعون کا یہی مطلب ہے۔ واللہ اعلم۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا يَا أَبَتِ

اور کتاب میں ابراہیم کا ذکر کر۔ بیشک وہ ایک نبی صادق تھا۔ جبکہ اس نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ تو کیوں ایسی چیز کی عبادت کرتا ہے جو نہ سن سکتی ہے اور نہ دیکھ سکتی ہے اور جو تیرے کسی کام نہیں آسکتی۔ اے میرے باپ

إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ۝ يَا أَبَتِ

بیشک میرے پاس علم ہے جو تجھے حاصل نہیں پس تو میرے کہنے پر چل تاکہ میں تجھے سیدھا رستہ دکھاؤں۔ اے میرے باپ شیطان کی عبادت نہ کر کیونکہ شیطان خدا کا نافرمان ہے۔ اے میرے باپ

إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ۝ قَالَ أَرَاغِبٌ أَنْتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ ۖ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ

مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تجھ پر خدا تعالیٰ کا عذاب آ پڑے پھر تو شیطان کا ساتھی ہو جاوے۔ اس نے کہا کیا تو میرے معبودوں سے اے ابراہیم نفرت رکھتا ہے اگر تو باز نہ آئیگا تو میں تجھ پر پتھر برساؤنگا

وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ۝ قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ ۖ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي ۖ إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا ۝ وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَأَدْعُو رَبِّي

اور جا دور ہو مجھ سے مدت تک۔ ابراہیم نے کہا سلام علیک میں تیرے لئے اپنے رب سے ابھی معافی مانگونگا کیونکہ وہ مجھ پر مہربان ہے۔ اور میں تمسے اور تمہارے معبودوں سے کنارہ کرتا ہوں جنکو تم خدا کے سوا پکارتے ہو اور اپنے رب کو پکارا کرونگا

عَسَىٰ أَلَّا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا ۝ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝

امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ ہوں۔ پھر جب ابراہیم ان سے اور ان بتوں سے الگ ہوا کہ جنکو وہ خدا کے سوا پوجتے تھے تو ہمنے اسکو اسحاق اور یعقوب عطا کیا۔ اور ہمنے ہر ایک کو نبی کیا۔

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝

اور ہمنے انکو اپنی رحمت سے بہت کچھ بخشا اور انکا ہمیشہ ذکر جمیل یا عزت قائم کیا۔ دنیا کے لوگ انکو عزت سے یاد کرینگے

یہہ تیسرا تذکرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ یہہ انکی اسوقت کی ثابت قدمی اور خدا پرستی مذکور ہے کہ جب ابتدائے شباب میں انہوں نے بت پرستی کو حقیر جانکر اپنے باپ کو اس سے منع کیا اور آخر کار محض اللہ کے لئے اپنے پیارے باپ کو چھوڑا کہ جسکی محبت نے ابراہیم کو اسکے لئے خدا سے معافی مانگنے پر آمادہ کیا اور اسکے لئے ابراہیم نے وعدہ بھی کر لیا پھر مہاجرت کے بعد خدا تعالیٰ نے اسکو اسحاق اور اسحاق کو یعقوب برگزیدہ پیغمبر فرزند عطا کیا۔ یہہ نتیجہ ہے خدا کی فرمانبرداری کا۔

یعقوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے ہیں لیکن پیارا اور اولو العزم پوتا بھی دادا کا نام روشن کرنیوالا گویا دادا کو فرزند ارجمند عطا کرنا ہے اسلئے وہبنا لہ یعقوب فرمایا اسحاق کے ساتھ بہت سی انکو اسکے علاوہ اور بہت سی چیزیں خدا نے یعقوب و اسحاق و ابراہیم کو عطا کیں تھیں۔ اور سب سے بڑھکر لسان صدق علیا عطا کی یعنی انکی ثنا و صفت لوگ [illegible] کرتے ہیں۔ لسان صدق ثنائے حسن۔ ذکر جمیل۔ چونکہ یہہ زبان سے پایا جاتا ہے اسلئے اسکو زبان سے تعبیر کیا گیا جیسا کہ ہندوستان میں کہتے ہیں انکو بدی سے تعبیر کرتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی واجعل لی لسان صدق فی الآخرین خدا تعالیٰ نے انکی دعا قبول کی جسکا اثر یہہ ہے کہ آجتک حضرت ابراہیم تخمیناً دو ثلث سے زائد بنی آدم کے پیشوا مانے جاتے ہیں یہود و نصاریٰ وغیرہم انکی بڑائی سے یاد کرتے ہیں اہل اسلام پنجوقتہ نمازوں میں انپر درود بھیجتے ہیں اپنے نبی خاتم المرسلین علیہ السلام کے ساتھ اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ آل ابراہیم میں اسحاق و اسمعیل و یعقوب علیہم السلام کی طرف اشارہ ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ میں خدا تعالیٰ عرب کے مشرکوں کو یہہ سمجھاتا ہے کہ تم جو باپ دادا کی تقلید کرکے بت پرستی کرتے ہو ایسا نہ چاہئے کیونکہ ابراہیم جسکو تم بھی بزرگ مانتے ہو انہوں نے باپ کا کہنا نہ مانا انکی تقلید نہ کی اور نیز یہہ بھی ہے کہ اگر باپ دادا کی تقلید کرنی ہے تو ابراہیم کی اور انکی اولاد کی کیوں نہیں کرتے؟

ملیا۔ دہرا طویلا و قیل سالما۔ ابراہیم نے باپ کیلئے استغفار کا وعدہ کیا تھا اسکے موجب استغفار کیا مگر جب معلوم ہوا کہ اللہ کی مرضی نہیں پھر اس سے بری ہو گئے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝ وَنَادَيْنَاهُ مِن جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهُ

اور کتاب میں موسیٰ کا ذکر کر بیشک وہ برگزیدہ اور رسول نبی تھا۔ اور ہمنے اسکو طور کے دائیں طرف سے ندا دی اور راز کہنے کیلئے اسکو قریب کیا۔ اور ہمنے اسکو اپنی

مِن رَّحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَوٰةِ

رحمت سے اسکا بھائی ہارون نبی دیا۔ اور کتاب میں اسمٰعیل کا ذکر کر کیونکہ وہ وعدہ کا سچا اور رسول نبی تھا۔ اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز

وَالزَّكَوٰةِ وَكَانَ عِندَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۝ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ

اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتا تھا اور اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھا۔ اور کتاب میں ادریس کا ذکر کر بیشک وہ نبی صادق تھا۔ اور ہمنے اسکو اونچے مکان پر اٹھا لیا۔ یہ وہ ہیں کہ جنپر

اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا إِذَا

اللہ نے کرم کیا ہے انبیاء لوگ آدم کی نسل سے اور انکی کہ جنکو ہمنے نوح کے ساتھ سوار کیا اور ابراہیم اور اسرائیل کی نسل میں سے۔ اور انہیں کہ جنکو ہمنے ہدایت کی اور برگزیدہ کیا جب

تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۝ فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَوٰةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝

انکے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو سجدہ میں گر پڑتے اور روتے ہوئے۔ پھر انکے بعد ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نمازیں غارت کیں اور شہوتوں کے پیچھے پڑے۔ اب وہ اپنی گمراہی کی سزا پاوینگے۔

السجدة

إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّهُ كَانَ

مگر جسنے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے پھر یہی لوگ ہیں کہ جو جنت میں داخل ہونگے اور انکا کوئی حق تلف نہوگا۔ جنات عدن میں کہ جنکا اللہ نے بن دیکھے اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے بیشک اسکا

وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ۝ لَّا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ۝ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَن كَانَ تَقِيًّا ۝

وعدہ آکر رہیگا۔ انہیں کوئی لغو بات نہ سنینگے مگر انہیں سلام کی آواز۔ اور وہاں انکے لئے انکی روزی ہے صبح و شام۔ یہ وہ جنت ہے کہ جسکا ہم اپنے بندوں میں سے اسکو وارث کرتے ہیں جو پرہیزگار رہوتا ہے۔

یہ چوتھا قصہ موسیٰ کا ہے کہ خدا نے انکو کوہ طور کی دائیں جانب سے پکارا یعنی پھر انی انا اللہ الخ کے ساتھ موسیٰ کو خطاب کرکے اس سے کلام کیا اور اس شرف کے بعد دوسرا شرف یہ حاصل ہوا کہ انکے بھائی ہارون کو بھی انکی مدد کے لئے نبی بنایا۔

واذکر فی الکتاب اسمٰعیل یہ **پانچواں** تذکرہ حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کا ہے جو حضرت ابراہیم کے بڑے بیٹے تھے۔ چونکہ یہ ایک مستقل رتبہ کے شخص تھے اسلئے انکو انکے باپ کے ذیل میں ذکر نہ کیا بلکہ جداگانہ۔ انکا پہلا وصف یہ ہے کہ کان صادق الوعد وعدے کے سچے تھے۔ مروی ہے کہ ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہارا فلاں جگہ انتظار کروں گا وہ اتفاقاً ایک سال تک نہ آیا آپ وہیں کھڑے رہے۔ یہ ایک انکے صادق الوعد ہونے کی ایک ادنیٰ بات ہے۔ دوم کان رسولاً نبیاً یعنی صرف نبوت ہی حاصل نہ تھی بلکہ صاحب شریعت بھی تھے اور اسی لئے کان یامر الخ اپنے اہل و عیال کو جسمیں بعض علماء کے نزدیک انکی امت بھی شامل ہے نماز روزہ کی تاکید کیا کرتے تھے کامل مکمل تھے اور اسی لئے کان عند الخ اپنے خدا کے نزدیک پسندیدہ تھے۔ بس اے قوم عرب تمکو اسمٰعیل کا اقتداء لازم ہے جو تمہارا جد امجد تھا۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

(ملائکہ نے کہا) اور ہم اترا کرتے نہیں مگر تیرے رب کے حکم سے ۔ اسی کا ہے جو کچھ کہ ہمارے سامنے اور ہمارے پیچھے اور اسکے درمیان ہے ۔ اور تیرا رب بھولنے والا نہیں ۔ رب ہے آسمانوں اور زمین

وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۝

اور انکے درمیان کا پس اسکی بندگی کر اور برداشت کر اسکی عبادت کی تجھکو کوئی اسکا ہمنام معلوم ہے ؟

تفسیر

واذکر فی الکتاب ادریس یہہ چھٹا قصہ حضرت ادریسؑ کا ہے جو نوح علیہ السلام کے پڑدادا تھے (نوح بن لمک بن متوسلح بن حنوک) اور حنوک یا اخنوخ انکا نام اور ادریس لقب تھا بوجہ کثرت درس صحف آسمانی کے ۔ وہ صدیق نبی تھے یعنی بہت برگزیدہ اسلیئے رفعناہ مکانا علیا اسکے معنی بعض مفسرین کے نزدیک یہہ ہیں کہ اسکو بلند مرتبہ کیا وہ رفعت منزلت مراد لیتے ہیں جیسا کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت آیا ہے ورفعنا لک ذکرک اور ایک گروہ کہتا ہے اسکے معنی یہہ ہیں کہ اسکو بلند مکان میں اٹھا لیا ۔ اول تقدیر میں یوں کہا جاویگا کہ خدا نے ادریسؑ کا بلند مرتبہ کیا تیس صحیفے اپر نازل کیئے بہت سے علوم اور صنعتیں انکے ہاتھ سے ایجاد ہوئیں دوسری صورت پر بعض کہتے ہیں کہ خدا نے انکو زندہ آسمان پر بلا لیا اور جنت میں داخل کر دیا بعض کہتے ہیں کہ صرف آسمانوں پر بلا یا حضرت عیسےٰ اور ادریسؑ زندہ آسمانوں پر ہیں واللہ اعلم عند اللہ ۔ توریت سفر پیدایش کے ۵ - باب ۲۴ - ورس میں یہہ ہے اور حنوک کی ساری عمر تین سو پینسٹھ برس کی ہوئی (۲۴) اور حنوک خدا کیساتھ چلتا تھا اور غائب ہو گیا اسلیئے کہ خدا نے اسے لے لیا ۔

ان ورسوں کی شرح میں علماء اہل کتاب کے بھی ایسے ہی اقوال ہیں کہ جیسا اوپر بیان ہوا ۔ ان سب بزرگواروں کا ذکر خیر کرکے فرماتا ہے اولئک الذین انعم اللہ علیہم کہ یہہ انبیاء وہ لوگ ہیں کہ جنپر خدا نے کرم و فضل کیا آدمؑ اور ابراہیمؑ اور نوحؑ کے ساتھ والوں اور اسرائیل کی نسل اور دیگر لوگوں کی کہ جنکو خدا نے ہدایت دی اور برگزیدہ کیا انکا یہہ حال تھا کہ اللہ کی آیتیں سنکر سجدہ میں روتے ہوئے گر پڑا کرتے تھے اور خدا کے نہایت فرمانبردار نیک کردار تھے ۔ اسمیں اس طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ انکو خدا جانتے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں اور جو لوگ انکی نسبت فسق و فحش کی باتیں منسوب کرتے ہیں جیسا کہ کتب یہود و نصاریٰ میں ہے وہ بھی غلطی پر ہیں ۔ انکا یہہ مرتبہ خدا کی طاعت سے ہوا پھر انکے بعد ناخلف پیدا ہوئے جو نماز و عبادت چھوڑ کر خواہش نفسانی کے درپے ہو گئے بجز کھانے پینے جماع کرنے کے اور کوئی بات انہیں نہ رہی انہوں نے طریق بگاڑ دیا سو وہ اپنے کیئے کا برا نتیجہ دیکھیں گے اور جو توبہ کر گئے اور نیک ہو گئے وہ جنت میں رہینگے جسکے یہہ اوصاف ہیں اور جنت آدمؑ کے رہنے کا مکان ہے سو اسکا وہی وارث ہوتا ہے جو پرہیزگار ہے ۔

وما نتنزل الا بامر ربک اس آیت کا بظاہر پہلے کلام سے ربط معلوم نہیں ہوتا جدا گانہ کلام شروع ہوتا ہے جسکے شان نزول میں بخاری نے ابن عباسؓ سے یوں روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے جبرئیلؑ سے فرمایا کہ آپ میرے پاس جلدی جلدی کیوں نہیں آیا کرتے اسکے جواب میں یہہ آیت نازل ہوئی گویا خدا تعالیٰ نے جبرئیل کی طرف سے اسکی زبان سے یہہ جواب دیا کہ ہم تیرے رب کے حکم سے آیا کرتے ہیں وہ مصلحت وقت سے خوب واقف ہے اسکو آگے اور پیچھے کا سب حال معلوم ہے یعنی ابتدا اور انتہا اور حال سب جانتا ہے وہ جب مصلحت جانتا ہے ہمکو بھیجتا ہے دیر کرنا نہیں یہہ خیال کوئی نہ کرے کہ خدا تعالیٰ تجھکو بھول گیا کیونکہ وہ بھولنے والا نہیں کیونکہ وہ رب ہے آسمانوں اور زمین اور انکے درمیان کی چیزوں کا اور ربنا و فقنا پرورش کرتا ہے جسکو علم ہمہ وقت لازم ہے پس تو اے نبی اسکی عبادت کر اور ہمارے دیر کرنے سے ملول نہو بلکہ اسکے لیئے عبادت میں برداشت کر کیونکہ وہ یکتا ہے اسکا کوئی ہمنام بھی نہیں جو اس بیقراری کو دفع کرے کے جنت عالم قدس کے بعد یہہ جملہ جبرئیلؑ کی طرف سے بیان ہوا جو عالم قدس میں تھا اور وہاں کی خبریں لایا کرتا ہے ایک طرح مناسبت رکھتا ہے ۔

وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ۝ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَ

اور آدمی کہتا ہو جب میں مرگیا تو کیا زندہ ہوکر نکلوں گا کیا آدمی یاد نہیں رکھتا کہ ہمنے اسکو پہلے سے پیدا کیا اور وہ کچھ بھی نہ تھا - پس قسم ہو تیرے رب کی کہ ہم انکو اور

الشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَنزِعَنَّ مِن كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا

شیطانوں کو جمع کرینگے پھر انکو جہنم کے کنارہ حاضر کرینگے گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے - پھر ہر گروہ میں سے نکالینگے اسکو جو خدا سے زیادہ اکڑتا تھا - پھر ہم کو خوب معلوم ہیں جو اسمیں گرنے کے زیادہ

صِلِيًّا ۝ وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ

مستحق ہیں - اور تم میں سے ایسا کوئی نہیں کہ جو اسپر سے ہوکر نہ گذرے تیرے رب پر یہ وعدہ لازمی مقرر ہو چکا - پھر پرہیزگاروں کو بچا لینگے اور ظالموں کو اسمیں اوندھا پڑا رہنے دینگے - اور جب انکو ہماری

آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ

کھلی ہوئی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو کافر ایمان داروں سے کہتے ہیں کہ کونسا فریق ہم میں سے مرتبہ میں بہتر اور مجلس میں عمدہ ہے - اور ان سے پہلے ہم بہت سی ایسی قومیں ہلاک کر چکے ہیں کہ جو

أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئْيًا ۝ قُلْ مَن كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ

اسباب اور نمود میں بہتر تھے - کہہ جو کوئی گمراہی میں پڑا ہے سو خدا ابھی اسکو ڈھیل دیتا جاتا ہو - یہانتک کہ جسکا انہیں وعدہ دیا گیا ہے اسکو دیکھیں یا تو عذاب کو یا قیامت کو

فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ جُندًا ۝ وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَّرَدًّا

تب معلوم ہوجاویگا کہ کون بُرے درجہ میں ہے اور کسکی فوج کمزور ہے - اور خدا انکو جو ہدایت پر ہیں ہدایت زیادہ کرتا ہو - اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک ثواب اور انجام کے لحاظ سے بہتر ہیں -

تفسیر

ویقول الانسان یہاں سے اُن ناخلفوں کے عقائد بیان فرماتا ہو کہ جنکا اوپر ذکر ہوا تھا - انسان سے کسی شخص خاص کی طرف اشارہ نہیں بلکہ عموماً حشر کے منکر لوگ مراد ہیں وہ تعجب سے کہتے تھے کہ کیا جب ہم مر جائینگے تو پھر زندہ ہونگے؟ اس بات کو محال اور خدا کی قدرت سے باہر جانتے تھے اسلئے رسول کی تکذیب کرتے تھے اسکے جواب میں فرماتا ہو کہ ابن آدم کو کیوں یاد نہیں کہ وہ کچھ بھی نہ تھا ہمنے اسکو موجود کر دیا پس جو نیست محض کو موجود کر دیتا ہو اسکے نزدیک دوبارہ زندہ کر دینا کیا مشکل ہے؟ اس دلیل کے بعد قسم کھا کر وعدہ مستحکم کرتا ہو کہ ہم انکو بعد مرنے کے ضرور جمع کرینگے اور شیاطین کو بھی جو انہیں گمراہ کر رہے ہیں اسکے بعد ان سبکو جہنم کے کنارہ پر حاضر کرینگے اور یہ گھٹنوں کے بل بیٹھے ہونگے جس طرح غم و فکر میں بیٹھتے ہیں پھر کفار کے ہر فریق میں سے متکبر و گمراہ کنندوں کو چھانٹ کر بہت خواری کے ساتھ جہنم میں داخل کرینگے (شیعہ فعلہ کفرقہ و فئۃ الطائفۃ التی شاعت ۱)

وان منکم الا واردہا الی قولہ جثیا بعض مفسرین کہتے ہیں کہ منکم سے مراد کفار ہیں انکو التفات کے صیغہ سے یاد کیا تھا پھر حاضر کے صیغہ سے خطاب کیا کیونکہ اہل ایمان دوزخ میں وارد یعنی داخل نہ ہونگے لقولہ تعالیٰ اولئک عنہا مبعدون وقولہ لا یسمعون حسیسہا لیکن اکثر کہتے ہیں کہ مومن و کفار سب کیلئے خطاب عام ہے مگر اہل ایمان کا ورود وہاں داخل ہونا نہیں بلکہ اسکا ملاحظہ اور معاینہ کرنا اور اسکی پاس سے ہوکر گزرنا جیسا کہ جملہ ثم ننجی الذین اتقوا الخ دلالت کرتا ہی جیسا کہ بہت سی روایات صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے اور یہ اسلئے تاکہ اہل ایمان جنت میں اس تکلیف سے نکالنے کا یاد کرکے زیادہ شکریہ ادا کریں اور تاکہ جنت کی لذت بھی انکو خوب معلوم ہو کیونکہ راحت کا مزہ تکلیف کے مقابلہ میں معلوم ہوا کرتا ہے -

واذا تتلیٰ الخ حشر کے ان دلائل کے بعد مشرکین عرب یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ایسا بھی ہوا تو وہاں بھی ہم ہی اچھے رہینگے جس طرح کہ یہاں مسلمانوں سے زیادہ ہمکو راحت و ثروت ہو وہاں بھی ہوگی اسکے جواب میں فرماتا ہو کہ ہم ایک نمونہ کہ دنیا میں ان سے بھی زیادہ دولتمند تو میں تھیں جنکو ہمنے ہلاک کیا جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ دولت دنیا کچھ عند اللہ عزت کی بات نہیں پھر فرماتا ہو کہ دنیا میں ہمارا طریق حالقیت یہ ہو کہ گمراہوں کو جلدی نہیں پکڑتے بلکہ فلیمدد لہ الرحمن (یہ صیغہ امر وجوب تحقیق کیلئے ہے معنی مضارع ہے) اسکو اتنی مہلت دیتے ہیں یہاں تک کہ یا تو دنیا ہی میں کسی مصیبت میں گرفتار ہو یا قیامت میں

أَفَرَءَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ۝ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ

کیا تو نے اسکو دیکھا کہ جو ہماری آیتوں کا منکر ہوا اور کہتا ہے کہ مجھے مال اور اولاد ملیگا۔ کیا وہ غیب پر مطلع ہو گیا یا اس نے اللہ سے اقرار لے رکھا ہے۔ کبھی نہیں ہم لکھتے جاتے ہیں جو کچھ وہ کہتا ہے اور اسکے لئے

مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ۝ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ

عذاب بڑھاتے جاتے ہیں۔ اور اسکو مرنے کے بعد جو کچھ وہ کہتا ہے سب کو ہم لینگے اور وہ ہمارے پاس تنہا آویگا۔ اور مشرکوں نے اللہ کے سوا معبود بنا رکھے ہیں تاکہ وہ انکے لئے عزت کا باعث ہوں۔ کبھی نہیں۔ وہ جلد انکی عبادت کا انکار کرینگے

وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ۝ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ۝ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ

اور انکے مخالف ہو جاوینگے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ ہم شیاطین کو کافروں پر چھوڑتے ہیں وہ انکو خوب ابھارتے رہتے ہیں۔ پس ان پر جلدی نکر۔ ہم انکی گنتی گن رہے ہیں۔ جس روز کہ پرہیزگاروں کو ہم

إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ۝ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝ لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ

رحمان کے پاس مہمان کر کے جمع کرینگے۔ اور گنہگاروں کو جہنم کی طرف پیاسا ہانکینگے۔ وہ سفارش کی قدرت نرکھیں گے مگر وہ شخص کہ جسنے رحمان کے ہاں عہد لے لیا۔ اور کہتے ہیں کہ رحمان نے

وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ۝

بیٹا بنا لیا۔ البتہ تم بھاری بات بنا لائے۔ کہ جس سے ابھی آسمان پھٹ پڑیں اور زمین پھٹ جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑیں اس بات سے کہ انہوں نے رحمان کیلئے بیٹا ثابت کیا۔

وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝

اور رحمان کی شان نہیں کہ بیٹا بناوے۔ جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے انمیں سے ایسا کوئی نہیں کہ رحمان کا بندہ بنکر نہ آوے۔ اللہ نے انکو شمار کر رکھا اور انکی گنتی گن رکھی ہے۔

وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ۝ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ

اور ہر ایک انمیں سے قیامت کے دن اسکے پاس اکیلا آویگا۔ جو ایمان لائے اور انہوں نے کام اچھے کئے عنقریب انکے لئے رحمان محبت پیدا کریگا۔ پھر ہمنے قرآن کو تیری زبان میں اسلئے آسان کیا کہ تو اس سے پرہیزگاروں کو مژدہ دے

وَتُنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لُدًّا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝

اور جھگڑالو قوم کو خوف دلاوے۔ اور انسے پہلے ہم کتنے ایک قرن ہلاک کر چکے ہیں جنمیں سے کوئی بھی تجھ کو دکھائی دیتا ہو یا کسی کی کچھ آواز بھی سنائی دیتا ہے۔

ع ۱۷ · لازم · ۔ · ع ۱۷ نصف

پہلے فرمایا تھا کہ ان بزرگواروں کے بعد ناخلف پیدا ہوئے اب یہاں ایک ناخلف کی کیفیت بیان فرماتا ہے افرایت سے شروع کرتا ہے جسکی بابت بخاری و مسلم وغیرہ ہا نے روایت کیا ہے کہ خباب بن ارت کہتے ہیں کہ میں عاص بن وائل سہمی کے پاس تقاضے کے لئے گیا اسنے کہا تو محمد کا منکر ہو جاوے تو تیرا قرضہ دوں میں نے کہا ہرگز نہوگا یہانتک کہ تو مر کر بھی جی اٹھے اسنے کہا میں مر کر جب زندہ ہونگا تو وہاں بھی میرے پاس مال و اولاد سب کچھ ہوگا وہاں تجھکو دیدونگا اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ جو یہ کہتا ہے کیا اسکو علم غیب ہے یا خدا سے اسنے عہد لے لیا ہے سو یہ ہرگز نہیں اسکے گناہ لکھے جاتے ہیں اور دنیا کا مال و اسباب چھوڑ کر تنہا ہمارے پاس حاضر ہوگا اور جس طرح یہاں اسکو مال پر مال دیا جاتا ہے اسکی ناشکری میں عذاب پر عذاب دیا جاویگا۔

واتخذوا سے اور دیگر ناخلفوں کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ وہ بت پرستی کر رہے ہیں شیاطین انکو گمراہ کر رہے ہیں انکا قیامت میں برا حال ہوگا۔ اور اسی طرح

وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سے بھی اور دیگر ناخلفوں کا حال بیان فرماتا ہے جو خدا تعالیٰ کے لئے بیٹا بنا نا ثابت کرتے ہیں جیسا کہ نصاریٰ۔

سورہ طٰہٰ مکیہ ہے اسمین ایکسو پینتیس آیتین اور آٹھ رکوع ہین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

طٰہٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی ۝ اِلَّا تَذْکِرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی ۝ تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی ۝ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ

ہمنے قرآن تجھپر اسلئے نہیں نازل کیا کہ تو مشقت اٹھاوے۔ مگر نصیحت کو اسکی جو ڈرتا ہے۔ اسنے نازل کیا ہی کہ جسنے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا۔ رحمٰن جو عرش پر

اسْتَوٰی ۝ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَہُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی ۝ وَاِنْ تَجْہَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّہٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی ۝ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ

قائم ہوا۔ اسیکا ہے جو آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ انکے درمیان ہے اور جو کچھ تحت الثریٰ میں ہے۔ اور اگر تو پکار کر بات کہے تو اسکو خبر ہے پوشیدہ بات کی اور اس سے بھی پوشیدہ بات کی۔ اللہ کہ جسکے سوا

اِلَّا ہُوَ ؕ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۝

اور کوئی معبود نہیں۔ اسکے سب نام اچھے ہیں۔

ترکیب

الا تذکرۃ استثناء منقطع ہے ای لکن انزلناہ للتذکرۃ وقیل ہو مصدر لیے لکن ذکرنا بہ تذکرۃ تنزیلا بدل من اللفظ بفعلہ الناصب لہ۔ العلیٰ جمع علیا تانیث اعلی۔

الرحمن بالجر بھی پڑھا ہے صفۃ لمن خلق فیکون علی العرش استوی خبر محذوف لہ ہو۔ وکذا ان رفع علی المدح دون الابتداء۔

تفسیر

ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ مکہ میں ابتداء نزول قرآن کے وقت جناب رسول اللہ صلعم تہجد کی نماز میں کبھی اس پاؤں پر کبھی اس پاؤں پر کھڑے ہوکر اسقدر طول طویل قیام کرتے تھے کہ قدم مبارک ورم کر آتے تھے جسکو دیکھکر کفار قریش کہتے تھے کہ یہ پر قرآن کیا نازل ہوا زحمت میں پڑگیا اسپر یہہ سورۃ نازل ہوئی۔ اور یہہ بھی منقول ہے کہ قرآن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو بہت وعظ و پند فرماتے تھے کہ نفس کے سب آرام جاتے رہے تھے اسپر کفار کے جھگڑے مزید براں تھے تب کفار کہنے لگے کہ قرآن کیا اترا یہہ شخص مشقت و مصیبت میں پڑگیا۔

فرماتا ہے کہ قرآن اسلئے نہیں نازل کیا بلکہ خدا ترس لوگوں کو انکے لئے نصیحت کرنے کے لئے۔ اور یہہ کسی ایسے ویسے کا نازل کیا ہوا نہیں بلکہ اسکا کہ جسنے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اسنے تخت حکومت پر بیٹھکر تمام عالم کی تدبیر کی سب کا بندوبست والی کردیا الرحمن علی العرش استویٰ چونکہ وہ رحمٰن ہے اسکی رحمت کا مقتضے یہہ بھی ہوا کہ اسنے اپنے بندوں کی اصلاح و ہدایت و تزکیہ ارواح و نفوس کے لئے قرآن نازل کیا وہ اسکی تدبیر سے کیوں ساکت رہتا کیونکہ لہ ما فی السموات الخ زمین آسمانوں میں جو کچھ ہے سب اسکی مخلوق اسکی ملک ہے سب پر اسکی نظر رحمت ہے ہر چیز کی حاجت روائی کرتا ہے انسان کی حاجت معلم روحانی و صحیفہ آسمانی کی طرف تھی۔ الثریٰ زمین کے نیچے کے طبقہ کو کہتے ہیں۔

ان آیات میں جسطرح اسکی قدرت و ارادہ کا ثبوت ہے اسیطرح اسکی رحمت کا بھی کہ جسکی وجہ سے قرآن نازل ہوا اگر قدرت و ارادہ علم بغیر ممکن نہیں اسلئے صفت علم کے ثبوت کے لئے فرماتا ہے وان تجہر بالقول الخ فاعلم انہ غنی عن جہرک فانہ یعلم السر واخفی (بیضاوی) کہ اگر تو دعا و ذکر پکار کر کرے تو اسکو اسکی حاجت نہیں کیونکہ وہ پوشیدہ بات جو بہت آہستہ کہی جاتی ہے اور وہ جو اس سے بھی مخفی ہو یعنی دل کی بات معلوم ہے۔

اور جبکہ یہہ ثابت کیا کہ وہ تمام صفات الوہیت کو جامع ہے تو یہہ بھی ثابت کیا کہ یہہ خاص اسیکا حصہ ہے اسلئے فرمایا اللہ لا الہ الا ہو اور چونکہ رحمٰن کے نام سے وہ چونکتے تھے تو فرمایا کہ لہ الاسماء الحسنیٰ کہ اسکے سب نام نیک اور عمدہ ہیں رحمٰن کسی اور کا نام ہے یہہ بھی اسیکا ہے جو مقام رحمت پر استعمال کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

وقف لازم

وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ ○ إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ○ فَلَمَّا

اور کیا تجھے موسیٰ کی بات پہنچی ہے (معلوم ہوئی) جبکہ انہوں نے آگ دیکھی تو اپنی گھر والی سے کہا ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے امید ہے کہ میں اس میں سے تمہارے پاس سلگا کر لاؤں یا وہاں کسی رہبر کو پاؤں۔ پھر وہ جب

أَتَاهَا نُودِيَ يَا مُوسَىٰ ○ إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ○ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ ○ إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا

اسکے پاس آیا تو آواز آئی اے موسیٰ میں ہوں تیرا رب پس تو اپنی جوتیاں اتار دے کیونکہ تو پاک وادی میں ہے جو طویٰ ہے۔ اور میں نے تجھکو برگزیدہ کیا پس سن اسکو جو وحی کیا جاتا ہے۔ کہ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں

فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ○ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ ○ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا

میری عبادت کر اور نماز قائم کر میری یاد کرنیکے لئے۔ بیشک قیامت آنیوالی ہے میں اسکو مخفی رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر ایک کو اسکی کوشش کا بدلہ دیا جاوے۔ پھر تجھکو اس سے وہ شخص باز نہ رکھے جو اسپر ایمان نہ لایا

وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَىٰ ○ وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ ○ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ ○ قَالَ

اور اپنی خواہش کے تابع ہوا پھر تو بھی ہلاک ہو جاوے۔ اور کیا ہے یہ تیرے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰ۔ کہا یہ میرا عصا ہے اسپر ٹیکا لگایا کرتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے واسطے پتے جھاڑ کرتا ہوں اور میرے اسمیں اور بھی فائدے ہیں۔ فرمایا

أَلْقِهَا يَا مُوسَىٰ ○ فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ ○ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ ○ وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ

ڈالدے اسے موسیٰ۔ پھر اسکو موسیٰ نے ڈالدیا تو جب ہی سانپ بنکر دوڑنے لگا۔ فرمایا اسکو پکڑ لے اور مت ڈر۔ ہم اسکو ابھی اسکی پہلی حالت پر کر دیتے ہیں۔ اور اپنا ہاتھ اپنی بغل میں لگا تو وہ سفید چمکتا نکلے بغیر

سُوءٍ آيَةً أُخْرَىٰ ○ لِنُرِيَكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَى ○ اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ○

عیب کے اور دوسری نشانی ہو کر۔ تاکہ ہم تجھکو اپنی بڑی نشانیوں میں سے کچھ دکھائیں۔ فرعون کے پاس جا وہ سرکش ہو گیا ہے۔

ترکیب

اذ ظرف ہے حدیث کا یا مفعول اذکر۔ ہدی اے ہادیا یدلنی علی الطریق۔ نودی کا مفعول مالم یسم فاعلہ محذوف فای نودی موسیٰ یا موسیٰ الخ بیان نداء طوی اسم علم للوادی

وہو بدل منہ لذکری متعلق ہو اقم سے لتجزی متعلق ہو آتیۃ سے سیرتہا منصوب بنزع الخافض اے الی حالتہا بیضاء حال ہے من غیر سوء متعلق ہے تخرج سے۔

تفسیر

قرآن کے نازل ہونیسے کفار سخت متعجب تھے اسلئے اسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زحمت کا سبب قرار دیتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام اور انکی توریت اور انپر کلام الٰہی

نازل ہونے کے یہود و نصاریٰ اور انکی اتباع سے کفار عرب بھی قائل تھے اسلئے یہاں سے موسیٰ کا قصہ بیان فرماتا ہے کہ دیکھو انکو کس طرح سے الہام ہوا آگ لینے گئے تھے

نبوت مل گئی یہ اسکا فضل کی بات ہے پس اگر محمد صلعم پر خدا نے تمام عالم کو تاریکی کے پردہ سے نکالنے کے لئے قرآن نازل کیا تو کیا تعجب ہے؟ یہ ہے موسیٰ کے قصہ لانیکا باعث۔

اور ای نارا یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ جب موسیٰ مدین سے اپنی بیوی کو لیکر مصر کو جا رہے ہیں رستہ میں رات کو بیوی کو سردی معلوم ہوئی موسیٰ کو دور سے ایک آگ کا شعلہ سا نظر آیا یہ آگ

سمجھکر وہاں گئے اور یہ بھی سمجھے کہ ضرور یہاں کوئی آدمی ہوگا اس سے رستہ بھی ملیگا مگر جب وہاں پہنچے تو ایک سبز درخت سے شعلہ نظر آیا جسکو دیکھکر تعجب ہوا اور دراصل

وہ آگ نہ تھی نور الٰہی کی تجلی تھی تب موسیٰ کو آواز دیگئی فرشتہ نے آواز دی یا خدا تعالیٰ کی طرف سے ندا ہوئی جیسی ندا کہ اسکی ذات کے لائق ہو نہ حروف نہ اصوات سے تب خدا نے کلام

اور الہام شروع ہوا پھر آیات میں اخیر تک اسی کا ذکر ہے جو موسیٰ اور خدا تعالیٰ سے باہم کلام ہوا۔ جوتیاں نکالنے کو فرمایا ادب کے لحاظ سے کیونکہ وہ مقام وادی مقدس

میں طوی تھا جو کوہ طور کے پاس ہے۔ ثابت ہوا کہ مقامات مقدسہ میں جوتیاں اتار لینا گو پاک ہوں ادب کی بات ہے۔ بعض کہتے ہیں جوتیوں میں ناپاکی تھی

یا گدھے کے چمڑے کی تھیں اسلئے اتار نیکو فرمایا۔ توحید و عبادت کی تعلیم کرکے پھر پوچھا ماتلک الخ کہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے مقصود اس سے موسیٰ کو دو معجزے عطا

کرنا تھا فرعون کے پاس بھیجنے کے لئے جنکو آیت سے تعبیر کیا اول انکی عصا یعنی لاٹھی کا سانپ بنا کر دکھایا تاکہ وقت پر نہ ڈریں دوم بغل میں ہاتھ دیکر نکالنے سے سفید نورانی ہو کر نکلنا

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝ وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ۝ هَارُونَ

موسیٰ نے کہا اے رب میرا سینہ کشادہ کر دے　اور میرے کام کو آسان کر۔ اور میری زبان سے گرہ کھول دے (لکنت دور کر دے) کہ وہ میری بات سمجھیں۔ اور میرے کنبے میں سے کسی کو میرا وزیر کر دے۔ میرے بھائی

أَخِي ۝ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ۝ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ۝ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ۝ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۝ إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ۝ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ

ہارون کو۔ اس سے میری کمر مضبوط کر　اور اسکو میرے کام میں شریک کر۔ تاکہ ہم تیری تسبیح بہت کیا کریں۔ اور تجھکو بہت یاد کیا کریں۔ تو ہی تو ہم کو خوب دیکھ رہا ہے۔ فرمایا اے موسیٰ تیری درخواست

سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ۝ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ۝ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ۝ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ

تجھکو دیگئی (منظور ہوئی) اور البتہ ہمنے تجھپر بار دیگر احسان کیا۔ جبکہ تیری ماں کی طرف الہام کیا جو کچھ الہام کرنا تھا۔ کہ اس لڑکے (موسیٰ) کو صندوق میں بند کرکے دریا میں ڈالدے پھر دریا اسکو

الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي ۝ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ۝ إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ

کنارہ پر ڈالدیگا کہ اسکو میرا اور اسکا دشمن لیلیوے (فرعون)　اور تجھپر ہمنے اپنی مقبولیت ڈالدی۔ اور تاکہ تو میرے سامنے پرورش پاوے۔ جبکہ چلنے لگی تیری بہن پھر کہتی تھی کہ ہو تو میں تمکو ایسا شخص بتاؤں

مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي

جو اسکی پرورش کرے۔ پھر تجھکو ہمنے تیری ماں کے پاس پہنچا دیا تاکہ اسکی آنکھ ٹھنڈی ہو اور وہ غم نہ کرے۔ اور تونے ایک شخص کو مار ڈالا تھا پھر ہمنے تجھکو غم سے نجات دی اور تجھکو کیسا کیسا ہمنے آزمائش میں ڈالا۔ پھر تو کئی برس

أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ ۝ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ۝ اذْهَبْ أَنتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ۝ اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۝

مدین کے لوگوں میں رہا۔ پھر وقت مقرر پر آیا تو اے موسیٰ۔　اور تجھکو ہمنے اپنے لئے پسند کیا۔ تو اور تیرا بھائی میری نشانیاں لیکر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرو۔ دونو فرعون کے طرف جاؤ کیونکہ وہ سرکش ہوگیا ہے

وقف لازم

ع
الولى النصف
والقسم ۲
س

تفسیر

جب موسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہوکر شرف نبوت پا چکے تو یہ چار چیزیں طلب کیں۔ (۱) رب اشرح لی صدری یعنی نبی کو عالم کی اصلاح کرنی پڑتی ہے طرح طرح کی سختیاں اٹھانی پڑتی ہیں روحانی احکام کی تعلیم اور اخلاقِ حمیدہ کی ترغیب دینا اور دنیا اور اسکی تجمل کی آنکھوں میں حقارت پیدا ہونا یہ سب باتیں جب حاصل ہیں کہ جب خدا دل کو کھولدے اسکے دل سے حجاباتِ ظلمانیہ جو اسکی تنگی کا باعث ہیں اُٹھ جاویں اسکو شرح صدر کہتے ہیں ویسر لی اسکی تشریح ہے (۲) واحلل یہ ظاہری اصلاح کی دعا تھی جیسا اول باطن سے متعلق تھی حضرت موسیٰ کی زبان پر لکنت تھی بعض کہتے ہیں پیدائشی بعض کہتے ہیں لڑکپن میں جبکہ کھیلتے ہوئے فرعون کو لکڑی مار بیٹھے یا اسکی ڈاڑھی نوچ لی تھی تو اسنے مار ڈالنے کا قصد کیا تھا اسکی بیوی آسیہ نے سفارش کی کہ نادان بچہ ہے اس امتحان کے لئے آگ اور ایک طرف یاقوت رکھدیے موسیٰ نے آگ منہ میں ڈال لی جس سے زبان پر لکنت پیدا ہوگئی۔ اور ممکن ہے کہ مراد شاہان جبار کے سامنے انسان کی زبان پر ہیبت میں اکثر گرہ لگ جایا کرتی ہے صاف صاف نہیں کہہ سکتا اس گرہ کھولنے کی دعا کی ہو۔ (۳) واجعل لی کہ ہارون کو میرا وزیر یعنی کارکن کر دے اشدد بہ اسکی تشریح ہے۔ (۴) واشرکہ فی امری اسکو بھی نبی کر دے۔ ان باتوں کو خدا تعالیٰ نے منظور کر لیا۔ اور فرمایا کہ ہمنے تجھپر اے موسیٰ دوبارہ احسان کیا ایک بار یہ اور ایک بار اذ اوحینا الخ سے لیکر واصطنعتک لنفسی تک سب کا بیان ہے جو موسیٰ کی ولادت اور فرعون کے گھر میں پرورش پانے اور قبطی کو مار کر مدین جاکر برسوں رہنے کے حالات سے تعلق رکھتا ہے جسکی شرح ہم تفسیر سورۂ بقرہ میں کر آئے ہیں والقیت علیک محبۃ منی لیے محبۃ کائنۃ منی قد او دعتہا فی القلوب بحیث لا یکاد یصبر عنک من راٰک (بیضاوی) یعنی تجھکو محبوب کر دیا فرعون بھی تجھپر شیفتہ ہوگیا منی القیت سے متعلق ہوگا تو یہ معنی ہونگے کہ ہمنے تجھسے محبت کی ولتصنع علی عینی تربی ویحسن الیک وانا راعیک وراقبک لیے تربی بحفظی وتعطف علی عادۃ مفسرۃ بمثل یتعطف علیک۔ ثم جئت علی قدر قدر کے دو معنی ایک قدرت کے کہ ہماری قدرت سے تو اس جگہ آیا اے موسیٰ یعنی ہم تجھکو یہاں کلام کرنے کے موقع میں لائے۔ دوم مقدار معین کے یعنی مدت معین کے بعد تو آیا۔

ع
یعنی جانب
[illegible]

فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ ۝ قَالَا رَبَّنَا إِنَّنَا نَخَافُ أَن يَفْرُطَ عَلَيْنَا أَوْ أَن يَطْغَىٰ ۝ قَالَ لَا تَخَافَا إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ

پھر اس سے نرم بات کہو کہ وہ سمجھ جاوے اور خدا سے ڈرے ۔ وہ بولے اے رب ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی یا سرکشی کرے ۔ فرمایا نہ ڈرو میں تو تمہارے ساتھ سنتا

وَأَرَىٰ ۝ فَأْتِيَاهُ فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۖ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكَ ۖ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ

اور دیکھتا رہونگا ۔ پس تم دونو اسکے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے پیغامبر ہیں تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو جانے دے اور انکو تکلیف نہ دے ۔ البتہ ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے نشانی لیکر آئے ہیں ۔ اور سلامتی انکے لیئے ہے جو

اتَّبَعَ الْهُدَىٰ ۝ إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَىٰ مَن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝ قَالَ فَمَن رَّبُّكُمَا يَا مُوسَىٰ ۝ قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ

ہدایت پر چلے ۔ بیشک ہمکو حکم سنا دیا گیا ہے کہ عذاب اسپر مقرر ہے جو اللہ کے حکم کو جھٹلا دے اور منہ پھیرے ۔ فرعون نے کہا پھر تمہارا رب کون ہے اے موسیٰ ۔ موسیٰ نے کہا ہمارا رب وہی ہے کہ جسنے ہر چیز کو اسکی صورت خاص عطا کی

ثُمَّ هَدَىٰ ۝ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ ۝ قَالَ عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي فِي كِتَابٍ ۖ لَّا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنسَى ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَكَ

پھر سمجھائی کی ۔ فرعون نے کہا پھر پہلے قرن والوں کا کیا حال ہے ۔ موسیٰ نے کہا انکی خبر تو میرے رب کے پاس کتاب میں ہے میرا رب نہ بہکتا ہے اور نہ بھولتا ہے ۔ وہ کہ جسنے تمہارے لیئے زمین کو فرش کر دیا اور راہیں

لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّن نَّبَاتٍ شَتَّىٰ ۝ كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ ۝ ع

تمہارے لیئے بنا دئیے اور آسمان سے پانی برسایا ۔ پھر اس سے ہر قسم کے مختلف نباتات پیدا کیئے ۔ (اور اجازت دی) کہ کھاؤ اور اپنے چارپایوں کو بھی چراؤ ۔ بیشک عقلمندوں کے لیئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ۔

تفسیر

کلام تمام کرکے فرماتا ہے اذہب انت و اخوک کہ اے موسیٰ تو اپنے بھائی ہارون کو ساتھ لیکر فرعون کے پاس جا اور فقولا لہ قولا لینا اس سے نرمی سے بات کرنا کیونکہ عموماً نرمی نصیحت کے لیئے ایسی ہے کہ جیسا جسم کے لیئے روح سختی سے دل پر اثر نہیں ہوتا خصوصاً جبار لوگ اور بھی بگڑتے ہیں اسلیئے فرمایا لعلہ یتذکر او یخشی موسیٰ نے از خود اور اپنے بھائی کی طرف سے بھی (کیونکہ اسوقت انکے بھائی ہارون مصر میں تھے) عذر کیا کہ ہمیں انکی ظلم و سرکشی کا خوف ہے قالا ربنا الخ خدا تعالیٰ نے انکی تسلی کی لا تخافا الخ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں فاتیہ پس اسکے پاس جاکر فقولا الخ یعنی کہو انا رسولا ربک الخ یہاں سے لیکر من کذب و تولی تک اسی پیغام کی تقریر ہے ۔ پھر قال فمن ربکما سے فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گفتگو کا بیان ہے جو انہوں نے فرعون کے دربار میں کی ۔ اول فرعون نے پوچھا کہ تمہارا رب کون ہے ؟ فرعون فرقہ صابیہ میں سے تھا جو ستاروں کی پرستش کیا کرتے تھے اور اہل مصر کا غالباً یہی مذہب معلوم ہوتا ہے سو وہ خدا تعالیٰ کے قائل تھے پھر جو وہ انا ربکم الاعلیٰ کہتا تھا اور موسیٰ سے رب کا سوال کرتا تھا غالباً یہ وجہ تھی کہ وہ اپنی شوکت و دولت اور ان طلسمات کے زور پر جو اس عہد میں تھا رعیت پر رعب جمانے کے لیئے اپنے آپکو رب بھی کہتا تھا جیسا کہ قدیم زمانہ میں بعض بادشاہوں کا دستور تھا موسیٰ نے رب کے وجود پر دلائل قائم کرنے کے لیئے یہ جواب دیا کہ ہمارا رب وہ ہے جسنے ہر ایک چیز کو اسکی مناسب صورت پر پیدا کیا انسان اور اسکے ہر عضو کو خیال کیجئے جس موقع پر آنکھوں کا لگانا مناسب تھا وہاں آنکھیں لگائیں کان کی جگہ کان ہر چیز میں یہی کاریگری ہے اعطی کل شیء خلقہ کے یہی معنی ہیں اور اسی لیئے یہ جملہ فرمایا خلق کل شیء نہ کہا اور جسم کے اندر تو یہ صنعت کی ہی تھی انکو انکے مصالح دنیا و آخرت کے لیئے قویٰ اور ادراک بھی دیا ثم ہدی یہاں تک کہ مکھی اور مچھر بھی اپنی تدابیر سے غافل نہیں پھر یہ باتیں بجز مدبر عالم کے اور کون کر سکتا ہے ؟ فرعون کو سکتا تو کچھ جواب نہ آیا مگر جاہلانہ طور پر یہ سوال کیا فما بال الخ کہ پہلے لوگ صدہا برس سے اسی مذہب کے تھے کہ محض بت پرستی کیا کرتے تھے پھر انکا کیا حال ہوا ہوگا اور تو آج نیا مذہب لایا ہے موسیٰ علیہ السلام نے اسکا مجملاً جواب دیا کہ انکا حال خدا کو معلوم ہے پھر اگلے اور چند اوصاف اللہ تعالیٰ کے ایسے بیان کیئے کہ جس سے فرعون کو یہ معلوم ہو جاوے کہ دراصل رب وہی کوئی ہے جسنے زمین بنائی رستے نکالے پانی برساتا ہے

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ○ وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَىٰ ○ قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا

اسی زمین سے ہمنے تمکو پیدا کیا اور پھر تمکو اسی میں لیجائینگے اور اسی سے تمکو دوبارہ نکالیں گے۔ اور ہمنے فرعون کو اپنی سب نشانیاں دکھائیں پس جھٹلایا اور نہ مانا۔ کہا کیا تو اے موسی ہمارے پاس اسلیے آیا ہے کہ ہمکو ہمارے ملک سے

بِسِحْرِكَ يَا مُوسَىٰ ○ فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِثْلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سُوًى ○ قَالَ مَوْعِدُكُمْ

نکالدے اپنے جادو سے۔ پھر ہم بھی تیرے پاس ویسا ہی جادو لاتے ہیں پس ہم میں اور اپنے میں ایک وقت مقرر کر کہ جس سے نہ ہم خلاف کریں اور نہ تو ایک صاف میدان میں۔ موسی نے کہا تمہارا وقت

يَوْمُ الزِّينَةِ وَأَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ○ فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَىٰ ○ قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ

جشن کا دن ہے اور لوگوں کو دن چڑھے جمع کر لینا چاہیے۔ پھر فرعون اپنے گھر لوٹ گیا سو اپنا سب کچھ جمع کرکے پھر آیا۔ موسی نے انکو کہا خرابی ہے تمہیں خدا پر جھوٹ نہ باندھو ورنہ وہ تمہیں

بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ ○ فَتَنَازَعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَأَسَرُّوا النَّجْوَىٰ ○ قَالُوا إِنْ هَٰذَانِ لَسَاحِرَانِ يُرِيدَانِ أَنْ يُخْرِجَاكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ

عذاب سے ہلاک کریگا اور بیشک جسنے جھوٹ بنایا وہ خرابی میں رہا۔ پھر جادوگروں نے آپس میں مشورہ کیا اور راز چھپایا۔ کہنے لگے یہ دونوں جادوگر ہیں تمکو تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے

بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَىٰ ○ فَأَجْمِعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلَىٰ ○ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا

نکالنا چاہتے ہیں اور تمہارے عمدہ طریق (مذہب) کو مٹانا چاہتے ہیں۔ سو تم اپنی تدبیر پختہ کرکے میدان میں صف باندھ کر آؤ اور جو آج غالب رہا وہی بازی لے گیا۔ وہ بولے اے موسی۔ یا تو اول تو عصا ڈال اور یا

أَنْ نَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ○ قَالَ بَلْ أَلْقُوا فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ○ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً

ہم ڈالیں۔ کہا بلکہ تم ڈالو۔ پھر تو انکی رسیاں اور لکڑیاں انکے جادو سے موسی کو سانپ کی طرح دوڑتے معلوم ہونے لگے۔ جس سے موسی کو دل میں ڈر معلوم

مُوسَىٰ ○ قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ○ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ○

ہونے لگا۔ ہمنے کہا ڈر نہیں تو ہی تو برتر ہے۔ اور ڈالدے جو کہ تیرے داہنے ہاتھ میں ہے (عصا) کہ وہ نگل جاوے جو کچھ انہوں نے کیا ہے۔ انہوں نے تو جادوگر کا فریب بنایا ہے۔ اور جادوگر کامیاب نہیں ہوتا جہاں جاوے

باہمی گفتگو کے بعد فرعون نے جبکہ دربار میں موسی کے معجزے دیکھے یہ کہا کہ جادوگر ہے جادو کے زور سے لوگوں کو یہاں سے باہر لیجانا چاہتا ہے سو ہم بھی اسکا مقابلہ
میں ایسا ہی سحر لاوینگے موسی علیہ السلام سے مقابلہ کی ٹھہری اور وقت مقرر کرایا موسی نے کہا یوم الزینہ جشن کا دن مصریوں کے اس سال بھر کے بعد ایک بڑا جشن
ہوتا تھا جس طرح ہندوؤں کے میلے ہوتے ہیں بتوں کی پرستش کے لیے اسلیے کہ ہر وقت مجمع عام ہوگا سب لوگوں کو حق معلوم ہو جاویگا فرعون نے جابجا بڑے بڑے
جادوگروں کے پاس آدمی بھیجے اور انکو انعام کا وعدہ دیا۔ ان جادوگروں کے نام و شمار کا ذکر جیسا کہ مصر کی تاریخ اور تفسیروں سے معلوم ہوتا ہے
بڑے بڑے جادوگر جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ موسی سے مقابلہ کے وقت انہیں کہنا کہ ایسی باتیں ترک کرو جو خدا کی طرف منسوب کرکے کہتا ہے کہ خدا نے حکم دیا ہے کیونکہ
جھوٹی باتیں بنانے والا فلاح نہیں پاتا آخر کار مجمع عام میں جادوگر اپنے آلات سحر لیکر آن پہنچے سو کھیل کے لیے آموجود ہوئے اور موسی سے کہا یا تو اول آپ اپنے عصا کا
کرشمہ دکھلائیے کیونکہ معلوم ہوتا تھا کہ فرعون کے دربار میں موسی نے ہاتھ سے جب عصا ڈالا تو اژدہا بنگیا تھا یا ہم ڈالیں موسی نے کہا تمہیں ڈالو انکو ڈالنے سے
انکی وہ رسیاں اور لکڑیاں طلسم یا کسی شعبدہ کی وجہ سے موسی کو سانپ بنکر دوڑتی دکھائی دینے لگیں اور موسی کو ڈر لگا پھر خدا تعالی نے فرمایا نہ ڈر تو ہی غالب رہیگا
اور اپنا عصا تو بھی ہاتھ سے ڈال چنانچہ ڈالا تو وہی اژدہا بنگیا اور انکے سب سانپوں کو لقمہ کر گیا۔ فرماتا ہے کہ ساحر کو کہیں کامیابی اور فلاح نہیں ہوتی حق کے مقابلہ میں

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ۝ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ

پھر جادوگر سجدہ میں گر پڑے کہنے لگے ہم رب ہارون و موسیٰ پر ایمان لائے۔ فرعون نے کہا کیا تم میری اجازت سے پہلے ایمان لائے بیشک یہہ تمہارا بزرگ ہے کہ جسنے تمکو جادو سکھایا ہے

فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ۝ قَالُوا لَن نُّؤْثِرَكَ

سو میں اب تمہارے ہاتھ اور پاؤں کٹواتا ہوں ایک داہنا اور ایک بایاں اور تمکو لٹکا دونگا کھجور کے پیڑوں پر اور تمکو معلوم ہوگا کہ ہم میں کس کا عذاب سخت اور دیرپا ہے۔ وہ بولے ہم تجھکو ہرگز اختیار نکرینگے

عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا ۖ فَاقْضِ مَا أَنتَ قَاضٍ ۖ إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝ إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا

ان کھلی دلیلوں کے مقابلہ میں جو ہمارے پاس آئیں اور اسکے مقابلہ میں کہ جسنے ہمیں بنایا پس کرلے جو کچھ کرتا ہے۔ تو اس زندگی دنیا ہی پر حکم کریگا۔ ہم تو اپنے رب پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہمیں معاف کرے

وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۝ وَمَن يَأْتِهِ مُؤْمِنًا

اور ہمکو جو تو نے ہمسے جادو کروایا ہے زبردستی سے۔ اور اللہ بہتر ہے اور زیادہ باقی۔ جو کوئی اپنے رب کے پاس مجرم ہوکر آویگا سو اسکے لئے جہنم ہے۔ جسمیں نہ وہ مریگا اور نہ زندہ رہیگا۔ اور جو اسکے پاس مومن ہوکر آویگا

قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَن تَزَكَّىٰ ۝ وَلَقَدْ

کہ اسنے اچھے کام بھی کئے ہیں سو انکے لئے بلند مرتبے ہیں۔ ہمیشہ رہنے کے باغ کہ جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں اسمیں ہمیشہ رہا کرینگے۔ یہہ بدلہ ہے اسکا جو پاک ہوا اور البتہ

ثلث ع ۱۲

أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ ۝ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُم

ہمنے موسیٰ کو وحی کی کہ شبا شب میرے بندوں کو لے نکل پھر انکو دریا کے رستہ میں ڈال دے خشک کہ نہ تجھکو پکڑے جانیکا خطرہ ہے نہ خوف۔ پھر اپنے لشکر کے ساتھ فرعون انکے پیچھے ہوا سو انکو

مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝ وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ ۝

دریا نے ڈھانک لیا جسنے کہ ڈھانک لیا اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور راہ پر نہ لایا۔

جادوگروں نے جب یہہ دیکھا کہ موسیٰ کا یہہ کام جادو اور طلسم کی قوت سے بڑھکر ہے (اور ہر فن کو اسکا اہل ہی خوب جانا کرتا ہے اور اسلئے اس زمانہ کے موافق حضرت موسیٰ کو اس قسم کے معجزات دیگئے تھے) تو سجدہ میں گر پڑے اور کہنے لگے کہ موسیٰ و ہارون کے رب پر ہم ایمان لائے۔ رب ہارون و موسیٰ اسلئے کہا کہ وہ معبود حقیقی کو جھوٹے معبودوں سے ممتاز کردیں کیونکہ انکے عقائد میں بہتسے رب ٹھہرے ہوئے تھے فرعون بھی مصریوں کا رب کہلاتا تھا۔ اس بات پر فرعون سخت ناخوش ہوا کہ میری اجازت بغیر تم کیوں ایمان لائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری اور موسیٰ کی باہم سازش ہے وہ بڑا جادوگر تمہارا استاد معلوم ہوتا ہے۔ میں اول تو تمہارے ہاتھ پاؤں کٹواؤنگا من خلاف کہ داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں یا برعکس تاکہ دو طرف سے کٹی ہو جاویں شاید اس زمانہ میں مجرمونکے ہاتھ پاؤں اسیطرح سے کاٹے جاتے تھے چنانچہ چور کی سزا میں شریعت محمدیہ میں بھی اگر چوری کرنے پر ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ اور اسکے بعد میں تمہیں کھجور کے بلند درختوں سے لٹکا دونگا کہ تڑپ تڑپ کر تمہاری جان نکلے ساحر وہ تھے کہ جنکے دلمیں حلاوت ایمان اثر کرگئی تھی کہا اسکی ہمکو کچھ پروا نہیں یہہ دنیا کی سزا ہے جو تھوڑی سی دیر میں تمام ہوجائیگی اسکے ڈر سے ہم اپنے پیدا کرنیوالے کو اور ان دلائل قویہ یعنی معجزات موسیٰ اور اسکے دین کو نہ چھوڑینگے ہم اللہ پر ایمان لاچکے ہیں اور امید ہے کہ وہ ہمارے گناہ معاف کریگا اور اسکو بھی کہ جو تو نے زبردستی سے ہمسے جادو کرایا ہے اللہ بہتر ہے وہ بندہ پر بیشمار انعام کرتا ہے اور ابقی بھی ہے وہ ابدی ہے بخلاف تیرے اور تیرے عذاب کے کہ جسکو تو ابقی اور اشد کہتا ہے یہہ چند روزہ قصہ ہے۔

انہ من یات سے لیکر ذلک جزاء من تزکی تک انہیں جادوگروں کا قول ہے۔ اور یہہ بات کچھ تعجب کی نہیں کہ ایمال لاتے ہی ان جادوگروں پر دار آخرت کا یہہ مسئلہ حل ہوگیا کہ جو خدا کے پاس مجرم ہوکر آویگا اسکی سزا جہنم ہے کہ جہاں نہ موت ہے نہ لطف حیات ہے اور جو ایمان و عمل صالح کے ساتھ خدا کے پاس جاویگا انکے لئے بڑے درجے ہونگے جنات عدن کہ جنکے درمیان نہریں بہتی ہونگی۔ کیونکہ انپر عالم غیب کا نور اور اسکا ازلی فیض پرتو افگن ہوا تھا اور یہی حالت ہیں یہہ بات معلوم ہونی کچھ مشکل بات نہیں اور موسیٰ علیہ السلام سے سنا ہوگا بعض کہتے ہیں کہ یہہ جملہ اس مقام پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا ہے۔ القصہ جب یہہ ہوچکا اور جادوگروں کو فرعون نے اذیت سے قتل کیا تو اسکے بعد اور بھی موسیٰ نے معجزات دکھائے آخر کار اس موذی نے بنی اسرائیل کو عید کرنیکی اجازت دی اس بہانہ سے بنی اسرائیل مرد و زن مع مال و اسباب بلکہ فرعونیوں کے زیور بھی مانگ کر دور کے میدان میں نکلے وہاں موسیٰ کو حکم پہنچا کہ اب انکو شبا شب ملک شام کی طرف لے نکل چنانچہ وہ سب چلے ادھر فرعون کو خبر ملی تو وہ بڑا لشکر لیکر پیچھے سے تعاقب کرتا ہوا آیا ادھر دریا قلزم پر آلیا بنی اسرائیل گھبرائے خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ دریا پر عصا مار اسنے مارا تو

يٰبَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۝ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

اے بنی اسرائیل البتہ ہمنے تمہارے دشمن سے نجات دی اور تمکو کوہ طور کی دائیں جانب وعدہ دیا (توریت کا) اور تمپر من و سلویٰ نازل کیا۔ کہ کھاؤ ہماری دی ہوئی پاک چیزوں میں سے

وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِىْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِىْ فَقَدْ هَوٰى ۝ وَاِنِّىْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝ وَمَآ

اور اسمیں سرکشی نہ کرو کہ تمپر میرا غصہ اُترے اور جسپر کہ میرا غصہ اُترا وہ گیا گزرا۔ اور میں غفار ہوں اسکے لئے جو توبہ کرے اور ایمان لاوے اور اچھے کام کرے پھر ہدایت پر رہے۔ اور تو کیلئے

اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِىْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَ

اپنی قوم سے جلدی کر آیا اے موسیٰ۔ کہا وہ میرے پیچھے پیچھے آرہے ہیں اور میں جلدی تیرے پاس اے رب اسلئے آیا کہ تو خوش ہو جاوے۔ فرمایا کہ تیرے پیچھے ہمنے تیری قوم کو آزمائش میں ڈالا ہے اور

اَضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ ۝ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ

انکو سامری نے گمراہ کیا ہے۔ پھر موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصہ میں بھرا ہوا افسوس کرتا ہوا (آکر) کہا اے قوم کیا تمہارے رب نے تمسے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا۔ پھر کیا تمپر بہت زمانہ گزر گیا تھا یا تمنے

اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِىْ ۝ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ

چاہا کہ تمپر تمہارے رب کا غصہ اُترے پھر تمنے میرا وعدہ خلاف کیا؟ وہ بولے ہمنے تیرا وعدہ اپنے اختیار سے خلاف نہیں کیا ولیکن ہمنے قوم قبط کے زیور میں سے

الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِىُّ ۝ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِىَ ۝ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا

کچھ پوٹلیاں اُٹھالیں تھیں پھر انکو آگ میں ڈالدیا تھا سو اسیطرح سامری نے بھی ڈالا تھا سو نکالا انکے لئے بچھڑا بنا نکالا ایک جسم آواز دار تب انہوں نے کہا یہ تمہارا اور موسیٰ کا معبود ہے سو موسیٰ بھول گیا۔ پھر کیا وہ نہیں دیکھتے تھے کہ

يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۝

انکی بات کا وہ بچھڑا جواب نہیں دیتا تھا اور نہ انکے لئے نقصان کا اختیار رکھتا تھا نہ نفع کا۔

ع ۱۴

بعد خشکی نکل گئے انکے پیچھے سے فرعون اور اسکا لشکر جو اسی رستہ سے آیا تھا پھر دریا مل گیا لاکھوں من اور سیکڑوں گز بلند پانی نے ڈھانک لیا وہ سب غرق ہو گئے اور موسیٰ اور بنی اسرائیل کہ جنکی تعداد لاکھوں کی تھی قلزم کے اس پار صحیح و سلامت اُتر آئے اور اس بیابان میں پڑ گئے جو عرب کے مغرب شمال اور شام کے جنوب میں واقع ہے جسکو تیہ کہتے ہیں اور یہیں کوہ طور بھی ہے۔

اب خدا تعالیٰ اس تیہ کے وقائع سے بنی اسرائیل کو متنبہ کرتا اور اپنے احسان یاد دلاتا ہے۔ (۱) وواعدنکم جانب الطور الایمن بنی اسرائیل کا ڈیرا جب کوہ طور کے پاس پڑا تو وہاں خدا تعالیٰ نے موسیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ تو اس پہاڑ کی دائیں چوٹی پر جو سب میں بلند مقام ہے جسے آگرمل اور یہیں احکام عشرہ اور الواح ملنے کا وعدہ ہوا تھا جسکے لئے اول تیس رات پھر چالیس رات پہاڑ پر ٹھیرنے کا حکم ہوا۔ یہ بھی بنی اسرائیل پر خدا کا احسان تھا کہ انکے لئے توریت الواح و دیگر شعار دینیہ عطا ہوئیں (۲) ونزلنا علیکم المن والسلویٰ جب ان لق و دق بیابانوں میں کھانے کو کچھ نہ ملا تو خدا نے بنی اسرائیل پر من جو ایک قسم کی شیریں اور خوش مزہ چیز ترنجبین کی مانند تھی جسکی تودوں پر روٹیاں پکا پکا کر کھاتے تھے اور سلویٰ یعنی بٹیریں جو از خود رات کو انکے خیموں میں آگرتی تھیں نازل کیا۔ اسی منزل میں خدا تعالیٰ نے موسیٰ کو پہاڑ پر بلایا اور اسکی قوم کو بھی حکم دیا کہ نہا دھو کر خدا کا جلال دیکھنے کے لئے پہاڑ کے قریب جاویں جیسا کہ سفر خروج کے ۱۹ باب میں ہے اور موسیٰ سب سے آگے تنہا خدا کے پاس آیا جسپر خدا نے پوچھا وما اعجلک عن قومک یا موسیٰ اور خدا تعالیٰ کے پاس کوہ طور پر چالیس دن رات رہے (سفر خروج ۲۴ - باب) اتنی دیر لگنے سے بنی اسرائیل نے غل مچایا کہ موسیٰ کہاں گیا کسی نے کہا مر گیا کسی نے کچھ اسمیں ایک شخص نے کہ جسکا نام سامری تھا لوگوں سے کہا کہ آؤ میں

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ

اور ہارون پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ اے قوم بس تمہاری آزمائش کی گئی ہے اور رب تو تمہارا رحمٰن ہے سو میری پیروی کرو اور میرے حکم کی اطاعت کرو۔ وہ بولے ہم اس بچھڑے پر

عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۝ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ۝ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ

جمے رہینگے جبتک کہ ہمارے پاس موسیٰ لوٹ کر آوے۔ موسیٰ نے آکر کہا اے ہارون جب تو نے انکو گمراہ ہوتے دیکھا تھا تو کس لئے تو نے میری پیروی نہ کی پھر کیا تو نے میری نافرمانی کی۔ اسنے کہا اے میرے ماں کے فرزند میری

بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ۝ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ

داڑھی نہ پکڑ اور نہ میرے سر کے بال۔ میں اس بات سے ڈرگیا کہ تو یہ کہے کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کا انتظار نہ کیا۔ موسیٰ نے کہا پھر تجھے کیا ہوا اے سامری۔ کہا میں نے وہ دیکھا جو انکو

يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ۝ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ

نظر نہ آیا پھر میں نے رسول کے اثر قدم میں سے کچھ لے لیا تھا پھر اسکو پھینکدیا اور میرے دل کو یہی بات اچھی لگی۔ موسیٰ نے کہا جا زندگی میں تیرے لئے یہی سزا ہے کہ تو کہا کرے کوئی نہ چھوئے

وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ

اور تیرے لئے ایک اور وعدہ بھی ہے کہ جو ہرگز خلاف نہ ہوگا۔ اور اپنے اس خدا کو بھی دیکھ کہ جسپر تو جمکا رہتا تھا۔ کہ ہم اسکو جلا ڈالتے ہیں پھر ہم اسکو دریا میں بکھیر دینگے۔ تمہارا معبود تو اللہ ہی ہے کہ جسکے سوا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

اور کوئی معبود نہیں ہر چیز اسکے علم میں ہے

تمہیں تمہارا معبود دکھاؤں کہ جو تمہیں مصر سے نکال لایا ہے۔ تم میرے پاس سونے کا زیور لاؤ۔ چنانچہ وہ اسکے پاس لائے انہوں نے اسکا ڈھال کر ایک بچھڑا بنایا اور اسمیں ایک ایسا رستہ ہوا کیلئے جانیکا رکھا کہ جس سے گائے بیل کی آواز جیسی آواز پیدا ہوتی تھی یہ دیکھ کر بنی اسرائیل جو مصر میں مصریوں کو گائے بیل پوجتے دیکھا کرتے تھے اسپر گرویدہ ہوگئے قربانیاں چڑھانے اسکی عبادت کرنے لگے حضرت ہارون علیہ السلام نے ہر چند سمجھایا مگر وہ کب مانتے تھے۔ اس بات سے خدا تعالیٰ نے کوہ طور پر موسیٰ کو خبردار کیا کہ دیکھ تیرے پیچھے تیری قوم گمراہ ہوگئی سامری نے انکو گمراہ کردیا۔ یہ سنکر موسیٰ غصہ سے بھرے ہوئے انکے پاس آکر انکو ملامت کرنے لگے۔ قال یا قوم الم یعدکم الی قولہ فاخلفتم موعدی لوگوں نے عذر کیا کہ ہمکو سامری نے گمراہ کیا ہے ہم قوم قبط کے زیور مانگ لائے تھے جسطرح ہم انکو آگ میں ڈالا کرتے ہیں اور جبرئیل علیہ السلام کے [illegible] ڈال کر بہانے کے لئے اسی طرح سامری نے بھی ڈھال کر بچھڑا بنا دیا جسکی آواز تھی اور رکھدیا یہ تمہارا اور موسیٰ کا معبود ہے موسیٰ اسکو بھول گیا جو کہ وہ طور پر خدا سے ملنے گیا ہے افلا یرون کیہ جملہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ وہ عجب احمق تھے صرف آواز سے ایمان لائے اور یہ نہ دیکھا کہ وہ نہ کچھ نفع دیسکتا ہے نہ ضرر پھر معبود کیونکر ہوسکتا ہے یا موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے یہ جملہ تھا۔ ولقد قال لہم ہارون خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ موسیٰ کے آنے سے پیشتر ہارون نے انکو سمجھا دیا تھا کہ یہ نہ پوجو موسیٰ ہارون پر خفا ہوئے کہ تو نے جب انکو گمراہ ہوتے دیکھا تھا تو تو نے میرا اتباع کیوں نہ کیا یعنی جسطرح میں ایسے موقع پر غصہ ظاہر کرتا اور لڑتا ہوں تو کیوں نہ انسے لڑا یا میرے پیچھے کیوں نہ چلا آیا ہارون نے عذر کیا کہ میں اس بات سے ڈرگیا کہ تو آکر یہ کہیگا کہ بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا میرا انتظار کیوں نہ کیا۔ پھر موسیٰ سامری کی طرف متوجہ ہوئے اسنے کہا کہ رسول کے پاؤں کی مٹی لیکر اسمیں ڈالدی تھی جس سے وہ بولنے لگا۔ موسیٰ نے فرمایا دنیا میں تیری یہ سزا ہے کہ تو سب سے دور راندہ ہوا رہیگا جو تیرے پاس آویگا اسکو بھی اور تجھے بھی بخار چڑھ آویگا تو کہا کریگا کہ چھونا مت کوئی میرے پاس نہ آوے اور آخرت کی سزا تیرے لئے اور مقرر ہے جو ہرگز نہ ٹلیگی اور اس تیرے معبود کو دیکھ تو اکر آگ میں جلا کر اسکے ذرہ دریا میں بہائے دیتا ہوں اسکے بعد فرماتا ہے تمہارا معبود اللہ ہے جسکے علم میں ہر ایک چیز ہے۔ یہ کلام الٰہی کے لفظوں کی شرح تھی اب ہم چند فوائد بیان کرتے ہیں۔

كَذَٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِن لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝ مَّنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْرًا ۝

ہم اس طرح سے تجھے گزشتہ لوگوں کی خبریں سناتے ہیں ۔ اور تجھکو ہم نے اپنے پاس سے ایک سمجھانے والی چیز دی (قرآن) جسنے اس سے منہ پھیرا سو وہ قیامت کے دن بوجھ اٹھائیگا ۔

خَالِدِينَ فِيهِ ۖ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِمْلًا ۝ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ ۚ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۝ يَتَخَافَتُونَ بَيْنَهُمْ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا

اسمیں ہمیشہ رہینگے اور قیامت کے دن انکا برا بوجھ ہے ۔ جس دن کہ صور پھونکا جاویگا اور اکٹھا کرینگے ہم گنہگاروں کو کیری آنکھوں سے ۔ آہستہ سے باہم کہینگے کہ تم دنیا میں نہیں ٹھہرے مگر

عَشْرًا ۝ نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ۝ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ۝

دس دن ۔ ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ وہ کہتے ہونگے جبکہ انمیں طریقہ میں بہتر والا کہیگا تم نہیں ٹھہرے مگر ایک دن ۔ اور تجھسے پہاڑوں کو پوچھتے ہیں کہہ انکو میرا رب اڑا دیگا ۔

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ۝ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۖ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ

پھر زمین کو چٹیل میدان کر دیگا ۔ کہ جسمیں تجھے نہ کجی نظر آویگی نہ کوئی ٹیلا ۔ اس روز پکارنیوالے کے پیچھے ہو لینگے جسمیں کچھ فرق نہوگا ۔ اور دب جاویگی رحمن کے آگے آوازیں پس تجھکو بجز آواز پا

إِلَّا هَمْسًا ۝ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ

اور کچھ سنائی نہ دیگا ۔ اس روز کسیکی سفارش فائدہ نہ بخشیگی مگر اسکی کہ جسکو رحمن نے اجازت دی اور اسکے بات کرنیکو پسند کیا ۔ وہ جانتا ہے جو کچھ انکے روبرو ہے اور جو انکے پیچھے ہے اور اسکے علم کو

عِلْمًا ۝ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۖ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝ وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا ۝

احاطہ نہیں کر سکتے ۔ اور حی و قیوم کے آگے سب منہ جھک گئے ۔ اور خسارہ میں پڑا جسنے ظلم کیا ۔ اور جسنے اچھے کام کئے اور وہ مومن بھی ہے پس اسکو ظلم کا خوف ہوگا نہ کمی کا ۔

ع

(۱) فقبضت قبضۃ من اثر الرسول عام مفسرین کے نزدیک اسکے یہہ معنی ہیں کہ جبریل خاص مجھی کو دکھائی دیئے تھے اور وںکو نہیں پس میں نے اسکے گھوڑے کے پاؤں تلے کی مٹی میں سے ایک مٹھی بھر لی تھی پھر اسکو ڈھلے ہوئے بچھڑے میں ڈالدیا تھا جسکی تاثیر سے وہ آواز دینے لگا ۔ اس تقدیر پر کئی باتیں ماننی پڑتی ہیں ۔ اول یہہ کہ رسول سے مراد جبریل لیجاویں ۔ دوم اسپر بھی حذف ماننا پڑتا ہے من تراب اثر فرس الرسول ۔ سوم اس بدمعاش سامری کی بات کو بھی سچ تسلیم کیا جاوے حالانکہ یہہ تینوں باتیں نہ قرآن مجید کی کسی آیت سے ثابت ہوتی ہیں نہ کسی صحیح حدیث سے ہاں مفسرین کے اقوال ہیں ۔ ابو مسلم ان معنی کو جو عام مفسرین نے کئے ہیں نہیں مانتے اور ایک جدید توجیہ کرتے ہیں کہ رسول سے مراد موسٰی اور اثر سے کا طریقہ و دستور کہتے ہیں فلان یقفوا اثر فلان و یقبض اثرہ اذا کان یتمثل رسمہ یعنی جو کسیکی طریقہ کا متبع ہوتا ہے اسکو کہتے ہیں کہ یہہ اسکے اثر پر قابض ہے ۔ سامری کہتا ہے کہ اول میں رسول یعنی موسٰی کا پیرو تھا پھر اسکو چھوڑ دیا اور بت پرستی کا یہہ سامان بہم پہنچایا ۔ اس توجیہ کی امام فخر الدین رازی نے بھی تائید کی ہے ۔ اور اسی میں کم اضافات سے امن ہے ۔

(۲) سفر خروج کے ۳۲ ۔ باب میں ہے کہ ہارون نے یہہ بچھڑا بناکر پجوایا تھا اور سامری کا نام تک بھی والی نہیں ۔ قطع نظر اسکے کہ یہہ توریت وہ اصلی توریت نہیں یہہ نسخہ بھی صدہا تحریفات سے خالی نہیں جسکا علماء اہل کتاب کو اقرار ہے ۔ یہاں غالبًا نام میں سہو ہوگیا یا سامری کا نام ہارون بھی ہو اور اس سے مراد ہارون علیہ السلام نہوں کیونکہ اخیر میں اسی باب کے ہو کہ اس فعل کے مرتکب سب بنی لاوی تلواریں لیکے و باسی حکم خدا تعالیٰ اور موسیٰ کا غصہ اتر نیز جدید ہر ایک کو حکم دیا کہ اپنے قرابتی کو اس جرم پر قتل کرے پھر تعجب ہے کہ ہارون پر کہ جنسے یہہ فساد کھڑا کیا کوئی بھی سزا قائم نہوئی بلکہ انکی کہانت نسل در نسل قائم رہی اور نیز ہارون نبی تھے انکو کیا ہوا تھا جو وہ ایسا کام کرتے ؟

اس قصہ کو تمام کرکے فرماتا ہے کہ اے محمد گزشتہ لوگوں کو تذکرے ہم یوں سناتے ہیں ہمنے تجھے ذکر یعنی قرآن دیا ہے پھر جو قرآن سے منہ پھیریگا قیامت میں اسکا یہہ حال ہوگا کہ قیامت میں اپنے گناہوں کی گٹھڑی آپ اٹھاویگا اور جب دوسرا صور پھونکیگا دوبارہ زندہ ہونیکے لئے تو یہہ لوگ ایسی دہشت میں ہونگے کہ آنکھوں کی رنگت پلٹ جائیگی نور اور سیاہی جاکر کیری ہو جاوینگی غم سے روتے روتے ۔ اور دنیا میں جو سالہا سال عیش کئے ہیں نہ انکے مصائب کیکے آگے اسکو دس روز سمجھینگے اور جو ان میں زیادہ دانا ہے وہ تو ایک دن سمجھیگا ۔

قیامت کو ذکر میں کسینے آنحضرت صلعم سے پہاڑوں سے سوال کیا کہ یہہ کیا ہونگے دیکھو تاسے ہم فرمایا فقل ینسفہا ربی کہ خدا انکو ریتا کرکے زمین کو صاف میدان کر دیگا پھر آگے قیامت کا حال بیان کرتا ہے

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ

اور اسیطرح سے ہمنے اسکو عربی قرآن نازل کیا اور ہمیں ہمنے خوفناک باتیں طرح طرح سے بیان کیں تاکہ وہ ڈریں یا انکو سمجھ پیدا کرے۔ پس اللہ بادشاہ برحق بلند مرتبہ ہے اور تو قرآن پڑھنے میں

مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰۤى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ وَلَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

اسکی وحی تمام ہونے سے پیشتر جلدی نکر اور کہہ اے رب مجھکو علم زیادہ دے۔ اور ہمنے آدم کی طرف عہد کیا تھا پہلے پھر وہ بھول گیا اور ہمنے اسکا ارادہ نہ پایا۔ اور جبکہ ہمنے فرشتوں سے کہا کہ

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ۝ فَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ

آدم کو سجدہ کرو سو سبنے سجدہ کیا مگر ابلیس نے۔ انکار کیا۔ پھر ہمنے کہا اے آدم یہہ (شیطان) تیرا دشمن ہے اور تیری بیوی کا پھر یہہ نہو کہ وہ تمکو جنت سے نکالدے کہ پھر تو خراب ہو جاوے۔ تیرے لئے یہاں جنت میں نہ بھوک ہے

فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۝ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۝ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۝

اور نہ برہنہ ہوگا۔ اور تو یہیں پیاسا رہیگا اور نہ دھوپ کھاویگا۔ پھر شیطان نے اسکے دل میں وسوسہ ڈالا کہا اے آدم تو کہے تو میں تجھے ہمیشگی کا درخت اور نہ پرانی ہونیوالی سلطنت بتلاؤں؟

فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۫ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ۝

پھر آدم و حوا نے اس درخت میں سے کچھہ کھا لیا تو انکی برہنگی ظاہر ہوگئی اور اپنے اوپر باغ کے پتے ڈھانکنے لگے اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی سو بہک گیا پھر اسکو ربنے اسکو برگزیدہ کیا تو اسپر رحمت کی اور اسکو ہدایت دی

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا ۢ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ۝ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ

فرمایا یہاں سے تم سب کے سب نیچے اتر جاؤ تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے۔ پھر جو تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آوے پھر جو میری ہدایت پر چلیگا تو نہ گمراہ ہوگا اور نہ خراب ہوگا۔ اور جو میرے ذکر سے

ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝

منہ پھیریگا تو اسکی زندگی بھی تنگ ہوگی اور ہم اسکو قیامت میں اندھا کر کے اٹھاوینگے۔ کہیگا تونے مجھے اے رب اندھا کرکے کیوں اٹھایا اور میں تو بینا تھا۔

وکذالک یعنی جسطرح ہمنے تجھسے پہلوں کی راستی آمیز ہدایت خیز قصے بیان کئے اسی طرز پر تمام قرآن اے محمد صلی اللہ علیک وسلم نازل کیا ہے جسکے دو وصف ہیں اول وہ عربی ہے جسکا سمجھنا قوم عرب کو آسان ہے۔ دوم صرفنا ہمنے طرح طرح سے خوفناک باتیں بیان کی ہیں تاکہ لوگ پرہیزگاری اختیار کریں یا انکو سمجھ بوجھ پیدا ہو۔ کلمہ او منافات کے لئے نہیں ہے یا وہ یہہ قرآن اس خوبی کے ساتھ اسلئے نازل کیا ہے کہ وہ بخل و جہل و غیرہ ان اوصاف سے بری ہے جو غافل اور بدحوصلہ حاکموں کو اپنی رعایا کے ساتھ ہوتے ہیں جو انکی ترقی و صلاح و فلاح سے بیخبر رہتے ہیں بلکہ وہ اپنے بندوں کے حال سے واقف اور انپر مہربان ہے اور حق ہے اسکا ملک اور اسکی ذات دائم و قائم ہے اسلئے اسنے انکی بہبودی کے لئے یہ قرآن نازل کیا اور اس فتعالی اللہ میں یہہ بھی اشارہ ہے کہ اس سے کچھہ ہمکو نفع نہیں ہمارا کوئی کام اس بغیر بند تھا کیونکہ ہم ان باتوں سے پاک اور مستغنی ہیں بلکہ صرف تمہاری نفع دارین کے لئے چونکہ قرآن رحمت الٰہی ہے اور تدریجاً نازل ہوا تھا اور ادھر آنحضرت صلعم کے دل میں اسکی تبلیغ اور اسکی یاد کرنے اور اسکے مطالب واضح کرنیکا بمقتضی نبوت بہت شوق اور حد درجہ ولولہ تھا اسلئے فرمایا ولا تعجل بالقرآن الخ کہ وحی کے تمام ہونیسے پہلے قرآن کے پڑھنے یا لوگوں کو پڑھانے سمجھانے میں جلدی نکیا کرو جب ایک مضمون کی وحی جو فرشتہ لاتا ہے تمام ہو چکے تب آپ پڑھیں اسیطرح کا مضمون اور جگہہ بھی آیا لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرآنہ شاید یہہ آیت جلدی یا جبرئیل کے ساتھ ساتھ پڑھنے کی ممانعت میں ہو۔ اور رب سے دعا کرتا رہ کہ میرا علم زیادہ کرتا کہ وقتاً فوقتاً وحی آتی رہے آپکا علم زیادہ ہوتا رہے۔ اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ علم کا خزانہ ہمارے پاس ہے اسمیں سے جسقدر ہم جسکو چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں بندہ علام الغیوب نہیں ہو سکتا۔

اسکے بعد یہہ چھٹی بار حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ بیان فرماتا ہے اور اسی غرض کے لئے تاکہ علم حضرت کا زیادہ ہو اور وہ یہہ ہے کہ قرآن میں اس جگہہ طرح طرح سے وعید بیان ہونے کا ذکر آگیا تھا

قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ

فرمائیگا اسیطرح تو تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں پھر تونے انکو بھلا دیا اور اسیطرح آج تو بھی بھلا یا گیا۔ اور ہم اسیطرح بدلہ دیتے ہیں اسکو جو بیہودہ ہوا اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لایا۔ اور البتہ آخرت کا

الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي

سخت تر اور دیر پا ہے۔ پھر کیا انکو اس بات نے رہنمائی نہ کی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ایک قرنوں کو غارت کر دیا کہ جنکے مکانوں پر سے پھر گزرتے ہیں۔ اس میں عقلمندوں کے لئے بڑی

النُّهٰى ۝ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ۝ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

نشانیاں ہیں۔ اور اگر تیرے رب کی طرف کی ایک بات نہ ہو چکی ہوتی اور وعدہ مقرر نہ ہوتا تو عذاب لازم ہو چکتا۔ پھر وہ جو کہتے ہیں اس پر صبر کر اور اپنے رب کی تسبیح کر حمد کے ساتھ آفتاب نکلنے سے پہلے

وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَاۗئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝

اور غروب سے پہلے۔ اور رات کی گھڑیوں میں بھی تسبیح کر۔ اور دن کے اول آخر میں بھی تاکہ تو راضی ہو جاوے۔

جسکی نظیر میں حضرت آدم کا قصہ پیش ہوتا ہے کہ ایسے اولو العزم شخص نے نافرمانی کی گو وہ عمداً نہ ہو مگر ترک تحفظ کیا اور عہد الٰہی کے خلاف کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جنت سے نکالے گئے انکے تن پر جو لباس تھے دور کئے گئے برہنگی کے مارے درختوں کے پتے بدن سے چپکاتے تھے آخر نیچے پھینکے گئے باہمی عداوت اور دنیا کی تکالیف میں مبتلا ہوئے آخر انکے پشیمان ہونے اور توبہ کرنے اور رونے پر پھر خدا نے انکو برگزیدہ کیا اور راہ راست کی رہنمائی کی۔

اور دوسرا وعید اس قصہ میں یہ ہے جسکی ربط دینے کے لئے از سر نو یہ قصہ بیان کرنا پڑا اور وہ یہ ہے فاما یاتینکم منی ہدی الخ کہ جب تم دنیا میں بھیجے گئے اور شیطان اور بنی آدم کی عداوت اور ضلال و تضلیل کا سلسلہ بھی جاری ہوا تو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کا مقتضی یہ بھی ہوگا کہ وہ تمہارے پاس اپنی ہدایت رسول اور کتاب بھیجیگا پھر جو اس ہدایت پر چلیگا تو وہ اس سیدھے رستہ سے جو انسان کو دار الخلد تک پہنچاتا ہے نہ بھٹکیگا نہ خراب ہوگا۔ ولا یشقی یعنی شقاوت و بدبختی سے محفوظ رہیگا۔ شقاوت کے دو قسم ایک دنیاوی دوسری اخروی ہدایت الٰہی کے طفیل ان دونوں سے محفوظ رہتا ہے اور جو اس ہدایت سے منہ پھیریگا اسکی دو سزائیں ہونگی ایک دنیاوی فان لہ معیشۃ ضنکا۔ (فالضنک اصلہ الضیق والشدۃ وہو مصدر یوصف بہ فیقال منزل ضنک وعیش ضنک۔ کبیر) کہ اسکی زندگی تنگ ہوگی عام مفسرین کے نزدیک زندگی دنیا کی تنگی مراد ہے کیونکہ کافر مال و جاہ پر حریص ہوتا ہے گو باعتبار قید حلال و حرام ہونے کے وہ جنت میں ہے جیسا کہ آیا ہے الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر۔ مگر وہ کون ہے کہ جسکو تمام باتیں حسب دلخواہ حاصل ہو گئی ہوں اسکی پریشانی میں کٹتی ہے اور مومن کی نظر دار آخرت پر ہوتی ہے اسکو کسی تکلیف میں تکلیف معلوم نہیں ہوتی۔ اور یوں بھی ہے کہ خدا کی ہدایت چھوڑنے سے دنیا میں بلائیں نازل ہوتی ہیں ہزاروں قومیں ایسی ہیں کہ اسی سبب سے برباد ہو گئیں جیسا کہ اسکی تائید کے لئے اگلی آیت میں فرماتا ہے افلم یہد لہم کم اہلکنا قبلہم من القرون کہ کیا انکو اس بات سے رہنمائی نہیں ہوتی کہ ان کفار قریش سے پہلے ہم کتنی قوموں کو نافرمانی کی وجہ سے ہلاک کر چکے ہیں آج جنکے اجڑے ہوئے مکانوں سے یہ چلتے پھرتے ہیں عاد و ثمود و بنی اسرائیل و قیاصرہ و شاہان بابل و شاہان مصر وغیرہ۔ خدا کی نافرمانی کر کے کوئی قوم اخیر تک سرسبز نہیں رہتی۔ بعض کہتے ہیں قبر کی تنگی بعض کہتے ہیں آخرت کی تنگی مراد ہے۔ دوسری یہ کہ اسکو قیامت میں اندھا کر کے اٹھا دینگے وہ کہیگا میں دنیا میں آنکھوں والا تھا آج ربنا اندھا کر کے کیوں اٹھایا جواب ملیگا تو بھی تو دنیا میں ہماری آیتوں سے اندھا ہو گیا تھا۔ آخرت میں اندھا ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ جسمانی تاریکی میں مبتلا ہونگے نور روحانی نصیب نہ ہوگا لیس اس سے انکے لئے ظاہری آنکھیں ہونی اور بینائی سے اور پھر دیکھنے میں کچھ منافات نہیں۔ پہلی قوموں کی ہلاکت بیان فرما کر یہ بات فرماتا ہے کہ اگر نوشتہ ازلی (کہ چند روز ہم انکو دنیا میں رکھینگے)

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ○ وَأْمُرْ أَهْلَكَ

اور تو اپنی آنکھیں نہ پھاڑ ان چیزوں کی طرف جو برتنے کو دی ہیں انکو دنیا کی آرائش ہر قسم کی دی ہے ۔ انکی آزمائش کیلئے ۔ اور تیرے رب کا رزق بہتر اور دیر تک رہنے والا ہے ۔ اور اپنے گھر کو

بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ○ وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ أَوَلَمْ تَأْتِهِم

نماز کا حکم دے اور اسکی برداشت کر ہم تجھ سے روزی نہیں کہتے ۔ روزی ہم دیتے ہیں ۔ اور عاقبت پرہیزگاری کیلئے ہے ۔ اور وہ کہتے ہیں کیوں نہیں لاتا کوئی نشانی اپنے رب سے کیا نہیں آیا انکے پاس

بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ○ وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَن

پہلی کتابوں میں کی نشانی نہیں آ چکی ہے ۔ اور اگر ہم اس سے پہلے انکو عذاب سے ہلاک کر دیتے تو کہتے کہ اے رب تو نے کیوں نہ بھیجا ہمارے پاس اپنا رسول نہیں بھیجا کہ ہم رسوا اور ذلیل ہونے سے پہلے

نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ ○ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ ○

تیری آیتوں کو مانتے ۔ کہہ ہر ایک انتظار کر رہا ہے سو انتظار کرو پھر تمکو معلوم ہو جائیگا کہ سیدھے رستہ والا کون اور ہدایت پانے والا کون ہے ۔

ع ۸ ۱۶

مانع نہ آتا تو ان لوگوں پر کبھی عذاب دنیا ہی میں آ چکتا ۔ اسپر کبھی ایسے ہی جو ہدایت پر نہیں آتے اور تجھے ستاتے ہیں تو صبر کر اور اپنے لئے دار آخرت کی تیاری کر تا کہ تو وہاں خوش وقت رہے فقال فاصبر علیٰ ما یقولون ۔ وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس الخ تسبیح سے مراد اکثر علما کے نزدیک نماز پنجگانہ ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں قبل طلوع الشمس سے مراد نماز فجر ہے اور قبل غروبہا سے ظہر و عصر و من آناء اللیل سے مغرب و عشا ۔ اور قولہ و اطراف النہار دو نو نماز دن کے لئے جو دن کے اول آخر ہوتی ہیں یعنی فجر و مغرب تاکید کا جملہ ہے جیسا کہ الصلوٰۃ الوسطیٰ عصر کیلئے ۔ گرچہ دن کی دو طرفیں ہوتی ہیں مگر ہر دن کے لحاظ سے اطراف جمع کا صیغہ آیا بعض کہتے ہیں اوقات مذکورہ میں جو تقرب کے اوقات ہیں اور ان اوقات میں انسان کو مشاغل دنیاوی سے فراغت ہو جاتی ہے ہمیشہ اللہ کی تسبیح و تقدیس کرنا مراد ہے جو نماز کو بھی شامل ہے ۔

ف (۱) فنسی ولم نجد لہ عزما سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آدمؑ کا گناہ سہواً تھا وقت پر ممانعت یاد نہ رہی لیکن عتاب یاد دہی اسلئے عتاب ہوا (۲) آدمی کی جبلی عادت ہے کہ وہ اپنے باپ دادا کے کمالات پر نازاں ہوا کرتا ہے اور بسا اوقات اسی پر تکیہ کر لیتا ہے کہ ہم فلاں بزرگ کی اولاد ہیں ہمیں کیا غم ہے اسلئے آدمؑ کے قصہ میں متنبہ کر دیا کہ اپنے نازاں نہ ہونا خود تمہارے بزرگ سے نافرمانی پر کیا سلوک ہوا کہ مسجود ملائکہ تھے اور پھر کس خواری سے نکالے گئے بجز توبہ کے انکو چارہ نہوا ۔ یہ ہے وعید شدید ۔

ولا تمدن الخ المد دراز کردن کشیدن ۔ اور مراد رغبت اور حسرت کے ساتھ نگاہ کرنا ۔ دار آخرت کے توشہ کی تعلیم کر کے جو نماز و عبادت ہے دنیا کو وہ اسباب آرائش و تجمل جو کفار اور دولتمندوں کو دئے گئے ہیں مکان اور عمدہ لباس عمدہ عورتیں اور سواریاں اور دیگر چیزیں ۔ انکی طرف رغبت کی نگاہ سے منع کرتا ہے کیونکہ یہ چیزیں انکے لئے فتنہ ہیں انہیں انکی خدا تعالیٰ آزمائش کرتا ہے سو وہ انہیں میں مصروف ہوتے ہیں کہ دار آخرت اور اسکے توشہ کا انکو کبھی خیال بھی پیدا نہیں ہوتا جب اس جہان سے جاتے ہیں تو خالی ہاتھ جاتے ہیں اور ادھر اس تجمل کے چھوٹتے وقت انکی روح پر صدمہ عظیم ہوتا ہے ۔ حیثیش نگران ست کہ ملکش باد گران ست ۔ ان چند روزہ عیش کے مقابلہ میں عذاب دائمی بڑا فتنہ ہے اور نیز اس دولت کی وجہ سے ظلم و ستم طرح طرح کے گناہوں میں بھی مبتلا ہوتے ہیں حضرت صلعم کی آنکھوں میں یہ سب ہیچ تھا مگر حضرتؐ سے خطاب کر کے اوروں کو سنایا جاتا ہے ۔ پھر فرماتا ہے تیرے رب کی روزی جو تجھکو دی رکھی ہے بقدر ضرورت یا نبوت اور درجات آخرت بہتر اور ہمیشہ رہنے والی چیز ہے ۔ ایسے عارف تارک الدنیا کے متعلق لوگ غالباً نان و نفقہ اور دنیاوی سامان سے خالی رہا کرتے ہیں اور کچھ عجب نہیں کہ انکو دل پر دوسروں کے ساز و سامان دیکھکر کچھ حسرت پیدا ہو تو اسلئے حضرت صلعم سے فرمایا وامر اہلک بالصلوٰۃ کہ انکو توشہ آخرت نماز کا حکم دے اور خود بھی اسپر عمارہ تجھے ہم رزق دہی کا حکم نہیں دیتے کیونکہ روزی ہم دیتے ہیں اور عاقبت کی بہتری پرہیزگاری سے ہے پرہیزگاری میں کوشش کر ۔ وقالوا لولا ایسی باتوں کو سنکر کفار کہتے تھے کہ کوئی معجزہ دکھلا فرماتا ہے جو کچھ معجزے یا حضرتؐ کی بشارت اور رسولوں کا انجام پہلی کتابوں میں ہے کچھ کم ہے ؟ ۔ پھر فرماتا ہے ہم چاہتے تو بغیر رسول بھیجے انکے گناہوں پر انہیں ہلاک کر دیتے مگر وہ عذر کرتے کہ رسول کیوں نہیں بھیجا کہ ہم اسکو مانتے ۔ پھر فرماتا ہے انسے کہو ذرا انتظار کرو مرنے کے بعد تمکو آپ معلوم ہو جاویگا کہ سیدھے رستہ پر کون ہے ؟ ۔

سورۂ انبیا مکیہ ہو اسمین ایکسو بارہ آیات اور سات رکوع ہین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمۡ وَهُمۡ فِیۡ غَفۡلَةٍ مُّعۡرِضُوۡنَ ۝ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ ذِكۡرٍ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ مُّحۡدَثٍ اِلَّا اسۡتَمَعُوۡهُ وَهُمۡ يَلۡعَبُوۡنَ ۝

آدمیوں کا حساب قریب آ لگا اور وہ غفلت ہی میں پڑے ہوئے منہ پھیر رہے ہیں۔ انکے رب کے ہاں سے سمجھانے کی کوئی نئی بات انکو پاس ایسی نہیں آتی کہ وہ اسکو سنکر کھیل میں نہ ڈالتے ہوں

لَاهِيَةً قُلُوۡبُهُمۡ ؕ وَاَسَرُّوا النَّجۡوَى ۖ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا ۖ هَلۡ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ ۚ اَفَتَاۡتُوۡنَ السِّحۡرَ وَاَنۡتُمۡ تُبۡصِرُوۡنَ ۝ قٰلَ رَبِّیۡ يَعۡلَمُ الۡقَوۡلَ

انکے دل انکو معنی سے غافل ہوتے ہیں۔ اور ظالموں نے چھپا کر مصلحت کی۔ کہ کیا یہہ یہہ رسول مگر تمہارے جیسا آدمی۔ کیا تم دیدہ و دانستہ جادو کی پیروی کیا چاہتے ہو۔ رسول نے کہا کہ میرا رب

فِی السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ۫ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ۝ بَلۡ قَالُوۡۤا اَضۡغَاثُ اَحۡلَامٍۢ بَلِ افۡتَرٰٮهُ بَلۡ هُوَ شَاعِرٌ ۖ ۚ فَلۡيَاۡتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَاۤ اُرۡسِلَ الۡاَوَّلُوۡنَ ۝

آسمان اور زمین میں کی بات جانتا ہے اور وہ سنتا والا جاننے والا ہے۔ پر کافروں نے کہا کہ یہہ قرآن پریشان خیالات ہیں بلکہ اسکو اسنے خود بنا لیا بلکہ وہ شاعر ہے۔ پھر ہمارے پاس کوئی ایسی نشانی لاوے کہ جیسے پہلے رسول دیکر بھیجے گئے تھے

مَاۤ اٰمَنَتۡ قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَا ۚ اَفَهُمۡ يُؤۡمِنُوۡنَ ۝ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِیۡۤ اِلَيۡهِمۡ فَسۡـئَلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ

انسے پہلے جس بستی کو ہمنے ہلاک کیا وہ ایمان نہ لائی پھر کیا یہہ ایمان لے آوینگے۔ اور تجھسے پہلے ہمنے نہیں بھیجے مگر آدمی کہ انکی طرف ہمنے وحی کی تھی۔ پھر تم ذکر والوں سے پوچھہ دیکھو اگر

لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝ وَمَا جَعَلۡنٰهُمۡ جَسَدًا لَّا يَاۡكُلُوۡنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوۡا خٰلِدِيۡنَ ۝ ثُمَّ صَدَقۡنٰهُمُ الۡوَعۡدَ فَاَنۡجَيۡنٰهُمۡ وَمَنۡ نَّشَآءُ وَاَهۡلَكۡنَا

نہیں جانتے۔ اور ہمنے انکو ایسا جسم نہیں بنایا تھا کہ وہ کھانا نہ کھاتے اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔ پھر ہمنے اپنے وعدہ کو سچا کیا تب انکو اور جسکو چاہا بچا دیا اور حد سے بڑھنے والوں کو

الۡمُسۡرِفِيۡنَ ۝ لَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ كِتٰبًا فِيۡهِ ذِكۡرُكُمۡ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۝

انکو ہلاک کر دیا۔ ہمنے تمہاری پاس ایک ایسی کتاب بھیجی کہ جسمیں تمہاری نصیحت ہے پھر کیا انکو عقل نہیں۔

ع ۱

ترکیب

وہم مبتدا و معرضون خبر وفی غفلۃ ضمیر معرضون سے حال ہے لیے اعرضوا غافلین اور ممکن ہے کہ خبر ثانی ہو۔ لاہیۃ قلوبہم حال ہے ضمیر یلعبون سے اور یہہ دونو حال مترادف یا متداخل ہیں اور جسنے لاہیۃ کو مرفوع پڑھا ہے تب ایکا ہی حال ہے کسلیئے کہ یہہ خبر بعد خبر ہوگا ہل ہذا جملہ محل نصب میں النجوی سے بدل ہوکر ایسے واسروا ہذا الحدیث۔ قال بصیغہ ماضی رسول کا قول ہوکر حمزہ وکسائی وحفص کی قرأت اور دیگر قرا نے قل امر پڑھا ہے۔

تفسیر

یہہ سورہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے اسمیں بھی بیشتر توحید و نبوت اور عالم آخرت کا ثبوت اور انبیاء علیہم السلام کے عبرت انگیز تذکرے اور انکی نافرمان قوموں کا انجام بد اور انسان کا بارگاہِ الٰہی میں حساب دینے کے لیئے حاضر ہونیکا بیان ہے پس فرماتا ہے اقترب الخ کہ انسان کے حساب کا وقت قریب آ لگا اور وہ غفلت میں ہی پڑا ہوا خدا کے فرستادوں سے منہ موڑ رہا ہے اور جو کوئی نئی بات وعظ و پند کی انکے کانوں میں پڑتی ہے تو اسکی طرف کھیل کود میں توجہ بھی نہیں کرتے۔

حسابہم مفسرین کہتے ہیں کہ حساب سے مراد قیامت کے دن کا حساب ہے اور گو وہ ابھی صدہا ہزارہا سال بعد آئیگا مگر آئندہ آنیوالی چیز تو گھڑی گھڑی قریب ہی ہوتی جاتی ہے کیا خوب کہا ہے کسینے ؎ ما اقرب ما ہو آت ٭ وما ابعد ما ہو فات ٭ کہ آنیوالی چیز بہت ہی قریب ہے۔

مفسر کہتا ہے کہ حساب کا وقت کچھ قیامت ہی پر موقوف نہیں بلکہ بعد موت کے بھی انسان اپنے خدا کے روبرو جاتا اور اسکو قبر میں اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے سو یہ بھی ایک قسم کا حساب ہے۔ پس اس وقت کے قریب ہونے میں تو کسیکو بھی کلام نہیں یعنی انسان غفلت کی نیند میں ہوتا ہے کہ موت آ لیتی ہے واسروا النجوی یہ جملہ مستانفہ ہے انکی عادات رذیلہ کے بیان میں اور انکے اعراض اور غفلت اور کھیل اور کود سمجھنے کے ثبوت ہیں۔ النجوی اسم ہے التناجی سے جسکے معنی سرگوشی کرنا پھر اسکے مخفی کرنے کے یہہ معنی کہ ان باتوں کو جنکا ذکر اگلے جملہ میں آتا ہے نہایت مخفی طور سے باہم کہتے تھے۔ انسان جس بات کو اہم سمجھتا ہے اسکی بابت مخفی طور پر مشورہ کیا کرتا ہے۔ اور وہ باتیں یہہ ہیں (۱) ہل ہذا الا بشر مثلکم کہ یہہ رسول تو تمہارے جیسا آدمی ہے جسطرح ہم کھاتے پیتے سوتے جاگتے ہیں ایسا ہی یہہ بھی کرتا ہے پھر یہہ رسول کیسا جو خدا کی باتیں خاص اسکے پاس آتے ہیں ہماری پاس نہیں ہیں؟ (۲) افتاتون السحر وانتم تبصرون قرآن مجید کو اسکے اعجاز کی وجہ سے مکہ کے کافر جادو کہتے تھے۔ پھر اسکی نسبت ایک دوسرے کو کہتا تھا کہ تم قرآن پر نہ جاو جان بوجھکر کیوں جادو پر چلتے ہو؟ یہہ بات انکے دل میں تھی دل میں تو حق جانتے تھے مگر لوگوں کے گمراہ کرنے کو سحر اور جادو کہتے تھے قال ربی یعلم القول یہہ انکی مخفی کرکے کہنے کے جواب میں ہے رسول کی زبان سے کہ اسنے یہی کہا یا رسول کو حکم دیتا ہے کہ انسے کہدے تم ہزار چھپاو میرا رب جو آسمان و زمین کی تمام مخفی باتیں جانتا ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے اس سے تمہارا یہہ مخفی مشورہ کب مخفی رہ سکتا ہے؟ القول صاحب کشاف کہتے ہیں لفظ قول عام ہے سر و جہر کو شامل ہے سو جہر کو تاکید کے لئے یعلم السر کی جگہہ یعلم القول کہا۔

بل قالوا اضغاث احلام بل افتراہ بل ہو شاعر کفار مکہ کو قرآن کے جادو کہنے میں بھی استقلال نہ تھا جیسا کہ بے تک کوئی کسی میں عیب لگایا کرتا ہے تو وہ اسیطرح مختلف باتیں کہا کرتا ہے یعنی جادو پھر بھی ایک نادر چیز ہے یہہ تو ایسا بھی نہیں بلکہ پریشان خیالات ہیں کہ جنکو از خود محمد نے بنا کر ذرا اچھی اور دلچسپ عبارت میں جمع کر لیا ہے کیونکہ وہ شاعر ہے۔ (۳) فلیاتنا بایۃ الخ پہلے نبیوں کی طرح کوئی بڑا بھاری معجزہ کیوں نہیں دکھاتا کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا؟ یہہ انکے تین شبہے تھے جنکی تقلید میں آجکل کے عیسائی اور متعصب ہنود بھی یہی کہا کرتے ہیں ما امنت من قریۃ اہلکنا ہا افہم یومنون یہہ انکی تیسری بات کا جواب ہے جسکو وہ بار بار منہ پر لاتے اور رسول علیہ السلام کے سامنے پیش کیا کرتے تھے کہ انسے پہلے جسقدر بستیوں کو ہمنے ہلاک کیا ہے انہوں نے اپنے رسول سے وعدہ کر لیا تھا کہ ہم معجزہ دیکھکر ایمان لے آئینگے مگر جب انکو معجزہ بھی دکھایا تب بھی ایمان نہ لائے پھر یہہ جو معجزہ کی درخواست کرتے ہیں کیا ایمان لے آئینگے؟ اسلئے انکی خواہش کے موجب معجزہ نہیں دکھایا جاتا کیونکہ ایک وقت مقرر تک انکا ہلاک کرنا ہمکو منظور نہیں وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی الیہم یہہ انکے پہلی شبہہ کا جواب ہے کہ محمد صلعم سے پیشتر ہمنے جسقدر رسول بھیجے ہیں وہ بھی تو آدمی تھے کہ جنکی طرف وحی کی گئی تھی فرشتہ نہ تھے اگر تمکو معلوم نہو تو فاسئلوا اہل الذکر اہل کتاب سے پوچھہ دیکھو کہ جنکے تم لے اہل مکہ اکثر باتوں میں معتقد ہو اور انسے پوچھہ پوچھہ کر اعتراضات کیا کرتے ہو وما جعلناہم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین اور ان انبیاء کو ہمنے ایسے بدن عطا نہ کئے تھے کہ جو کھانے کے محتاج نہوں اور ہمیشہ باقی رہیں بلکہ وہ کھاتے پیتے تھے آخر دنیا سے اٹھ گئے موت سے نہ بچے ہاں وہ ہمارے رسول تھے انہوں نے اپنی نافرمان اور سرکش قوموں کی ہلاکت کے لئے جو کچھہ وعدے کئے تھے ثم صدقناہم الوعد انکو ہمنے پورا کر دیا فانجیناہم ومن نشاء واہلکنا المسرفین رسولوں اور انکے پیروں کو بچا لیا اور بدکاروں کو حد سے گذرنے والوں کو ہلاک کیا لقد انزلنا الیکم کتابا فیہ ذکرکم افلا تعقلون یہہ انکی دوسری بات کا جواب ہے کہ قرآن کو جو ہمنے تمہارے پاس بھیجا اسمیں غور کرو کہ تمہارے لئے اسمیں کس قدر وعظ و نصیحت ہدایت و سعادت ہے۔ پھر اسکو سحر اور کیا کیا کہتے ہو؟ افلا تعقلون کیا تم کو عقل نہیں ہے؟

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ۝ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُونَ ۝ لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا

اور بہت سی بستیاں ہمنے غارت کردیں جو ظالم تھیں اور انکے بعد ہمنے اور قومیں پیدا کیں۔ پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب آتے دیکھا تو فوراً وہاں سے بھاگنے لگے۔ مت بھاگو اور ان نعمتوں

إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا

کی طرف جاؤ جو تمہیں دی گئیں اور اپنے مکانوں کی طرف تاکہ تم سے پوچھا جاوے۔ کہنے لگے اے افسوس ہم تو ظالم تھے۔ پھر وہ ہمیشہ یہی پکارتے رہے یہانتک کہ ہمنے انکو بیخ بریدہ

خَامِدِينَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ ۝ لَوْ أَرَدْنَا أَنْ نَتَّخِذَ لَهْوًا لَاتَّخَذْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا إِنْ كُنَّا فَاعِلِينَ ۝ بَلْ

بجھا ہوا کر دیا۔ اور ہمنے آسمان اور زمین اور انکے اندر کی چیزیں کھیلتے ہوئے نہیں بنائیں۔ اگر ہم کھیل بنانا چاہتے تو اپنے ہی ہاں کے لئے بنا لیتے اگر کرنے والے ہوتے۔ بلکہ

نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ۝ وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ

حق کو باطل پر پھینکتے ہیں سو وہ اسکو توڑ ڈالتا ہے پھر جبھی مٹ جاتا ہے اور خرابی ہے تمہارے لئے تمہارے بیان سے۔ اور اسیکا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور جو اسکے پاس ہیں اسکی عبادت سے

عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ۝ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ۝ أَمِ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنْشِرُونَ ۝ لَوْ كَانَ

تکبر نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں۔ رات دن تسبیح کرتے نہیں تھکتے۔ کیا انہوں نے زمین پر معبود مقرر کیئے ہیں کہ وہ پیدا کرتے ہیں۔ اگر

فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ۝

آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو وہ خراب ہو جاتے۔ پس اللہ عرش کا مالک پاک ہے انکے اوصاف کرنے سے۔ وہ نہیں پوچھا جاسکتا کہ کیا کرتا ہے اور وہ پوچھے جاتے ہیں۔

ترکیب

وکم قصمنا صاحب کشاف کہتے ہیں قصم سطرح سے توڑنے کو کہتے ہیں کہ ایک ایک ٹکڑا جدا ہو جاوے بخلاف فصم اور کسر کے۔ قریہ سے مراد وہاں کے ساکنان بحذف مضاف۔ کم خبریہ تکثیر کے لئے محل نصب میں قصمنا کی وجہ سے من قریۃ تمیز کانت ظالمۃ محل جر میں قریۃ کی صفت ہو کر بحذف مضاف۔ اذا مفاجات کے لئے ہم مبتدا یرکضون خبر اذا اسکا ظرف ما زالت دعواہم تلک موضع رفع میں اسم زالت و دعواہم خبر و یجوز العکس۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا ہمنے مسرفین کو ہلاک کر دیا اب پھر اسکی تشریح فرماتا ہے کہ وہ مسرفین کون تھے اور انکی کیا عادات تھے اور کسطرح سے ہلاک ہوئے ہیں تاکہ ان مشرکین کو معلوم ہو وہ ہماری ہی مانند کافر اور بدکار تھے اب انکو بھی عذاب الٰہی سے ڈرنا چاہیئے پس فرماتا ہے وکم قصمنا کہ ہمنے بہت سی شہروں کو ہلاک و برباد یا غارت کر دیا ہے جنکے رہنے والے ظالم و بدکار تھے اور انکی جگہ اور نئی قومیں آباد کر دیں اور نئے لوگ پیدا کر دیئے۔ پھر جب ان غارت ہونیوالے لوگوں کو ہمارا عذاب آتا ہوا دکھائی دیا جیسا کہ انبیاء نے انکو خبر دی تھی دیکھ کر صدقناہم الوعد کی تفسیر ہے) تو وہاں عذاب سے بھاگنے لگے۔ رکض ایڑ مارنا و منہ قولہ تعالیٰ ارکض برجلک پس ممکن ہے کہ جب انکو عذاب الٰہی کے آثار نمودار ہوتے دکھائی دئے تو اپنی سواریوں پر سوار ہو کر انکو ایڑ مار کر اپنے شہر و دیار چھوڑ چھاڑ بھاگتے ہونگے یا رکض کے ساتھ انکا جلدی بھاگنا سرعت کیوجہ سے تعبیر کیا گیا۔ لاترکضوا فرشتہ یا ہاتف غیب نے یا انکی حال موجودہ نے انہیں کہا کہ مت بھاگو اور تمکو جو کچھ خدا نے نعمتیں اور عمدہ مکانات و باغ اور مال و زر اور محبوب ان و فرزند دے رکھے تھے لوٹ کر وہیں جاؤ شاید تم سے سوال کیا جاوے یعنی بھاگنا سودمند نہ ہوگا۔ اور انکے مکانات اور نعماء کی طرف لوٹ کر جانیکا حکم دینے میں گویا انپر تعریض ہے کہ آج یہ سب چیزیں تم سے چھنی جاتی ہیں تم نے انکی شکر گزاری نہ کی تھی اب انہیں کو دیکھ دیکھ کر حسرت کے ساتھ جان دو اور انکو بھی اپنے روبرو برباد ہوتے دیکھو۔ اور تم سے سوال ہوئے سے یہ مراد کہ تمہارے اموال و مکانات

ساتھ ہلاک ہونے سے کل آئندہ آنیوالے لوگ سوال کرینگے کہ یہہ کون لوگ تھے اور کیونکر ہلاک ہوئے؟ یہہ بطور تعریض کے فرمایا کہ جاؤ تمہارے نوکر چاکر یا تخت لوگ تم سے پوچھ پوچھ کر کام کرینگے جیساکہ تمہاری بحالی کے وقت میں کیا کرتے تھے یعنی کہاں بھاگ کر جاتے ہو وہیں جاؤ تا جاکر ویسی ہی حکومت چلاؤ۔ پھر فرماتا ہے فمازالت تلک دعوٰہم حتی جعلناہم حصیداً خامدین کہ وہ ہلاک ہوتے ہوتے تک یوں ہی پکارا کئے یا ویلنا انا کنا ظالمین کہ اے افسوس اسے خرابی بیشک ہم ستمگار تھے۔ مگر اسوقت انکا کہنا کیا فائدہ دیتا تھا آخر یوں ہی پکارتے پکارتے نیست و نابود ہو گئے۔ دعوٰی مصدر بمعنی الدعوۃ پکارنا جیساکہ اہل جنت کی شان میں آیا ہے واٰخر دعوٰہم ان الحمد للہ رب العالمین۔ حصید کٹی ہوئی کھیتی بمعنی المحصود۔ خمود بجھنا آگ کا۔ یعنی انکو ہم نے ایسا کر دیا جیسی کھیتی کٹی ہوئی پڑی ہوتی ہے اور اس طرح بجھا دیا جس طرح آگ بجھ جاتی ہے مراد یہہ کہ ہلاک و برباد کر دیا۔

ان گاؤں کی نسبت کہ جنکا ان آیات میں ذکر ہے مفسرین کا اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ حضورا و رسحول یمن میں دو شہر تھے جہاں عمدہ کپڑا بنتا تھا وہ مراد ہیں کوئی کہتا ہے شام کے ملک میں سدوم وغیرہ قوم لوط کی بستیاں مراد ہیں۔ فقیر کہتا ہے کہ شام و یمن پر کیا موقوف ہے تاریخ کھول کر دیکھیگا تو ہر ملک میں آپکو ایسے بہت سے اجاڑ شہر ملینگے کہ جو زلزلہ یا آسمانی پتھروں یا طغیانی دریا یا وبا یا قتل یا پہاڑ کے آتشی مادہ سے یا کسی اور آفت الٰہی سے جو معمولی آفتوں کے علاوہ ہے برباد ہوئے ہیں اور اب ان قوموں کا نام و نشان بھی نہیں انکی جگہہ اور قومیں آباد ہیں۔ عبرت عبرت۔

وما خلقنا السماء والارض الخ مشرکین بلکہ اور بہت سے لوگوں کا یہہ خیال تھا کہ انسان اور دیگر چیزیں آپ ہی پیدا ہوتی ہیں اور آپ ہی مٹ جاتی ہیں خدا کو انسان کے نیک و بد سے کیا غرض اور رسولوں کے بھیجنے سے کیا مطلب؟ پھر جو کوئی قوم یا شہر برباد ہوا یا ہوتا ہے یہ انکے گناہ و ثواب کو کیا دخل یہہ سب اسباب ارضی و سماوی سے ہے۔ اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ آسمان اور زمین اور انکے اندر کی کائنات از خود تو پیدا ہو ہی نہیں گئی ہیں بہر طور کوئی اسکی علت و سبب نکالوگے پھر اسمیں کلام ہوگا انجام کار خدا کا قائل ہونا پڑیگا پھر جبکہ انکے ہم خالق ہیں تو باوجود اس علم و حکمت کے ہم نے ان چیزوں کو عبث اور بیکار تو پیدا کیا ہی نہیں بلکہ ہر ایک سے ایک غائت مطلوب ہے پھر جن چیزوں کو فی الجملہ اس غائت اور کمال حاصل کرنے میں اختیار بھی دیا گیا ہے اور وہ اسکو حاصل نکرینگے (جیساکہ خلقت انسان سے مقصود اسکی معرفت و عبادت و دیگر مصالح ہیں) تو نکمے ہونگے جیساکہ میوہ دار درخت کی نکمی شاخ جسکا کاٹنا ضروری ہوتا ہے تاکہ اسکی جگہہ اور شاخ پھوٹے (وانشانا بعدہا قوما اٰخرین) رہے اسباب ارضی و سماوی وہ سب بھی ہمارے ہی ہاتھہ میں ہیں۔ اسباب کا پیدا کرنا بربادی اور ہلاکت کے لئے یا سعادت کے لئے ہمارا ہی کام ہے۔ اور اگر ہمکو دنیا کے پیدا کرنے سے کھیل اور تماشا ہی منظور ہوتا تو لاتخذناہ من لدنا ای من عندنا اپنے پاس سے یعنی مجردات اور نورانی چیزیں جو ہماری بہار ربوبیت کا نمونہ ہیں کیا کم تھیں؟ بلکہ انبیاء و رسل بھیجنے سے ہمارا مقصود تو ہمات باطلہ کا مٹانا اور حق کا جتلانا ہے۔ اس مضمون کو کس خوبی سے ادا کیا ہے باطل کو مٹی کے خام برتن سے تشبیہ دی اور حق کو سخت پتھر سے کہ جب اسکو اس برتن پر پھینک ماریں تو فوراً ٹوٹ پھوٹ جائے اسلئے فرماتا ہے کہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں کہ جس سے وہ باطل مٹ جاتا ہے۔

اور اے کفار ولکم الویل مما تصفون تم جو یہہ برے بیان کرتے ہو اس سے تمہارے لئے خرابی ہو۔ اور منجملہ انکے برے بیانوں کے ایک یہہ بھی تھا کہ وہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں اور عیسائی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اب اسکا ابطال فرماتا ہے ولہ من فی السموٰت والارض کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اللہ کی ملک ہے پھر اسکو بیٹے کی کیا حاجت ہے؟ اور جو بیٹا ہی پھر اسنے کیا پیدا کیا ہے؟ یہہ چیزیں تو خدا کی پیدا کی ہوئی ہیں؟ ومن عندہ اور جو اسکے پاس رہتے ہیں یعنی ملائکہ وہ تو خود رات دن اسکی عبادت کرتے ہیں تھکتے نہیں نہ تکبر کرتے ہیں پھر وہ اسکی بیٹیاں کیونکر ہیں؟ ام اتخذوا اٰلہۃ زمین کی چیزوں کو انہوں نے گویا خدا بنا لیا ہے پھر کوئی پوچھے ہم منشرون کیا وہ کسیکو زندہ کر سکتے ہیں! نہیں لوکان الخ اگر آسمان و زمین میں دو خدا ہوں تو آپس کے جھگڑے سے نہ آسمان رہے نہ زمین بس خدا عرش کا مالک جسکو کوئی پوچھ نہیں سکتا کہ کیا کرتا ہے ان باتوں سے پاک ہے۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِھَۃً ؕ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ ۚ ھٰذَا ذِکْرُ مَنْ مَّعِیَ وَذِکْرُ مَنْ قَبْلِیْ ؕ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَھُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○

کیا انہوں نے اسکو سوا اور معبود بنا رکھے ہیں۔ کہہ اپنی دلیل تو پیش کرو۔ یہہ تو میرے ساتھ والوں کا ذکر (قرآن) ہے اور مجھسے پہلوں کا بھی ذکر تھا (یعنی توریت انجیل کہیں بھی معبود نہیں) بلکہ ان میں اکثر حق کو نہیں جانتے

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ○ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَہٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ

اور تجھسے پیشتر ہمنے ایسا کوئی رسول نہیں بھیجا کہ جسکی طرف یہہ وحی نہ کی ہو کہ بجز میرے اور کوئی معبود نہیں سو میری ہی عبادت کرو۔ اور وہ کہتے ہیں کہ رحمٰن نے فرشتوں کو بیٹیاں بنا لیا ہے وہ پاک ہے۔ بلکہ وہ اسکے معزز

مُّکْرَمُوْنَ ۙ لَا یَسْبِقُوْنَہٗ بِالْقَوْلِ وَھُمْ بِاَمْرِہٖ یَعْمَلُوْنَ ○ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَھُمْ مِّنْ

بندے ہیں۔ کلام کرنے میں اس سے آگے نہیں چلتے اور وہ اسکو حکم پر کام کرتے ہیں۔ وہ جانتا ہے جو کچھ انکے آگے اور جو کچھ انکے پیچھے ہے۔ اور وہ شفاعت نہیں کرتے مگر اسکو لئے کہ جس سے وہ خوش ہو اور وہ اسکو

خَشْیَتِہٖ مُشْفِقُوْنَ ○ وَمَنْ یَّقُلْ مِنْھُمْ اِنِّیْٓ اِلٰہٌ مِّنْ دُوْنِہٖ فَذٰلِکَ نَجْزِیْہِ جَھَنَّمَ ؕ کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ○

خوف سے ڈرتے ہیں۔ اور جو کوئی انمیں سے یہہ کہے کہ اسکے سوا میں خدا ہوں تو اسی پر ہم اسکو جہنم کی سزا دیں۔ ظالموں کو ہم اسیطرح سزا دیا کرتے ہیں۔

پھر تہدید و توبیخ کے لئے اسی جملہ کو نقل فرماتا ہے ام اتخذوا الخ کہ کیا انہوں نے خدا کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں؟ پھر اس بات کو دو طرح سے باطل کرتا ہے (۱) قل ہاتوا برہانکم کہ پھر کوئی سند یا دلیل پیش کرو اور جب سند نہیں تو محض وہم اور فاسد خیال ہے (۲) ہذا ذکر من معی و ذکر من قبلی کہ اچھا اگر تمہارے پاس کوئی عقلی دلیل اس بات پر نہیں نقلی تو پیش کرو۔ نقلی دلیل کتاب الٰہی سے ہو تو مسلّم ہے ورنہ نہیں اور کتاب الٰہی جو میرے ساتھ والوں کی یعنی امّت کا ذکر یعنی فہمائش کرنے والا ہے قرآن مجید ہے اور مجھسے پہلے لوگوں کا ذکر توراۃ و انجیل و زبور و صحف انبیاء بھی دنیا میں آچکے ہیں پھر کسی میں تو دکھاؤ کہ اور بھی خدا کے سوا معبود ہیں؟ سعید بن جبیر و قتادہ و سدی کہتے ہیں کہ یہہ ذکر من قبلی قرآن مجید کی صفت ہے کہ اس قرآن میں میری امّت کا اور مجھسے پہلے لوگوں کا ذکر ہے اب اس سے بڑھکر اور جامع کونسی کتاب ہوگی جو پاؤگے؟ فرماتا ہے بل اکثرہم لا یعلمون الحق فہم معرضون کہ یہہ جو اس سے اعراض کرتے ہیں اس سے کتاب الٰہی کا قصور نہ سمجھنا چاہئے بلکہ اکثر ان میں سے نادان اور جاہل ہیں حق شناس نہیں ہیں اسلئے اعراض کرتے منہ موڑتے ہیں۔ اس کتاب کا اور اگلی کتابوں کا تو حال انہیں معلوم ہوگیا رہے بزرگانِ دین جو انبیاء اور رسول ہیں انہوں نے بھی کبھی دو خدا کی عبادت نہیں بیان کی بلکہ وما ارسلنا من قبلک الخ اے محمدؐ تجھسے پیشتر جسقدر انبیاء ہمنے بھیجے ہیں سب کی طرف یہی وحی کیا تھا کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں میری ہی عبادت کرو۔ چنانچہ توریت موجودہ اور اناجیل موجودہ میں بھی یہہ بات موجود ہے پھر مسیح کا خدا ہونا اور خدا کا بیٹا ہونا اسیطرح اور پیروں یا بزرگوں کا خدائی میں شریک ہونا انکو کہاں سے ثابت ہوگیا؟ عرب میں قبیلہ خزاعہ کے لوگ فرشتوں کو خدا تعالیٰ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے انکے قول کو رد فرماتا ہے وقالوا اتخذ الرحمٰن ولدا سبحانہ الخ کہ وہ ایسی باتوں سے پاک ہے اور وہ فرشتے کہ جنکو وہ خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں اسکے بندے ہیں ہاں معزز بندے ہیں۔ مگر اسکے حکم کے ایسے مطیع ہیں کہ (۱) کلام اس سے بغیر اجازت نہیں کرتے جب وہ کچھ فرمالیتا ہے تو بولتے جواب دیتے ہیں (۲) وہ اسکے حکم کے پابند ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو انکا ظاہر و باطن معلوم ہے۔ یا یہہ معنی کہ خدا تعالیٰ نے جو انکو عزت دی ہے وہ انکے ابتدا انتہا سے خوب واقف ہے کہ وہ نافرمانی نہیں کرتے۔ یا یہہ کہ وہ انکی قدرت و علم کے احاطہ میں ہیں پھر انکی الوہیت کیسی (۳) اور وہ سفارش بھی اسی کی کرتے ہیں کہ جس سے خدا کو راضی پاتے ہیں یعنی کلمہ گو کی۔ اور (۴) وہ ڈرتے رہتے ہیں۔ اور جو کوئی ان میں سے خدائی کا قائل ہو تو ہم اسکو جہنم میں ڈالدیں۔ پھر بیٹیاں ہونا اور رشتہ کیسا؟

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَجَعَلْنَا

اور کیا منکروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین بند تھے پھر ہمنے انکو کھول دیا۔ اور ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا۔ پھر کیا وہ یقین نہیں کرتے ؟ اور ہمنے زمین میں

فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا ۖ وَهُمْ عَنْ آيٰتِهَا

بوجھ بنایا کہ انکو لیکر نہ جھک جاوے اور اس میں ہمنے کشادہ رستے رکھے تا کہ وہ راہ پاویں۔ اور ہمنے آسمان کو محفوظ چھت بنایا۔ اور وہ آسمان کی نشانیوں سے

مُعْرِضُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝

منہ پھیر رہے ہیں۔ اور وہی تو ہے کہ جسنے رات اور دن اور آفتاب و چاند کو پیدا کیا جو ہر ایک ایک آسمان میں تیرا پھرتا ہے۔

ترکیب

کل شیٔ مفعول جعلنا حی اسکی صفت من الماء لابتداء الغایۃ۔ ویجوز ان یکون صفۃ لکل تقدم علیہ فصار حالا۔

تفسیر

مشرکین کے سامنے جو بہت سے معبودوں کے قائل تھے اور کبھی اسکی فرزند مخلوق کو اسکا بیٹا یا بیٹیاں کہتے تھے یہہ چند دلائل بیان فرماتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ عالم میں یہہ تمام صنعت کاری اسکی ہے کسی معبود یا بیٹے نے کیا پیدا کیا ہے ؟ - اور چونکہ یہہ دلائل ایسے بدیہی ہیں کہ جو ادنیٰ غور کرنے سے ثابت ہو جاکر دیتے ہیں تو اسلئے اولم یر کرکے خطاب کیا (۱) ان السموٰت والارض کانتا رتقا الخ رتق بند کرنا بند ہونا فتق بالفتح جدا کرنا کھولنا۔ اسکے معنی مفسرین نے چند طور پر بیان کئے ہیں لیکن ابن عباسؓ اور حسن اور جمہور مفسرین اسکے یہہ معنی کرتے ہیں کہ آسمانوں کا بند ہونا یعنے کا نہ برسنا اور زمین کا بند ہونا نباتات کا پیدا نہونا اور کھلنا آسمان سے بارش برسنا اور زمین کا نباتات اُگانا۔ کہ کافر یہہ نہیں دیکھ چکے بلکہ ہر سال صیف و شتا شدید کے وقت میں جبکہ بارش نہیں ہوتی اور زمین سے کچھ پیدا نہیں ہوتا دیکھتے ہیں کہ آسمان اور زمین بند ہوتے ہیں خدا تعالیٰ ہی اپنے ید قدرت سے انکو کھولتا ہے۔ بارش برساتا ہے پھر اس سے ہر قسم کا سبزہ اُگاتا ہے اسلئے اسکے بعد میں فرماتا ہے (۲) وجعلنا من الماء کل شیٔ حی۔ صاحب کشاف کہتے ہیں کہ جعلنا یا تو ایک مفعول کیطرف متعدی قرار دیا جاوے یا دو کی طرف پہلی صورت میں یہہ معنی ہونگے کہ ہمنے ہر حیوان کو پانی سے پیدا کیا جیسا کہ اور جگہہ فرماتا ہے واللہ خلق کل دآبۃ من ماء یا تو نطفہ سے حیوانات پیدا ہوتے ہیں جو ایک قسم کا پانی ہے یا انکو پانی کیطرف شدید حاجت ہے اسلئے انکو پانی سے پیدا ہونا فرمایا جیسا کہ آیا ہے خلق الانسان من عجل یعنے انسان میں جلدی ہونیکو جلدی سے پیدا ہونیکی ساتھ تعبیر کیا یہہ ایک محاورۂ عرب ہے دوسری صورت میں یہہ معنی ہونگے صیرنا کل شیٔ حی بسبب الماء کہ ہر جاندار کو پانی سے کیا ہے من الماء مفعول ثانی کل شیٔ موصوف حی صفت مجموعہ مفعول اول۔ مفعول ثانی کا مقدم کرنا اہتمام شان کیوجہ سے ہوگا۔ اور بعض روایات میں حیا بالنصب بھی آیا ہے یا تو اسکو اس صورت میں کل کی صفت قرار دینگے کہ ہر کل شے جو حی ہے اسکو پانی سے پیدا کیا۔ یا یہہ مفعول ثانی ہوگا تب یہہ معنی ہونگے کہ ہر ایک شیٔ کو پانی سے زندہ کیا۔ اس صورت میں ہر شیٔ سے مراد حیوان یا نباتات ہونگے قرائن سے یہہ عام خاص کیا جاویگا۔ سوال۔ بہت سی جاندار ہیں جو پانی سے پیدا نہیں ہوئے جیسا کہ جن جو آگ سے پیدا ہوئے ہیں یا فرشتے اور خود حضرت آدمؑ جنکی نسبت آیا ہے خلقہ من تراب اور وہ جانور جنکو کہ حضرت مسیح علیہ السلام گارے کا بناکر انمیں پھونکتے تھے کہ وہ اُڑ جاتا تھا پھر سب جانداروں کا پانی سے پیدا ہونا تو نہ پایا گیا۔ جواب۔ لفظ گرچہ عام ہے مگر قرینہ مخصص موجود ہے کسلئے کہ اللہ تعالیٰ اولم یر سے وہ چیزیں بیان کرتا ہے جو انکے دیکھنے میں آتی ہیں اور یہہ چیزیں انہوں نے کب دیکھی ہیں۔ پس یہہ اس میں شامل نہیں۔ یا یہاں اکثر یہ ہے جسکو محاورۂ عرب میں کلیہ سے تعبیر کیا کرتے تھے اور عرف عام کا یہی کلیہ ہے۔

(۳۱) وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بہم لیے لئلا تمید لام و لا عدم التباس کی وجہ سے حذف کیا گیا۔ راسیہ زمین میں گڑھی ہوئی چیز جسکی جمع رواسی۔
مراد پہاڑ۔ یعنی کرۂ زمین میں پہاڑوں کی وجہ سے یا خود اسکی ذات میں ثقل اور بوجھل ہونا کر دیا جو ڈگمگاتی نہیں اگر یہہ بھی ہوا یا پانی کی طرح خفیف و سبک
ہوتی ہلتی جلتی تب پھر نہ کوئی مکان رہتا نہ مکین یہہ بھی بڑا انعام الٰہی ہے۔ (۳۲) وجعلنا فیہا فجاجا سبلا لعلہم یہتدون کہ زمین میں تمہارے راہ پانے
کے لئے کشادہ رستے رکھے اگر سخت ناہموار دشوار گذار زمین ہوتی جیسا کہ بعض جبال ہوتے ہیں تو بھی دنیا اس لطف کے ساتھہ بستی۔ الفج الطریق الواسع
لعلہم یہتدون میں ایک لطیف اشارہ اس طرف بھی ہے کہ کاش یہہ گمراہ ان کشادہ رستوں کو نعمت سمجھیں اور راہ ہدایت پر آویں (۵) وجعلنا السماء
سقفا محفوظا آسمان کو چھت زمین سے فوقیت کے لحاظ سے کہا جاتا ہے۔ اب رہا اسکا محفوظ ہونا سو وہ کئی وجہ سے ہے۔ ایک یہہ کہ وہ گرنے اور پرانا
ہونے سے محفوظ ہے اور گھروں کی چھتوں کی مانند وہ نہیں کقولہ ویمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ دوم یہہ کہ شیاطین سے محفوظ ہے شیاطین کو
وہاں تک رسائی نہیں کما قال وحفظنٰہا من کل شیطان رجیم۔ زمین گویا فرش اور آسمان اسکی چھت ہے اور یہہ ایک عمدہ گھر ہے جسکی روشنی کی قندیلیں آفتاب
ماہتاب ہیں اور اسی طرح ستارے بھی۔ جنکا آگے ذکر فرماتا ہے۔ پھر یہہ تمام مخلوق جو اسکے گھر میں اسکی نعمت کھا رہی اور یہہ گھر اور اسکی نعمتیں جو روز اپنے
مہمانوں کو کھلاتا ہے بجز اسکے اور کسنے پیدا کیں ہیں؟ پھر اس آسمان کی رفتار اور اسکے ستاروں کی گردش اور اسلئے صدہا انقلابات ہیں خدا تعالیٰ کی نشانیاں ہیں
جو اسکی جبروت و سطوت پر دلالت کر رہی ہیں لیکن کفار ان میں غور نہیں کرتے وہم عن آیاتہا معرضون۔
فی الحقیقت اگر انسان تھوڑی سی دیر بھی ان عجائبات قدرت میں غور کرے کہ جو اسنے آسمانوں میں رکھی ہیں تو صاف معلوم ہو کہ اس پردۂ زنگاری میں کوئی ہے
(۳۳) وہو الذی خلق اللیل والنہار والشمس والقمر کل فی فلک یسبحون اس آیت میں ان چند نشانیوں کا ذکر کرتا ہے کہ جنسے وہ اعراض کرتے ہیں رات دن کا بہ تعاقب
آنا علاوہ ان بیشمار فوائد کے جو انسان اور دیگر مخلوقات کے لئے ہیں جیسا کہ رات میں سونا آرام کرنا دن میں روزی تلاش کرنا کاروبار کرنا پھلوں پھولوں کا
نمودار ہونا اسکی قدرت کی بھی ایک دلیل واضح ہے پھر آفتاب کے مختلف حرکات اور مختلف مواقع میں طلوع و غروب کرنے میں رات دن کے پیدا ہونے کے سوا
ہزاروں فوائد ہیں اور یہہ گویا اس دنیا کے گھر کا چراغ ہے اسیطرح ماہتاب کے حرکات اور مختلف طور پر طلوع و غروب بھی ان فوائد کی تکمیل ہے اور یہی حال دیگر ستاروں کا
ہے یہہ رات کا چراغ ہے۔ چاند اور سورج کی اس چال کو جب ناظر آسمان کی طرف غور کرکے دیکھتا ہے تو گویا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نیلے رنگ کے دریا
میں یہہ دو مچھلیاں تیرتی پھرتی ہیں۔ انکی اس چال کو تیرنے کے ساتھہ بطور تشبیہ یا استعارہ کے تعبیر کیا۔
ف حکماء قدیم کا ایک بڑا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ سات آسمان ہیں اور آفتاب چوتھے آسمان میں ہے اور ماہتاب پہلے میں اور نیز یہہ انکے حرکات فلک
کے حرکات کے ساتھہ ہیں پھر تدویر اور اس فلک کی وجہ سے کہ جسمیں یہہ تدویر ہے اور نیز فلک الافلاک کی وجہ سے مختلف حرکات پیدا کرتے ہیں (اگر یہہ حرکات مختلفہ
نہوتے تو کہیں ہمیشہ جاڑا رہتا کہیں سخت گرمی کہیں رطوبت کہیں سخت یبوست نظام عالم میں خلل واقع ہو جاتا) انکے نزدیک تو معنی ظاہر ہیں اور جمہور اہل اسلام
بھی ان آیات و دیگر آیات سے ایسا ہی خیال رکھتے ہیں۔ مگر حکماء کا ایک فریق کہتا ہے کہ آفتاب اور ماہتاب کسی فلک میں جڑے ہوئے نہیں ہیں بلکہ اپنے مدار پر
بذات خود حرکت کرتے ہیں اور افلاک کوئی جسم دار چیز نہیں ہاں یہہ جو نظر میں ایک نیلا گنبد سا نظر آتا ہے یہی عرف عام میں فلک کہا جاتا ہے خدا کی پاک
کتابوں میں ایسے امور کی حقیقت سے کچھ بحث نہیں کہ وہ کیا ہے وہاں تو عرف عام کے لحاظ سے کلام ہوا کرتا ہے پس اس تقدیر پر ہر ایک کا ایک فلک میں تیرنا
حرکت کرنا بجز اس توجیہ کے درست نہیں ہو سکتا کہ فلک سے مراد ہر ایک کا مدار لیا جائے جیسا کہ ضحاک کا قول ہے۔ یہہ قول محققین کے نزدیک قوی نہیں۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۚ أَفَإِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا

اور تجھسے پہلے بھی کسی آدمی کے لئے ہمیشگی نہیں کی ہے۔ پھر کیا تو مرگیا اور وہ ہمیشہ رہینگے؟ ہر ایک موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ اور ہم تمکو برائی اور بھلائی جانچنے میں امتحان کی طرح اور ہمارے پاس

تُرْجَعُونَ ۝ وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمْ كَافِرُونَ ۝

تم پھر آؤگے۔ اور تجھکو جب کافر دیکھتے ہیں تو تجھسے ٹھٹھا کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کرتے۔ کہ کیا یہی ہے وہ جو تمہارے معبودوں کا ذکر کیا کرتا ہے حالانکہ وہ رحمٰن کے یاد کرنے سے منکر ہیں۔

خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۚ سَأُرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ

آدمی جلدباز بنایا گیا ہے میں تمکو اپنی نشانیاں ابھی دکھائے دیتا ہوں جلدی نکرو۔ اور وہ کہتے ہیں کب ہوگا یہہ وعدہ اگر تم سچے ہو۔ کاش منکروں کو معلوم ہوجائے

كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَنْ وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ۝ بَلْ تَأْتِيهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

وہ وقت کہ جب اپنے موہوں سے آگ نہ دور کرسکینگے نہ اپنی پشت سے اور نہ انکی مدد کیجائیگی۔ بلکہ وہ گھڑی انپر یکایک آئیگی سو انکو بدحواس کردیگی پھر نہ اسکو

رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ ع

رد کرسکینگے اور نہ انکو مہلت ملیگی۔ اور تجھسے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ تمسخر کیا گیا سو انہو ٹھٹھا کرنیوالوں پر وہی اُلٹ پڑا کہ جس سے وہ ٹھٹھا کرتے تھے۔

فتنۃ مفعول لہ یا موضع حال میں لے فاتنین یا مفعول مطلق لیے نفتنکم بہا فتنۃ۔ الاہزوا مفعول ثانی۔ من عجل موضع نصب میں خلق سے علی المجاز جیساکہ خلق من طین۔ اور حال بھی ہوسکتا ہے اسے عجلا وجواب لو محذوف وحین مفعول بہ ہے نہ ظرف۔ بغتۃ مصدر موضع حال میں۔

آفتاب و ماہتاب اور دیگر دار دنیا کے ارکان بیان فرماکر کہ جنمیں غور کرنیسے اس گھر کے بنانیوالے کا وجود ثابت ہوتا تھا یہہ بات بیان فرماتا ہے کہ کسیکو سدا اس گھر میں رہنا نہیں اے محمد تجھسے پہلے کوئی ہمیشہ رہنے والا نہیں بنایا نہ تجھکو ہمیشگی ہے اور نہ تیرے بعد ہمیشہ یہہ رہینگے جو تیری مرنیکی آرزو کرتے ہیں وما جعلنا الخ اس دنیا میں امتحان کے لئے تم آئے ہو تاکہ تم نیکی کرکے دار آخرت کی خوبیوں کے مستحق ہو اور ازلی گمراہوں پر (جنکو وہاں ہمیشہ جہنم میں رہنا ہوگا انکی بدی کی وجہ سے) حجت قائم ہوجاوے اور تم سب یہاں سے کوچ کرکے ہمارے پاس چلے آتے رہو واذا راک الخ مگر اب ان منکران دار آخرت سے غافلوں اور دار دنیا کے مفتونوں کا یہہ حال ہے کہ بجائے اسکے کہ دار آخرت کے ہادی کا اتباع کرتے اس سے ہر وقت تمسخر اور ٹھٹھا کرکے کہتے ہیں کیا یہی ہے تمہارے بتوں کو برائی سے یاد کرتا ہے؟ یعنی انکی خدائی باطل کرتا ہے انکو بے اختیار عاجز کہتا ہے۔ مقاتل و سدی کہتے ہیں کہ یہ آیت ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ یعنی وہ زیادہ تر ٹھٹھا کیا کرتا تھا انہیں اسکی طرف اشارہ ہے۔ فرماتا ہے کہ بتوں کے اور اپنے فرضی معبودوں کے ذکر سے تو یہ خفا ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کے ذکر یعنی اُسکے اوصاف حمیدہ وحدہ لاشریک لہ اور قادر مطلق ہونے وغیرہ کے ذکر میں پہلو تہی کرتے ہیں جس سے ان اوصاف کا انکار لازم آتا ہے۔ خلاصہ یہہ کہ حقیقی معبود کے مقابلہ میں فرضی معبودوں کی یہہ قدر و منزلت؟ پھر دار آخرت اور حیات جاودانی کیونکر نصیب ہوگی؟

خلق الانسان من عجل لے خلق عجولا وذالک علی المبالغۃ۔ یعنی دار آخرت کا ہادی جو انکو ان کی بدی کا نتیجہ جو پیش آنیوالی ہے کہتا ہے تو اپنی جلدبازی سے کہتے ہیں کہ متی ہذا الوعد وہ کب ہوگا اور جلد پھر کیوں عذاب نہیں آچکتا فرماتا ہے ساوریکم ایاتی کہ ابھی میری آیتوں کا یعنی ان باتوں کا کہ جنکا وعدہ کیا گیا ہے زندگی میں اور مرنیکے بعد ظہور ہوجاتا ہے جلدی نکرو۔ پھر فرماتا ہے کہ یہہ جلدبازی اسلئے ہے کہ انکو اسکا یقین نہیں اور اگر انکو وہ وقت معلوم ہوجاوے کہ جب جہنم میں ہر طرف سے آگ انکو گھیر لیگی کبھی اسکی جلدی نکریں۔ پھر فرماتا ہے کہ ان آیات میں سے ایک قیامت ہے کہ جو فوراً آجاویگی مہلت نہ لینے دیگی۔

پھر آپکو (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تسلی دیتا ہے کہ یہہ تمسخر کوئی نئی بات نہیں کفار ہمیشہ انبیا سے تمسخر کرتے چلے آئے ہیں جسکا انجام یہہ ہوا کہ وہ وبال عذاب جسکی بابت وہ تمسخر کرتے تھے انہیں پر اُلٹ پڑا۔

قُلْ مَنْ يَكْلَؤُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُعْرِضُوْنَ ۝ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

کہو وہ کون ہے کہ جو رات دن رحمٰن سے تمہاری حفاظت کیا کرتا ہے؟ — کچھ نہیں پر وہ اپنے رب کی یاد سے منہ پھیرے ہیں۔ — کیا انکے معبود انکو بچا لینگے — جیسے — وہ تو خود اپنی بھی

نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ۝ بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا

مدد نہیں کر سکتے اور نہ انکی ہماری طرف سے حمایت کیجاتی ہے۔ لیکن ہمنے انکو اور انکے باپ دادا کو دنیا میں بہرہ مند کیا یہانتک کہ ان پر زمانہ گزر گیا۔ پھر کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اسکے کناروں سے

مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْىِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ۝

کم کرتے چلے آتے ہیں پھر کیا یہی غالب رہینگے؟ کہہ میں تو تمکو صرف وحی سے ڈر سناتا ہوں اور بہرے کسی کے پکارنیکو نہیں سنتے جبکہ انکو ڈر سنایا جاوے

ترکیب

من استفہامیہ مبتدا یکلؤکم اسکی خبر من الرحمن کے من باسہ موضع نصب میں یکلؤ سے ام استفہام انکاری لایستطیعون جملہ مستانفہ یصحبون مانوذ ہے جیسا کہتے ہیں صحبت الرجل اذا منعتہ سے یہ نہ صحبت سے۔ بعض کہتے ہیں صحبت اس جگہ بمعنی نصرت و معونت ہے۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ آخرت میں انپر ہر طرف سے عذاب محیط ہوگا آگے سے اور پیچھے سے یہ اسکو دفع نکر سکیں گے اب فرماتا ہے آخرت تو آخرت اگر دنیا میں انپر رات دن میں کوئی بلا نازل ہو جاوے یہ اسکو کب روک سکتے ہیں بس ہم اور دنیا میں بھی ان رات دن کی صدہا مصائب سے بجز رحمان کے اور کوئی انکو محفوظ نہیں کر سکتا یہہ بات انسے پوچھہ دیکھہ خود انکو بھی اسکا اقرار ہے۔ لفظ رحمان میں اشارہ ہے کہ یہہ محافظت محض آپکی رحمت کا مقتضے ہے ورنہ تمہارے اعمال تو ایسے نہیں۔ یہہ جملہ گویا اگلے کلام کیلئے تمہید بھی ہے کہ انکے معبودوں میں سے ایسا کوئی ہے جو انکو ہماری بلا سے محفوظ رکھہ سکے؟ پھر فرماتا ہے کہ وہ تو خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتے۔ وہ یہہ سب کچھہ جان بوجھکر کہ جو ہمارے سوا اوروں کو پوجتے ہیں گویا عمداً ہم سے اور ہماری یاد سے منہ پھیرتے ہیں بل ہم عن ذکر الرحمن معرضون۔ اب انکی اس بے عقلی کا سبب بیان فرماتا ہے کہ بل متعنا ہؤلاء و آباءہم الخ انکا یہہ اعراض و تمرد کچھہ نہیں بلکہ یہہ بات ہے کہ ہمنے ان کو اور دنیا میں کہ جسکا فرش زمین اور جسکی چھت آسمان اور جسکی قندیلیں چاند اور سورج ہیں انکو پشت در پشت اپنی کرم و فضل سے طرح طرح کی نعمتیں عطا کی ہیں جنکو یہہ برتتے برتتے یہہ سمجھنے لگے کہ یہہ سب ہماری ہی کوشش کا نتیجہ ہے اور سدا سے ہے اور ہمیشہ ہم یوں ہی کامیاب رہینگے لغرض ہماری نعمتیں کھا کھا کر مست و مغرور ہوگئے سو انکا یہہ خیال غلط ہے وہ ہماری نافرمانی کرکے کبھی بحال نرہینگے ہم ان کو مٹا ڈالینگے اور اپنے پاکباز بندوں کو غالب کرینگے افلا یرون انا نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا سے یہی مراد ہے۔ کہ وہ مشرکین منکرین جو عذاب کیلئے جلدی کر رہے ہیں یہہ نہیں دیکھتے کہ زمین یعنی ملک عرب کو اسکے کناروں سے کم کرتے چلے آتے ہیں کہ مکہ کے اردگرد دور دور تک بڑے بڑے سرکش کم ہوتے جاتے ہیں اور اسلام پھیلتا چلا آتا ہے کفر کی زمین گھٹتی چلی جاتی ہے اسلام پھیلا جاتا ہے۔ ابن عباسؓ و مقاتل و کلبی کہتے ہیں ننقصہا سے مراد اسلام کیلئے شہروں کا فتح ہونا عکرمہ کہتے ہیں کہ لوگوں کے مرنے سے بستیوں کا برباد ہونا۔ اول قول قوی ہے مگر ایک شبہ ہوتا ہے کہ یہہ سورہ مکیہ ہے اور جہاد ہجرت کے بعد فرض ہوا تھا پھر زمین کفر کے کم کرنیکے کیا معنی؟ سیوطیؒ نے اتقان میں کہا ہے کہ یہہ آیات مدنیہ ہیں تب شبہ نہیں رہا۔ فقیر کہتا ہے کہ اگر آیات مکیہ بھی ہوں تو کچھہ شبہ نہیں کسلئے کہ آنحضرت صلعم جب مکہ میں تھے ہجرت سے ذرا پیشتر مدینہ اور اسکی نواح میں اسلام پھیل گیا تھا اسی طرح حبشہ میں اور دیگر قبائل عرب میں بھی۔ اسکے بعد فرماتا ہے کہ انسے کہدے یہہ جو کچھہ میں تمسے کہتا ہوں اپنے گھر سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو تمہارا منعم حقیقی ہے مگر جو لوگ بہرے ہوگئے انکے کانوں میں حق باتیں قرار نہیں پکڑتیں وہ اس خوف آمیز پیغام کو نہیں سنتے۔

وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ

اور اگر انکو تیرے رب کے عذاب کا ایک جھونکا لگ جاوے تو کہنے لگیں کہ ہائے خرابی ہم تو ظالم تھے ۔ اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو قائم کرینگے ۔ پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جاویگا ۔ اور اگر

كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ

رائی کے دانہ برابر بھی ہوگا (عمل) تو اسکو ہم لاوینگے اور ہم بس ہیں حساب کے لئے ۔ اور ہمنے موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ کرنیوالی کتاب اور روشنی عطا کی تھی اور نصیحت دینے والی پرہیزگاروں کو ۔ وہ جو

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝

اپنے رب سے غائبانہ ڈرتے ہیں اور قیامت کا بھی وہ خوف کرتے ہیں ۔ اور یہہ قرآن ایک پندنامہ مبارک ہے جسکو ہمنے نازل کیا ہے پھر کیا تم اسکے منکر ہو ۔

ترکیب

ولئن شرط من عذاب ربک نفحۃ کی صفت ۔ وصل النفح من الریح اللینۃ والمعنی ولئن مستہم شئی قلیل من عذاب اللہ لیقولن جواب الموازین جمع میزان موصوف القسط کو مفرد ہے مگر مصدر ہے جو جمع کی صفت ہو سکتا ہے یا یہہ تقدیر و ذات القسط تب بھی الموازین کی صفت مثقال منصوب خبر کان ہو گا ہے وان کان العمل ظن مثقال ثقل بمعنی بوجھ سے مشتق جسکے معنی وزن ۔ من خردل صفۃ ہے حبۃ یا مثقال کی ۔ کفی بنا کی ترکیب گزر چکی ۔

تفسیر

ہاں اگر انکو عذاب الٰہی کی کچھ ہوا بھی چھو جائے ذرا بھی عذاب نازل ہو جائے تو یہہ بہرہ پن سب جاتا رہے اور اپنے ظلم و ستم کا اقرار کرنے لگیں ۔ اور خیر یہہ تو دنیا کا معاملہ ہے مگر آخرت میں تو وہ اپنے اعمال کے بدلے سے ہرگز بچ ہی نہ سکینگے کیونکہ ونضع الموازین الخ وہاں اعمال کی ترازو ہیں ہم قائم کرینگے ہر ایک کیلئے ایک ترازو ہوگی اور ترازو بھی ایسی عدل و انصاف کی کسی پر کچھ ظلم نہ ہوگا کہ اسکے نیک اعمال کو دبا لیا جاوے اور ناکردہ عمل اسپر لگا دئے جاویں بلکہ وان کان مثقال الخ اگر رائی کے دانہ برابر بھی کسیکا عمل ہے تو وہ لایا جاویگا اور ہم خود حساب لینگے ۔
مجاہد کہتے ہیں اور ضحاک و قتادہ سے بھی یہی منقول ہے کہ یہہ بطور مثل و تشبیہ کے ہے نہ یہہ کہ حقیقت میں ترازو عمل تولنے کو کھڑی ہوگی بلکہ مراد یہہ کہ حساب انصاف کیساتھ لیا جاویگا چونکہ دنیا میں محسوسات کا صحیح اندازہ اور انصاف و عدل کا وزن ترازو یا پیمانہ سے ہوتا ہے اسلئے قیامت میں اعمال کے موازنہ کو انکے ساتھ تعبیر کیا ۔ ابن جریر نے ابن عباسؓ سے بھی یہاں ہی نقل کیا ہے ۔ مگر ائمہ سلف فرماتے ہیں کہ جب تک لفظ کے حقیقی معنی بن سکتے ہوں مجازی کی کیا حاجت ؟ پس اگر قیامت میں اعمال تولنے کے لئے ترازو قائم ہو تو کیا بعید ہے ہاں یہہ صحیح کہ وہ ترازو دنیا کی ترازوں کی طرح سے نہ ہوگی بلکہ اعمال تولنے کے مناسب خواہ اعمال کو کسی شکل میں محسوس کر کے تولا جاوے یا کوئی اور طریق ہو جو خاص اس علام الغیوب کو معلوم ہے اور یہہ اسلئے کہ میدان حشر میں سب کو اعمال کا اندازہ معلوم ہو جاوے خدا تعالیٰ پر ظلم کی تہمت نہ کوئی لگا دے اور بہت سے صحیح احادیث سے کہ جنکو صحیحین میں شیخین نے بھی روایت کیا ہے اس قول سلف کی تائید ہوتی ہے پھر انکار کے کیا معنی ؟

سوال یہہ آیت اس آیت کے مخالف اور صریح نقیض ہے فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا **جواب** اس آیت میں وزن قائم کرنے سے مراد انکے اعمال کی عزت نکرنا ہے پہلے فرمایا تھا کہ قل انما انذرکم بالوحی اب اس بیان کو تمام کر کے جو دار آخرت و معاد سے متعلق تھا نبوات کو ثابت کرنے کے لئے چند اولوالعزم انبیاء کے قصے بیان فرماتا ہے تاکہ آنحضرت صلعم کو تسلی ہو کہ یہہ الہام و نبوت کا سلسلہ دنیا میں جسنے اے محمدؐ تجھسے بہت پہلے سے جاری کر رکھا ہے موسیٰ اور ہارونؑ کو بھی ہمنے کتاب یعنی توراۃ دی تھی جو فیصلہ کرنیوالی اور نور یعنی منور اور پرہیزگاروں کے لئے سمجھ کی چیز تھی ۔ یعنی خدا ترسوں کے لئے ۔ باوجود اسکے انکی امت نے اسی کیا کیا اور اسطرح یہہ قرآن بھی سمجھانیکی مبارک کتاب ہے پھر کیا اے لوگو تم اسکے منکر ہو ؟ کتاب تو موسیٰ ہی کو دی تھی مگر نبوت اور اسکی ترویج و شہرت میں ہارون علیہ السلام بھی شریک تھے اسلئے انکو بھی شامل کر لیا جسطرح کبھی امت کو شامل کر لیا جاتا ہے ۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ قَالُوْا وَجَدْنَا

اور ہم نے پہلے ابراہیم کو اسکی رشد یابی عطا کی تھی اور ہم اسکے حال سے خبردار تھے۔ جبکہ اسنے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ کیا ہیں یہ مورتیں کہ جنپر تم جمے بیٹھے رہتے ہو؟ بولے کہ ہمنے اپنے باپ

اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ۝ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ۝ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

دادا کو انکی عبادت کرتے ہوئے پایا ہے۔ کہا البتہ تم اور تمہارے باپ دادا صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ کہا کیا تو ہمارے پاس حق بات لیکر آیا ہے یا تو دل لگی کرتا ہے۔ ابراہیم نے کہا بلکہ تمہارا رب ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰي ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا

اور زمین کا رب ہے کہ جسنے ان چیزوں کو بنایا۔ اور میں بھی اسیکا قائل ہوں۔ اور قسم ہے خدا کی میں تمہارے بتوں کو ٹھیک بناؤنگا جبکہ تم پیٹھ پھیر کر جاؤگے۔ سو انہی انکا چورا کر دیا مگر

كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ۝ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۝

اُن میں بڑے بت کو رہنے دیا تاکہ وہ اسکے پاس پھر آویں۔ وہ کہنے لگے یہ کسنے کیا ہمارے معبودوں کے ساتھ بیشک وہ ظالم ہے۔ کہنے لگے ہمنے ایک جوان کو ان کی ہجو کرتے سنا ہے کہ جسکو ابراہیم کہا کرتے ہیں

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓي اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۝ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالَ

بولے پھر اسکو سب کی آنکھوں کے سامنے لاؤ تاکہ وہ گواہی دیں۔ کہا کیا کیا تو نے ہمارے معبودوں سے یہ اے ابراہیم۔ کہا

بَلْ فَعَلَهٗ ڰ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓي اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰي

بلکہ انہیں میں سب کے بڑے نے کیا ہے اسنے پھر انسے پوچھ دیکھو اگر وہ بول سکیں۔ پھر وہ اپنے دل میں نادم ہوکر کہنے لگے تمہیں تو بے انصاف ہو۔ پھر انہوں نے سر

رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَاۗءِ يَنْطِقُوْنَ ۝ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ۝ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ

نیچا کرکے کہا البتہ تو جانتا ہے اے ابراہیم کہ یہہ بات نہیں کر سکتے۔ ابراہیم نے کہا پھر کیا تم اللہ کے سوا اس چیز کو پوجتے ہو کہ جو نہ تمہیں کچھ نفع دیسکے اور نہ نقصان۔ تف ہے تمپر اور تمہارے معبودوں پر

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

خدا کے سوا۔ پھر کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

یہہ دوسرا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے جسمیں حضرت کا ابتدائے عمر میں موحد ہونا اور اپنی قوم سے بت پرستی کی تحقیر کرنا اور جب وہ عیدمیں باہر گئے تھے بعد میں انکی چھوٹے بتوں کو توڑ ڈالنا اور بڑے کا باقی رکھنا اس الزام دینے کے لئے کہ انسے پوچھو پھر بت پرستوں کا اس بات سے ناراض ہوکر حضرت ابراہیم کو آگ میں پھینکنا اور رحمت الٰہی سے جو ہمیشہ اسکے پاکباز بندوں کے ساتھ رہتی ہے آگ کا سرد اور باغ ہو جانا مذکور ہے۔ اہل عرب کے مشرکین کی طرف تعریض بھی ہے کہ تم کیسے ابراہیمؑ کے فرزند ہوا سنے تو بت پرستی کو یوں مٹایا اور تم آج خود بت پرستی میں مشغول ہو۔

ولقد اٰتینا ابراہیم رشدہ من قبل رُشد سے مراد نبوت جسپر جملہ کنا بہ عالمین دلالت کرتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نبوت کے ساتھ اسکو مخصوص کیا کرتا ہے کہ جسکو جانتا ہے کہ یہ اس عہدہ کو بہ امانت وحفاظت سرانجام دیگا اور انجام دینے کے قابل ہے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد نور ہدایت اور باطنی روشنی جسمیں نبوت بھی آگئی۔ من قبل سے مراد یہہ کہ موسیٰؑ سے پیشتر۔ بعض کہتے ہیں لڑکپن کا زمانہ جبکہ حضرت ابراہیم غار یا تہ خانہ میں پوشیدہ تھے جبھی سے آثار رشد انمیں نمایاں تھے کیونکہ ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات۔ تماثیل جمع تمثال آدمی یا دیگر حیوان یا کسی اور چیز کی صورت جسم دار خواہ پیتل کی ہو خواہ لوہے پتھر لکڑی کی ہو جسکو ہندی میں مورت کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر بابل یا آشور کے باشندے تھے اس عہد میں صابیوں کا مذہب مروج تھا جو

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ۝ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۝ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ

بولے اسکو جلاؤ اور اپنے معبودوں کی حمایت کرو اگر کچھ کرتے ہو۔ ہمنے کہا اے آگ تو ابراہیم پر سرد اور راحت ہوجا۔ اور انہوں نے اس سے برا کرنا چاہا پھر ہمنے انہیں کو

الْأَخْسَرِينَ ۝ وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ۝ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ ۝

زیاں کار کردیا۔ اور ہم اسکو اور لوط کو بچاکر اس زمین کیطرف لے آئے کہ جسمیں ہمنے جہان کیلئے برکت رکھی ہے۔ اور ہمنے اسکو اسحاق اور یعقوب انعام میں عطا کیا۔ اور ہر ایک کو ہمنے نیکبخت کیا تھا۔

وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ ۖ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ ۝ وَلُوطًا آتَيْنَاهُ

اور انکو پیشوا بنایا کہ جو ہمارے حکم سے رہنمائی کیا کرتے تھے اور ہمنے انکو اچھے کام کرنے اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تھا اور وہ ہماری ہی بندگی کیا کرتے تھے۔ اور لوط کو ہمنے

حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَت تَّعْمَلُ الْخَبَائِثَ ۗ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَاسِقِينَ ۝ وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا ۖ إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ ع ۱۵

حکمت و علم عطا کیا اور ہم اسکو بچا لائے اس بستی سے جو گندے کام کرتی تھی۔ کیونکہ وہ بُری قوم بدکار تھی۔ اور اسکو ہمنے اپنی رحمت میں لے لیا کیونکہ وہ نیکبختوں میں سے تھا۔

ستاروں اور دیگر پیکر نورانی کی پرستش کیا کرتے تھے۔ اور انکی مناسب انکی مورتیں بنا رکھیں تھیں کہ جنکے آگے رکھکر انکی پرستش کیا کرتے تھے۔ خاص بابل میں انکا ایک بڑا عالیشان مندر تھا جسکی بلندی اور دیگر عمارات کا حال سنکر حیرت ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم لڑکپن سے ہونہار اور ابد تک موحد قوم کے پیشرو ہونیوالے علم الٰہی میں مقرر ہوچکے تھے انکو اس بت پرستی سے نفرت ہوئی باپ اور دیگر اقارب سے اس امر میں مناظرے شروع ہونے لگے۔ پہلے ستاروں کے طلوع و غروب سے انکی الوہیت باطل کرکے قوم کو الزام دیا پھر کہہ اٹھے کہ میں تمہارے معبودوں کو بھی ٹھیک کرونگا۔ چنانچہ جب سب لوگ شہر سے باہر اپنی عید کے لئے گئے جو انکی معبودوں کی پرستش میں ایک سالانہ بڑا بھاری جشن ہوا کرتا تھا ابراہیم مرض کا عذر کرکے رہگئے پیچھے انکے بت خانہ میں جاکر انکے چھوٹے چھوٹے بتوں کو توڑ ڈالا (معلوم ہوتا ہے کہ جسطرح ہنود کے ہاں چھوٹی چھوٹی مورتیں ہوتی ہیں انکے ہاں بھی ایسی ہی ہونگی) اور ایک مورت کو جو سب میں بڑی تھی رہنے دیا جب وہ لوگ واپس آئے اور یہہ حال دیکھا تو بڑے طیش میں آئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہہ ابراہیم کا کام ہے کیونکہ کسی نے کہا کہ آج قوم بھر میں وہی انکی اہانت کیا کرتا ہے پھر اسکے سوا اور کون بگاڑ سکتا ہے؟ پھر حضرت ابراہیم کو مجلس قومی کے سامنے حاضر کیا گیا اور ان سے سوال کیا کہ یہہ کام کس ظالم نے کیا؟ فرمایا یہہ تمہارے معبود ہیں انہیں ہر قسم کی قدرت ہے خود انہیں سے دریافت کرلو۔ الزام دینا مقصود تھا کہ یہہ کیسے معبود ہیں جنکو کسی نے توڑ ڈالا یہہ کچھ نکرسکے اور نیز اب بیان نہیں کرسکتے نہیں تو ہم لڑائی ہوئی ہوگی بڑے نے چھوٹوں کو مار ڈالا اسپر سب بھی نادم اور خجل ہوئے اور یہہ مشورہ کیا کہ ابراہیم کو آگ میں جلادو کیونکہ ان وحشی قوموں میں سخت جرم کی ایسی ہی وحشیانہ سزائیں تھیں آگ میں ڈالا اللہ تعالیٰ نے آگ کو ابراہیم پر سرد اور راحت کردیا سلامت اس میں سے نکل آئے تب تو اور بھی لوگوں کو حیرت ہوئی اور انکے بھتیجے لوط علیہ السلام بھی ایمان لے آئے۔ ہاران حضرت ابراہیم کا حقیقی بھائی تھا لوط اسکے بیٹے تھے ہاران اپنے باپ تارہ کے روبرو جسکو آذر بھی کہتے ہیں وطن ہی میں مرگیا تھا۔ ابراہیم خداوند کے کہنے کے موافق روانہ ہوا اور لوط بھی اسکے ساتھ چلا اور یہہ ملک شام میں آئے کہ جسمیں خدانے پھلوں پھولوں اور انہار و ثمار و شادابی کی وجہ سے دنیا کیلئے برکت رکھی ہے۔ اس ملک میں خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو بہت مدد کیا اسحاق بیٹا پیدا ہوا اور پھر اسحاق کے یعقوب نفع میں کیونکہ دعا بیٹے کیلئے تھی خدا نے پوتا بھی دیا اور پھر انکی نسل میں سینکڑوں نبی اور برگزیدہ لوگ پیدا کئے یہہ نتیجہ ہے دنیا میں خدا پرستی کا۔

اور لوط کو بحیرہ مردار کے پاس رہنے کا حکم ہوا وہاں کی بستیاں سدوم و عمورہ وغیرہ کے بڑے ناپاک لوگ اغلامی تھے انپر خدا کا قہر نازل ہوا لوط کو خدا نے وہاں سے سلامت نکالا۔

فافہم ہو کہ حضرت ابراہیم کا اپنے آپ کو بیمار کہنا اور بت شکنی کو بڑے بت کیطرف منسوب کرنا یا آفتاب کو ہذا ربی کہنا یا مصر میں جاکر کافر بادشاہ کے خوف سے اپنی بیوی سارا کو بہن کہنا نسب آبائی کے لحاظ سے جھوٹ نہیں کہا جاسکتا یہہ باتیں از قسم تعریض و توریہ ہیں مجازاً جھوٹ کہو تو کہو سو یہہ بھی ایسے اولوالعزم نبی کے لئے موجب استغفار تھا۔ لوط کو اپنی رحمت میں داخل کرنا اور صالحین میں ہونا فرمایا اب اس سے وہ قصہ جو تورات موجودہ میں ہے کہ لوط نے شراب پیکر اپنی دونو بیٹیوں سے زنا کیا غلط ثابت ہوگیا ایسا نبی کہ جسکی امت اغلام کرنے سے اسکے روبرو غارت ہوئی آپ ایسا فعل بد کرسکتا ہے ۱۲ منہ

وَنُوْحًا اِذْ نَادٰی مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ

اور نوح کو جبکہ اسنے پیشتر اسنے پکارا تو ہمنے اسکی سنی پھر اسکو اور اسکے گھرانے کو بڑے رنج سے نجات دی - اور ہمنے اسکو اس قوم پر فتحیاب کیا کہ جسنے ہماری آیتیں جھٹلائیں - کیونکہ

كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْكُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ ۝

وہ برے لوگ تھے اسلئے ہمنے ان سب کو غرق کر دیا - اور یاد کرو داؤد و سلیمان کو جب وہ کھیتی کا جھگڑا فیصل کرنے لگے جبکہ اسمیں ایک قوم کی بکریاں چر گئیں - اور انکا فیصلہ ہمارے سامنے تھا

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَیْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِیْنَ ۝ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ

پھر وہ فیصلہ ہمنے سلیمان کو سمجھا دیا - اور ہر ایک کو ہمنے حکمت و علم دیا تھا اور داؤد کے ساتھ ہمنے پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا کہ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندوں کو بھی - اور ہم کر چکے ہیں - اور اسکو ہمنے تمہارے لئے زرہ کا بنانا سکھایا تاکہ تمکو

لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝ وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ ۝

لڑائی میں محفوظ رکھے پھر تم کچھہ شکر کرتے ہو - اور ہمنے سلیمان کے لئے سخت ہوا کو مسخر کیا جو اسکے حکم سے اس زمین کی طرف چلا کرتی تھی کہ جسمیں ہمنے برکت دی ہے اور ہمکو ہر بات معلوم ہے

وَمِنَ الشَّیٰطِیْنِ مَنْ یَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَیَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِیْنَ ۝

اور اسکے لئے کچھہ شیاطین بھی مسخر کئے جو اسکے لئے دریا میں غوطہ لگاتے تھے اور اسکے سوا اور بھی کام کیا کرتے تھے - اور ہم ہی انکو حفاظت میں رکھے ہوئے تھے -

ترکیب

جسطرح لوطاً مفعول تھا آتینا محذوف کا کہ جسکی تفسیر آتینا مذکور ہے اسیطرح نوحاً و داؤد و سلیمان ہیں اور ممکن ہے کہ انکو اذکر محذوف کا مفعول کہا جاوے اذ نفشت ظرف ہے یحکمان کا مع داؤد داؤد ... فی مع یسبحن اور یہہ حال ہے الجبال سے والطیر معطوف ہے الجبال پر قبل ہی یعنی مع الریح منصوب ہے سخرنا مقدر سے عاصفۃ حال ہے الریح سے تجری دوسرا حال - من منصوب ہے سخرنا سے -

تفسیر

تیسرا قصہ حضرت نوح کا ہے کہ جب اسکی قوم نے اسکو سخت تکلیف پہنچائی اور اسنے ہمکو کرب عظیم میں پکارا تو اسکو اور اسکے کنبے کو کشتی میں سوار کرکے نجات دی اس بلائے عظیم سے باقی تمام قوم پر قہر الٰہی ٹوٹ پڑا سب کے سب پانی میں ڈوب گئے - اے محمد صلعم پہلی امتوں نے اپنے انبیاء کو ایسی ایسی تکلیفیں دیں آخر اسکے وبال میں پکڑے گئے تیرے مخالف اس مہلت پہ نازاں نہوں -

پھر چوتھا قصہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا ہے - انکے قصہ میں ایک تو یہہ بات بتلانی مقصود ہے کہ حضرت ابراہیم کی نسل میں سے ایسے ایسے برگزیدہ اور صاحب تخت و تاج پیدا ہوئے یہہ سب انکی خداپرستی کا پھل ہے کہ جنکے ساتھ انکے معاصرین نے یہہ بدسلوکیاں کی تھیں کہ انکو آگ میں ڈال دیا تھا دوسری بات یہہ کہ کفار قریش جو اپنی تھوڑی سی آسودگی پر یہہ غرور اور سرکشی کرتے ہیں یہہ انکی کم حوصلگی ہے ورنہ داؤد اور سلیمان جیسوں کو دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے انکو کیسی ثروت اور حکومت دی تھی ہوا اور پہاڑ اور پرندے تک اور جن و شیاطین تک بھی انکے زیر حکم تھے پر بھی وہ ایسے خداترس خداپرست باانصاف تھے کہ جسکی ادنیٰ نظیر یہہ ہے کہ داؤد علیہ السلام سے باوجودیکہ باپ اور بزرگ تھے ایک فیصلہ میں غلطی ہوئی جو بکریوں کے کھیت میں نقصان کر دینے کے متعلق تھا مگر سلیمانؑ کے کہنے کو مان گئے اور سلیمانؑ کو دیکھو کہ انہوں نے اس غلط فیصلہ میں جو ایسے بڑے معزز باپ سے سرزد ہو گیا تھا انکی پیروی نہ کی پھر اے لوگو تم اپنے جاہل باپ دادا کی لکیر کے ناحق پر کیوں فقیر بنے بیٹھے ہو کیا انسے غلطی اور سوء فہمی ممکن نہ تھی؟ - اب پیشتر وہ بکریوں کے چرنے کا فیصلہ ذکر فرماتا ہے کہ جو کہ مفسرین عطا ہوئی تھیں انکو ذکر کرتا ہے فقال اذ نفشت ابن السکیت کہتے ہیں نفش شب میں بکریوں کا چرنا ہے بغیر از خود چرنا -

وہ قصہ جیسا کہ ابن مسعود و شریح و مقاتل رحمہم اللہ نے نقل کیا یوں ہے کہ داؤد علیہ السلام کی عہد حکومت میں ایک آدمی کی بکری یا اس کی بکریاں کسی کے انگوروں کے کھیت میں جا پڑیں جبکہ پودے انگور کی شاخیں نکال لیے تھے، اُن خوشوں کو خراب کر دیا۔ صبح کو یہ مقدمہ حضرت داؤد کے سامنے پیش ہوا۔ حضرت نے اسکے نقصان کا اندازہ لگایا تو اس قدر قیمت پڑی کہ جتنی بکریوں کی لاگت تھی اسلئے وہ بکریاں اسکے تاوان میں کھیت والے کو دلا دیں۔ فریقین باہر آئے تو انسے سلیمانؑ نے پوچھا۔ سنکر کہا کہ فریقین کے حق میں اس سے بہتر اور فیصلہ ہو سکتا تھا۔ یہ خبر داؤد کو پہنچی انہوں نے سلیمانؑ کو بلا کر پوچھا فرمایا بکریاں کھیت والے کو دیجئے اور جو ہوا ہے کو کہیئے کہ جتنی مدت تک کہ پھر اسی طرح اسکا باغ درست ہو وہ تیری بکریوں کا دودھ اور اُون وغیرہ کا نفع لیگا اور تو اسکے دونوں کے کھیت کو درست کریگا پھر جب ویسا ہی ہو جاوے تو تیری بکریاں تجھکو واپس ملینگی۔ پھر فریقین راضی ہو گئے داؤد علیہ السلام نے بھی اسکو بہت پسند کیا۔

اسکے بعد داؤد پر جو انعام ہوئے تھے انکو بتلاتا ہے (۱) پہاڑ اور پرندے انکی ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے مقاتل کہتے ہیں کہ جب داؤد علیہ السلام جنگل میں جا کر زبور پڑھتے اور روتے تھے تو انکے ساتھ پہاڑ اور پرندے بھی تسبیح و تہلیل کہنے لگتے تھے کلبی کہتے ہیں کہ پہاڑوں کا انکی آواز تسبیح سے گونج اُٹھنا اور پرندوں کا جھنڈ باندھ کر انکے گرد آ کر وان کے حمد و ثنا آہ و بکا میں شریک ہونا انکا تسبیح کرنا ہی اور یہ واقع ہوتا تھا۔ (۲) داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانی سکھائی۔ انسے پیشتر کوئی زرہ بنانا نہ جانتا تھا۔ یہ بھی حرب و جدال میں بڑی کار آمد چیز ہے خدا نے یہ نعمت بندوں کو داؤد علیہ السلام کے ذریعہ سے عطا فرمائی۔ آج کل قسم قسم کی توپیں اور بندوقیں اور آلات آتش فشاں انسان کے مارنے کے باب میں مگر محفوظ رکھنے کا کوئی نہیں اسلئے فرماتا ہے لتحصنکم پھر شکر کرنا چاہئے۔ کما قال فہل انتم شاکرون۔

اسکے بعد ان نعمتوں کا ذکر کرتا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو دی گئی تھیں (۱) ولسلیمان الریح عاصفۃ کہ سلیمانؑ کے لئے ہوا مسخر ہو گئی اسکے حکم یا مرضی کے موافق شام کے ملک کی طرف چلا کرتی تھی۔ سورۂ صٓ میں اسی امر کو یوں بیان فرمایا ہے فسخرنا لہ الریح تجری بامرہ رخاء حیث اصاب ؕ والشیاطین کل بناء وغواص ؕ وآخرین مقرنین فی الاصفاد سورۂ سبا میں یوں آیا ہے ولسلیمان الریح غدوھا شہر ورواحہا شہر کہ سلیمانؑ کے لئے ہوا تابع کر دی تھی جس کی صبح و شام کی رفتار ایک مہینے کا رستہ تھا۔ سورۂ صٓ میں ہوا کو نرم اور سورۂ انبیاء میں تند و تیز فرمایا سو وجہ یہ ہے کہ ہوا تو تیز تھی مگر سلیمانؑ کی مرضی کے موافق نرم نرم چلتی تھی کہ جسمیں تکلیف نہو یعنی ہموار چلتی تھی۔

ان آیات میں یہ ذکر نہیں کہ سلیمان علیہ السلام کسی تخت پر مع اپنے مصاحبوں کے بیٹھتے تھے اور وہ تخت لیجاتا اور لیجاتا تھا جو ہوا پر اُڑا کرتا ایک مہینہ بھر کا رستہ آدھے دن میں طے کرتا تھا اور سلیمانؑ تاہم اظہر یا اور کسی مشرقی ... سے صبح کو سوار ہوتے تھے تو دوپہر تک شام اور خاص یروشلم میں جا پہنچتے تھے۔ البتہ مفسرین اسلام اور مؤرخین یہود کے ہاں یہ روایات مشہور اور مسلم ہیں اور اگر یہ ہوا ہو بھی تو عقلاً کچھ ممنوع نہیں کیونکہ اول تو حضرت سلیمانؑ نبی تھے انکے معجزہ سے ایسا ہونا ممکن ہے، دوم ہر زمانہ میں ایسے ایسے عجائب و غرائب صنائع و اختراع ہوتے رہے ہیں کہ جو ایک زمانہ دراز کے بعد ان صنائع کے صفحہ عالم سے محو ہو جانے کے سبب محض افسانہ دور از عقل معلوم ہوتا ہے۔ آج کل غبارہ کی رفتار کو دیکھئے پھر کیا ممکن نہیں کہ اس عہد میں اسی قسم کی سواری ایجاد ہوئی ہو۔

جو لوگ معجزات و خرق عادات کو قصہ کہانی جانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آیات میں صرف ہوا کا مسخر ہونا مذکور ہے جو سلیمان علیہ السلام کے جہازی بیڑہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جو حیرام شہر صور کے بادشاہ نے بیت المقدس کی تعمیر کے لئے لکڑیاں پہنچانے کے لئے بنوایا تھا جیسا کہ اول کتاب السلاطین کے ۵ باب میں مذکور ہے اور تجری بامرہ الی الارض التی بارکنا فیہا ان پر صاف دلیل ہے کیونکہ لبنان کی طرف سے سمندر کی راہ سے وہ بیڑا آتا تھا یروشلم کی طرف۔

(۲) شیاطین یعنی جن حضرت سلیمانؑ کے تابع تھے جو بعض سے سرکشی کی وجہ سے بیڑیوں میں قید رہتے تھے اور بعض سے بہت کچھ خدمات کا بوجھ لگا رکھا تھا کہ بعض

داؤد علیہ السلام کا یہ فیصلہ وحی و الہام پر مبنی نہ تھا بلکہ اجتہاد پر اور اجتہاد شرع میں درست و سند ہے لیکن مجتہد بہ حیثیت اجتہاد خواہ وہ کوئی ہو غلطی ممکن ہے یا یوں کہو داؤدؑ سے کوئی غلطی نہیں ہوئی گو سلیمانؑ کا فیصلہ بہتر بات معلوم ہو گئی۔ ہماری شرع میں اگر یہ حادثہ واقع ہو تو اسکی نسبت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ یہی حکم سلیمانی جاری ہوگا کیونکہ یہ آیت محکمہ ہے اور بہت علماء کہتے ہیں اجماع سے منسوخ الحکم ہے بعض کہتے ہیں امام شافعی فرماتے ہیں اگر یہ واقعہ دن میں ہو تو بکری والے کو کچھ دینا نہیں پڑیگا کیونکہ دن میں کھیت کی حفاظت کھیت والے کے ذمہ ہے ہاں اگر رات ہو تو تاوان دینا ہوگا۔ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ خواہ دن کا واقعہ ہو یا رات کا جبتک بکری والے کی بکریوں کے چھوڑنے میں کوئی تعدی یا خطا نہو گی تاوان لازم نہ ہوگا کیونکہ صحیح حدیث میں آگیا ہے العجماء جرحہا جبار۔ ک ۱۲ منہ

وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ

اور یاد کر ایوب کو جبکہ اسنے اپنے رب کو پکارا کہ مجھ سخت روگ لگ گیا حالانکہ تو سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے۔ سو ہمنے اسکی سنی پس جو کچھ اسکا روگ تھا اسکو دور کر دیا اور اسکا کنبہ اسے دیا اور اتنا ہی انکے ساتھ

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ۝ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِدْرِیْسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝

اور بھی مہربانی سے دیا اور تاکہ عابدوں کیلئے یادگار رہے۔ اور یاد کر اسماعیل اور ادریس اور ذی الکفل کو۔ ہر ایک انمیں سے صابر تھا اور انکو اپنی رحمت میں داخل کیا کیونکہ وہ نیکوکاروں سے تھے

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْهِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

اور یاد کر ذی النون کو جبکہ وہ خفا ہوکر گیا پھر اسنے سمجھ لیا کہ ہم اسپر ہرگز قابو نہ پاوینگے تب اسنے اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں تو پاک ہے۔ البتہ میں تھا تو گنہگاروں میں سے تھا۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَزَكَرِیَّآ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا

پھر ہمنے اسکی سن لی اور اسکو غم سے نجات دی۔ اور ہم ایمان والوں کو یوں ہی نجات دیا کرتے ہیں۔ اور یاد کر زکریا کو جبکہ اسنے اپنے رب کو پکارا کہ اے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے۔ پھر ہمنے اسکی سن لی

لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ یَحْیٰی وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ اِنَّهُمْ كَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا

اور اسکو یحییٰ عطا کیا اور اسکے لئے اسکی بیوی کو درست کر دیا۔ یہ لوگ دوڑ دوڑ کر نیک باتوں میں اور ہمکو توقع اور ڈر سے پکارا کرتے تھے۔ اور ہم سے

خٰشِعِیْنَ ۝ وَالَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ

ڈرتے رہتے تھے۔ اور یاد کر اس عورت کو کہ جسنے عصمت محفوظ رکھی تو اسکو پھر اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور اسکو اور اسکے بیٹے کو جہان کیلئے نشانی بنایا۔ یہ لوگ تمہارے گروہ کے جو ایک ہی گروہ تھے ہیں۔ اور میں تمہارا رب ہوں

فَاعْبُدُوْنِ ۝ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ كُلٌّ اِلَیْنَا رٰجِعُوْنَ ۝

پس میری عبادت کرو۔ اور تفرقہ ڈالدیا آپس میں ہر ایک کو ہمارے پاس آنا ہے۔

سمندر میں غوطہ لگا کر موتی نکالا کرتے تھے اور عمارت اور دیگر بھاری بھاری کاموں پر بھی مامور تھے جیسا کہ سورہ سبا میں ہے ومن الجن من یعمل بین یدیہ باذن ربہ۔ اور یہ قوم جن محض خدا تعالیٰ کی قدرت سے سلیمان علیہ السلام کے بس میں تھی جیسا کہ فرماتا ہے وکنا لہم حافظین۔ جب کہ جن کی قوم انسان سے جدا گانہ مقدمہ تفسیر میں ثابت ہو چکی اور یہ بھی کہ اپنے مادہ کی وجہ سے وہ انسان سے قوی ہیں تو پھر خدا کی قدرت و عنایت سے انکا کسی بابرکت انسان کے بس میں ہو جانا اور کام کرنا کیا محال ہے؟ صدہا عجائبات کا عامل ان جن کے لوگوں نے دیکھی ہیں۔ مگر وہی نئی روشنی کے لوگ اسکی بھی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان کی عملداری نہر فرات سے لیکر فلسطین کی زمین تک اور مصر کی سرحد تک تھی اور دریا کے اس پار تفسح سے لیکر غزہ تک سب بادشاہ یعنی با اختیار رئیس ان پر آپکی حکومت تھی جیسا کہ اول کتاب السلاطین کے ۴ باب میں ہے اور عمالیق قوم کو انکی سرکشی اور تنومندی اور قوت کی وجہ سے کبھی جن کے ساتھ کبھی شیاطین کے ساتھ تعبیر کیا جاتا تھا جیسا کہ آج کل بھی بڑے اور سرکش آدمی کو شیطان اور بڑے قوی کو جن کہا کرتے ہیں۔ پس ان سے یہی لوگ مراد ہیں۔ **فائدہ** یہ باتیں صاف صاف بائبل میں نہیں مگر کچھ حرج نہیں کیونکہ کتب موجودہ میں بہت سی باتیں نہیں دیکھو اول کتاب التواریخ کے اخیر میں یہ لکھا ہے کہ داؤد بادشاہ کے اعمال اول و آخر دیکھو وہ سب سموئیل غیب بین کی تواریخ میں اور ناتن نبی کی تواریخ میں اور جاد غیب بین کی تواریخ میں یعنی انکی ساری حکومت اور زور کا تذکرہ اور جو جو زمانے انپر اور اسرائیل پر اور زمین کی ساری مملکتوں پر گزر گئے انکا سب حال لکھا ہے۔ اب بتاؤ کہ وہ سب کتابیں کہاں ہیں؟ پس جسب علام الغیوب کے علم میں وہ سب احوال ہیں اسنے انہیں سے بعض اپنے رسول صلعم پر الہام کئے۔

پھر ایوب علیہ السلام کا **پانچواں قصہ** ہے جسمیں یہ بات پاکبازوں اور خدا کے راستبازوں کو بتلائی جاتی ہے کہ دنیا دار المصائب ہے یہاں بڑے بڑے برگزیدے آزمائے گئے ہیں انپر طرح طرح کی مصیبتیں پڑی ہیں ایوب کو دیکھو مال و اسباب پر مصیبت آئی فقیر ہو گئے پھر تمام اولاد بیٹے اور بیٹیاں دفعتاً مر گئے پھر خود بھی مرض جذام میں مبتلا ہوئے لوگ گھن کھانے لگے گاؤں سے نکال دیا باہر ایک جھونپڑی میں رہتے تھے بیوی کہیں سے محنت مزدوری کر کے لاتی اور انکو کھلاتی جسپر بھی انہوں نے صبر کیا

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ۝ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝

پھر جو کوئی اچھے کام کریگا اور وہ مومن بھی ہوگا پس اسکی کوشش ناگان نہیں۔ اور ہم اسکے لکھنے والے ہیں۔ اور جس بستی کو ہمنے ہلاک کیا انپر پھر لوٹ آنا (دنیا میں) حرام ہے۔

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا

یہانتک کہ یاجوج ماجوج کو کھولدیا جاوے اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے چلے آویں (یعنی قیامت تک) اور وعدۂ حق نزدیک آلگے پھر تبھی کافروں کی آنکھیں اوپر لگی رہیں اور وہ کہیں ہائے خرابی

قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً

بیشک ہم اسی غفلت میں پڑے سوتے تھے بلکہ ہم ظالم تھے۔ البتہ تم اور جسکو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو جہنم کا ایندھن ہو۔ تمکو وہیں پہنچنا ہے۔ اگر یہ معبود ہوتے تو اسمیں

مَّا وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا

کاہیکو گرتے۔ اور یہ سب اسمیں سدا پڑے رہینگے۔ انکی واں رونے کی چیخ ہوگی اور یہ اسمیں کچھ نہ سنیں گے۔ البتہ جنکے لئے ہماری طرف سے بھلائی آگے ٹہر چکی وہی اس سے

مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ هٰذَا

دور رہینگے۔ اسکی آواز بھی نہ سنیں گے۔ اور وہ دل کے موافق عیشوں میں ہمیشہ رہینگے۔ انکو بڑی گھبراہٹ سے رنج نہوگا اور انسے فرشتے آملینگے اور کہینگے یہ وہ

يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاۗءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۭ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ

دن ہے کہ جسکا تمکو وعدہ دیا جاتا تھا۔ جسدن کہ ہم آسمانوں کو کاغذ کے مٹھے کی طرح سو لپیٹ لینگے جسطرح ہمنے اول بار پیدا کیا اسیطرح سے بار دگر کرینگے ہمپر وعدہ ہوچکا البتہ ہمکو یہ کرنا ہے

اس آزمائش کی بابت کتاب ایوب میں بھی اور ہمارے ہاں کی روایات میں بھی یوں بیان ہوا ہے کہ شیطان نے خدا تعالیٰ سے کہا کہ ایوبؑ کی جو تو تعریف کرتا ہے اسکا سبب یہی ہے کہ اسکو تو نے بہت سی نعمت عطا کر رکھی ہے اگر اسپر مصیبت آوے اور پھر تیری شکایت نکرے تب جانوں کہ صابر و شاکر ہے خدا تعالیٰ نے شیطان کو مختار دیا ایوبؑ کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں اور مال کا یہ حال کہ سات ہزار بھیڑ بکری اور تین ہزار اونٹ اور پانچ سو جوڑیاں بیلوں کی اور پانسو گدھیاں تھیں۔ پس ایکروز یہ ماجرا ہوا کہ سب بہن بھائی ایک مکان میں دعوت کھا رہے تھے اور مواشی چراگاہ میں چر رہے تھے اور بیل جتے جا رہے تھے ناگاہ سبا کے لوگ آپڑے اور گدھوں کو چھین لیگئے اور آدمیوں کو قتل کر گئے اور اسیدن آسمان سے آگ کا شعلہ آیا اور بھیڑوں اور نوکر چاکروں کو ہلاک کیا اور کسدی اونٹ لوٹ لیگئے اور نوکروں کو مار گئے اور ایک زور کی آندھی آئی مکان گر گیا سب بیٹے بیٹیاں دبکے مر گئے قاصدوں نے یکے بعد دیگرے ایک ہی وقت میں ایوبؑ کو ان حادثوں کی خبر دی کسینے اولاد کی ہلاکت کی کسینے اونٹوں کی کسینے بکریوں کی۔ ایوبؑ نے سنکر سجدہ کیا اور کہا میں ماں کے پیٹ سے ننگا نکلا تھا اور ننگا ہی قبر میں جاؤنگا اسی نے دیا تھا اسی نے لیلیا۔ اسکے بعد شیطان نے کہا اب بھی جو ایوبؑ شکر و صبر کرتا ہے تندرستی کی نعمت انکو حاصل ہے اگر یہ نہو تب شکر و صبر کرے تو معلوم ہو سو پھر بھی خدا تعالیٰ نے شیطان کو اجازت دی شیطان نے حضرت ایوبؑ پر اثر کیا جس کی وجہ سے تمام بدن پر پھوڑے نکلے اور ٹھیکرا لیکر کھجانے لگے اور تمام بدن خراب ہو گیا پھوڑا نکلا ان مصیبتوں پر حضرت نے صبر کیا لوگوں کی طعن و تشنیع کی بھی تکالیف اٹھائیں دوستوں کی بے مہری دیکھی تب ایکروز حضرت ایوبؑ خدا تعالیٰ کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے کہ اے میرے معبود اپنے بندے پر رحم کر میرے زخمی دل کو دیکھ مجھسے لوگ نفرت کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وایوب اذ نادیٰ ربہ انی مسنی الضر خدا تعالیٰ نے ایوبؑ پر رحمت کی اسکو آگے کی نسبت دونی دولت عنایت کی واتیناہ اہلہ ومثلہم معہم مقاتل و قتادہ و ابن عباس و ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ایوبؑ کے مرے ہوئے کنبے کو زندہ کر دیا اور سات بیٹے اور تین بیٹیاں اور بھی پیدا ہوئیں جیسا کہ ظاہر آیت سے سمجھا جاتا ہے عکرمہ کہتے ہیں اسکے یہ معنی کہ ہمنے ایوبؑ کو اسکا کنبہ دیا یعنی سات بیٹے اور تین بیٹیاں تندرست ہونے کے بعد پیدا ہوئیں اور اسکے بعد ایوب ایکسو چالیس برس تک زندہ رہے اپنی چار پشت کو دیکھا (جیسا کہ کتاب ایوب کے ۔۔۔ ۱۵-۱۶ میں مرقوم ہے) یہ مشہور ہوا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو توریت میں عوص کی سرزمین کا باشندہ لکھا ہے۔ مورخین اہل کتاب اہل اسلام ملک عرب مراد لیتے ہیں

پھر اسمیں بھی بڑا اختلاف ہے کہ حضرت ایوب کس زمانہ میں تھے؟ وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ ایوب رومی تھے اوص کے بیٹے عیص بن اسحاق کی نسل سے - اور انکی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام کی حقیقی پوتی تھیں جنکا نام رحمۃ تھا چونکہ عرب میں بنی اسماعیل جا بسے تھے اور ایوب علیہ السلام کی قرابت انسے بہت قریب تھی انکی ہم زبان بھی تھی اسلئے انکا عرب میں مبعوث ہونا من قومہ کے برخلاف نہیں کہا جاسکتا - اب یہہ متعین نہیں کہ عرب میں کس بستی میں رہتے تھے؟ انکی ایام مصیبت کی تعداد کسینے سات برس کسینے کم زیادہ بیان کی ہے والعلم عند اللہ تعالے -

اسکے بعد خدا تعالی اسماعیل و ادریس و ذی الکفل علیہم السلام کا ذکر فرماکر ارشاد فرماتا ہے کہ ہر ایک انمیں سے صابر تھا - انپر بھی بڑی بڑی تکلیفیں دنیا میں نازل ہوئی ہیں اسماعیل و ادریس کا حال اور انکے مصائب تو ناظرین ہماری کتاب کے متعدد مقامات سے معلوم ہوگئے ہونگے ہاں ذی الکفل کا بتلانا ضرور ہے - زجاج کہتے ہیں لغت میں کفل حصہ کو بھی کہتے ہیں اور اس کپڑے کو بھی جو اونٹ کے چوتڑوں پر پڑا رہتا ہے - اب اسمیں اختلاف ہے کہ یہہ بزرگ کون ہیں اور انکو ذی الکفل کیوں کہتے تھے؟ بعض کہتے ہیں ذی الکفل سے مراد زکریا ہیں بعض کہتے ہیں یوشع بعض کہتے ہیں الیاس قوی تر یہہ ہے یہہ الیسع کے شاگرد اور انکے قائم مقام ہیں - اور ذی الکفل انکو اسلئے کہتے ہیں کہ انہوں نے انتظام بنی اسرائیل کا تکفل کرلیا تھا یعنی اپنے ذمہ لے لیا تھا یا غربا و مساکین کا تکفل کیا کرتے تھے اسلئے اسی لقب سے مشہور ہوگئے - بعض کہتے ہیں اس سے مراد یا ہوشع ہے جو حضرت الیسع کے حکم سے بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوا تھا جسنے بنی اسرائیل کی بت پرستی دور کی سکا اسنے تکفل کیا تھا - یہہ نیک بندہ بادشاہ تھا نبی نہ تھا واللہ اعلم -

وذالنون یہہ **نواں** قصہ یونس علیہ السلام کا ہے - نون مچھلی کو کہتے ہیں چونکہ مچھلی نے انکو لقمہ کرلیا تھا اسلئے انکا لقب ذی النون ہوا - ذہب مغاضبا خفا ہوکر گئے خدا سے خفا نہ ہوئے تھے بلکہ قوم سے - فظن ان لن نقدر علیہ القدر یہاں بمعنی التضییق ہے یعنی یونس کو یہہ گمان تھا کہ ہم اپر سختی نہ کرینگے یہہ سمجھ کر قوم سے چلے گئے تھے - فی الظلمات ایک مچھلی کا اندھیرا دوسرا دریا و شور کا تیسرا رات کا - من الظلمین جو کہا تو ترک اولی کے لئے نہ کہ درحقیقت انسے ظلم سرزد ہوا تھا کیونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں - وزکریا یہہ **دسواں قصہ** حضرت زکریا علیہ السلام کا ہے بیٹے کے لئے دعا کی خدا نے یحیی علیہ السلام بیٹا دیا اور انکی حرمت فرمایا یہہ **گیارھواں قصہ** حضرت مریم کا ہے - واجعلناہا وابنہا آیۃ للعالمین میں تصریح ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے جسلئے انکو قدرت حق کی جہان کے لئے نشانی فرمایا گیا -

ان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ صاحب کشاف کہتے ہیں امۃ بمعنی ملت اور یہہ اشارہ ہے ملت اسلام کی طرف یعنی ملت اسلام تمہاری وہ ملت ہے کہ جسپر تمکو قائم رہنا چاہئے جسکو ایک ملت کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے یعنی اسمیں کچھہ اختلاف نہیں مراد یہہ کہ تمکو اسمیں اختلافات پیدا کرنے نہ چاہئیں اور میں تمہارا معبود ہوں میری عبادت کرو - ایک حدیث میں کہ جسکو محدثین نے صحیح مان لیا ہے یوں آیا ہے کہ آنحضرت علیہ السلام پیشین گوئی کیطور پر فرماتے ہیں کہ میری امت میں تہتر فرقے ہوجاوینگے بجز ایک فرقہ کے سب ہلاک ہونگے یعنی آخرت میں اپنے عقائد فاسدہ کی سزا پاوینگے لوگوں نے پوچھا وہ ایک فرقہ کونسا ہے؟ فرمایا وہ کہ جس طریق پر میں ہوں اور میرے اصحاب - چنانچہ چندروز کے بعد ایسا ہی ہوا اور یہہ کچھہ ضرور نہیں کہ تہتر فرقے ایک ہی زمانہ میں موجود ہوجاویں بلکہ جب کبھی ہوں جنکا اصول یعنی اعتقادیات میں اختلاف ہو - بعض کہتے ہیں انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرماکر یہہ بات بتلاتا ہے کہ یہہ سب لوگ صولی دین میں تمہارے ہی لوگ ہیں ایک طریقہ کے یعنی انکا اور تمہارا طریق جدا نہیں ہاں پچھلوں نے تفریق کردی اور اختلاف ڈالدیا جسکی بطور سعادت کے فرماتا ہے فمن یعمل من الصلحت کہ جو کوئی ایمان لاویگا اور پھر نیک کام کریگا خواہ کوئی ہو اسکی کوشش کا قطعا بدلہ ہم دینگے - پھر فرماتا ہے وحرام علی قریۃ حرام خبر ہے سکا مبتدا انہم لا یرجعون آگے ہے اور اول صورت میں بعض علماء لا کو زائد نہیں مانتے تب یہہ معنی ہونگے کہ انکا عدم رجوع حرام یعنی ممتنع ہے تب رجوع کرنا انپر واجب یعنی ضرور ہو دار آخرت کی طرف - کثر مفسرین لا کو زائد کہتے ہیں تب یہہ معنی کہ انپر رجوع کرنا دنیا میں یا پھر آنا حرام کردیا گیا یا یہہ کہ انکی تقدیر میں شرک و معاصی سے باز آنا حرام تھا اسلئے وہ غارت ہوئے جمہور کا قول بہت ٹھیک ہے کہ انکو بار دگر دنیا میں آنا تدارک مافات کے لئے حرام ہے پھر اسکی غایۃ فرماتا ہے کہ کب تک؟ حتی اذا فتحت یاجوج و ماجوج یاجوج و ماجوج جو دو قومیں ہیں انمیں (دیوار ہے) ان کے کھلنے تک

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ○ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ ○ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ

اور البتہ ذکر کے بعد ہمنے زبور میں لکھدیا ہے کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہونگے - البتہ اسمیں عبادت کرنیوالی قوم کے لئے ایک پیغام رسانی ہے - اور اے محمد ہمنے تجھکو نہیں بھیجا

إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ○ قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ○ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۖ وَإِنْ

مگر جہان کے لئے رحمت بناکر - تو کہہ کہ میری طرف تو یہی حکم پہنچایا جاتا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے - پھر کیا تم بھی مانتے ہو ؟ - پھر اگر نہ مانیں تو کہدے کہ مینے تمکو برابر اطلاع کردی ہے - اور مجھے

أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَم بَعِيدٌ مَّا تُوعَدُونَ ○ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ○ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ

نہیں معلوم کہ جسکا تمسے وعدہ کیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا دور - وہ جانتا ہے ظاہر بات کو اور جانتا ہے جسکو تم پوشیدہ کرتے ہو - اور میں نہیں جانتا کہ شاید یہہ تمہاری آزمائش

وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ○ قَالَ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ○

اور ایک وقت کا بہرہ مند ہونا ہے - پیغمبر نے کہا اے رب انصاف سے فیصلہ کردے - اور ہمارا رب رحمن ہے اسی سے مدد مانگتے ہیں ان باتوں پر جو تم بناتے ہو

ع ١٩

اور اُس وقت تک کہ وعدہ قیامت قریب آگیا اور لوگوں کی آنکھیں اس سخت وقت میں خوف و دہشت سے رحمت کی انتظار میں اوپر کی طرف لگ جاویں اور کافر یہہ کہنے لگیں کہ ہائے خرابی ہم بدکار تھے یعنی قیامت تک وہ دنیا کی طرف رجوع نکرینگے - یاجوج ماجوج کا مفتوح ہونا یعنی دیوار سے کھولا جانا قرب قیامت میں ہوگا وہ دیوار ٹوٹ جاویگی یہہ قوم بدکار پھیل پڑیگی ہر بلندی سے اُترتے آنا محاورہ ہے دوڑتے ہوئے آنیسے - یہہ جملہ یاجوج ماجوج کے ذکر میں تبعاً آگیا - اس قوم کا قرب قیامت میں ظاہر ہونا اس آیت اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور کتاب حزقیل کی ۳۹ فصل میں مصرحاً مذکور ہے فرق باطلہ کا ذکر کرکے فمن یعمل الخ اور حرام علی قریۃ کا ذکر کرنا قیامت میں نیک و بد اعمال کا نتیجہ ملنا اور ازلی گمراہوں کا انبیاء کی نصیحت سے فیضیاب نہونا جتلا کر حضرت کو تسلی دیجاتی ہے انکم وما تعبدون الخ میں قیامت کا ذکر فرماکر انکی معبودوں کی توہین و تحقیر کرتا ہے کہ وہ اور تم انکی پرستش کرنیوالے جہنم میں ڈالی جاؤگے پھر وہ کا ہیکے معبود ہیں آگے جہنم و جنت کی کیفیت بیان فرماتا ہے اور آسمانوں کے فنا ہونے اور بار دیگر پیدا ہوکر حساب کے لئے حاضر ہونیکا مستحکم وعدہ مع دلائل بیان فرماتا ہے -

ولقد کتبنا فی الزبور سعید بن جبیر و مجاہد و کلبی و مقاتل و ابن زید کہتے ہیں زبور سے مراد وہ کتابیں جو دنیا میں انبیاء پر نازل ہوئیں اور ذکر سے مراد لوح محفوظ کہ جہاں سے نقل ہوکر یہہ کتابیں آئیں یعنی وہ جگہہ ہمنے لکھدیا کہ زمین کے نیک بندے وارث ہونگے زمین سے مراد جنت کی زمین کہ وہاں بجز انکے اور کوئی آدم علیہ السلام کے ورثہ میں مالک نہوگا سو یہہ بات کل آسمانی کتابوں میں ہے اس تقدیر پر یہہ آیت بیان سابق کا تتمہ یا تاکید ہوگی - قتادہ و شعبی کہتے ہیں زبور سے مراد قرآن اور ذکر سے مراد توراۃ ہے سوان دونو میں بھی یہہ بات کو ہے زبور سے مراد داؤد کی کتاب بھی ہوسکتی ہے - ارض میں مفسرین کے چند اقوال ہیں (۱) جنت کی زمین جیساکہ بیان ہوا (۲) دنیا کی زمین یعنی ملک کا مالک ہم نیک بندوں کو کرینگے جیساکہ قرآن مجید میں آیا ہے وعد اللہ الذین آمنوا الی قولہ لیستخلفنہم فی الارض الآیہ اور بعض کہتے ہیں کہ ارض سے ارض مقدسہ بیت المقدس و ملک شام مراد ہے سو اسنے اپنے وعدہ کے موافق ایسا ہی کیا کہ مسلمانوں کے قبضہ میں کردیا اور اتنا ہی نہیں اور کسریٰ و قیصر کی سلطنت بھی انکے قبضہ میں آئی - قریش کہ جو اپنی سرداری اور جماعت پر نازاں تھے انکو یہہ سنایا گیا تھا ۳۷ زبور کے ۹ اور گیارھویں درس میں یہی مضمون اور بہت سے مقامات عہد جدید و عہد قدیم میں یہہ مضمون ہے -

پھر فرماتا ہے کہ اسمیں عبادت کرنیوالوں خدا ترسوں کے لئے بلاغ ہے اور اے محمد تو جو تمام عالم کا ہادی ہوکر آیا ہے سو تجھکو رحمت و شفقت کی نظر سے بھیجا ہے کہ میری بندوں کو جو تاریکی میں پڑے ہیں مطلع کردے اور منجملہ اور پیغاموں کے سب سے موکد حکم توحید کا ہے سو کہدے انما یوحی الخ پھر اگر وہ اسکو نہ مانیں تو کہدے تمپر بلا مقرر آنیوالی ہے لیکن مجھے اسکا وقت معلوم نہیں خدا ہی کو معلوم ہے کیونکہ وہ چھپی اور کھلی ہر ایک بات کو جانتا ہے اور جو یہہ مہلت ہے سو چند روزہ ہے تمتع دنیا کے لئے -

سورۂ حج مدنیہ ہی اس مین اٹہتر آیات اور دس رکوع ہین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰٓاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ ج اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ۝ یَوْمَ تَرَوْنَہَا تَذْہَلُ کُلُّ مُرْضِعَۃٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو۔ بیشک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی بھاری چیز ہے۔ جسدن اسکو دیکھوگے تو دودہ پلانے والی بچہ کو بھول جاویگی اور ہر ایک حمل والی

حَمْلٍ حَمْلَہَا وَتَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَمَا ہُمْ بِسُکٰرٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْدٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّبِعُ کُلَّ

اپنا حمل ڈالدیگی اور تجھے لوگ مدہوش نظر آئینگے اور درحقیقت وہ مدہوش نہونگے لیکن اللہ کی آفت سخت (کہ جسکے خوف سے مدہوش ہیں) اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ اللہ کے معاملہ میں نادانی سے جھگڑتے ہیں اور ہر

شَیْطٰنٍ مَّرِیْدٍ ۝ کُتِبَ عَلَیْہِ اَنَّہٗ مَنْ تَوَلَّاہُ فَاَنَّہٗ یُضِلُّہٗ وَیَہْدِیْہِ اِلٰی عَذَابِ السَّعِیْرِ ۝ یٰٓاَیُّہَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ

شیطان سرکش کے پیچھے چلتے ہیں۔ شیطان جسکے نصیب میں لکھا گیا کہ جو اسکو یار بنائیگا تو یہہ اسکو گمراہ کریگا اور اسکو عذاب جہنم کی طرف لیجاویگا۔ اے لوگو اگر تمکو قیامت کے دن پھر جی اٹھنے میں شک ہے تو

فَاِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَۃٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَۃٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَۃٍ مُّخَلَّقَۃٍ وَّغَیْرِ مُخَلَّقَۃٍ لِّنُبَیِّنَ لَکُمْ ط وَنُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ

دیکھو خیال کرو کہ ہمنے تمکو خاک سے پھر نطفہ سے پھر خون کی پھٹکی سے پھر گوشت سے بنایا کسیکو پورے نقشہ سے کسیکو ناتمام تاکہ تمکو معلوم کرائیں۔ اور ہم رحم میں جسکو چاہتے ہیں

اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ نُخْرِجُکُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّکُمْ ج وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰی وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰٓی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِکَیْلَا یَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ

ایک مدت مقررہ تک ٹھہرا رکھتے ہیں۔ پھر تمکو لڑکا بناکر نکالتے ہیں پھر یہانتک تربیت کرتے ہیں کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو اور کچھ تم میں سے جوانی سے پہلے مر جاتے ہیں اور کچھ تم میں سے نکمی عمر (بڑہاپے) تک پہنچائے جاتے ہیں کہ دانش کے بعد کچھ بھی

عِلْمٍ شَیْـًٔا ط وَتَرَی الْاَرْضَ ہَامِدَۃً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْہَا الْمَآءَ اہْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ کُلِّ زَوْجٍۭ بَہِیْجٍ ۝ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ہُوَ

نہ جانتا ہے۔ اور تجھکو زمین خشک پڑی دکھائی دیا کرتی ہے پھر جب ہم اسپر پانی برساتے ہیں تو تر و تازہ ہوجاتی اور ہر ایک خوشنما جڑی بوٹی اگلاتی ہے۔ یہہ سب کچھ اسلئے بیان کیا کہ ثابت ہو اللہ وہی

الْحَقُّ وَاَنَّہٗ یُحْیِ الْمَوْتٰی وَاَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ وَّاَنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَّا رَیْبَ فِیْہَا وَاَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ ۝

حق ہے اور وہ مردوں کو زندہ کریگا اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔ اور یہہ کہ قیامت آنیوالی ہے جسمیں کچھہ بھی شک نہیں۔ اور یہہ کہ اللہ زندہ کریگا انکو جو قبروں میں ہیں۔

نصف

ترکیب

زلزلۃ مصدر ہے جائز ہے کہ فعل لازم سے ہو لئے تزلزل الساعۃ اور ممکن ہے کہ متعدی سے ہو ای زلزال لہا عۃ الناس تو دونوں صورتوں میں مصدر فاعل کی طرف مضاف ہوگا یوم ترونہا منصوب ہے تذہل سے جو حال ہے ضمیر مفعول سے والعائد محذوف سکاری حال ہے اور یہہ بالضم اور بالفتح دو نوطرح سے آیا ہے اور سکری مثل مرضیٰ اور واحد سکران یا سکر ہے مثل زمن وضمنی۔ من یجادل میں من نکرہ موصوفہ ہے۔

تفسیر

سورۂ انبیاء میں چند نبیوں کے واقعات بیان کر کے اس سورہ میں قیامت اور عالم آخرت کا ذکر کرتا ہے کیونکہ مکہ کے لوگ اسکے منکر تھے اور یہی ایک مسئلہ ہے کہ

بیشک تسلیم کرنے کے بعد انسان اس عالم آخرت کے ہادی انبیا علیہم السلام کی پیروی کو غنیمت جانتا ہے۔

اسلئے خدا تعالیٰ اس ہولناک واقعہ کی خبر کس ہیبتناک بیان سے دیتا ہے اور سب سے پیشتر اپنے رب سے ڈرنے اور تقویٰ کرنیکا حکم دیتا ہے فقال یاایہا الناس اتقوا ربکم اول تو لفظ رب سے یہ جتاتا ہے کہ اپنے ہر روز کے مربی سے ڈرنا اور اسکی طاعت کرنا چاہئے کہ اسکے بعد جو ایک سخت مصیبت آنیوالی ہے اسکا فکر کریگا اور بھی اس تقویٰ کے حکم کو موکد کرتا ہے گویا یہ جملہ ان زلزلۃ الساعۃ شیء عظیم اسکی علت ہے کیونکہ اس سخت وقت میں نہال کر تقویٰ امان دیگا۔ پھر فرماتا ہے کہ یہ زلزلہ کس دن ہوگا اور اس روز کیسا حال ہوگا؟ حاملہ عورتوں کے اسکے خوف سے حمل گر جاوینگے اور دودھ پلانیوالیاں باوجود اسکے کہ بچہ سے بڑی محبت ہوتی ہے اسکو بھی اس پریشانی اور بدحواسی میں بھول جاوینگی اور اس دہشت سے لوگوں کا یہ حال ہوگا کہ جسطرح نشہ میں آدمی کو بدحواسی ہوتی ہے اسطرح سے ہوگی اور درحقیقت نشہ نہوگا عذاب الٰہی کی بدحواسی ہوگی۔

یہ زلزلہ قیامت کے روز ہوگا جس روز صور پھونکیگا۔ پہاڑ اڑتے پھرینگے زمین کپ کپادیگی ایک آپا دھاپی ہوگی کہ الٰہی توبہ۔ اہل ایمان اس وقت روئے زمین پر ایک بھی باقی نہ رہیگا پہلے ہی اٹھ جاوینگے اشرار بدکردار رہینگے جو اس دن کو دیکھینگے۔ پھر تمام دنیا نیست ہوکر دوبارہ ایک اور عالم نیا آسمان نئی زمین قائم ہوگی لوگ جی اٹھینگے حشر برپا ہوگا۔

ومن الناس من یجادل الخ مکہ کے مشرک اس بیان کو سنکر جھگڑنے لگے کہ بھلا کیونکر ہوسکتا ہے؟ ابن ابی حاتم نے ابی مالک سے روایت کی ہے کہ نضر بن حارث نے اللہ کے امر یعنی قیامت کے معاملہ میں جاہلانہ گفتگو کی تھی اسکے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اسکے حق میں فرمایا ویتبع کل شیطان مرید کہ وہ ہر ایک شیطان راندہ درگاہ کی پیروی کرتا ہے یہیں انکی گمراہ کنندہ لوگ بھی آگئے اور ابلیس بھی جسکے لئے یہ مقرر ہوچکا ہے کہ جو اسکو یار بنائیگا تو یہ اسکو راہ راست سے بہکا کر جہنم کی طرف لیجائیگا۔ پھر اس کمبخت کو کیا ہوا جو ہادی برحق سے جھگڑ کر مضل کی پیروی کرتا ہے۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ قیامت قائم ہونے پر دو دلیل پیش کرتا ہے **اول دلیل** یاایہا الناس ان کنتم فی ریب من البعث فانا خلقنکم الی قولہ تعالیٰ لکیلا یعلم من بعد علم شیئا کہ اگر تم کو قیامت کے روز مرکر جی اٹھنے میں شک ہے تو تم اس بات کو دیکھو کہ ہمنے تم کو مٹی سے پیدا کیا کیونکہ تمہارے جد امجد آدمؑ کو مٹی سے بنایا کہ جسکی تم نسل ہو یا یوں سمجھو کہ تم نطفہ سے پیدا ہوتے ہو جیسا کہ اسکے بعد خود ہی فرماتا ہے ثم من نطفۃ اور نطفہ غذاؤں کے کھانے سے پیدا ہوتا ہے جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں۔ پھر نطفہ کو جو پانی کا ایک قطرہ ہے خون بنا دیتے ہیں پھر اس خون کو گوشت کا لوتھڑا پھر اسمیں کسی کے پورے ہاتھ پاؤں و دیگر اعضا لگاتے ہیں کسی کو ناقص رکھتے ہیں غیر مخلقۃ یا یوں کہو کہ بعض لوتھڑے ناقص کے ناقص ہی رہکر باہر گر جاتے ہیں لنبین لکم تاکہ تمکو معلوم کرائیں کہ یہ اس قادر مطلق کی صنعت ہے جسنے طبیعت کو آلہ بنا دیا ہے ورنہ طبیعت کے لئے کونسا امر مرجح تھا کہ ایک قطرہ یا یکساں خون یا یکساں گوشت کا لوتھڑا سب کی ایک طبیعت پھر اسمیں سے کسیکو لڑکی کسیکو پٹھا بنائے کسی کو سر کسی کو ہاتھ آنکھ ناک اور ان میں یہ دور اندیشیاں مدنظر رکھے۔ پھر رحم میں جسکو جتنی مدت چاہتے ہیں ٹھیراتے ہیں پھر لڑکا بنا کر اس نطفہ کو باہر لاتے ہیں پھر کسی کو لڑکپن میں کسیکو جوانی میں کسیکو انتہاء عمر طبعی تک پہنچا کر مار دیتے ہیں۔ پس جو ان باتوں پر قادر ہے کیا وہ انسان کو بار دیگر زندہ نہیں کرسکتا؟ بیشک کرسکتا ہے اور ضرور کریگا۔

دوسری دلیل وتری الارض ہامدۃ سے لیکر خبیر تک۔ کہ زمین خشک ہوتی ہے پھر ہم اپنی قدرت سے پانی برساتے اور ایک پانی ایک ہی زمین سے گوناگوں جڑی بوٹیاں اگاتے ہیں۔ اور ہماری اس قدرت کاملہ کا تماشا تم ہر روز دیکھتے ہو پھر کیا ہم آب حیات برساکر انسان کو نباتات کیطرح بار دیگر پیدا نہیں کرسکتے؟

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۙ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو اللہ کے معاملہ میں لڑتے ہیں نہ علم سے نہ ہدایت اور نہ کتاب روشن سے۔ وہ اپنی گردن موڑے ہوئے لوگوں کو اللہ کے رستہ سے گمراہ کرنے کیلئے۔ اسکو دنیا میں رسوائی ہے اور

نُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى

قیامت کے دن اسکو عذاب آتش کا مزہ چکھائینگے۔ کہا جائیگا یہ تیرے اس عمل کی وجہ سے ہے جسکو تیرے دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجا اور یہ تو ہے کہ اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں

حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝

شک سے پھر اگر اسکو کچھ فائدہ پہنچ گیا تو سہہ جارہا۔ اور اگر کچھ تکلیف پہنچ گئی تو الٹا پھر گیا منہ موڑ کر اسنے دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی۔ یہ ہے صریح خسارہ۔

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝

اللہ کو چھوڑ کر اسکو پکارتا ہے جو نہ اسکو ضرر دے سکے اور نہ فائدہ۔ یہی تو وہ گمراہی ہے جو حق سے دور ہے۔ پکارتا ہے اسکو کہ جسکا ضرر اسکے نفع سے نزدیک تر ہے آقا بھی برا اور رفیق بھی برا۔

ع ۱۰

قیامت کے دلائل بیان کرکے پھر انہیں بیہودہ لوگوں کے جاہلانہ حجت و مجادلہ کا ذکر فرماتا ہے فقال ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ہدی ولا کتاب منیر بعض کہتے ہیں پہلی آیت ومن الناس الخ نضر بن حارث کے حق میں اور یہ ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی۔ بعض کہتے ہیں دونوں جگہ نضر مراد ہے محض ذم کے مبالغہ کے لئے اسکا اعادہ کیا۔ انسان کسی مقصد پر جو حجت قائم کرتا ہے یا کوئی عقیدہ دل میں جماتا ہے تو یا علم بالبدیہیات سے یا استدلال ونظر سے یا وحی والہام سے پھر جسکو یہ تینوں باتیں کسی بات کی طرف ہدایت نکریں اور وہ اسپر جھگڑے تو سخت نادان ہے بغیر علم میں بدیہیات اور ولا ہدی میں نظریات اور ولا کتاب منیر میں الہام حق کا سلب ہے کہ اسکے پاس ان میں سے کوئی بھی نہیں۔ پھر اسکا یہ فعل محض تکبر اور لوگوں کے گمراہ کرنیکے لئے ہے ثانی عطفہ لیضل عن سبیل اللہ ثنی العطف کبر وخیلاء سے عبارت ہے۔ اب اسکی سزا بیان فرماتا ہے اسکے کبر وغرور کے بدلہ میں لہ فی الدنیا خزی کہ خدا تعالیٰ اسکو دنیا میں خوار اور ذلیل کریگا۔ چنانچہ نضر بن حارث اور ابوجہل کس ذلت کے ساتھ بدر کی لڑائی میں مارے گئے اور کتوں کی طرح سے انکی لاشیں کھنچوا کے ایک گڑھے میں ڈال دی گئیں۔ اور اسی طرح سب سرکشوں کا یہی حال ہوا ہے اور ہوگا۔ اور اس جاہلانہ مجادلہ کی سزا ونذیقہ یوم القیامۃ عذاب الحریق قیامت میں عذاب جہنم کا مزہ چکھائینگے۔ اور یہ اسی کے عمل کا بدلہ ہے اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

انبیاء علیہم السلام قیامت کے حالات بیان فرما کر انسان کو اسکی بھلائی کے لئے اپنی طرف بلایا کرتے ہیں پھر اس شخص کی سخت حماقت ہے کہ اس ستہ کو دنیا کے فوائد حاصل کرنیکے لئے اختیار کرے دنیا کے نفع ونقصان انسان کے ساتھ ہر حال میں ہیں حضرتؐ کے عہد میں بعض بیوقوف اسلام میں آئے تھے یہاں انکی برائی بیان فرماتا ہے فقال ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف بخاریؒ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ مدینہ میں ایسے بھی لوگ آتے اور اسلام لاتے تھے کہ اگر یہاں اسکے لڑکا پیدا ہوا اور اسکے مواشی کے بچے ہوئے تو کہتا تھا کہ یہ دین اچھا ہے اور جو ایسا نہوتا تو کہتا کہ یہ دین برا ہے اسپر یہ آیت نازل ہوئی حرف کے معنی طرف یعنی شک وتردد۔ دنیا میں تو اسپر قضاء وقدر سے مصیبت آئی ہی تھی ادھر خدا سے بھی پھر گئے دنیا بھی گئی دین بھی ذلک ہو الخسران المبین یہ بڑا ٹوٹا ہے اب خدا کے در سے پھر کر اور معبودوں کی طرف رجوع ہوا یہاں کیا رکھا ہے بجز نقصان کے؟ انکی عبادت ونذر ونیاز میں مال ضائع کرنا وقت کھونا وبال بت پرستی سر پر لینا خسارہ اور ضرر ہے ان معبودوں کو قدرت ہی کیا ہے جو کسیکو نفع یا نقصان دیسکیں ایسا ہی بدنصیب یہ مانگنے والا جو انکا رفیق بنا اور ایسے ہی وہ معبود باطل

إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ إِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ۝ مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنْ لَنْ يَنْصُرَهُ

بیشک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے ایسے باغوں میں داخل کریگا جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ جسکو یہہ گمان ہے کہ اللہ اسکی

اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ مَا يَغِيظُ ۝ وَكَذَٰلِكَ أَنْزَلْنَاهُ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَأَنَّ

دنیا اور آخرت میں مدد نکریگا تو وہ ایک رسّا لٹکالے اونچے تک پھر اس سے پھانسی لے لیوے پھر دیکھے کہ اسکی تدبیر اسکے غصہ کو دور بھی کرتی ہے؟ اور اسیطرح سے ہمنے قرآن کو نازل کیا ہے کھلی کھلی آیتیں اور

اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يُرِيدُ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ

اللہ جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ وہ جو ایمان والے ہیں اور وہ جو یہودی ہیں اور صابئین اور نصاریٰ اور مجوس ہیں اور وہ جو مشرک ہیں بیشک قیامت کے دن اللہ انمیں باہم

يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝

فیصلہ کردیگا۔ البتہ اللہ کے سامنے ہر چیز حاضر ہے۔

منافقوں کی عبادت اور انکے معبودوں کا حال بیان فرماکر اسجگہہ سے ایماندار وں کی عبادت کا بیان فرماتا ہے اور انکے معبود حقیقی کا وصف کرتا ہے کہ اللہ جو معبود حقیقی اور قادر مطلق ہے اپنے ایمانداروں کو کار بندوں کو ایسے باغوں میں بعد مرنے داخل کریگا کہ جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی کیونکہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے قادر مطلق ہے برخلاف انکے معبودونکے کہ انکو نفع وضرر کا کچھہ بھی اقتدار نہیں۔

من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ میں ان منافقوں کیطرف روئے سخن ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی عبادت تردد اور شک سے کرتے ہیں کہ جہاں کوئی دنیا کا فائدہ معلوم ہوا تو جمے رہے کوئی تکلیف آپڑی تو اللہ سے پھر کر باطل معبودوں کی طرف متوجہ ہوگئے کہ بہلا وہ ان معبودوں کی طرف متوجہ ہوکر تو اپنا کام نکالیں اور دیکھیں انکے دل کا غصہ جو خدا پر ہے کسطرح سے نکالتے ہیں وہ جیسی چاہیں تدبیر کرلیں جسقدر چاہیں زور لگالیں حتّٰی کہ آسمان کی طرف یا اپنے گھر کی چھت میں (کیونکہ سما سے سارا بیت بھی مراد ہوسکتا ہے) کوئی رسّی لٹکا کر اس سے گلا گھونٹ کر مرجاویں پھر دیکھیں کہ اس تدبیر سے انکے دل کا غصہ بھی نکلتا ہے؟ یعنی ہزار تدبیریں کریں کچھہ نہوگا خدا ہی چاہے تو کیا ہوسکتا ہے۔ یہہ معنی اس تقدیر پر ہیں کہ ینصرہ کی ضمیر من کیطرف رجوع کی جاوے جیساکہ سیاق چاہتا ہے۔ مگر ابن عباس وکلبی ومقاتل وضحاک وقتادہ وابن زید وسدّی وفرّا وزجاج اسکو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف رجوع کرتے ہیں اس صورت میں یہہ معنی ہونگے کہ جو شخص یہہ سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں اسکو بول بالا کرنیسے اور آخرت میں اسکا درجہ بلند کرنیسے اسکی مدد نکریگا اور اسلئے وہ اسلام کے قبول کرنے میں تردد کرتا ہے جیساکہ مقاتل کہتے ہیں یہہ آیت غطفان اور اسد کے چند لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو کہتے تھے کہ ہمکو خوف ہے کہ خدا محمدؐ کی مدد نکرے تو ہم اپنے حلیفوں سے بھی الگ ہوجاویں یا جو آنحضرتؐ سے حسد رکھتے ہیں اور حسد کے مارے یہہ خیال کرتے ہیں تو انکو چاہئے کہ جیسا دل چاہے تدبیر اور داؤ کرلیں یہانتک کہ کوئی رسّی لٹکا کر اس سے گلا گھونٹ کر مرجاویں تب بھی کچھہ نہوگا خدا اپنے رسولؐ کی دنیا وآخرت میں ضرور مدد کریگا کیونکہ ابھی ہم کہہ چکے ہیں ان اللہ یفعل ما یرید یا وہ کوئی ایسا سبب لگاویں کہ جس سے آسمان پر چڑھ جاویں اور وہاں سے ناکام ہوکر گر کر مرجاویں لیقطع کے یہہ بھی معنی ہوسکتے ہیں سبب کے معنی رسی کے اور وسائل کے بھی ہیں بعض کہتے ہیں کہ بعض مسلمان حضرتؐ کے فتوحات اور غلبہ میں دیر ہونیکی وجہ سے خفا اور دل تنگ ہوا کرتے تھے اس آیت میں انکی طرف اشارہ ہے کہ وہ جو چاہیں کرلیں انکی تدابیر سے کچھہ نہوگا خدا اپنے وقت پر مدد وفتح حضرتؐ کی کریگا۔

اور اسطرح نازل ہمنے تمام قرآن آیات بینات بناکر کیا ہے رہی ہدایت سو وہ ہر ایک کے حصہ میں نہیں خدا جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ گو دنیا میں اکثر یہہ چھہ فریق ہیں اول اہل اسلام جنکو الذین امنوا سے تعبیر کیا دوم یہودی سوم صابی چہارم نصاریٰ پنجم مجوس ششم مشرکین اور انمیں سے ہر ایک اپنے تئیں ہدایت پر کہتا ہے مگر در اصل ہدایت پر وہی فریق ہے کہ جسکو خدا نے ہدایت دی یعنی اہل اسلام رہی انکی یہہ قیل وقال سو اسکا قیامت میں اللہ آپ فیصلہ کردیگا اسکے سامنے ہر چیز ہے وہ سب کچھ جانتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ

کیا تو نہیں دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں آسمانوں میں اور زمین میں رہنے والے اور آفتاب ماہتاب اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چارپائے اور بہت سے

النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۞ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ؗ فَالَّذِيْنَ

آدمی۔ اور بہت سے وہ بھی کہ جن پر عذاب مقرر ہو چکا۔ اور جسکو کہ اللہ ذلیل کرے پھر اسکو کوئی عزت نہیں دیتا۔ بیشک جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ یہ دو نو فریق باہم مخالف ہیں جو اپنے رب کے معاملہ میں جھگڑے پھر جو

كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۞ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۞ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ

منکر ہیں انکے لئے آگ کے کپڑے قطع کئے گئے ہیں۔ انکے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جاویگا۔ کہ جس سے نکلس جاویگا جو کچھ انکے پیٹ میں ہے اور کھال۔ اور انپر لوہے کے

حَدِيْدٍ ۞ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۞

گرز پڑینگے۔ جب گھبرا کر وہاں سے نکلنا چاہینگے پھر اسی میں داخل کئے جاوینگے اور کہا جاویگا چکھو عذاب آتش۔

کثیر مبتدا ر من الناس صفت خبر محذوف مطیعون اور بعض کہتے ہیں ۔ تفسیر ۔ من فی السموات پر معطوف ہے تفصیل کیلئے۔ یعنی جملہ مستانفہ او خبر ثانی بھی ہو سکتا ہے پہلے فرمایا تھا اللہ ہر چیز جانتا ہے جس سے اسکا علم و ادراک کامل ثابت ہوا تھا جو یفصل بینہم یوم القیامۃ قیامت کے فیصلہ کے لئے ضروری ہے اب یہاں الم تر سے قدرت و جبروت کا ثبوت کرتا ہے کہ اسکے آگے تمام کائنات سرنگوں ہے۔ اور جسکو وہ ذلت دیتا ہے کوئی اسکو عزت نہیں دیسکتا اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت کر دیا کہ جو لوگ اسکے سوا اور وں کو پوجتے ہیں (جیسا کہ مشرکین جنکا ذکر آگے آتے نہیں آیا تھا) محض بیوقوف ہیں اور کوئی علم الٰہی ہونہ اسکی مانند قدرت و سلطنت۔ اور قیامت میں فیصلہ کرنے کے لئے بھی یہ صفت ضروری ہے اسلئے اپنے فیصلہ کرنے کا ثبوت بھی کر دیا کہ ہم قادر مطلق ہیں ہمارے آگے ہر ایک سرنگوں ہے تمہارے معبود وہاں کیا کر سکینگے؟ اور یہاں بھی وہی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ الم تر سے مراد الم تعلم یعنی تو کیا نہیں جانتا مراد یہ ہے کہ اے مخاطب تجھے خوب معلوم ہے دلائل و براہین قدرت میں نظر کرنے سے چونکہ یہ بات بہت ظاہر تھی اسلئے الم تر سے تعبیر کیا۔ سجدہ سے سجدہ کرنا یعنی مراد مسخر اور سرنگوں ہونا۔ اور یہ ظاہر ہے کیونکہ تمام عالم ممکن ہے اور ممکن جسطرح اپنے حدوث میں واجب تعالیٰ کی طرف محتاج ہے اسی طرح بقا میں بھی پس ہر چیز کا ہمہ وقت اسکا محتاج رہنا اسکے آگے سجدہ کرنا ہے من فی السموات ومن فی الارض میں گرچہ آفتاب ماہتاب ستارے (علویات میں سے کہ جنکو مشرکین اور صابئین اور مجوس وغیرہم پوجتے ہیں اور حاجت روا جانتے ہیں) اور پہاڑ اور درخت اور چارپائے بھی جمادات نباتات حیوانات کہ جنکو مشرکین عرب پوجتے تھے اور ہنود اب بھی پرستش کرتے ہیں جو مقدس پہاڑ ہیں پہاڑوں کے پتھر ہیں یا اور کسی بات سے جیسے پیتل تانبے وغیرہ کہ سو وہ بھی پہاڑوں ہی سے برآمد ہوتی ہیں۔ اور تلسی اور پیپل کے درخت کو ہندو پوجا کرتے ہیں۔ حیوانات میں گائے بیل سانپ کو پوجتے ہیں اور سور بندر سے بھی شامل ہیں کہ جنکو اکثر فرقوں کے لوگ پوجتے اور حاجت روا سمجھتے ہیں مگر تعمیم کے بعد ایک ایک کا نام لینا گویا ان فرقوں کو خواب غفلت سے جگا دینا ہے۔ اور پہلے چونکہ انسان ان چیزوں میں سے باعتبار علم و قدرت کے ممتاز ہے پھر ان سب کی دو قسم ہیں ایک وہ جو بالاختیار و الارادہ اسکی مطیع و فرمانبردار ہیں اور دوسرے وہ جو بالاختیار مطیع نہیں مگر حاجات عجز کی وجہ سے بیماری تندرستی موت حیات افلاس فراغ دستی میں اسکی مسخر و محکوم ہیں اسکے آسمانی اور قضا و قدر کے حکم انسے ٹل نہیں سکتے پہلے ان دونوں کو جدا جدا کر کے فرماتا ہے اول فریق کو وکثیر من الناس سے اور دوسرے کو وکثیر حق علیہ العذاب سے تعبیر کیا اسکے بعد ان دونو فریق کا مفصلاً ذکر کرتا ہے بقولہ ہذان خصمان الخ کہ یہ دو فریق اپنے رب کے معاملہ میں مخالف ہیں نافرمان اسکے لئے برے اوصاف ثابت کرتے ہیں اسکے فرمودہ باتوں میں شک کرتے ہیں دوسرا فریق ایمانداروں کا اسکے برخلاف ہے۔ فالذین سے لیکر اخیر تک ہیں نافرمان فریق کی سزا جہنم کا بیان ہے بعض مفسرین کہتے ہیں ہذان خصمان سے دو فریق اہل کتاب و اہل ایمان[۱] مراد ہیں بعض کہتے ہیں یہود و نصاریٰ مراد ہیں بعض[۲] کہتے ہیں چند قریش اور حضرت علیؓ وغیرہ

[۱] جیسا کہ ابن جریر نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے ۱۲ منہ [۲] بخاری و مسلم وغیرہما نے ابوذرؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت حمزہ و عبیدہ و علیؓ کے اور عتبہ اور شیبہ و ولید بن عتبہ کے حق میں نازل ہوئی جبکہ بدر کے روز یہ دونوں فریق لڑنے کو میدان جنگ میں صف سے نکلکر آئے اور حاکم نے بھی حضرت علیؓ سے یوں ہی نقل کیا ہے کہ یہ آیت ہمارے اور ہمارے مقابل مبارزوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ مراد یہ کہ اسکے ہم بھی مصداق ہیں ۱۲ منہ

إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ

البتہ اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے ایسے باغوں میں داخل کریگا کہ جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی وہاں انکو سونے اور موتی کے کنگن پہنائے جاوینگے اور وہاں انکا لباس

فِيهَا حَرِيرٌ ۝ وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَىٰ صِرَاطِ الْحَمِيدِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

ریشمی ہوگا ۔ اور (یہہ وہ ہیں) کہ جنکو اچھی بات کیطرف رہنمائی کی گئی اور عمدہ رستہ کی انہیں ہدایت کیگئی ۔ وہ جو منکر ہوگئے اور لوگوں کو اللہ کے رستہ سے اور مسجد الحرام سے روکتے ہیں

الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ

کہ جسکو ہمنے سب لوگوں کیلئے بنایا وہاں ہمیشہ رہنیوالا اور باہر والا دونو برابر ہیں ۔ اور جو وہاں ظلم سے کجروی کرنا چاہے تو ہم اسکو دکھہ دینے والا عذاب چکھاویں گے ۔ اور یاد کر جبکہ ہمنے ابراہیم کیلئے کعبہ کی

الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝ وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ

جگہہ معین کردی (اور حکم دیا) کہ میرے ساتھہ کسیکو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو پاک کر طواف کرنیوالوں اور قیام کرنیوالوں اور رکوع سجود کرنیوالوں کیلئے ۔ اور لوگوں میں حج کی منادی کردے کہ تیرے پاس آئینگے پیادہ اور دبلے

ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۝

اونٹوں پر سوار ہوکر جو چلے آویںگے دور دراز رستوں سے

ان اللہ میں اس دوسرے فریق ایمانداروں کا ذکر کرتا ہے کہ اللہ انکو بہشتوں میں داخل کریگا کہ جنمیں نہریں بہتی ہونگی اور وہاں جڑاؤ زیور اور ریشمی لباس پہنیں گے ۔ پھر ان اہل ایمان کے وصف بیان فرماتا ہے وہدوا الی الطیب من القول کہ یہہ باتیں انکو اسوجہ سے نصیب ہونگی کہ دنیا میں اللہ کی طرف سے انکو اچھی بات اور عمدہ رستہ کی ہدایت کی گئی ۔ اچھی بات کہ جسکو قول طیب سے تعبیر کیا کلمہ پاک لا الہ الا اللہ یا قرآن مجید ہے اور عمدہ رستہ دین اسلام ۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے مراد جنت میں جاکر اچھی باتیں کہنا ہے اسکی حمد و ثنا گویا انہیں روحانی نعمتوں کی طرف اشارہ ہے یہ بدا ماضی بمعنی مضارع یعنی ہدایت کئے جاوینگے ۔

ان الذین کفروا ویصدون سے یہاں اس فریق نافرمان کے چند اوصاف بیان فرماتا ہے بالخصوص انکے جو آنحضرت صلعم کے معاصر تھے کہ کفر کے علاوہ وہ لوگوں کو اللہ کے رستہ سے بھی روکتے ہیں یعنی اسلام اور نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیروی سے منکرین مکہ ان لوگوں پر جو اسلام لاتے تھے بڑے ظلم و ستم کرکے انکو اسلام سے روکتے تھے اور بعض اسلام پر جھوٹے الزامات لگاکر اسکو رسوا کرنا چاہتے تھے ۔ اور لوگوں کو مسجد الحرام یعنی خانہ کعبہ سے بھی روکتے تھے ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہہ آیت ابی سفیان وغیرہ کے حق میں ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلعم کو عام حدیبیہ میں حج و عمرہ سے روکدیا تھا ۔ کبیر ۔ اگر حدیبیہ کا واقعہ اس آیت کے نزول کے بعد ہے تو یہہ صاف ہے ورنہ یوں بھی روکدیا کرتے تھے باہم لڑائی بھڑائی کے خوف سے لوگ بجز ایام خاص موسم کے نہیں آسکتے تھے اور جب اسلام پھیلا تو مسلمان قبائل کو تو انہیں روک ہی دیا تھا ۔

اسکے بعد مسجد الحرام کے اوصاف بیان فرماتا ہے (۱) یہاں عاکف مقیم و حاضر اور بادی (الطاری من البادیۃ وہو النازع الیہ من غربۃ ۔ کبیر) یعنی مقیم و مسافر دونو برابر ہیں ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں مکہ کی سکونت میں اور وہاں کی ٹھہرنے میں سب برابر ہیں جو پہلے آوے اور ٹھہر جاوے وہی مستحق ہے اور یہی قتادہ و سعید بن جبیر کا قول ہے انکے نزدیک مکہ کے مکانات کا کرایہ لینا اور بیع کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ زمین کسیکی ملک نہیں ہو سکتی اور یہی مذہب ابن عمرؓ و عمر بن عبد العزیزؒ و امام ابو حنیفہؒ و اسحاق حنظلی کا ہے انکی دلیل یہہ آیت اور بعض احادیث ہیں ۔ اس تقدیر پر مسجد الحرام سے مراد مکہ ہے ۔ اور علماء کہتے ہیں اس سے مراد یہہ ہے کہ خاص حرم کسیکی ملک نہیں یہاں ہر ایک مقیم و مسافر کا نماز پڑھنے اور عبادت کرنے میں برابر حق ہے ۔ اور مکہ کے مکانات کی بیع آنحضرت صلعم کے عہد میں برابر ہوتی تھی ۔ (۲) ومن یرد فیہ بالحاد الحاد لحد سے مشتق ہے بمعنی کجی ۔ اسکی تفسیر میں چند اقوال ہیں بعض کہتے ہیں شرک مراد ہے بعض کہتے ہیں حرم میں شکار کرنا بعض کہتے ہیں کسیکو مارنا ستانا مگر صحیح تر یہہ ہے کہ عموماً ممنوعات مراد ہیں ان سب پر عذاب ہے ۔

لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ

تاکہ اپنے فوائد کی جگہہ حاضر ہوں اور تاکہ کئی معین دنوں میں ان مواشی چارپایوں پر ذبح کرنے میں اللہ کا نام یاد کریں جو انکو عطا ہوئے ہیں (یعنی قربانیاں کریں) پھر انمیں سے آپ بھی کھاؤ اور محتاج

الْفَقِيرَ ۝ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ ذَٰلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ

فقیر کو کھلاؤ - پھر چاہیئے کہ اپنا میل کچیل دور کریں (احرام کھولکر) اور اپنی نذریں پوری کریں اور قدیم گھر (کعبہ) کا طواف کریں - یہہ ہے - اور جو کوئی تعظیم کرے اللہ کے محترم چیزونکی سو یہہ اسکے لئے

عِنْدَ رَبِّهِ ۗ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ ۖ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۝ حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ

رب کے نزدیک بہتر ہے - اور تمہارے لئے مواشی حلال کر دی گئیں مگر وہ جو تمکو پڑھکر سنائے جاتے ہیں (مردار وغیرہ) پھر بچو بتوں کی ناپاکی جھوٹی بات سے - خالص اللہ کیطرف ہو کر اسکی ساتھہ کسیکو شریک نہ کرنے والے

بِهِ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ۝ ذَٰلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ

بنکر - اور جو اللہ کے ساتھہ شریک کرتا ہے گویا وہ اوپر سے گر پڑا کہ اسکو پرندے اُچکتے ہیں یا اسکو ہوا نے اُڑا کر پھینکدیا کسی دور جگہہ - یہہ ہے - اور جو کوئی اللہ کے شعائر کی حرمت مانتا ہے

فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝

سو یہہ دل کی پرہیزگاری سے ہے - تمہارے لئے جانوروں میں ایک وقت معین تک فائدے ہیں پھر انکو قدیم گھر تک پہنچانا چاہیئے -

---

اذ بوانا چونکہ کعبہ کا ذکر آیا تھا کہ وہاں یہہ بزرگی رکھتی ہے اب اسکی وجہ بیان فرماتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ میں کہ یہہ مسجد وہ ہے کہ جسکے بنانے کی جگہہ ہمنے ابراہیم کو بتائی تھی یعنی اسکو خاص ہمارے حکم سے ابراہیم نے ایک خاص جگہہ بنایا اور ابراہیم تمام اہل ادیان عرب یہود و نصاریٰ کے مسلم الثبوت بزرگ ہیں خصوصاً یہہ مشرکین عرب جو اس سے لوگوں کو روکتے ہیں انکی جد اعلیٰ ہیں - اور انکو ہمنے یہہ کہدیا تھا کہ اس مسجد کو خاص میری یاد و عبادت کرنیوالوں کے لئے متعین میرے ساتھہ کسیکو شریک نکر یہاں کسیکی عبادت نہو - اب اے مشرکین عرب اوّل تو حضرت ابراہیم کے برخلاف تمنے بت پرستی یہاں کی اور دنیا کی بت پرستی کی نجاست اس مکان پاک میں پھیلائی - دوم یہہ جگہہ طواف کرنیوالوں قیام کرنیوالوں نمازیوں کے لئے بنائی گئی تم یہاں سے ان لوگونکو روکتے ہو -

ابن عباسؓ فرماتے ہیں طائفین بالبیت سے مراد مکہ سے باہر والے اور القائمین سے مراد وہاں کے باشندے والرکع السجود سے مراد عام نمازی - اور علماء کہتے ہیں قائمین اور رکع و سجود سے نمازی مراد ہیں کسلئے کہ نماز میں قیام رکوع سجود سب ہوتا ہے گویا نماز کی ہیئت بتلا دی برخلاف اسکے بعض قوموں کی نماز صرف قیام و دعا یا سجدہ ہے -

واذن فی الناس حسن اور اکثر معتزلہ کہتے ہیں کہ یہاں سے خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف ہے پہلا کلام تمام ہو چکا یعنی اللہ تعالیٰ آنحضرتؐ سے فرماتا ہے کہ اے محمد تو لوگوں میں حج کا اعلان کر دے وہ تیرے پاس یعنی حج کرنے نزدیک و دور سے آوینگے یہہ آیت فرضیت حج کے لئے ہے -

جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ یہہ بھی جملہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے متعلق ہے اس میں انہیں کیطرف خطاب ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ کعبہ تعمیر کر چکے تو ہمنے اسکو حکم دیا کہ تو لوگوں میں حج کے لئے پکار دے تاکہ لوگ حج کو آویں - اس میں یہہ مراد ہے کہ اے قریش کہ تم جو ان لوگوں کو مسجد حرام سے روکتے ہو نہ صرف خدا تعالےٰ بلکہ اپنے بزرگ ابراہیم خلیل اللہؑ کے بھی برخلاف کرتے ہو -

یاتوک رجالا وعلی کل ضامر - ضامر پتلی دبلی اونٹنی - جو اونٹنیاں سواری کی ہوتی ہیں کثرت سفر سے دبلی پتلی ہو جاتی ہیں - اس سے یہہ مراد نہیں کہ حج کو پاپیادے یا اونٹنیوں کے سوار ہی آوینگے بلکہ عرب کی قوموں کے لحاظ سے یہہ فرمایا جنکی سواری بیشتر اونٹوں ہی پر ہوتی ہے ورنہ مراد عموم ہے کہ ہر قسم کے لوگ آوینگے چنانچہ حضرت

ابراہیم علیہ السلام کے عہد سے حج کا دستور جاری ہوا اور آنحضرت صلعم کے عہد تک تھا مگر ایام جاہلیت میں جو کچھ لوگوں نے اس میں عبادت میں کمی یا دلی کی تھی اسکو مٹا دیا لیشہدوا منافع لہم اب یہاں سے حج کے منافع اور فوائد بیان فرماتا ہے کہ وہاں آکر اپنے منافع دیکھیں۔ حج کے منافع دو قسم کے ہیں ایک منافع دنیا سو وہ بھی بیشمار ہیں اول تمام اہل مذہب کا ایک جگہ جمع ہونا میل جول کرنا (۲) ایک قوم کا دوسرے سے علم و ہنر میں مستفید ہونا (۳) دور دراز کے صحیح صحیح حالات کا باہم پہنچانا (۴) پھر اس سے تجارت و دیگر امور دنیاویہ میں فوائد حاصل کرنا (۵) تجارت کے منافع سے مستفید ہونا (۶) قوت جماعیہ اور اخوت دینیہ کا استوار کرنا (۷) جس بات پر تمام قوم کو اتفاق کرنا ہو وہاں اس متبرک جگہ میں اسکا بسہولت میسر آنا (۸) سفر کا عادی ہونا ریاضت و مشقت و تجربہ حاصل کرنا وغیرہ دوسرے فوائد دینیہ وہ بھی بہت ہیں۔

صدہا ہزارہا خدا پرستوں کا ایک جگہ جمع ہو کر دنیا میں آسمانی سلطنت کا نمونہ دکھانا (۲) ایک پیر و وہرے کے انوار و برکات کا منعکس ہونا (۳) حضرت ابراہیم رئیس الموحدین کی یادگار کا جلسہ خصوصاً انہیں کے عاشقانہ لباس و ہیئت میں اور تہلیل و تکبیر پہاڑوں پر پکارنا قربانی کرنا (۴) تمام خلائق کو یہ دکھا دینا کہ دنیا میں یہی وہ جماعت ہے کہ جو خاص اسکی پیرو ہے جس سے عام طبائع پر توحید و خدا پرستی کا ایک ولولہ پیدا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان سب کی طرف اس جملہ میں مجملاً اشارہ ہے۔

ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات اللہ کے نام ذکر کرنے سے مراد قربانی کرنا ہے جسکا قرینہ علی ما رزقہم الخ ہے کیونکہ قربانی میں اللہ کا نام ذکر کیا جاتا ہے بسم اللہ واللہ اکبر کہی جاتی ہے اور یہ بھی اللہم منک والیک اور یہ بھی ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین۔

اکثر علماء کہتے ہیں ایام معلومات سے مراد عشرۂ ذی الحجہ ہے اور معدودات سے ایام التشریق اور یہ مجاہد و عطاء و قتادہ و حسن و سعید بن جبیر و ابن عباس کا قول ہے اور اسی کو شافعی اور ابو حنیفہ نے اختیار کیا ہے کیونکہ یہ ایام عرب کو معلوم زیادہ رہا کرتے تھے اور اب بھی معلوم رہا کرتے ہیں اسلئے کہ انہیں کے آخر میں حج کا وقت ہے اور اسطرح قربانی بھی انہیں ایام میں سے یوم النحر کو ہوتی ہے یعنی دسویں تاریخ۔ خلاصہ یہ کہ ایام معلومات سے عشرہ ذی الحجہ کا مراد ہے اور اسکے جزو اخیر میں یہ قربانی دسویں تاریخ ہوتی ہے۔ عطاء کی روایت میں ابن عباس سے یوں منقول ہے کہ ایام معلومات سے مراد یوم النحر اور اسکے بعد کے اور تین روز ہیں کیونکہ یہ ایام قربانی کے لئے عرب میں معلوم و معین تھے اور یہی قول صاحبین کا ہے اور اسکو ابو مسلم نے پسند کیا ہے۔

بہیمۃ الانعام بہیمہ ہر چارپائے کو کہتے ہیں خواہ بڑی ہو خواہ بکری اس معنی میں یہ لفظ مبہم تھا پھر جب اسکے ساتھ الانعام لگا دیا تو تعین ہو گئی یعنی اونٹ گائے بیل دنبہ بکرا کہنا۔ فکلوا منہا بعض کہتے ہیں یہ امر وجوب کے لئے ہے کیونکہ ایام جاہلیت میں یہ رسم تھی وہ باز خود اپنی قربانی میں سے آپ نہیں کھاتے تھے خدا تعالیٰ نے دفع حرج کے لئے مسلمانوں کو قربانی میں سے کھانے کا حکم دیا۔ لیکن اکثر علماء کہتے ہیں امر وجوب کے لئے نہیں بلکہ اباحت کے لئے یعنی ہدی تطوع و تمتع و قران میں سے آپ بھی کچھ کھا وے اور باقی فقیروں محتاجوں کو دیدے۔ پھر بعض کہتے ہیں نصف آپ کھا وے اور نصف کو تصدق کرے بعض کہتے ہیں تین حصے کرے ایک حصہ اپنے لئے ایک احباب و اقارب کے لئے ایک مساکین کے لئے۔ مگر جو قربانیاں کہ نذر یا کفارات یا حج کے جنایات میں کی جاتی ہیں انمیں سے بالاتفاق نہ کھانا چاہیئے سب کا تصدق کر دینا چاہیئے یہ مساکین کا حق ہے۔ پہلی امتوں میں قربانیوں کو خواہ کسی قسم کی ہوں کھاتے نہ تھے۔ امام شافعی فرماتے ہیں آپکا انکی اجازت صرف اس قربانی میں ہے جو تطوعاً ہو۔ ثم لیقضوا تفثہم تفث کہتے ہیں تفث کلام عرب میں ناپاکی کو کہتے ہیں جو بدن کے لگتی ہے یعنی میل کچیل ناخنوں کا بڑھنا حجامت کا بڑھ جانا سب آگیا۔ مراد یہ کہ حج میں قربانی کر کے احرام کھولدو حجامت بنواؤ نہاؤ دھوو میل کچیل دور کرو لیقضوا اے لیودوا ازالۃ تفثہم۔ ولیوفوا نذورہم اور جو کچھ ہدایا اور قربانیاں تم نے نذر مانی ہیں انکو پورا کرو۔ یا یہ مراد کہ حج میں جو چیزیں واجب ہوتی ہیں کہ جن بغیر حج پورا نہیں ہوتا جیسا کہ دم قران و تمتع وغیرہ انکو پورا کرو۔ نذورہم مواجب حجہم والعرب تقول لکل من خرج عما وجب علیہ وفی بنذرہ وان لم ینذر او ما ینذرونہ من اعمال البر فی حجہم (مدارک)

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ

اور ہر گروہ کے لئے ہم نے قربانی مقرر کر دی تھی تاکہ جو کچھ خدا نے انکو چارپائے انکو عطا کئے ہیں وہ انپر اللہ کا نام یاد کریں۔ پھر تم سب کا خدا تو ایک ہی ہے پس اسکا حکم مانو۔ اور اے نبی عاجزی کرنیوالوں کو خوشخبری دے۔

الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم

انکو جب اللہ کا نام ذکر کیا جاتا ہے تو انکے دل ڈر جاتے ہیں اور انکو جو ابتلا پڑتی ہے تو اسپر صبر کرتے ہیں اور نماز قائم کرنے والوں کو اور ہمارے دیے میں سے خرچ کرنیوالوں کو۔ اور اونٹوں کو ہمنے تمہارے لئے

مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذَٰلِكَ

اللہ کی نشانیوں میں سے بنا دیا تمہارے لئے انمیں فائدے ہیں۔ پس انپر اللہ کا نام لو کھڑا کر کے۔ پھر جب وہ زمین پر گر پڑیں تو انمیں سے خود بھی کھاؤ اور صبر سے بیٹھے ہوئے کو اور سوالی کو بھی کھلاؤ۔

سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا

اللہ نے انکو تمہارے لئے یوں ہی مسخر کر دیا تاکہ تم شکر کرو۔ اللہ کے کو تو نہ انکا گوشت پہنچتا ہے نہ خون البتہ تمہاری پرہیزگاری اسکے پاس پہنچتی ہے۔ اسطرح انکو تمہارے لئے مسخر کر دیا

لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ

تاکہ تم اللہ کی بزرگی ذکر کرو اسپر کہ اسنے تمکو ہدایت کی۔ اور نیکیوں کو مژدہ سنا۔ بیشک اللہ حمایت کرتا ہے ایمان داروں کی۔ اللہ کو کوئی دغا باز ناشکر پسند نہیں آتا۔

ولیطوفوا بالبیت العتیق قربانی کے بعد جو دسویں تاریخ منی میں ہوتی ہے احرام کھول لیتے ہیں پھر اسکے بعد خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں جسکا اس جملہ میں حکم دیتا ہے بالاتفاق اس طواف سے مراد طواف واجب ہے جسکو طواف الزیارہ اور طواف الافاضہ کہتے ہیں۔ کعبہ کو بیت العتیق کہا عتیق قدیم اور پرانے کو بھی کہتے ہیں سو کعبہ حضرت ابراہیم کا بنایا ہوا ہے اس سے پرانا اور قدیم عبادت خانہ دنیا پر اور کوئی نہیں۔ یہ احکام بیان فرما کر فرماتا ہے ذلک کہ بات یہی ہے جو بیان کی۔ یہ عرب کا محاورہ ہے۔ ایک کلام تمام کر کے یہ جملہ بولدیا کرتے ہیں جسطرح ہذا۔ پھر فرماتا ہے کہ جو خدا کی منع کی ہوئی چیزوں کی رعایت کریگا تو اسکے لئے عند اللہ بہتر ہے ومن یعظم حرمات اللہ معاصی اور وہ امور کہ جنسے خدا تعالی نے منع کیا اور انکی تعظیم انسے بچنا۔ زجاج نے کہا ہے حرمت وہ کہ جسکے قائم رکھنے کا اللہ نے حکم دیا اور انمیں کمی کرنا حرام ہوا۔ بعض علما کہتے ہیں کہ یہاں حرمات اللہ سے مراد مناسک حج ہیں منجملہ انکے احرام میں شکار اور فحش باتوں کی ممانعت ہے۔ اسلئے اسکے بعد احرام کے متعلق ذکر کرتا ہے واحلت لکم الانعام الا ما یتلی علیکم کہ احرام میں تمہارے لئے سب چارپائے حلال ہیں انکو ذبح کرنا گوشت کھانا مباح ہے مگر وہ جو تمسے سورۂ مائدہ میں بیان کئے جاوینگے وہ درست نہیں خنزیر وغیرہ اور وہاں وانتم حرم بھی فرما دیا ہے کہ جس سے یہ بات نکلی کہ ان چارپایوں میں سے جو وحشی جانور ہیں جنکا شکار کیا جاتا ہے محرم کے لئے انکا شکار کرنا ممنوع ہاں غیر محرم شکار کر کے لاوے تو کھا لینا درست ہے۔

خلاصہ یہ کہ احرام کی حالت میں کوئی یہ نہ سمجھے کہ ان حلال جانوروں کے گوشت کی بھی ممانعت ہی بلکہ حرام جانوروں کی اور شکار کرنے کی۔ یہ لب لباب ہے تمام احادیث واقوال کا۔ ان چیزوں سے نہ بچو بچنے کی تو یہ چیزیں ہیں فاجتنبوا الرجس من الاوثان کہ بتوں سے بچو جو ناپاک چیز ہے اور اجتنبوا قول الزور اور جھوٹی اور لغو باتوں سے بچو۔ ابن مسعود کہتے ہیں قول الزور سے مراد جھوٹی گواہی ہے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد مشرکین کا وہ قول ہے جو حج میں کہا کرتے تھے لا شریک لک لبیک الا شریکا ہو لک الخ پھر اخیر تک توحید کی تاکید اور شرک کی مذمت بیان فرماتا ہے اور مشرک کو اس عجیب تشبیہ دیتا ہے جو آسمان سے گرے اور پھر پرندے اسکے تکے بوٹی کر لیں یا ہوا سے کہیں دور جا پڑے مراد یہ کہ اسکا بالکل ستیاناس ہو گیا۔

قربانی کے جانوروں کو عرب اپنے ساتھ کعبہ میں لایا کرتے تھے یا پیچھے بھی بھیجتے تھے اور ایسے جانوروں کو کہ جنمیں بیشتر اونٹ ہوتے تھے ہدی کہتے تھے

اب ان جانوروں کی نسبت فرماتا ہے لکم فیہا منافع کہ تمہارے لئے ان میں فوائد رکھے ہیں انپر بوقت ضرورت سوار ہو لینا یا بوقت حاجت انکا دودہ پینا درست ہے کب تک الی اجل مسمی ایک وقت مقرر تک یعنی ذبح ہونے تک ثم محلہا الی البیت العتیق پھر وقت ذبح کا انکی منتہی ہوتا ہے کعبہ تک۔ کعبہ سے مراد حرم ہے یعنی پھر اسکو حرم میں ذبح کرنا چاہئے کیونکہ حرم کی زمین یہی حکم رکھتی ہے (مدارک) اس آیت کی تفسیر میں جبکہ فیہا کی ضمیر بہائم کیطرف رجوع کیجائے دو قول ہیں (۱) یہہ کہ تمہارے لئے ان بہائم میں انکو ہدی مقرر کرنیسے پہلے منافع اور فوائد رکھے ہیں انسے بچے لو دودہ پیو انپر سواری کرو وغیرہ مگر جبکہ تم انکو ہدی مقرر کرچکو اور خدا کے نام پاک پر ذبح کرنے کے لئے انکو کعبہ روانہ کرو اور جب یہہ کرچکو تو یہہ منافع حاصل نکرنا چاہئے یہہ ابن عباس اور مجاہد و قتادہ و ضحاک کا قول ہے۔ پھر انہیں بعض علماء یہہ بھی فرماتے ہیں کہ بوقت ضرورت ہدی پر سوار ہو لینا یا اسکا دودہ پی لینا کچھہ مضائقہ نہیں اور علماء احناف اس طرف گئے ہیں اور یہی قوی ہے۔ (۲) یہہ کہ ہدی بنانے کے بعد بھی تمہارے لئے یہہ منافع درست ہیں اور یہہ قول مالک و شافعی و احمد و اسحاق کا ہے اس حدیث سے کہ جسکو ابو ہریرہؓ نے روایت کیا کہ ایک شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی کو ہانکتے دیکھکر فرمایا کہ سوار ہو لے اُسنے عرض کیا کہ یہہ ہدی ہے دوبارہ آپ نے فرمایا اُسنے یہی جواب دیا تیسری بار آپ نے فرمایا کمبخت سوار ہو جا (رواہ مالک) مگر یہہ حدیث فریق اول پر حجت نہیں ہو سکتی کیسلئے کہ غالباً آنحضرت صلعم نے اس تاکید کے ساتھہ اسکی ضرورت سمجھکر حکم دیا۔

بعض مفسرین فیہا کی ضمیر شعائر کی طرف رجوع کرتے ہیں جس سے مراد مناسک و مشاہد کہ مراد لیتے ہیں اور ثم محلہا الی البیت یعنی احرام کھولنے کا موقع بیت اللہ ہے طواف زیارت کرنے کے بعد۔ اور جب ہدی روانہ کرچکے اور کسی دشمن کے خوف سے یا مرض کی وجہ سے (امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک خلافاً للشافعیؒ) کعبہ جانے سے رک جاوے تو ہدی کو کعبہ روانہ کردے اور جب معلوم کرلے کہ آج ہدی کی قربانی ہو گئی تو احرام کھولدے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الہدی محلہ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں فوراً احرام کھولدے ہدی بعد میں ذبح ہو جاویگی کیونکہ رخصت کا یہی مقتضا ہے (ہدایہ)

کوتاہ اندیش اعتراضات کیا کرتے تھے جیسا کہ اب بھی ہنود اور عیسائی قربانی پر اعتراض کرتے ہیں کہ کسی جانور کے ذبح کرنے سے کیا خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے ناحق جانوروں کو مارتے ہیں یہہ رسم جاہلیت ہے اسکا تحقیقی جواب تو اگلی آیت میں دیتا ہے کہ لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم جسکی تشریح اب آگے چلکر ہم کرینگے لیکن الزامی جواب پہلے عنایت فرماتا ہے فقال ولکل امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقہم من بہیمۃ الانعام فالٰہکم الہ واحد فلہ اسلموا کہ تم سے پیشتر بھی ہر قوم کے لئے رسم قربانی اللہ کے نام یاد کرنے کے لئے جاری کی ہے کچھہ نئی بات نہیں حضرت موسیٰ اور یعقوب و اسحاق و ابراہیم علیہم السلام کی شریعتوں میں قربانی کا دستور خدا تعالیٰ ہی کیطرف سے تھا جیسا کہ ابتک اہل کتاب کی کتب میں پایا جاتا ہے اور اسیطرح ہنود کے ہاں بھی قربانیاں بہت قدیم سے بلدان چلا آتا ہے پس تمہارا اے مسلمانوں اور انکا جدا جدا خدا نہیں بلکہ ایک ہی خدا ہے جسنے انکو حکم دیا تھا اسنے تمکو بھی دیا پس اسکا کہا مانو قربانی کرو۔ اور سب پر خاص اللہ ہی کا نام لو۔ اور اسیطرح اسکی سب باتوں میں فرمانبرداری کرو اور اسکی پوری فرمانبرداری کرنیوالے کو مخبت کہتے ہیں اسلئے اسکے بعد مخبتین کے لئے آنحضرت صلعم کو مژدہ اور خوشخبری دینے کا حکم دیتا ہے بقولہ وبشر المخبتین پھر مخبتین کے اوصاف ذکر کرتا ہے کہ اللہ کے ذکر سے انکے دل کانپ اٹھتے ہیں پھر اسکے دو اثر ہیں اول سختیوں پر صبر کرنا خدا کے رستہ میں بیماری تنگدستی و دیگر مصائب کی برداشت کرکے ثابت قدم رہنا یہہ اول سیڑھی ہے اسلئے پہلے اسکو ذکر کرتا ہے والصابرین علی ما اصابہم دوم جان و مال سے اسکی خدمت میں حاضر ہونا جان کی خدمت اہم ہے اسلئے پہلے اسکو ذکر کرتا ہے والمقیمی الصلوٰۃ نماز میں کامل درجہ کی جانی خدمت ہے اسکے بعد مالی اسکو اس جملہ میں ذکر کرتا ہے ومما رزقناہم ینفقون کہ وہ ہمارے دئیے میں سے اللہ کی راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں منجملہ اسکے قربانی کرنا ہے۔ اسمیں فی الجملہ جواب تحقیقی بھی آگیا کہ قربانی اسلئے ہے۔ اور اسلئے اسکے بعد پھر قربانی کا ذکر شروع کرتا ہے بقولہ والبدن جعلناہا لکم من شعائر اللہ لکم فیہا خیر البدن جمع بدنۃ کخشب و خشبۃ اس سے مراد وہ اونٹ ہیں کہ جو قربانی کے لئے حرم کیطرف بھیجے جاویں اور انکے بڑے بدن ہونیکی وجہ سے انکو بدنہ کہتے ہیں

اور بعض علما گائے بیل کو بھی بدنہ کہتے ہیں گو بکری کی بھی حج وغیرہ میں قربانی جائز ہے لیکن اسکے صغر جسم سے اسکو بدنہ نہیں کہتے (کبیر) کہ یہہ جانور تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں کہ اپنے بہا بار کش اور عجیب الخلقت جانور تمہارے لئے کیسا مسخر کر دیا لکم فیہا خیر اور تمہارے لئے اسمیں بہت کچھ منافع رکھتے ہیں پس ایسی پیاری چیز کو کہ جسکو عرب جان کی برابر عزیز رکھتے ہیں اپنی جان قربان کرنیکی عوض اسکو قربانی کرو فاذکروا اسم اللہ علیہا صواف کہ اسکو کھڑا کر کے پاؤں باندھکر پھر اللہ کا نام لو ذبح کی تکبیر پڑھو بسم اللہ واللہ اکبر اور سطرح سے قربانی کرنیکو نحر کہتے تھے۔ ہدایہ میں ہے و فضل فی البدن النحر و فی البقر و الغنم الذبح۔ کہ بدنہ کے لئے نحر فضل ہے اور گائے بکری کے لئے ذبح کرنا افضل ہے لقولہ تعالی فصل لربک وانحر۔ اور آنحضرت صلعم نے بھی ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے۔ پھر کہتا ہے کہ فضل یہہ ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرے اور بٹھا کر بھی جائز ہے۔ جب نحر کر چکو اور وہ زمین پر گر پڑے یعنی جان نکل جاوے تو آپ بھی کھاؤ اور محتاجوں فقیروں کو بھی کھلاؤ فاذا وجبت جنوبہا الخ وجبت بجنوبہ کے معنی زمین پر گر پڑنا کہتے ہیں وجبت الحائط وجبۃ اذ سقطت علی الارض اطعموا القانع والمعتر قانع سے مراد وہ محتاج کہ جو قناعت کرے اور لوگوں سے مانگتا نہ پھرے اور معتر وہ جو مانگتا پھرے غرض یہہ کہ دونوں کو دو۔ اور خود بھی کھاؤ جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ اب اس جواب تحقیقی کو شروع کرتا ہے اور اسکی ضمن میں ایک رسم جاہلیت پر تعریض کرتا ہے فقال لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم کہ اللہ کے پاس ان قربانیوں کا نہ گوشت جاتا ہے نہ خون بلکہ تمہارا تقوی۔ صاحب معالم التنزیل وغیرہ نے اس آیت کی شان نزول میں یوں لکھا ہے کہ ایام جاہلیت میں عرب قربانی کر کے اسکا گوشت اور خون بتوں کے آگے رکھتے اور خون انپر مل دیتے تھے اور اسیطرح کعبہ کی دیواروں کو بھی خون لگاتے تھے پس اسکے رد میں یہہ آیت نازل ہوئی کہ قربانیوں کا خون اور گوشت اللہ کو مطلوب نہیں یہہ اسکے پاس نہیں جاتا ہاں ان قربانی سے تمہارا تقوی مطلوب ہے اور وہی اسکے پاس جاتا ہے۔

اس آیت سے جواب تحقیقی یوں نکلتا ہے کہ بندہ کا کمال اور اسکی سعادت یہہ ہے کہ اپنے معبود حقیقی اور خالق کو دل سے محبت کرے اور طبائع بشریہ میں محبت کا آخر مرتبہ اسپر فدا اور قربان ہو جانا ہے اور اسلئے اظہار محبت کے مقامات پر ایسے الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے کہ تیرے قربان تجھپر فدا اور یہہ بات حیوانات میں بھی پائی جاتی ہے پروانہ کا شمع پر جلنا اظہر من الشمس ہے حقیقی قربانی تو فنا فی اللہ ہونا ہے جو خاصان خدا کا حصہ خاص ہے مگر اپنی محبوب ترین چیز کا قربان کرنا بھی اسکے قائم مقام ہے اور اپنے نفس کے بعد انسان کو دو چیز زیادہ تر محبوب ہیں اولاد اور مال اسلئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنی قربانی فنا فی اللہ کے بعد[۵۱] اپنے پیارے فرزند حضرت اسمعیل کی قربانی کا قصد مصمم کیا اور حج چونکہ تمام افعال عاشقانہ میں حضرت ابراہیم کا یادگار ہے اور نفس اور اولاد کا قربان کرنا ہر ایک کا کام نہیں مال میں سے حیوانات اونٹ بکری دنبہ گائے جو مرغوب چیز ہے اور انسان کی حیوانیت میں شریک ہیں اسلئے انکی قربانی جاری کی گئی۔ تقوی خدا کے پاس پہنچنے سے یہی مراد ہے اسکے بعد فرماتا ہے کذلک سخرہا لکم لتکبروا اللہ علی ما ہدکم کہ یہہ جانور اسلئے تمہارے بس میں کر دئے گئے ہیں کہ تم اسکی رہنمائی کے موافق بوقت نحر یا ذبح اللہ کے نام کی تکبیر بیان کرو پھر اس دلیل کے بعد اسکے حکم ماننے والوں کے لئے آنحضرت صلعم کو مژدہ دینے کا حکم دیتا ہے و بشر المحسنین خدا تعالی کے ساتھ تقرب حاصل کرنا اعلی درجہ کا احسان یعنی نیکی ہے۔ پہلے ذکر تھا کہ کفار مسجد الحرام سے روکتے ہیں یہاں فضائل حج و قربانی اور ایمانداروں کے اوصاف ذکر کر کے ایمانداروں کی حمایت[۵۲] کا مژدہ سناتا ہے بقولہ ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا اور کافروں سے نفرت ظاہر کرتا ہے ان اللہ لا یحب کل خوان کفور پہلے ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا میں مسلمانوں کے لئے انکی حالت مظلومی پر مقابلہ کا اشارہ تھا کہ اسکے بعد بھی کفار قریش ظلم و ستم سے باز نہ آتے تھے آنحضرت کے پاس مسلمان زخمی ہو کر اور پٹ کر آیا کرتے تھے اور شکایت کر کے مقابلہ کی اجازت چاہتے تھے مگر آپ فرماتے تھے کہ صبر کرو پھر جب آپ مدینہ میں گئے تو یہہ آیت اذن للذین الخ نازل ہوئی یہہ اجازت جہاد میں اول آیت ہے۔

قربانی کی حقیقت

[۵۱] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انا ابن الذبیحین کہ میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں اس سے حضرت ابراہیم و اسمعیل کی طرف اشارہ ہو تو بعید نہیں ۱۲ منہ

[۵۲] یعنی اللہ تعالی تقریر میں بھی اور معاملات میں بھی ایمانداروں کی حمایت کرتا ہے اسمیں اشارہ ہے کہ انجام کار انکو غالب کریگا کفار روکنے کے قابل نہ رہینگے ۱۲ منہ

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ

جو لوگ مارے جاتے ہیں انکو جہاد کی اجازت دی گئی کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا اور اللہ انکی مدد پر قادر ہے۔ وہ جو ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے صرف اس کہنے سے کہ ہمارا رب اللہ ہے۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ

اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے دفع نہ کیا کرے تو تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں ڈھا دی جاویں کہ جنمیں اللہ کی بہت یاد کیجاتی ہے۔ اور بیشک جو اللہ کی مدد کریگا اللہ اسکی مدد کریگا

إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ

البتہ اللہ قوی زبردست ہے۔ انکی مدد کریگا کہ اگر ہم انکو ملک میں غلبہ دیں تو وہ نماز قائم کیا کریں اور زکوٰۃ دیا کریں اور نیک باتوں کا حکم دیا کریں اور بری باتوں سے منع کیا کریں۔ اور سب باتوں کا انجام

الْأُمُورِ ۝ وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ ۝ وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ۝ وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ ۖ وَكُذِّبَ مُوسَىٰ

اسکے ہاتھ میں ہے اور اگر انہوں نے اے نبی تجھے جھٹلا دیا تو ان سے پہلے قوم نوح اور عاد و ثمود بھی جھٹلا چکے ہیں۔ اور ابراہیم اور لوط کی قوم بھی۔ اور مدین والے بھی اور موسیٰ بھی جھٹلائے گئے پر

فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝ فَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ

پھر میں نے منکروں کو مہلت دی پھر انکو پکڑ لیا سو کیسا ہوا میرا عذاب۔ اور بہت سی ظالم بستیاں کہ جنکو ہمنے ہلاک کر دیا جو الٹی پڑی ہوئی ہیں اور بہت سے کنوئیں

مُّعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَّشِيدٍ ۝ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى

نکمے پڑے ہیں اور بہت سے بلند محل خراب پڑے ہیں۔ پھر وہ کیا ملک میں پھر کر دیکھتے نہیں چکے پھرتے نہیں کہ انکے دل بھی ہوں کہ جنسے وہ سمجھیں یا ایسے کان ہوں کہ جنسے وہ سنیں۔ سچ سمجھو آنکھیں اندھی

الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ۝ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ ۚ وَإِنَّ يَوْمًا عِندَ

نہیں ہوتیں پر اندھے تو دل ہی ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ اور تجھسے عذاب جلدی مانگتے ہیں اور اللہ ہرگز اپنے وعدہ کا خلاف نہ کریگا۔ اور تیرے رب کے نزدیک ایک دن تمہارے

رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۝ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا وَإِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝

گنتی کے ہزار برس کے برابر ہے۔ اور کتنی ایک ظالم بستیوں کو ہمنے مہلت دی پھر انکو پکڑ لیا۔ اور میری ہی پاس پھر کر آنا ہے۔

مقاتل کہتے ہیں کہ یہ آیت مکہ ہی میں نازل ہوئی ہے اسمیں خاص ان لوگوں کو جہاد کی اجازت ہے جو انکے ظلم و ستم سے ہجرت کر کے باہر جانا چاہتے تھے اور کفار انکو زبردستی روکتے تھے۔
اس آیت میں مسلمانوں کو جہاد کی اجازت ہے اور سبب اجازت بھی بیان کر دیا بانہم ظلموا کہ مسلمانوں پر ظلم کیا گیا اسلئے انکو اجازت ہے کہ مقابلہ کریں اہل مدینہ وابن
عامر و حفص یقاتلون کو بفتح تا پڑھتے ہیں یعنی ان مومنوں کو اجازت ہے کہ جنسے کفار مقابلہ کرتے ہیں لڑتے مارتے ہیں قتل کرتے ہیں پھر انکو وعدہ دیتا ہے کہ
ان اللہ علی نصرہم لقدیر اللہ انکی مدد پر قادر ہے یعنی انکو غالب کریگا چنانچہ جب مظلوم مسلمانوں نے جہاد کی تلوار کھینچی تو سب کو زیر کر دیا اسکے بعد ان مسلمانوں کی
حالت مظلومی بیان فرماتا ہے الذین اخرجوا من دیارہم الخ کہ جنکو جہاد کی اجازت دی گئی ہے وہ مظلوم لوگ ہیں کہ جو ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے ہیں
صرف اس جرم پر کہ وہ اللہ کو اپنا رب کہتے ہیں شریک نہیں کرتے۔ اسکے بعد اجازت جہاد کا سبب بیان فرماتا ہے ولولا دفع اللہ الناس
بعضہم ببعض لہدمت صوامع الخ کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے شریروں سرکشوں کے شر اور انکی سینہ زوری کو دوسرے لوگوں یعنی خدا پرستوں کے ہاتھ سے
مٹاتا رہا ہے اگر یہ نہ کرتا تو نہ اگلے انبیا کے عبادت خانے باقی رہتے نہ حال کے نبی کے عبادت خانے باقی رہیں نماز و عبادت جاری رہی ہے۔ صوامع جمع صومعہ۔ مجاہد ضحاک کہتے ہیں
صومعہ رہبانوں کے عبادت خانوں کو کہتے ہیں قتادہ کہتے ہیں فرقہ صابئین کے عبادت گاہوں کا نام ہے و بیع جمع بیعہ نصاریٰ کے کنیسے صلوات یہود کی نماز کی جگہ مساجد جمع مسجد اہل اسلام کا عبادت گاہ۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا

کہہ اے لوگو میں جو ہوں تو صرف تمکو صاف صاف ڈر سنانیوالا ہوں۔ پھر جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے انکے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کے

مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ

پست کرنے میں کوشش کی وہی دوزخی ہیں۔ اور ہمنے تجھسے پہلے کوئی بھی ایسا رسول نہیں بھیجا اور نہ نبی کہ جب کبھی خیال باندھا اور شیطان نے اُسکے خیال میں کچھ آمیزش کی ہو پر اللہ

مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ

شیطان کی آمیزش کو دور کرکے اپنی آیتوں کو مستحکم کردیا کرتا ہے۔ اور اللہ خبردار حکمت والا ہے۔ تاکہ شیطان کی آمیزش کو ان لوگوں کیلئے کہ جنکے دلوں میں مرض ہے اور سخت دل والوں کیلئے آزمایش بنادے

وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ

اور بیشک ظالم تو بڑے مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور اسلئے کہ علم والے اسکو حق اور اپنے رب کی طرف سے جانکر اسپر ایمان لائیں اور انکے دل اسکے لئے جھک جائیں۔ اور اللہ

لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

ایمانداروں کو سیدھے رستہ کی طرف ہدایت کیا کرتا ہے۔

ابوالعالیہ کہتے ہیں صوامع نصاریٰ کے اور بیع یہود کے اور صلوات صابئیوں کے اور مساجد مسلمانوں کے عبادت خانے۔ بعض کہتے ہیں یہہ سب مساجد مسلمین کے نام ہیں اوصاف مخصوصہ کے لحاظ سے یہہ حسن کا قول ہے۔

یہود و نصاریٰ کے عبادت خانوں کو خدا نے محفوظ رکھنا اسلئے فرمایا کہ نسخ و تحریف سے پیشتر یہہ مقامات متبرک تھے بعض کہتے ہیں بعد نسخ و تحریف کے بھی انکی عزت فی الجملہ ہے اسلئے کہ ان میں بھی تو تھوڑی کی عبادت کیجاتی ہے یہہ بتخانے نہیں ہیں جہاں بتوں کی پرستش ہوتی ہے۔ اور حسن کے قول کے موافق تو اس گفتگو کی ضرورت نہیں کیونکہ مساجد مراد ہیں۔

اسکے بعد مجاہدوں کو اپنی مدد کا بھروسہ دیتا ہے ولینصرن اللہ من ینصرہ کہ جو اللہ کی یعنی اسکے دین اور انبیاء کی اعانت و حمایت کریگا خدا ضرور اسکی مدد کریگا پھر ان ناصرین دین کے چند اوصاف ذکر کرتا ہے کہ اگر اللہ کی مدد سے وہ زمین پر غالب ہوجاویں اور سلطنت و حکومت حاصل کریں تو (۱) نمازیں پڑھا کریں (۲) زکوٰۃ دیا کریں (۳) نیک باتوں کا حکم دیا کریں (۴) بُری باتوں سے لوگوں کو منع کیا کریں۔ مطلب یہہ کہ جب خدا ملک پر کسی قوم کو بصلہ حمایت دینی قابض و مسلط کرے تو انکو یہہ باتیں عمل میں لانی چاہئیں نہ کہ عیاشی اور فسق و فجور میں مبتلا ہونا چاہیے کیونکہ انکے غالب و مسلط کرنے سے اللہ کا یہی مقصود ہے کہ زمین پر نیکی اور خدا پرستی اور عدل و انصاف قائم رہے اسلئے اس بات کو بطور پیشین گوئی فرمایا کہ وہ ضرور ایسا کرینگے چنانچہ آنحضرت صلعم نے اور آپ کے بعد خلفاء اربعہ نے دین الٰہی کی مدد کی جہاد کرکے مخالفوں کو سرنگوں کرنا چاہا خدا نے حسب وعدہ انکی مدد کی کہ انکو ملکوں کا مالک کردیا بس بموجب پیشین گوئی اُن میں یہہ سب خوبیاں موجود تھیں پھر انکو ظالم و غاصب کہنا کلام الٰہی کی تکذیب کرنا ہے۔

خلفاء اربعہ

اور اسی لئے بعد میں فرمادیا وللہ عاقبۃ الامور کہ اللہ کو ہر بات کا انجام کار معلوم ہے وہ بصلہ حمایت دینی ایسے لوگوں کو ملک پر کیوں قابض کرنے لگا جو اقتدار پاکر فساد کریں۔ اسکے بعد آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ اگر یہہ مشرکین اپنی دولت و حشمت کے گھمنڈ پر آپ کو جھٹلاتے ہیں تو کچھ حرج کی بات نہیں ہے آپ سے پیشتر قوم نوحؑ اور عاد و ثمود اور قوم ابراہیمؑ اور لوطؑ اور مدین کے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے موسیٰؑ بھی جھٹلائے گئے ہیں مگر انجام کار ہمنے منکروں کو ہلاک کردیا ملک میں پھر کر دیکھو کہ انکے بلند محل اور بڑے عمیق کنوئیں کیسے برباد پڑے ہیں؟

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ۝ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ يَحْكُمُ

اور منکر تو ہمیشہ اس سے شک میں رہا کرتے ہیں یہانتک کہ یکایک ان پر قیامت آجاوے یا انکو نحس دن کا عذاب آلیوے۔ اس روز اللہ ہی کی حکومت ہو وہ ان میں

بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝

فیصلہ کر دیگا۔ پھر جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے وہ نعمت کے باغوں میں ہونگے۔ اور جو منکر ہوئے اور انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں سو انہیں کو ذلت کا عذاب ہے۔

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُم

اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر وہ مارے گئے یا خود مر گئے البتہ انکو اللہ عمدہ روزی دیگا۔ اور بیشک اللہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ البتہ اللہ انکو ایسی جگہ میں

مُّدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝ ذَٰلِكَ ۖ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنصُرَنَّهُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ

پہنچا دیگا جس سے وہ خوش ہو جاوینگے۔ اور اللہ خبردار تحمل والا ہے۔ یہ ہے۔ اور جو کسی نے بدلہ لیا اسیقدر کہ جو اسکے ساتھ کیا گیا تھا پھر اسپر کسی نے زیادتی کی تو اللہ اسکی مدد کریگا۔ البتہ اللہ درگذر کرنیوالا

غَفُورٌ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا

معاف کرنیوالا ہے۔ یہ اسلئے کہ اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اللہ سنتا دیکھتا ہے۔ یہ اسلئے کہ اللہ ہی برحق ہے اور جنکو وہ

يَدْعُونَ مِن دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ

اسکے سوا پکارتے ہیں وہی غلط ہے اور بیشک اللہ ہی برتر بزرگ ہے۔

منکر جو جلدی عذاب کی کرتے تھے اور انکو منکر ہوتے تھے اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ اللہ ہرگز اپنا وعدہ خلاف نہ کریگا اور عذاب کے لئے جلدی کرنا اور اسکے انتظار کی مدت کو بہت شمار کرنا عبث ہے ہاں عذاب کے ایام البتہ بڑی سخت ایام ہیں انکا ایکروز بوجہ سختی اور تکلیف کے جو منکروں پر ہوگی جسکی مفصل کیفیت اللہ جانتا ہے وان یوما عند ربک تمہارے ہزار برس کے برابر ہوگا مصیبت کے ایام کی درازی ضرب المثل ہے۔ معالم میں قول مجاہد و عکرمہ یوما من ایام الآخرۃ الخ کہ آخرت میں خدا تعالیٰ ایام کی ایسی درازی کریگا کہ وہاں انکا ایکروز یہاں کی ہزار برس کے برابر ہوگا بعض کہتے ہیں اسکے یہ معنی ہیں کہ مہلت دینے میں ایکروز اور ہزار برس برابر ہیں کیونکہ وہ قادر ہے جب چاہے مواخذہ کرلے تاخیر سے اسکی وہ عدم میں ترددنکرنا چاہئے یہ ابن عباسؓ کا قول ہے۔

اسکے بعد فرماتا ہے کہ لیجئے کہدے کہ تم کسلئے جلدی کرتے ہو میں تمہیں مطلع کرنے آیا ہوں کہ جو ایمان لاویگا نیک کام کریگا مغفرت اور دنیا و آخرت میں عزت پاویگا اور جو مقابلہ کریگا جہنم میں جاویگا۔ میں نذیر ہوں بشیر ہوں نہ خدا ہوں نہ خدا کے گھر کا مالک مختار کہ جو چاہوں تمہاری خواہشوں کے موافق تمکو کر دکھاؤں اسلئے اس بات کی تائید کے لئے یہ کلام بعد میں اسکے صادر فرمایا وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ کہ اے محمد صلعم تجھپر کیا موقوف ہے تجھسے پیشتر جسقدر رسول اور نبی بھیجے گئے ہیں گو وہ معصوم تھے مگر بشر تھے خواہش بشریہ سے خالی نہ تھے جب کبھی کسینے ان میں سے کوئی تمنی کی ہے یعنی کسی امر مہتم بالشان کی طرف توجہ تام کی ہے تو قوت متوہمہ نے جسکو شیطان سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے کچھ نہ کچھ اس میں خلط کر دیا ہے۔ چنانچہ انہیں ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا گیا کہ آپ ہجرت کر کے ایسے ملک میں گئے ہیں کہ جہاں نخلستان ہے پس قوت متوہمہ نے ملک یمامہ و ہجر کی طرف خیال دوڑایا حالانکہ مراد مدینہ تھا اسیطرح خواب میں دیکھا کہ حلق و قصر کر کے مکہ میں داخل ہوئے ہیں وہم نے کہدیا کہ اسی سال میں یہ واقعہ پیش آئیگا حالانکہ کئی سال بعد پیش آیا اسیطرح آیات میں جو مجملاً پیشین گوئیاں کی ہیں انکی تعیین میں قوت متوہمہ دخل نامعقولات کر دیتی ہے پس ایسی باتیں ضعیف الایمان اور سست اعتقاد اور ناپاک دل والوں کیلئے فتنہ یعنی آزمائش ہو جاتی ہیں وہ ڈگمگا جاتے ہیں شبہ کرنے لگتے ہیں اور اہل علم اور راسخ الاعتقاد اس بات کی حقیقت پر واقف ہو کر اسکو ایک بات من جانب اللہ جانکر اسپر ایمان لاتے اور دل میں خائف ہو جاتے ہیں

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ۗ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔ اللہ لطف کرنیوالا دانا ہے۔ اسیکا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور اللہ

لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَن تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا

بے نیاز تعریف کیا گیا ہے۔ کیا نہیں دیکھتا کہ اللہ نے تمہارے لئے زمین کی چیزوں کو مسخر کر دیا اور کشتی کو بھی جو دریا میں اسکے حکم سے چلتی ہے۔ اور آسمانوں کو تھام رکھا ہے کہ زمین پر نہیں گر پڑتا مگر

بِإِذْنِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۗ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ ۝

اسکے حکم سے۔ بیشک اللہ آدمیوں کیساتھ نہایت نرمی کرنیوالا مہربان ہے۔ اور وہی تو ہے کہ جسنے تمکو زندہ کیا پھر تمکو مارے گا پھر تمکو زندہ کریگا۔ البتہ انسان ناشکر ہے۔

لِّكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ ۖ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ ۚ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَإِن جَادَلُوكَ

ہمنے ہر قوم کیلئے ایک دستور مقرر کر دیا ہے کہ جسپر وہ عمل کرتے ہیں پس اس کام میں کوئی تجھسے نہ جھگڑے اور تو ہی اپنے رب کی طرف بلا کیونکہ تو سیدھے رستہ پر ہے۔ اور اگر تجھسے جھگڑیں

فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ

تو کہدے کہ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ اللہ قیامت کے دن فیصلہ کریگا جس چیز میں کہ تم باہم اختلاف کر رہے ہو۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ آسمان اور زمین میں ہے۔

إِنَّ ذَٰلِكَ فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَا لَيْسَ لَهُم بِهِ عِلْمٌ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ

یہہ کتاب میں ہے۔ یہہ اللہ پر آسان ہے۔ اور وہ اللہ کے سوا اسکو پوجتے ہیں کہ جسپر اسنے کوئی دلیل نہیں اتاری اور جسکا انہیں کچھ بھی علم نہیں۔ اور ظالموں کا

مِن نَّصِيرٍ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنكَرَ ۖ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۗ

کوئی بھی مددگار نہیں۔ اور جبکہ انپر ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو منکروں کے منہ پر ناخوشی تجھکو معلوم ہوگی۔ قریب ہے کہ حملہ کریں انپر جو ہماری آیتیں انپر پڑھتے ہیں۔

قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكُمُ ۗ النَّارُ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

کہہ کہ میں تمکو اس سے بدتر چیز بتلاؤں آگ کہ جسکا وعدہ دیا ہے اللہ نے کافروں کو۔ اور بری جگہ ہے۔

ع ۹ / ۸ / ۱۷

اگر خدا تعالیٰ اس آمیزش کو دور کرکے جو امر حق ہے اسکو قائم رکھتا ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ واللہ علیم حکیم آیات سے مراد وہی احکام حقہ ہیں جو رسولوں

اور انبیاء کو القا ہوتے ہیں اللہ آمیزش وہمی کو دور کرکے انہیں صاف اور مستحکم کر دیتا ہے باقی مطلب صاف ہے۔

ہمارے بعض مفسرین کی عادت ہے کہ وہ قرآن مجید کے صاف و سیدھے مطالب کو الجھاوے میں ڈال دیتے ہیں اور جب کوئی مطلب سمجھ میں نہیں آتا تو اسکے لئے کوئی قصہ گھڑ لیتے ہیں پھر اسکو

شان نزول قرار دے لیتے ہیں اور پھر لفظ حدثنا یا اخبرنا دیکھکر خوش اعتقاد لوگ اس مہمل بات کو حدیث سمجھ لیتے ہیں چنانچہ انہیں آیات کی تفسیر میں ایک قصہ نقل کیا کرتے ہیں کہ

مکہ میں آنحضرتؐ نے سورۃ النجم کی اس آیت کے بعد ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ القاء شیطانی سے جو آپکے دل میں خیال تھا بت پرستوں کی خوشی کیلئے یہ جملہ بھی پڑھ دیا تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن

لترتجیٰ جسے مشرک خوش ہوگئے مگر جبرئیلؑ نے آکر آپ کو متنبہ کیا اور آپ کو رنج ہوا اسلئے یہہ آیتیں نازل ہوئیں۔

پھر بعض اسکی یہہ توجیہ کرتے ہیں کہ شیطان نے اثناء قرأت میں یہہ جملہ ملا دیا تھا بعض کہتے ہیں کہ اہام انکاری کے طور پر یہہ جملہ آپ نے کہا تھا مگر جب سیرت سے اس قصہ کی اصل ہی نہیں

اور امام بیہقی نے خاص اسکے رد میں ایک رسالہ لکھا ہے اور ثابت کر دیا کہ یہہ قصہ زندیقوں کا بنایا ہوا ہے کسی صحیح سند اور معتبر راوی سے اسکا کچھ بھی پتا نہیں لگتا تو پھر ان تعجبات

اور اسکے مقابلہ میں قرآن مجید کے آیات اور دیگر دلائل کی کیا ضرورت ہے؟ امام فخر رازی صاحب تفسیر کبیر بیضاوی وغیرہ محققین نے اس قصہ کا ابطال شرعی دلائل عقلیہ و نقلیہ سے کیا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ

اے لوگو ایک مثل بیان کی گئی سو اسکو سنو۔ (وہ یہہ کہ) جنکو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ وہ سب اسکے لیے جمع ہو جاویں۔ اور اگر

الذُّبَابُ شَيْـــًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۔ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ

مکھی ان کی کوئی چیز لیجاوے تو اس سے وہ واپس لے سکیں۔ کمزور ہے طالب اور مطلوب۔ اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اسکی قدر کرنی چاہئے تھی۔ بیشک اللہ قوی زبردست ہے۔

مگر اسلام پر عیب لگانے کیلئے یادریصاحب ایسے لغو قصہ کو خواہ مخواہ پیش بھی کر دیا کرتے ہیں حالانکہ ایسی بے اصل باتوں سے اسلام پر عیب لگانا انصاف اور خدا ترسی سے بہت ہی بعید ہے واللہ اعلم۔

اولئک لہم عذاب مہین تک ساری بیان کا تتمہ ہے۔ پھر والذین ہاجروا فی سبیل اللہ سے لیکر ان اللہ لعفو غفور تک اصل مطلب کی طرف رجوع ہے کہ خدا کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں اور ظالموں کے ہاتھ سے مارے جانے والوں کو آخرت میں بڑے درجات اور عمدہ مقامات ہیں اور دنیا میں بھی خدا اس گروہ کی مدد کریگا وہ ہر بات پر قادر ہے پھر اپنی قدرت اور جبروت کا اظہار عالم میں گوناگوں تصرفات سے ظاہر کرتا ہے بقولہ یولج اللیل فی النہار الی ان الانسان لکفور اور انہیں جملوں میں انسان ناقدرے اور ہٹ دھرم کو اپنی بیشمار نعمتیں بھی یاد دلاتا ہے۔ شبہہ ہوتا تھا کہ جب خدا تعالیٰ ایسا رحیم کریم منعم ہے اور اسکی رحمت اور اسکے فیض سے کوئی خالی نہیں تو پھر بندوں کو محمد صلعم کی معرفت پابندی شریعت و احکام کی کیوں تکلیف دیتا ہے؟ اسکے جواب میں فرماتا ہے لکل امۃ جعلنا منسکا ہم ناسکوہ کہ ہم نے بندوں کی بھلائی کے لیے ہر اُمت کے لیے انکے مناسب انکے انبیاء اور ہادیوں کی معرفت (جیسا کہ فرمایا ہے ولکل قوم ہاد۔ وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر) ایک شریعت اور رستہ بنا دیا ہے اور فلاح دارین کے لیے ایک قانون دیا ہے کہ جسکو لوگوں نے افراط تفریط کرکے بگاڑ ڈالا پھر اس اخیر نبی کی معرفت اسکی اصلاح کی ہے فلا ینازعنک فی الامر پھر انکو تجھ سے اس امر میں جھگڑا کرنا مناسب نہیں وادع الی ربک انک لعلی ہدی مستقیم آپ سب کو انکو انکے رب کی طرف بلائیے کیونکہ تو سیدھے رستہ پر ہے دلائل میں نظر کرکے ہر عاقل جان سکتا ہے وان جادلوک فقل اللہ اعلم بما تعملون اور اگر اسکے بعد بھی وہ تجھ سے جھگڑا کریں تو کہدے کہ اللہ تمہارے کام سے خوب واقف ہے وہ آپ سمجھ لیگا اللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ فیما کنتم فیہ تختلفون اور قیامت کے دن آپ فیصلہ کر دیگا (منسک شریعت اور رستہ یہہ ابن عباسؓ کا قول ہے جیسا کہ عطا نے نقل کیا ہے اور یہی ٹھیک ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے لکل امۃ جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا بعض نے ذبح و قربانی بھی مراد لی ہے) اللہ کو ہر بات معلوم ہے الم تعلم ان اللہ یعلم ما فی السموات والارض ان ذلک فی کتاب ان ذلک علی اللہ یسیر اے مخاطب تو خود جانتا ہے کہ اللہ کو آسمان اور زمین کی ہر بات معلوم ہے اور یہہ سب کچھ لوح محفوظ میں ہے اور یہہ بات اللہ کے نزدیک کچھ مشکل نہیں بلکہ بہت آسان ہے۔ مگر باوجود اسکے ان لوگوں کی عقل کو دیکھیے کہ شریعت طریقہ انبیاء کو بگاڑ کر ویعبدون من دون اللہ ما لم ینزل بہ سلطانا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں کہ جنکے لیے اللہ کی طرف سے کوئی بھی سند نہیں۔ یعنی یہہ جو کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ خدا کے گھر کے مختار ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں یا قیامت میں ہمارے لیے سفارش کرینگے ان بات پر انکے پاس خدا کے ہاں سے کیا دلیل ہے محض خیالی بات ہے اور اس سے بڑھکر وما لیس لہم بہ علم ان چیزوں کو پوجتے ہیں کہ جنہیں جانتے بھی نہیں علم حقیقی انکی ماہیت کا نہیں کچھ جیسا کہ ہزاروں معبود خیالی ہنود کے ہیں کالی پری سنہری فلاں بھوت یہی حال عرب کی قوموں کا تھا اگر اذا تتلی علیہم آیاتنا بینات تعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر جب انکو رو شرک کے بارہ میں ہماری کھلی کھلی آیتیں اور دلائل سنائی جاتے ہیں تو منکر منہ بناتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آیتوں کے سنانے والوں پر حملہ کریں واذا تتلی علیہم آیاتنا الخ فرماتا ہے کہ یہہ کیا ناگوار ہے جہنم کی آگ زیادہ ناگوار ہوگی جو منکروں کے لیے مقرر ہو چکی ہے قل افانبئکم الخ اسکے بعد انکے معبودوں کی عجز و ناطاقتی ظاہر کرنے کے لیے فرماتا ہے

یا ایہا الناس ضرب مثل فاستمعوا لہ کہ ایک مثل بیان کرتے ہیں اسکو سنو اور وہ مثل یہہ ہے ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا کہ جسکو پکارنا اور اس سے مدد چاہنا جائز ہے اسکو قدرت تو ہونی چاہیے اور وہ خالق بھی ہو اور خدا کے سوا جنکو تم پکارتے ہو وہ سب حیوانات میں کم مرتبہ مکھی بھی اسکو تو بنا ہی نہیں سکتے

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

اللہ چھانٹ لیتا ہے فرشتوں میں سے پیغام پہنچانیوالے اور آدمیوں میں سے بھی۔ بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔ جانتا ہے انکا اگلا اور پچھلا حال۔ اور اللہ ہی کیطرف سب باتیں رجوع

الْاُمُوْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ

کرتی ہیں۔ اے ایمان والو رکوع اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو۔ اور بھلائی کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کرنا چاہئیے

هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

اسی نے تمکو برگزیدہ کیا ہے اور تمہارے لئے دین میں کوئی تنگی نہیں کی ہے تمہارے باپ ابراہیم کا دین اسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ پیشتر سے اور اس قرآن میں تاکہ رسول

شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ

تمپر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ بنو پس نماز قائم کرو اور زکوۃ دیا کرو اور اللہ کو پکڑے رہو۔ وہی تمہارا مولی ہے پھر کیا خوب مولی اور کیا خوب مددگار ہے۔

۱۰ ع ۱۷

ولو اجتمعوا لہ اگر وہ سب بھی جمع ہو کر پیدا کریں تو نہیں کر سکتے پھر دوسری بات اس سے بھی کمتر ہے اور وہ یہہ کہ ان یسلبہم الذباب الخ اگر مکھی انکی کوئی چیز لے اُڑے تو اس سے چھین نہیں سکتے پس جب یہہ حال ہے تو ضعف الطالب والمطلوب ضحاک کہتے ہیں طالب سے مراد عابد اور مطلوب سے معبود ابن عباسؓ کہتے ہیں طالب سے مراد مکھی ہے جو بتوں کی چڑھی ہوئی چیز پر آ بیٹھتی ہے اسکو لیتی ہے اور مطلوب صنم ہے کہ جس سے مکھی طلب کرتی ہے بعض کہتے ہیں کہ علی العکس طالب صنم مطلوب مکھی بہرتقدیر یہہ ضعیف و کمزور ہیں جو بت اپنے منہ سے مکھی نہ اُڑا سکے بھلا اسکو پوجنا کس عقل کا کام ہے؟ ما قدروا اللہ حق قدرہ بات یہہ ہے کہ لوگوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ چاہئے تھا ان اللہ قوی عزیز وہ قوی اور ہر بات پر قادر ہے پھر بندوں کو کیا مصیبت ہے جو اسکے سوا اوروں کے پاس جاتے ہیں کیا وہ کافی نہیں یا اور کوئی اس سے زیادہ قادر ہے؟

بتوں کی حقیقت تو معلوم ہوگئی اب رہے وہ لوگ کہ جو خدا کے برگزیدہ ہیں ملائکہ و انبیاء جنکو کہ اکثر بت پرست یا مشرکین پوجتے ہیں اور معبود حقیقی کے برابر انکو اقتدارات تسلیم کر کے ان سے حاجات کا سوال کرتے ہیں جیسا کہ عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو اور ہنود اپنے بزرگوں کو اور آج کل کے جہال مسلمان اولیاء کرام اور بزرگان دین کو پوجتے ہیں اور عرب کے مشرکین اور صابئین ملائکہ کو پوجتے تھے پس انکی نسبت فرماتا ہے اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس کہ ملائکہ اور لوگوں میں سے جو ممتاز اور رسول ہیں انکو بھی تو اللہ ہی نے برگزیدہ کیا ہے یعنی انکی کمالات اپنے گھر کے نہیں انکی بزرگی اللہ کی عطا کی ہوئی ہے پھر اللہ کو چھوڑ کر اللہ کے بندوں کو پوجنا کیا عقل ہے؟ دوم لفظ رسلا میں اشارہ ہے کہ ملائکہ کو یا انسان انمیں سے جسقدر محترم اور معزز ہیں اور جو سب میں چنے ہوئے ہیں وہ رسول ہیں یعنی رسل ملائکہ یا بنی آدم سب سے مکرم ہیں انکی اصطفا اور برگزیدگی کا باعث رسالت ہے پھر یہہ جسکے رسول ہیں اسکی برابر اور اس سے زیادہ کیونکر ہو سکتے ہیں؟ سوم جب رسول ہیں تو ضرور یہہ اللہ کے پیغام بندوں کے پاس لائے تھے اور سب سے مؤکد پیغام یہی تھا کہ اللہ کے سوا اور کسیکو معبود نہ بنانا پھر بجائے کہ انکے پیغام کو بالائے طاق رکھکر انہیں کو خدائی کا شریک سمجھنے لگے۔ اور یہی کلام ہے کہ منکروں کا جواب بھی ہے جو وہ کہتے تھے کہ کیا اللہ نے ہم سب میں سے محمد ہی کو رسالت کیلئے خاص کر لیا وانزل علیہ الذکر من بیننا کہ یہہ کیسا کیا اجارہ ہے اللہ فرشتوں میں سے جس فرشتہ کو چاہتا ہے اس کام کے لئے ممتاز کر لیتا ہے اور اسیطرح انسانوں میں سے جس انسان کو چاہتا ہے اس کام کیلئے ممتاز کر لیتا ہے ان اللہ سمیع بصیر وہ ہر ایک بات کی مصلحت سے خوب واقف ہے۔ اور ان بزرگوں کے پوجنے والے جو حجتیں کر کے انکو الوہیت میں شریک کیا کرتے ہیں وہ انکی باتیں سن رہا ہے اور جو کچھ افعال عبودیت ان بزرگوں کیلئے کر رہے ہیں انکو دیکھ رہا ہے۔ یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم اللہ کو اگلی پچھلی ہر بات معلوم ہے والی اللہ ترجع الامور اور ہر بات کا انتہا اللہ ہی کیطرف ہے یعنی ہر بات اسکے قبضہ قدرت میں ہے۔ اگلے جملہ سے علم اس سے قدرت کا اثبات مقصود ہے۔

بت پرستی اور شرک کی مذمت اور دنیا میں رسولوں کی بعثت بیان کر کے ایماندار لوگوں کو ان باتوں کی تاکید کرتا ہے جو نجات اور فلاح کا ذریعہ ہیں فقال یا ایہا
الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا کہ اے ایمان دارو خدا تعالی کو رکوع و سجود کرو یعنی نماز پڑھا کرو جس میں رکوع اور سجود ہے - اور نماز کے علاوہ اور بھی عبادت
کیا کرو واعبدوا ربکم تلاوت ذکر روزہ اور وافعلوا الخیر ہر ایک نیکی کرو اس میں صلہ رحمی خیرات صدقات مکارم اخلاق دنیا کی سب اچھی باتیں آ گئیں
لعلکم تفلحون تاکہ تمہیں فلاح ہو - ابن المبارک و احمد و اسحاق و امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے بعد سجدہ کرنا لازم ہے اور سفیان ثوری و امام ابو حنیفہؒ
کے نزدیک اس جگہ سجدۂ تلاوت واجب نہیں - قرآن مجید میں چودہ ١٤ جگہ سجدۂ تلاوت واجب ہے امام شافعیؒ سورۂ ص میں سجدہ واجب نہیں جانتے
اسکے بدلہ میں اس جگہ کا سجدہ لیکر چودہ ١٤ پورے کرتے ہیں ہمارے امام کے نزدیک سورۂ ص میں سجدہ ہے یہاں نہیں واللہ اعلم -
اسکے بعد ایک اور حکم دیتا ہے وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ جہاد سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک دشمنان دین سے جنگ کرنا ہے اور حق جہادہ سے
مراد پورے طور پر اور نہایت سعی و کوشش سے جسکی تفسیر بعض نے یوں کی ہے کہ خالصاً للہ اور بعض کہتے ہیں جس میں ہر دارا و راسد کی مخالفت نہ ہو بعض کہتے ہیں
جسمیں کسی کی ملامت کا خوف نہ ہو - پھر یہ عام ہے خواہ زبان سے ہو خواہ تلوار سے - اور اس حکم کا سب کے خیر میں صادر کرنا اسبات کو جتلاتا ہے کہ نماز و فعل الخیرات
سب سے بڑھکر یہ کام ہے کیونکہ جبتک شر اعدا ہی ان قائم ہو گا تو زمین پر خدا تعالی کے بندے نہ بفراغ قلبی نماز پڑھ سکینگے نہ کوئی اور نیک کام کر سکیں گے
بعض مفسرین کہتے ہیں جاہدوا فی اللہ سے عام طور پر ہر دینی بات میں دل سے کوشش کرنا مراد ہے خواہ اعدا دین سے جنگ ہو خواہ علم دین کی ترویج خواہ اور
نیکی کی باتیں اس تقدیر پر یہ جملہ گویا کلام سابق کے لئے تاکید ہے -
اور بعض اہل عرفان جیسا کہ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں اس سے مراد مجاہدۂ نفس ہے کہ نفس کی ناجائز خواہشوں کو روکو اور اسکو جہاد اکبر کہتے ہیں اور یہی حق الجہاد ہے
پھر فرماتا ہے ہو اجتبٰکم کہ اللہ نے تمکو ای امت محمدیہ اس خدمت کے لئے ممتاز کر لیا ہے تم کسی کے طعن و تشنیع کی پروا نہ کرو وما جعل علیکم فی الدین من حرج اور تمکو جو شریعت دی گئی ہے
کوئی مشکل اور دقت میں نہیں رکھی گئی ہے - کوئی گناہ ایسا نہیں کہ جس سے خلاصی اور جسکی معافی توبہ و استغفار یا کفارہ و قصاص سے نہ مقرر کی گئی ہو اور اسی طرح
اوقات عبادت کے لحاظ سے بھی سہولت ہے اور سہولت یہ ہے اگر غسل و وضو نہ کر سکے تیمم کی اجازت ہے کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے بیٹھکر پڑھ لے سفر میں قصر ہے بیمار اور مسافر کو
افطار کی رخصت ہے یہانتک کہ جو چیزیں سور مردار وغیرہ حرام ہیں بوقت اضطرار انکی بھی اجازت ہے یہود کی طرح شریعت اور احکام سخت نہیں نہ ہنود کی طرح کہ جہاں سے
کہ غیر کے ہاتھ لگنے سے دھرم بھرشٹ ہو جاوے اپنی ہاتھ سے چوکا کرے اور ہزاروں پاک چیزیں حرام و ممنوع انکے ہاں قرار دی گئی ہیں یہانتک کہ سفر و حضر موت و حیات
معاملات کا دائرہ تنگ کر دیا گیا ہے ملۃ ابیکم ابراہیم یہ تمہارے باپ ابراہیم کی شریعت ہے کوئی نئی شریعت نہیں - اس میں عرب کی طرف خطاب ہے جو اکثر ابراہیم
علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور تمام امت بھی مراد ہو سکتی ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضرت ابراہیم آنحضرت صلعم کے جد امجد ہیں نیکی جو سے جن
مسلمانوں کے روحانی باپ ہیں سب لوگوں کے باپ ہیں قرآن مجید میں حضرت صلعم کی بیویوں کو مسلمانوں کی ماں کہا ہے وازواجہ امہاتہم لیس آپ باپ ہیں آنحضرت کی
شریعت کا مادہ حضرت ابراہیم کی شریعت ہے بلحاظ زمانہ اس میں کچھ ترمیم ہوئی ہے اسلئے حضرت کی شریعت کو ملت ابراہیم کہتے ہیں - ہو سمٰکم المسلمین من قبل کہ اسی نے تو تمہارا نام
پہلے سے مسلمان یعنی فرمانبردار رکھا ہے جیسا کہ دعا کی تھی ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وفی ہذا اور اس کتاب میں بھی اور اس عہد میں بھی تمہارا نام مسلمان قرار پایا ہے
لیکون الرسول شہیدا علیکم وتکونوا شہداء علی الناس تاکہ رسول قیامت میں تمہارا گواہ ہو اور تم تمام بنی آدم کیلئے گواہ ہو تو جیسے عبادات کا قیام تمہارے سپرد کیا گیا ہے فاقیموا الصلوۃ و
آتوا الزکوۃ جانی اور مالی عبادات میں سرگرم رہا کرو واعتصموا باللہ اور ہر بات میں اللہ ہی کا بھروسہ رکھو اپنے دشمنوں سے کچھ خوف نہ کرو کیونکہ ہو مولٰکم وہ تمہارا مالک اور کارساز ہے فنعم المولی ونعم النصیر

سُورَۃُ المُؤمِنُونَ مَکِیَّۃٌ ہے اسمیں ایکسو اٹھارہ آیات اور چھ رکوع ہیں

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

قَد اَفلَحَ المُؤمِنُونَ ۙ الَّذِینَ ہُم فِی صَلَاتِہِم خَاشِعُونَ ۙ وَالَّذِینَ ہُم عَنِ اللَّغوِ مُعرِضُونَ ۙ وَالَّذِینَ ہُم لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُونَ ۙ

البتہ کامیاب ہوے ایمان والے ۔ وہ جو اپنی نمازوں میں عاجزی کیا کرتے ہیں ۔ اور وہ جو بیہودہ باتوں سے الگ رہتے ہیں اور وہ جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں ۔

وَالَّذِینَ ہُم لِفُرُوجِہِم حٰفِظُونَ ۙ اِلَّا عَلٰۤی اَزوَاجِہِم اَو مَا مَلَکَت اَیمَانُہُم فَاِنَّہُم غَیرُ مَلُومِینَ ۚ فَمَنِ ابتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ

اور وہ جو اپنی شہوت کا ہوں کو محفوظ رکھتے ہیں مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر پھر انکو کوئی برائی نہیں پھر جو اسکے سوا کوئی ڈھونڈھے

فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ العٰدُونَ ۚ وَالَّذِینَ ہُم لِاَمٰنٰتِہِم وَعَہدِہِم رٰعُونَ ۙ وَالَّذِینَ ہُم عَلٰی صَلَوٰتِہِم یُحَافِظُونَ ۘ اُولٰٓئِکَ

وقفہ

تو وہی حد سے تجاوز کرنیوالے ہیں ۔ اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں ۔ اور وہ جو اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں وہی

ہُمُ الوٰرِثُونَ ۙ الَّذِینَ یَرِثُونَ الفِردَوسَ ؕ ہُم فِیہَا خٰلِدُونَ ۝

وارث ہیں ۔ جو جنت الفردوس کا ورثہ پاوینگے ۔ وہ وہیں سدا رہا کرینگے

ترکیب

الذین المومنون کی صفت یا بدل والذین ہم معطوف الاعلی ازواجہم فی موضع نصب لان المعنی صانوہا عن کل فرج الاعن فروج ازواجہم اور حال بھی ہوسکتا ہے اسے الا والین علی ازواجہم او قوامین علیہن من قولک کان فلان علی فلانۃ ۔ ہم فیہا خالدون جملہ حال مقدرہ ہے یا فاعل سے یا مفعول سے ۔

تفسیر

یہہ سورۃ بھی مکہ میں ہجرت سے پیشتر نازل ہوئی ہے ۔ مشرکین کے جوابات دیکر اور انکے عقائد فاسدہ پر الزامات قائم کرکے اور انکے ظلم و ستم پر مسلمانوں کو فتح و نصرت کا وعدہ دیکر سورۂ حج کی اخیر میں مسلمانوں سے خطاب کرکے یہہ فرمایا تھا یاایہا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون وہاں انکو فلاح کی باتوں کا حکم دیا تھا کہ ایسا کرو چونکہ مسلمانوں کی قوم اپنی نبی کی ازحد فرمانبردار تھی انھوں نے فوراً اس حکم کی تعمیل کی عبادت و تقویٰ و طہارت میں ازحد سرگرم ہوگئے مگر مکہ کے کافروں کو انپر پھبتی طعن کا موقع ہاتھ آیا کہ انکو اب کیا فلاح ہوگئی ؟ یہہ تو اسی طرح تنگدست اور ہمارے ہاتھوں میں گرفتار مصائب ہیں کس لئے کہ کفار کے نزدیک آخرت اور وہاں کی فلاح کوئی چیز نہیں وہ تو دنیا ہی کی کامیابی اور کثرت اولاد و مال و جاہ و حکومت کو فلاح سمجھتے ہیں اسلئے اس سورہ کے اول میں بلفظ قد جو تحقیق کے لئے آتا ہے ایمانداروں کی فلاح یابی کا مژدہ دیا گیا اور اخیر اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس ہم فیہا خالدون میں یہہ بات بتلادی کہ فلاح سے مراد دارآخرت کی فلاح ہے اور وہی فلاح حقیقی فلاح ہے جہاں ہمیشہ رہنا ہے اور یہہ مسلمان جنکی یہہ صفات ہیں قطعاً فردوس کے مالک ہوکر ہمیشہ وہاں رہا کرینگے پھر اس سے زیادہ اور کیا فلاح ہوگی ؟

اور یہاں مومنوں کے چند اوصاف بھی بیان فرمادیئے تاکہ واعبدوا ربکم وافعلوا الخیر کی پوری شرح ہوجاوے اور یہہ بات بھی واضح ہوجاوے کہ صرف اپنے نام مسلمان کہلانا کافی نہیں مسلمان کو یہہ باتیں بھی جنت الفردوس کے مالک بننے کے لئے عمل میں لانی ضرور اور بہت ضرور ہیں ۔ یہہ سات صفت ہیں جو تمام مکارم اخلاق کے اصل الاصول ہیں اور جنمیں دنیا و آخرت کے متعلق حکمت نظری و عملی تہذیب اخلاق سے لیکر تدبیر المنزل تک کوئی بات رہ نہیں گئی ہے (۱) المومنون

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ

اور البتہ انسان کو ہمنے چنی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اُسکو ایک قرارگاہ میں نطفہ بناکے رکھا۔ پھر نطفہ کو علقہ بنایا پھر علقہ کو

مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۚ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ

مضغہ گوشت بنایا پھر مضغہ گوشت سے ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں کو گوشت پہنایا۔ پھر اسکو ایک نئی صورت میں بنا دیا۔ سو مبارک ہے اللہ جو سب سے بہتر بنانیوالا ہے۔ پھر اسکے

بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝

بعد تمکو مرنا ہے۔ پھر تم قیامت کے دن اُٹھائے جاؤگے۔

اسمیں ایمان کا ذکر ہے جو سب نیکیوں کی جڑ ہے۔ اسمیں اجمالاً اللہ اور اسکے صفات اور ملائکہ اور انبیاء اور انکی کتب اور دار آخرت کی تصدیق کرنیکا حکم ہے۔ یہہ حکمت نظریہ کا خلاصہ ہے (۲) الذین ہم فی صلاتہم خاشعون یہاں سے حکمت عملیہ شروع ہوتی ہے اور یہہ سب میں اول بات ہے۔ اس جملہ میں نہ صرف نماز پڑھنے کا حکم ہے بلکہ نماز میں عاجزی کرنیکا بھی۔ خشوع کے معنی میں اختلاف ہے بعض اسکو دل کا فعل کہتے ہیں ڈرنا اور دل سے معانی پر لحاظ کرکے خدا تعالیٰ کو حاضر یا اپنے آپ کو اسکے آگے کھڑا سمجھکر عجز و نیاز کرنا اور بعض اسکو ہاتھ پاؤں کا عمل کہتے ہیں سکون سے کھڑا رہنا اِدھر اُدھر التفات نہ کرنا کپڑے یا داڑھی یا اور چیز سے کھیل نہ کرنا نماز کے اندر اور بعض نے دونوں باتوں کو لیا ہے اور یہی قوی ہے اور صحیح حدیثوں میں دونوں باتوں کی طرف اشارہ ہے اور یہہ ظاہر ہے کیونکہ جب انسان اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے سامنے سمجھیگا اور اس سے عجز و نیاز کریگا جو در اصل یہی نماز ہے تو وہ کبھی اِدھر اُدھر ملتفت نہوگا جب شاہان دنیا کے دربار میں اِدھر اُدھر ملتفت ہونا سوء ادبی ہے تو وہاں دربار عالی میں کیونکر اِدھر اُدھر ملتفت ہو سکتا ہے؟ ہاں جو رسمی نماز پڑھتے ہیں اور دل سے نہ انکو حضور ہے نہ نیاز وہ ایسی باتیں کرتے ہیں انکی نماز انکے منہ پر ماری جاتی ہے (۳) والذین ہم عن اللغو معرضون وہ جو لغو سے کنارہ کرتے ہیں لغو حرام اور مکروہ اور بعض مباح فعل کو بھی کہتے ہیں جسکی طرف انسان کو کوئی حاجت یا ضرورت نہ ہے اور یہی معنی ادنیٰ ہیں۔ افسوس کہ آج کل مسلمان ان لغویں کیسے مبتلا ہیں جو دنیاوی امور میں صدہا مکانات اور بے ضرورت اسباب خرید اور بنا کر محتاج ہو جاتے ہیں بیاہ شادیوں میں اس لغو کا کچھ انتہا نہیں آتشبازی ناچ رنگ کیا کیا ہوتا ہے اور اسی طرح دینی معاملات میں لغو کا ارتکاب ہوتا ہے اولیاء اللہ کے مزارات قدس سرہ پر کیا کچھ نہیں ہوتا پھر قبروں پر ناچ ہوتا ہے اور دیگر فضول باتیں ہوتی ہیں اور محرم میں تو کچھ انتہا ہی نہیں ہزار ہا روپیہ لگا کر تعزیے بنتے ہیں لوگ ریچھ بندر بنتے ہیں شدے اور علم اور انکے ساتھ دیگر منہیات پھر کہیں حضرت امام حسین علیہ السلام کے گھوڑے کا فرضی نعل نکلتا ہے جسکو نعل صاحب کہتے ہیں سرکاروں سے لاکھوں روپے عاشور خانوں کے لئے ملتے ہیں کاش یہہ روپیہ قوم کی تعلیم میں صرف ہوتا۔ کہاں گئے ہمارے واعظ جو مجالس میں صرف ولا ہی جانتے ہیں ان باتوں کا ذکر تک بھی نہیں کرتے۔ (۴) والذین ہم للزکوٰۃ فاعلون وہ جو اپنے مال میں سے اللہ کے رستہ میں ایک حصہ معین دیا کرتے ہیں اور ایسے حصہ معین کو زکوٰۃ کہنے سے فاعلون کا لفظ لانا نہایت فصاحت ہو گیا۔ (۵) والذین ہم لفروجہم الخ وہ جو اپنی بیبیوں اور شرعی لونڈیوں کے سوا اور کسی پر اپنا ستر نہیں کھولتے۔ اس سے لونڈے بازی اور سحق اور ہاتھ سے منی نکالنے کی بھی ممانعت آگئی اور متعہ کی ممانعت بھی سمجھی گئی کیونکہ متاعی عورت حصہ نہ ملنے کی وجہ سے بیوی نہیں اور نہ لونڈی ہے پھر کیونکر مباح ہو سکتی ہے اور آیت میں بیوی اور لونڈی پر قضاء شہوت کا حصر کر دیا ہے (۶) والذین ہم لاماناتہم وعہدہم راعون امانت اور عہد کی حفاظت رکھنے والے۔ امانت میں مال اور آبرو اور بات سب کی حفاظت ضرور ہے اسی طرح عہد میں عہد الٰہی اور باہمی معاہدہ آ گیا۔ (۷) والذین ہم علیٰ صلوٰتہم یحافظون وہ جو اپنی نماز کی محافظت کرتے ہیں یعنی ہمیشہ وقت پر شرائط و مستحبات کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ ان ساتوں باتوں کے عمل میں لانے والے کے لئے اسنے اپنے فضل سے جنت میں آٹھویں درجہ کی اعلیٰ جنت کا وعدہ دیا جسکو جنت الفردوس کہتے ہیں اور اسکا انکو وارث یعنی مالک قرار دیا یہہ ہے فلاح مگر اسکے بعد بھی منکرین حشر و نشر یہہ کہتے تھے کہ مر کر کون زندہ ہوگا؟ اسلئے اس کے بعد یہہ کلام صادر فرمایا ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ الخ کہ ہمنے انسان کو قطرہ منی سے پیدا کیا اور وہ قطرہ مٹی سے بنا تھا کیونکہ غذائیں جنسے منی پیدا ہوتی ہے مٹی سے بنتی ہے پھر اس قطرہ کو خون بنایا پھر گوشت کا لوتھڑا بنا کر اسکے ہاتھ پاؤں بنائے ہڈیاں اور پٹھے بنائے اور اسکو انسان بنا کر ماں کے پیٹ سے باہر لائے اور پھر وہ ایک روز مرتا ہے پھر جسنے ایسا کر دیا کیا وہ دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا ضرور مر کر زندہ ہونگے ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۝ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ ۖ

اور البتہ ہمنے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے اور ہم بنانے میں بیخبر نہ تھے ۔ اور ہمنے ایک اندازہ کے ساتھ آسمان سے پانی اتارا پھر اسکو زمین میں ٹھہرا دیا

وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۝ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝

اور ہم اسکو لیجا بھی سکتے ہیں ۔ پھر ہمنے اس پانی سے تمہارے لئے باغ اگائے کھجور اور انگور کے ان باغوں میں تمہارے لئے بہت میوے ہیں اور انہیں تم کھاتے ہو

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ۝ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا

اور ہمنے وہ درخت بھی پیدا کیا جو کوہ طور سے نکلتا ہے ایسے طور سے اگتا ہے کہ جسمیں تیل اور کھانیوالوں کیلئے سالن ہوتا ہے ۔ اور تمہارے لئے چار پایوں میں بھی عبرت ہے کہ تمکو ان کے

فِىْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝

پیٹ کی چیزوں میں سے پلاتے ہیں اور تمہارے لئے انمیں بہت سے فائدے ہیں اور انہیں سے بعض کو کھاتے ہو ۔ اور انپر اور کشتیوں پر سوار کئے جاتے ہو ۔

انسان کے حالات کے بعد اپنی قدرت کاملہ اور علم و حکمت کے ثبوت میں فرماتا ہے ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق یعنی ہمنے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے طرائق جمع طریقہ ۔ آسمانوں کو طرائق یا تو اسلئے کہا کہ یہ ملائکہ کے آنے جانے کے رستے ہیں یا سبع سیارے کی چال کے رستے ہیں ۔ اور ممکن ہے کہ انکو طرائق انکے تطارق کی وجہ سے کہا جسکے معنی تہ بہ تہ یعنی اوپر تلے ہونے کے ہیں یقال طارق الرجل نعلیہ اذا اطبق نعلا علی نعل وطارق بین الثوبین اذا البس ثوبا فوق ثوب یہہ خلیل اور زجاج اور فراکا قول ہے (کبیر) پھر فرماتا ہے وما کنا عن الخلق غافلین کہ ہمنے ان آسمانوں کو یا دیگر مخلوق کو بے جوڑ کیف ما اتفق نہیں پیدا کیا ہے بلکہ ہر ایک میں صدہا حکمتیں ملحوظ ہیں ابتدا سے لیکر انتہا تک انکے مصالح کو نظر رکھا ہے ۔ وانزلنا من السماء ماء بقدر الخ منجملہ آسمانوں کی حکمتوں کے ایک بات یہہ ہے کہ ہم آسمانوں سے پانی اتارتے ہیں سو وہ بھی بے اندازہ نہیں کہ یوں ہی بادلوں کے دہانے کھول کر بے موقع دنیا کو غرقاب کر دیا جائے بلکہ بقدر ایک اندازۂ خاص سے پھر اس پانی کو بیہودہ طور پر صرف نہیں کرتے بلکہ فاسکناہ فی الارض اسکو زمین میں سینے دیتے ہیں اور انا علی ذہاب بہ لقادرون ہم اسپر بھی قادر ہیں کہ اس پانی کو لیجاویں سکھا دیں لیکن فانشانا لکم بہ جنات الخ تمہارے لئے اس سے باغ اگاتے ہیں اور طرح طرح کی جڑی بوٹیاں اناج وغیرہ پیدا کرتے ہیں منجملہ انکے کھجور اور انگور ہے جنکو تر او خشک کر کے سردی میں ہر طرح سے کھاتے ہیں انکے سوا باغوں میں لکم فیہا فواکہ کثیرۃ ومنہا تاکلون تمہارے لئے اور طرح طرح کے میوے ہیں اور نہ صرف میوے کہ جن سے پیٹ نہ بھرے غذا کا کام نہ چلے بلکہ بعض انمیں سے کھانیکا بھی کام دیتے ہیں ۔ صاحب کشاف کہتے ہیں منہا تاکلون کے یہہ معنی کہ یہی باغ تمہاری معاش اور روزی کا ذریعہ ہیں جیسا کہ کہا کرتے ہیں فلاں شخص فلاں پیشہ سے کھاتا ہے ۔ وشجرۃ معطوف ہے جنات پر لیے انشانا لکم شجرۃ اس درخت سے مراد زیتون کا درخت ہے جو عرب کے لئے بیشتر کوہ طور میں پیدا ہوتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے تخرج من طور سیناء صاحب کشاف کہتے ہیں طور یا تو سینا یا سینان کی طرف مضاف ہے کہ جسکو سینین بھی کہتے ہیں یا طور مضاف اور سینا مضاف الیہ دونوں سے مرکب ہو کر ایک پہاڑ کا نام ہے جیسا کہ امرء القیس وبعلبک پھر بعض اسکو غیر منصرف کہتے ہیں تعریف و عجمی کی سبب یا تعریف تانیث کے سبب کیونکہ یہہ بقعہ ہے اور فعلاء کا الف تانیث کے لئے نہیں جیسا کہ حرباء ۔ اور بعض الف کو تانیث کے لئے کہتے ہیں جیسا کہ صحراء ۔ یہہ پہاڑ قلزم کے اس طرف عرب کے گوشہ شمال مغرب کے بیابان میں ہے یہیں حضرت موسیٰ کو توریت ملی تھی تنبت بالدہن موضع حال میں ہے اے تنبت فیہا الدہن کجاء زید بالسیف یہ الباء الحال ای ملتبسا بالدہن ومعہ الدہن یعنی اس درخت میں تیل ہوتا ہے وصبغ للآکلین اور سالن بھی نہ سب کے لئے بلکہ انکے لئے جو اسمیں روٹی لگا کر کھاتے ہیں عرب زیتون کے تیل کو سالن کے کام میں لاتے ہیں ۔ الصبغ والصباغ ما یصطبغ بہ اے یصبغ بہ الخبز صبغ عطف علی الدہن لبیان الادام ۔ اسکے بعد جانوروں کے فوائد بیان کرتا ہے جو انکے پیدا کرنیسے خدا تعالیٰ نے ملحوظ رکھے ہیں انکا دودھ اور انکا گوشت کھانے میں آتا ہے اور انپر سواری ہوتی ہے یہہ خشکی کی سواری تری کے لئے کشتی بنا دی ۔ جسنے اپنی مخلوق کو ان نعمتوں کو ملحوظ رکھ کر بنایا اور بنی آدم کے آرام کا سبب کیا پھر کیا وہ دوبارہ انسان کو پیدا نہیں کر سکتا ہے ؟ یا کوئی اور اسکے ساتھ شریک ہے ؟ یا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہہ چیزیں خود بخود بنگئیں یا طبیعت کا فعل ہے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور البتہ نوح کو ہمنے اسکی قوم کی طرف بھیجا تب اسنے کہا اے قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارا اسکے سوا اور کوئی معبود نہیں پھر کیوں نہیں ڈرتے۔ پس اسکی قوم کے کافر سرداروں نے

مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۖۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا

کہا یہہ کیا ہے مگر تمہارے مثل ایک آدمی تم پر بڑائی حاصل کرنا چاہتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو فرشتے ہی نہ بھیجتا ہمنے اپنے اگلے باپ دادا سے

الْاَوَّلِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌ ۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ

یہہ نہیں سُنا یہہ تو صرف ایک دیوانہ آدمی ہے پس اسکا ایک وقت تک انتظار کرو۔ نوح نے کہا اے رب میری مدد کر اس وجہ سے کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا۔ پھر ہمنے اسکی طرف وحی کی کہ ہماری آنکھوں کے سامنے اور حکم سے کشتی

بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ

تیار کر پھر جب ہمارا حکم آئے اور تنور غضب جوش میں آئے تو کشتی میں ہر چیز کا جوڑا سوار کر لے اور اپنے کنبے کو بھی مگر انہیں سے جنکے لئے قول حق سبقت

مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

کر چکا اور ظالموں کے معاملہ میں مجھسے بات نہ کر کیونکہ وہ ڈوبنے والے ہیں۔ پھر جب تو اور جو تیرے ساتھ ہیں کشتی پر بیٹھ چکیں تو کہنا حمد ہے اس اللہ کے لئے جسنے ہمکو

نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ۝

ظالم قوم سے نجات دی۔ اور کہنا اے رب مجھکو کشتی سے برکت کے ساتھ اُتار اور تو بہتر اُتارنے والا ہے۔ بیشک اس قصے میں نشانیاں ہیں اور البتہ ہم ہی آزمائش کرنیوالے تھے۔

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ ۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

پھر انکے بعد ہمنے اور قرن پیدا کیا۔ پھر ان میں بھی انہیں میں سے رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اسکے سوا اور معبود نہیں۔ پھر کیوں نہیں ڈرتے ہو۔

اب یہاں سے انبیاء گذشتہ کے تذکرے بیان کرتا ہے جنکے ذکر سے یہہ چند باتیں ظاہر کرنی مقصود ہیں (۱) یہہ کہ جس طرح سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج تیری قوم تجھسے کج بحثیاں اور شبہات رکیکہ کرتی ہے اسی طرح پہلے لوگ انبیاء سابقین کے ساتھ کرتے آئے ہیں۔ (۲) یہہ کہ خدا تعالیٰ نے ان نبیوں کی معرفت بڑے بڑے معجزے دکھا کر آخرکار مخالفین کو ہلاک و برباد کیا ہے ایسا ہی تیرے مخالفوں کے ساتھ ہونیوالا ہے۔ (۳) یہہ کہ سب انبیاء خدا پرستی اور توحید کی تعلیم کرتے آئے ہیں یہہ جو بت پرستی کو تقلید آباؤ اجداد کی وجہ سے ایک امر جائز قرار دیتے ہیں محض غلط بات ہے (۴) خدا تعالیٰ ہر ایک قرن کو غارت کر کے اسکے بعد دوسرا قرن پیدا کرتا آیا ہے پھر کیا مرنے کے بعد زندہ نہیں کر سکتا ؟

سب سے پہلا قصہ حضرت **نوح** علیہ السلام کا ہے جسمیں بڑی بات کلام سابق کے ساتھ موجب ربط یہہ ہے کہ وہاں فرمایا تھا ہم آسمان سے پانی ایک اندازہ خاص کے ساتھ تمہارے فائدے کے لئے نازل کرتے ہیں اور جب بندے سرکشی کرتے ہیں اور انبیاء کے مقابلہ سے باز نہیں آتے تو یہی رحمت کو ہم زحمت کر دیتے ہیں جیسا کہ قوم نوح کے لئے ہوا کہ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی عبادت کا حکم دیا شرک سے منع کیا انکی قوم نے کہا (۱) یہہ تم جیسا آدمی ہے اسمیں فضیلت کی کیا بات ہے ؟ (۲) اللہ نے ہمکو کیوں بھیجا فرشتے کیوں نہ بھیجے (۳) یہہ حکم ہمنے باپ دادا سے نہیں سُنا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو (۴) اسکی یہہ باتیں خلاف عقل ہیں یہہ دیوانہ ہے (۵) یہہ جو کہتا ہے کہ عذاب آئیگا دیکھو آتا ہے کہ نہیں ؟ (چونکہ یہہ شبہات بے بنیاد تھے انکا جواب ذکر نہ کیا) آخرکار نوح نے دعا کی حکم ہوا کہ کشتی تیار کر اور اسمیں اپنے خاندان کو بجز انکے کہ جنکی تقدیر میں ازل سے ہلاکت لکھی گئی الا من سبق علیہ القول اور ایمانداروں کو اور ہر چیز کے جوڑے کو سوار کر لے چنانچہ انہوں نے ایسا کیا اور باقی سب لوگ کہ جنمیں انکا بدبخت ازلی بیٹا بھی تھا سب غرق ہو گئے۔ اس قصہ کی کامل تشریح پہلے ہو چکی اور فار التنور کے معنی بھی ہم بیان کر آئے ہیں قصہ کو تمام کر کے نتائج مذکورۂ بالا کی طرف اشارہ کرتا ہے ان فی ذالک لآیات۔ پھر فرماتا ہے انکے بعد ہمنے اور قرن پیدا کیا

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مَا هٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا

اور رسول کی قوم کے ان سرداروں نے کہا جو منکر ہوگئے تھے اور جنہوں نے آخرت کے ملنے کو جھٹلایا تھا اور جنکو ہم نے زندگی دنیا میں آسودگی دی تھی کہ یہ رسول کیا ہے مگر تم جیسا ایک آدمی وہی کھاتا ہے جو تم

تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ۝ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَّخٰسِرُونَ ۝ أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا

کھاتے ہو اور وہی پیتا ہے جو تم پیا کرتے ہو۔ اور اگر تمنے اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کی تو بیشک تم خراب ہوگئے۔ کیا تمکو وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مرجاؤگے اور مٹی اور ہڈیاں ہوجاؤگے

أَنَّكُمْ مُّخْرَجُونَ ۝ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ۝ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا

تو تم زندہ کرکے باہر نکالے جاؤگے۔ بعید ہے بعید ہے جسکا تمسے وعدہ کیا جاتا ہے۔ صرف یہی ہماری دنیا کی زندگانی ہے یہیں ہم مرتے اور زندہ ہوتے ہیں اور ہمکو تو مرکر زندہ ہونا نہیں یہ ایک شخص ایسا

رَجُلُ نِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ۝ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِينَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ

شخص ہے کہ جسنے اللہ پر جھوٹ بنالیا ہے اور ہمکو تو اسکا یقین نہیں آتا۔ رسول نے کہا اے میرے رب میری مدد کر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا۔ فرمایا تھوڑی دیر کے بعد یہ نادم ہوجاوینگے پھر تو مقرر انکو

الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَاءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ۝ ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝

ایک ہیبتناک آواز نے پکڑ لیا پھر تو ہمنے انکو چورا کردیا بس پھٹکار ہے ظالموں کی قوم کو۔ پھر انکے بعد ہمنے اور قرن پیدا کئے۔ کوئی قوم اپنے وقت سے نہ جلدی کرسکتی ہے نہ دیر کرسکتی ہے۔

ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۖ كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةً رَّسُولُهَا كَذَّبُوهُ فَأَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ أَحَادِيثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ

پھر پے درپے ہمنے اپنے رسول بھیجے۔ جب کوئی رسول اپنی قوم پاس آیا تو انھوں نے اسکو جھٹلادیا پھر ہم ایک کو دوسرے کے پیچھے لگاتے گئے اور انکو ہمنے کہانیاں بنادیا بس دوری ہو اس قوم کو جو ایمان نہیں لاتی

اور انہیں بھی ایک رسول بھیجا یہ **دوسرا قصہ** ہے۔ اس رسول سے مراد حضرت ہود یا صالح علیہما السلام ہیں۔ انھوں نے بھی اپنی قوم کو توحید و خدا پرستی کا حکم دیا تھا اور مرکر زندہ ہونیکا بھی وعدہ کیا تھا جسپر انکی قوم کے سردار جو آخرت کے منکر اور کافر تھے اور اللہ نے انکو دنیا میں ثروت و دولت دی تھی (کیونکہ یہی باتیں بھی دنیا دار دولتمند غرور میں آکر کیا کرتے ہیں) وہی بیہودہ شبہات کرنے لگے کہ یہ رسول ہمارے جیسا ہے جس طرح ہم کھاتے پیتے ہیں یہ بھی اسی طرح اور وہی چیزیں کھاتا پیتا ہے پھر ایسے شخص کے حکم پر چلنا جو ہم جیسا انسان ہے خرابی میں پڑنا ہے (ان حمقا نے رسول کو یہ سمجھا ہوگا کہ وہ نوع انسانیت سے علیحدہ کوئی اور ہی طرح کا ہونا چاہیئے) اور یہ کہ یہ جو کہتا ہے کہ مرکر اور بوسیدہ ہوکر بھی لوگ زندہ ہونگے تو یہ بہت بعید بات ہے صرف دنیا ہی کی موت اور زندگی ہے یہ جھوٹا آدمی ہے اسکی بات پر ہمکو یقین نہیں آتا تب نبی نے دعا کی کہ میری مدد کر حکم ہوا کہ ابھی یہ اپنے کئے پر نادم ہونگے چنانچہ انپر عذاب الٰہی نازل ہوا کہ ایک ہیبتناک آواز آئی جس سے وہ مرکر رہ گئے اسکی تشریح بھی چوتھی جلد میں ہوچکی انکے بعد یکے بعد دیگرے لوگ بنائے اور قرن پیدا کئے (قرن زمانہ مگر مراد اہل زمانہ) یعنی اور بہت سی قومیں ہوئیں اور انہیں بھی لگاتار ہم رسول بھیجتے گئے مگر ہر ایک قوم کے ہلاک کا ایک وقت مقرر ہے اس سے آگے یا پیچھے نہیں ہوسکتا رسول کی تکذیب سے فوراً ہلاک نہیں ہوتے اسمیں آنحضرت صلعم کو تسلی ہے کہ تیرے منکروں کی بربادی کا بھی وقت مقرر ہے انکی تکلیفیں اسوقت تمکو اٹھانی پڑینگی انکے کہنے اور جلدی کرنے سے فوراً ہلاک کردینا ہمارا دستور نہیں پھر فرماتا ہے کہ جب ان قرن والوں کے پاس انکا رسول آیا تکذیب سے پیش آئے سو ہمنے بھی یکے بعد دیگرے ایک قرن کو ہلاک کیا فاتبعنا بعضھم بعضا کے یہ معنی اور یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ پہلی اُمت کی طرح دوسری اُمت کا بھی تکذیب میں وہی دستور رہا وہ انہیں کی چال چلے لیکن اول معنی ظاہر ہیں انکو یہانتک ہلاک کیا کہ انکا کوئی نشان بھی باقی نہیں رہا صرف انکے قصے اور تذکرے باقی رہگئے وجعلناھم احادیث سوا نپر پھٹکار ہے۔ اسمیں اجمالاً بہت سے انبیاء کا تذکرہ ہے۔

لہ تترا ای متواترین واحدا بعد واحد من الوتر والتاء بدل من الواو کما فی تولج والالف للتانیث باعتبار ان الرسل جماعۃ وقرء بالتنوین علی انہ مصدر بمعنی الفاعل وقع حالا۔ ابوالسعود۔ قرأ ابن کثیر تتری منونۃ والباقون بغیر تنوین وہو اختیار اکثر اہل اللغۃ لانہا فعلی من المواترۃ وہی المتابعۃ وفعلی لا ینون کدعوی۔ ک ۱۲ منہ تترا التاء بدل من الواو لانہ من المواترۃ وہی المتابعۃ ومن ذلک قولہم جاؤا علی وتیرۃ واحدۃ ای طریقۃ وہو نصب علی الحال ای متتابعین فی الاصل انہ مصدر وقیل صفۃ لمصدر محذوف ای ارسالا متواترا والفہا للالحاق بجعفر کارطی او بدل من التنوین ۱۲ عبد الحق

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ۬ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۙ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ۚ

پھر ہمنے موسیٰ اور اسکے بھائی ہارون کو بھیجا اپنی نشانیاں اور کھلی سند کی ساتھ - فرعون اور اسکے سرداروں کی طرف پس انھوں نے تکبر کیا اور وہ ایک سرکش قوم تھی

فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ۚ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى

پھر انھوں نے کہا کیا ہم ایسے دو شخصوں پر ایمان لے آویں اور حالانکہ انکی قوم ہماری غلامی کرتی ہے - سو انکو جھٹلا دیا پھر وہ ہلاک ہوگئے - اور البتہ ہمنے موسیٰ کو

الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۔ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۧ

کتاب دی تھی تاکہ وہ اس سے ہدایت پاویں - اور ہمنے مریم کے بیٹے اور اسکی ماں کو نشانی بنا دیا اور انکو ایک بلند زمین پر ٹھیرایا جسمیں قرار اور آب رواں تھا -

ترکیب

ہارون بدل ہے اخاہ سے - ثُمَّ ارسلنا ہسکو مفرد لائے تثنیہ نہ لائے حالانکہ بجائے تثنیہ جمع بھی آتا ہے یا تو بہ مصدر ہے جسمیں تثنیہ و جمع برابر ہیں یا بشریت میں مماثلت ہی نکمتہ ہیں قومہما جملہ حال ہے اٰیۃ مفعول ثانی ہے جعلنا کا معین یا توفعیل ہے معن بمعنی شئی قلیل سے اور یہی ہے ماعون ہے یا عنتہ اذا ابصرتہ سے ہے لئے ماء جار ظاہر تراہ العیون و اصلہ معیون -

یہ چوتھا قصہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا ہے کہ ہمنے انکو معجزات ﴿ تفسیر ﴾ اور سلطان مبین کے ساتھ فرعون مصر اور انکی قوم کے پاس بھیجا لیکن وہ سرکش لوگ تھے کہنے لگے جیسے تم آدمی ہو ویسے ہی ہم ہیں اور نیز تمہاری قوم ہماری خدمت کرتی ہے یعنی ذلیل قوم سے ہو پھر تمکو کیونکر مانیں انکار کیا ہلاک ہوئے - سلطان مبین سے مراد یا تو وہی آیات یعنی نو معجزے جیسا کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اور سلطان مبین انہیں سے کوئی خاص معجزہ جیسا کہ عصیٰ اور خاص کا عام پر عطف جائز ہے جیسا کہ ملائکہ کے بعد جبرئیلؑ میکائیل کا ذکر - اور ممکن ہے کہ آیات سے مراد نفس معجزات ہوں اور سلطان مبین سے انکی وہ کیفیت جو انکے صدق پر دلالت کرنے سے متعلق تھی - یا ایک ہیبت و قار جو انکو عطا ہوا تھا انکے ہلاک کے بعد جب حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لیکر شام کو روانہ ہوئے اور بحر قلزم کو عبور کر کے اس میدان میں آئے کہ جسکو تیہ کہتے ہیں تو یہاں انکو بنی اسرائیل کی ہدایت اور انتظام کے لئے ایک کتاب خدا تعالیٰ نے دی تھی جو بالاتفاق جمہور[۹۱] اہل کتاب اہل اسلام توریت تھی پس وہ کتاب جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنام توریت تصنیف کی گئی اصلی توریت نہیں - ولقد اٰتینا موسی الکتاب (ای التوریۃ) جلالین - لعلہم یہتدون کے یہی معنی ہیں -

وجعلنا ابن مریم الخ یہ پانچواں قصہ حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا ہے انکے تمام قصہ کو چھوڑ کر صرف اس جگہ یہی بات بتلائی گئی کہ ہمنے ان دونوں کو آیت یعنی اپنے ال کی ایک نشانی بنایا تھا - بالاتفاق جمہور مفسرین حضرت مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کا اللہ کی نشانی ہونا اس لحاظ سے تھا کہ حضرت مریم کو بغیر کسی مرد کے حمل رہا اور اس سے پیشتر عبادتخانہ میں انکے پاس غیب سے بے موسم کے میوے آتے تھے اور حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہونے کی وجہ سے اور معجزات دکھانے کی وجہ سے نشانی تھے چونکہ دونوں کا نشانی ہونا ایک عجیب غریب بات سے تھا کہ مریمؑ کو بغیر مرد کے حمل رہا اور عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہوئے یعنی ولادت جسمیں دونوں شریک تھے اسلئے دونوں کو بلفظ واحد آیۃ ذکر فرمایا آیتین نہ کہا - اس آیت سے حضرت مسیحؑ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا بخوبی ثابت ہوگیا پھر جو تاویل یا انکار کرتے ہیں حق کو چھوڑ کر دوسرے رستہ چلتے ہیں اس نشانی سے چاہئے تھا کہ بنی اسرائیل فائدہ اٹھاتے ایمان لاتے راہ راست پر آتے اسکے برعکس انکی جان کے دشمن ہوگئے اسلئے حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰ کو بحالت صغر سنی مریمؑ کے چچازاد بھائی یوسف نجار ہیرودیس حاکم کے خوف سے مصر کی طرف[۹۲] لیکر چلے گئے تھے اور سالہا سال وہیں رہے یہاں دریائے نیل کا پانی جاری ہے اور یہ جگہ مرتفع ہے لیکن ابوہریرہؓ نے مقام رملہ[۹۳] بتایا ہے -

[حاشیہ: ۱۱ مقلانا ... یعنی ... توریت ... ۱۲ ح]

[حاشیہ: توراۃ موجودہ کا ... ۱۲]

[۹۱] چنانچہ توریت سفر استثنیٰ کے اکتیسویں[۳۱] باب کے چوبیس[۲۴] درس میں لکھا ہے قولہ اور ایسا ہوا کہ جب موسیٰؑ اس شریعت کے باتوں کو کتاب میں لکھ چکا اور وے تمام ہوئیں تو موسیٰ نے لاویوں کو جو خداوند کے عہد کے صندوق کو اٹھاتے تھے فرمایا کہ اس شریعت کی کتاب کو لیکے خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کی ایک بغل میں رکھو الخ یہی وہ توراۃ تھی جو حضرت موسیٰؑ کو ملی تھی آخر کار یہ کتاب موسیٰؑ کے بعد سلیمانؑ کے عہد تک کے زمانہ میں بنی اسرائیل پر مصائب آنے کی وجہ سے تلف ہو گئی چنانچہ جب سلیمان علیہ السلام نے یہ صندوق کھلوایا تو اسمیں صرف پتھر کی دو لوح برآمد ہوئیں کتاب نہ ملی جیسا کتاب اول سلاطین کے آٹھ[۸] باب نو[۹] درس میں ہے - [۹۲] انجیل متی کے دوسرے باب تیرہ[۱۳] درس میں اسکی تصریح ہے ۱۲ منہ [۹۳] رملہ ملک مصر میں ایک خاص جگہ ہے ۱۲ منہ

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا

(ہمنے کہا) اے رسولو پاک چیزوں میں سے کہاؤ اور اچھے کام کیا کرو میں جو کچھ تم کرتے ہو اس سے خبردار ہوں۔ اور البتہ یہہ تمہاری اُمت ایک ہی اُمت ہے اور میں تمہارا

رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ

رب ہوں پس مجھی سے ڈرا کرو۔ پھر لوگوں نے اپنے دین کو آپس میں متفرق کر دیا ہر ایک فرقہ خوش ہے اُس سے جو انکے پاس ہے۔ پس تو انکو انکی بیہوشی میں پڑا رہنے دے ایک وقت تک۔

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ

کیا وہ سمجھ رہے ہیں کہ یہہ جو ہم انکو مال اور اولاد سے بڑھائے جاتے ہیں ہم انکے لئے بھلائیوں میں جلدی کر رہے ہیں۔ بلکہ انکو خبر نہیں۔ بیشک وہ جو اپنے رب کی دہشت

رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا

سے ڈرتے ہیں۔ اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر یقین لاتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کسیکو شریک نہیں کرتے۔ اور وہ جو دیا کرتے ہیں جو کچھ کہ دیتے ہیں

وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝

اور انکے دل ہیں کہ اپنے رب کے پاس جانے سے ڈر رہے ہیں۔ یہی ہیں وہ کہ جو بھلائیوں میں پیش قدمی کر رہے ہیں اور یہی انکے لئے سب سے آگے بڑھ گئے۔

ترکیب

ان کو قراء کوفہ نے بکسر الہمزہ پڑھا ہے تب یہہ مستانفہ ہے ہذہ مبتدا امتکم خبر اور امۃ واحدۃ منصوب ہے حال لازمہ ہونیکی وجہ سے خبر ان سے دیگر قراء نے ان بالفتح پڑھا ہے یا تو لام مقدر مانکر جو فاتقون سے متعلق ہوگا اسے فاتقون لان ہذہ اور موضع ان کا نصب ہے یا جر یا یہہ معطوف ہے ما قبل پر۔ زبرا بضمتین جمع زبور ای کتبا مختلفۃ یعنی جعلوا دینہم ادیانا و زبرا قطعا استعیرت من زبر الفضۃ والحدید (کبیر و نفیر) بفتح الباء و ہو جمع زبرۃ و ہی القطعۃ والفرقۃ و انتصب علی الوجہ الاول علی الحال من امرہم و علی الوجہ الثانی حال من الفاعل۔ ان ما بمعنی الذی و خبر ان نسارع

تفسیر

رسولوں کا ذکر فرما کر انکے اس شبہ کے جواب میں (کہ ان رسولوں میں ہم سے کیا فوقیت ہے جو ہم کھاتے پیتے ہیں یہہ بھی وہی کھاتے پیتے ہیں یعنی ملائکہ یا انکی مانند کیوں نہیں) فرماتا ہے کہ ہمنے رسولوں سے یہہ کہدیا تھا کلوا من الطیبٰت یعنی حلال اور پاک چیزیں کھاؤ تمہارے ہی لئے یہہ نعمتیں ہمنے پیدا کیں ہیں ہاں حرام اور گندی چیزیں نہ کھاؤ نہ بزرگی کا مدار پاک و حلال چیزوں کے ترک کر دینے پر نہیں جیسا کہ بعض سمجھے ہوئے ہیں ہنود وغیرہ بزرگی اور ان نعمتوں کے شکر کے لئے واعملوا صالحا نیک کام کرنا ہے سو نیک کام کیا کرو میں تمہیں دیکھ رہا ہوں اور یہہ بھی کہدیا گیا تھا کہ اے رسولو تم سب کا ایک ہی طریقہ ہے توحید و عبادت اسی طرح تمہاری سب امتیں بھی باہم الگ الگ مذاہب کے لوگ نہیں اصول شریعت میں سب ایک ہیں اور تم سب کا رب بھی میں ایک ہی ہوں پس مجھ سے ہی ڈر کر بری باتوں سے پرہیز کیا کرو لیکن انبیاء کے بعد انکے پیروؤں نے باہم افراط و تفریط کر کے جدے جدے فرقے بنا لئے پھر ہر فریق اپنے تراشیدہ خیالات پر خوش ہے ہر ایک یہی سمجھتا ہے کہ ہم ہی راہ راست پر چلتے ہیں نصاریٰ اپنے تئیں مشرکین اپنے مذہب کو موجب نجات خیال کر رہے ہیں حضرت کو فرماتا ہے فذرہم الخ انکے حجت و تکرار کرنے میں انکو اپنی غفلتوں کے دریا میں ڈوبا رہنے دے ایک وقت تک۔ بعض علماء کہتے ہیں اس وقت سے مراد وہ وقت ہے کہ جب اسلام اپنی پوری شوکت دنیا میں ظاہر کرے پھر تہدید کے چابک سے انکو بیدار و ہوشیار کرنا۔ بعض کہتے ہیں موت یا عذاب الٰہی کے وقت تک کہ پھر انکو آپ معلوم ہو جاویگا۔

وہ دنیا کی ثروت و دولت کثرت اولاد و مال کو اپنے مذہب کے برحق ہونے کی دلیل جانتے تھے بلکہ اب بھی کہا کرتے ہیں ہمنے فلاں دیوی دیوتا کی نذر بھینٹ کی تو اسنے ہمکو مال و اولاد دیا اسکے جواب میں فرماتا ہے ایحسبون انما نمدہم الخ کہ کیا وہ اس افزائش مال و اولاد کو ہماری مہربانی سمجھتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ لا یشعرون انکو شعور نہیں چار دن پلئے ہیں کیونکہ دنیا فانی انکو آسائش کچھہ چیز نہیں حیوانات کو بھی نصیب ہے ہاں جنپر ہماری مہربانی ہے اور انکے لئے ہم بھلائیوں میں جلدی کر رہے ہیں وہ لوگ ہیں کہ جو اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ جو شرک نہیں کرتے اور وہ جو اللہ کی راہ میں دیتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ شاید قبول نہو یہی نیکی میں دوڑنے اور سبقت کرنیوالے ہیں۔

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ

اور ہم کسی پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر جسقدر کہ اٹھا سکے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو سچ سچ کہدیگی اور اُنپر کچھ بھی ظلم نہوگا۔ بلکہ انکے دل اس سے بیہوشی میں پڑے ہوئے ہیں اور اسکے سوا انکے اور بھی

دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ۝ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ۝ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ۝

کام ہیں کہ جنکو کیا کرتے ہیں۔ یہانتک کہ جب انکے مالداروں کو ہم آفت میں مبتلا کرینگے تو وہ جب ہی چلا اٹھینگے۔ دکھا جائیگا کہ آج کیوں چلاتے ہو تمہاری ہماری طرف سے کچھ بھی مدد نہوگی۔

قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ۝ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ۝ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ

تمپر میری آیتیں پڑھی جایا کرتی تھیں پس تم اُلٹے پاؤں بھاگا کرتے تھے۔ قرآن سے اکڑ کر قصہ سننے کے لیے اسے چھوڑ کر چلے جایا کرتے تھے۔ کیا انھوں نے بات نہ سمجھی تھی

اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ

کیا انکے پاس کوئی ایسی بات پہنچی تھی جو انکے اگلے باپ دادوں کے پاس نہ پہنچی تھی۔ کیا انھوں نے اپنے رسول کو نہ پہچانا جو یہہ اسکے منکر ہوگئے۔ کیا یہہ کہتے تھے کہ اسکو جنون ہے۔ بلکہ وہ انکے پاس

بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ

سچی بات لایا تھا اور اکثر انمیں سے کفر کو تو سچ سے نفرت ہے۔ اور اگر حق انکے خواہش پر چلے تو آسمان اور زمین خراب ہوجاویں اور وہ بھی جو اُن میں ہیں۔ بلکہ ہمنے تو انکی نصیحت انکو پہنچائی

فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

الربع

سو وہ اپنی نصیحت کی بات سے منہ موڑتے ہیں۔ کیا تو انسے کچھ اجرت مانگتا ہے پھر اجرت تو تیرے رب کی بہتر ہے اور وہی سب سے اچھا روزی پہنچانے والا ہے۔ اور البتہ تو انکو سیدھے رستہ کی طرف بلا رہا ہے۔

اہل ایمان کے چند اوصاف حمیدہ ذکر کرکے فرمایا تھا کہ یہی لوگ نیکیوں میں سبقت کر رہے ہیں اب مخالفوں کو رغبت دلاتا ہے کہ لا نکلف نفسا الا وسعہا ہم کسی پر اسکی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے یعنی احکام سخت پر مامور نہیں کرتے آسان اور سہل حکم دیا کرتے ہیں پھر لے کمبخت منکرو تم کیوں ان نیکیوں میں پیچھے پڑے جاتے ہو؟ اور یہہ خیال کرنا کہ ان نیکیوں میں سعی کرنا بیفائدہ ہے انکو آخرت میں کون یاد رکھیگا؟ غلط خیال ہے کسلیئے کہ ولدینا کتاب ینطق بالحق وہم لا یظلمون ہمارے پاس ایک کتاب ہے جسمیں یہہ سب کچھ لکھا جاتا ہے ہر فرد بشر کے اعمال کراما کاتبین لکھا کرتے ہیں یہہ کتاب ہر ایک بات ٹھیک ٹھیک بیان کردیگی اور کسیکا کوئی عمل نہ رہ جائیگا کہ اسپر ظلم ہو ظلم نہوگا۔ اسی کتاب کا آگے ذکر آچکا ہے ونخرج لہ یوم القیامۃ کتابا یلقاہ منشورا مگر اس سے مراد دنیا کی کتابوں کی مانند کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب مراد نہیں بلکہ اور قسم کی کتاب یعنی یادداشت الٰہی واللہ اعلم۔ یہہ باتیں سنکر بھی کفار نیکی کی طرف رغبت نہیں کرتے بل قلوبہم فی غمرۃ من ہذا الخ بلکہ انکے دل اس بات سے غفلت میں ہیں اور اسیپر بس نہیں بلکہ ولہم اعمال من دون ذلک اسکے برخلاف انکے اعمال ہیں جنکو وہ عمل میں لا رہے ہیں پھر یہہ گنہگار اپنے اعمال بد میں یہانتک گرفتار رہتے ہیں حتی اذا اخذنا مترفیہم بالعذاب الخ کہ جب ہم انکے دولتمندوں کو جو دولت کے نشہ میں مغرور رہتے عذاب میں مبتلا کرتے ہیں تو یجرون دہائی دینے لگتے ہیں۔ اس عذاب سے مراد موت کے وقت کا عذاب ہے۔ یہہ عذاب سب کفار کے لئے ہوگا مگر دولتمندوں کی تخصیص انکے غرور و تکبر کی وجہ سے ہوئی۔ ملائکہ اسوقت کہینگے اب کیوں دہائی دیتے فریاد کرتے ہو آج تمکو مدد الٰہی نہ پہنچیگی۔ قد کانت آیاتی الخ کیونکہ تمہارے سامنے میری آیتیں پڑھی جایا کرتی تھیں تم تکبر کی راہ سے انکو چھوڑ کر قصہ کہانیوں میں مشغول ہوتے تھے سمر رات کو قصہ گوئی کرنا۔ عرب کی عادت تھی کہ رات کو لوگ مجتمع ہوکر قصہ خوانی کیا کرتے تھے تہجرون ہجر بالکسر بمعنی جدائی۔ ہجر بالفتح ہذیان و بالضم فحش۔ کعبہ کے اردگرد بیٹھکر رات کو قریش مکہ قصہ خوانی کرتے تھے اور آنحضرتؐ اور قرآن کی ہجو و حقارت بھی کیا کرتے تھے۔

اب فرماتا ہے کہ ان باتوں کا عمل میں لانا یا تو اسلیئے تھا کہ قرآن مجید میں کوئی خوبی نہ تھی جو اس سے بھاگتے تھے اسکے جواب میں فرماتا ہے افلم یدبروا القول کہ انھوں نے کیا قرآن اور نبی کے ارشاد میں غور نکیا تھا یعنی کرنا چاہیئے تھا یا وہ نبی کے آنے کو اور انکے نصائح کو ایک اوپری بات جانتے تھے سو یہہ بھی غلط کیونکہ ام جاءہم۔ کیا انکے پاس رسول کوئی نئی بات لایا ہے جو انکے باپ دادوں کے پاس پہلے نہ آئی تھی؟ تیسری بات یہہ کہ وہ رسول سے واقف نہ تھے بلکہ خوب واقف تھے کہ قبل نبوت آپ سچے دیانتدار خدا ترس تھے پھر بعد نبوت جھوٹ بولنے سے کیا غرض تھی؟ ام لم یعرفوا رسولہم

وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ ۝ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِم مِّن ضُرٍّ لَّلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ

اور وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں رستہ سے ٹیڑھے چلتے ہیں۔ اور اگر ہم ان پر رحم کرکے انکی تکلیف کو دور کردیں تو بھی وہ اپنی سرکشی میں اندھے بنکر اڑے رہیں۔

وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ

اور البتہ ہمنے انکو عذاب میں مبتلا کیا پھر بھی وہ اپنے رب کی طرف نہ جھکے اور نہ عاجزی کرنیوالے تھے۔ یہانتک غفلت میں رہے کہ ہمنے ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھولدیا پھر تو فوراً

فِيهِ مُبْلِسُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ

اسمیں ناامید ہو گئے۔ اور وہی تو ہے کہ جسنے تمہارے لئے شنوائی اور آنکھیں اور دل بنائے۔ بہت کم شکر کرتے ہو۔ اور وہی تو ہے جسنے تمکو زمین میں پھیلادیا

وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ

اور اسکی طرف جمع ہوکر جاؤگے۔ اور وہی تو ہے کہ جو زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہی رات دن کا بدلنے والا ہے پھر کیا نہیں سمجھتے۔ بلکہ ویسی ہی بات بولے جو پہلے لوگ بولتے تھے۔

قَالُوا أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هَٰذَا مِن قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ

انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم مر جاوینگے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاوینگے تو پھر زندہ کئے جاوینگے؟ البتہ ہمسے اور ہمسے پہلے ہمارے باپ دادا سے اسکا وعدہ دیا گیا تھا یہ تو محض اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔

{ اساطیر جمع اسطار و اسطار جمع سطر ای ما کتبہ الاولون و قیل جمع اسطورۃ ۔ کبیر }

چونکہ یہ بات تھی کہ باوجودیکہ ان سے خدا ترسی اور راستبازی کے سیکڑوں تکلیفیں اٹھاکر دنیاوی فوائد پر لات مارکر قوم کو آنیوالی مصیبتوں سے پرحذر کرنا تو حید و راستبازی ہے بھلا کسی دیوانہ آدمی کا کام نہیں کیا ہم دیوانہ کو دیوانہ سمجھا تھا ام یقولون بہ جنۃ یہ کچھ نہیں تو لقین کرلینا چاہئے کہ جاءہم بالحق رسول انکے پاس برحق لیکر آیا ہے لیکن اکثرہم للحق کارہون ان میں سے اکثر کو حق سے کراہت و نفرت ہے۔ انکی کج طبعی اور تیرہ باطنی سے چاہتے ہیں کہ انکی خواہش کے موافق دنیا میں رسول حکم جاری کرے ولو اتبع الحق اہواءہم الخ اگر یہا ہو تو آسمان و زمین اور انکے رہنے والے خراب ہوجاویں۔ ریل کا انجن اگر کسی نادان کے سپرد کیا جاوے تو گاڑیاں الٹ جاویں صدہا آدمی مرجاویں پس ہم انکو انکے سمجھنے اور درست ہونیکی چیز انکو دیتے ہیں پر وہ اس سے اعراض کرتے ہیں پھر انکو یہ خیال کرنا چاہئے کہ یہ وعظ و نصیحت سے رسول کچھ اللہ سے مزدوری مانگتا ہے؟ کچھ نہیں بلکہ وہ جو آخرت کا طالب ہو اور اللہ بہتر دینے والا ہے اور اے محمد تو انکو سیدھے رستے کیطرف بلا رہا ہے وان الذین لا یؤمنون بالآخرۃ عن الصراط لناکبون اور آخرت پر یقین نہ لانیوالے سیدھے رستہ سے پیچھے جا رہے ہیں افسوس (اور ممکن ہے کہ اخذنا مترفیہم بالعذاب سے مراد دنیاوی مصیبت کا آجانا ہو جو شرارت پر آتی رہتی ہے جیسا کہ قریش کو ہر قحط عظیم اور جنگ بدر سے پڑی واللہ اعلم)

اور جو ہم انکی مصیبت سے کہ جسمیں انکو مبتلا کیا کرتے ہیں نجات دیں تو پھر اپنی اسی سرکشی میں اڑ جاویں۔ عذاب دفع ہونیکے بعد سرکشی کرنا انکے نزدیک معمولی بات ہے واقد اخذناہم بالعذاب الخ ہمنے انکو عذاب میں یعنی مصیبت میں گرفتار کیا تو خاص اس وقت بھی ما استکانوا لربہم اپنے رب کیطرف نہ جھکے اور استکان مستفعل من الکون اے انتقل من کون الی کون۔ ویجوز ان یکون افتعل من السکون کبیر۔ اور نہ جھکنے والے تھے۔ حتی اذا فتحنا علیہم یہانتک کہ اس تکلیف کے بعد ان پر اور سخت عذاب کا دروازہ کھولا تو بھی نہ جھکے بلکہ رب کی رحمت سے ناامید ہو گئے حالانکہ اللہ تو وہ ہے جسنے تمکو کان اور آنکھیں دل عطا کئے پھر اس سے ناامیدی کرنا کیسی بری بات ہے۔ اور اسمیں یہ بھی اشارہ ہے کہ اسنے سننے کو کان دیکھنے کو آنکھیں سمجھنے کو دل عطا کئے پھر خود دلائل الٰہی میں کیوں غور نہیں کرتے تاکہ انکو خود معلوم ہو جاوے کہ رسول جو کچھ فرماتا ہے سراسر ہمارے فائدہ کے لئے اور برحق بات کہتا ہے۔ اسکے بعد اور بھی اپنی نعمتیں اور اپنی قدرت کاملہ کی نشانیاں ذکر فرماتا ہے کہ جسنے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ مرنیکے بعد زندہ کرنے پر قادر ہے وہو الذی ذرأکم فی الارض یہ نعمت ہے والیہ تحشرون میں وعدہ ہے کہ جسنے تمکو زمین پر پھیلا دیا وہی تمکو حشر میں بھی لیگا اور وہ ہی جلاتا بھی ہے اور مارتا بھی ہے اور قدرت کاملہ کی دلیل ہے اسی طرح اختلاف اللیل والنہار بھی نعمت اور اسکی قدرت کی دلیل ہے انکے بعد فرماتا ہے افلا تعقلون کہ تم پھر بھی نہیں سمجھتے بلکہ وہی بیہودہ بات کہتے ہیں جو پہلے کہا کرتے تھے کہ مرکر اور ریزہ ریزہ ہوکر کیونکر پھر زندہ ہونگے؟ یہ صرف ایک جھوٹا وعدہ ہے جو ہمسے اور ہمسے پہلوں سے انبیاء کرتے آئے ہیں اور یہ صرف اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ یہاں حشر بالاجساد کا مسئلہ ہے جسکو خوب ثابت کر دیا۔

قُل لِّمَنِ الْأَرْضُ وَمَن فِيهَا إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ قُلْ مَن رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ

تو پوچھ کسکی ہے زمین اور جو کچھ اسمیں ہے اگر تم جانتے ہو - وہ کہینگے اللہ کی ہے - کہہ پھر کیوں نہیں سمجھتے - پوچھ کون ہے ساتوں آسمانوں کا رب اور کون رب ہے

الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ قُلْ مَن بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِن كُنتُمْ

عرش عظیم کا - وہ کہینگے یہ سب اللہ کے ہیں - کہہ پھر کیوں نہیں ڈرتے - پوچھ کس کے ہاتھ میں ہے ہر چیز کی حکومت اور وہی بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی بچا نہیں سکتا اگر تم

تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ فَأَنَّىٰ تُسْحَرُونَ ۝ بَلْ أَتَيْنَاهُم بِالْحَقِّ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِن وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلٰهٍ

جانتے ہو - کہدینگے سب کچھ اللہ کا ہے کہہ پھر کہاں سے تم دیوانے بنجاتے ہو - بلکہ ہمنے انکے پاس حق پہنچا دیا اور البتہ وہ جھوٹے ہیں - خدا نے کوئی بیٹا نہیں بنایا اور اسکی ساتھ اور کوئی معبود نہیں

إِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ إِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ سُبْحٰنَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

یوں ہوتا تو ہر خدا اپنی بنائی ہوئی چیز کو لیجاتا (اسپر قابض ہوتا) اور ایک دوسرے پر غالب آتا - اللہ پاک ہے انکی بیہودہ باتوں سے - جاننے والا چھپی اور کھلی چیز کا پس وہ برتر ہے انکے شریک بنانے سے -

---

سیقولون للہ قراۃ جمہور میں بالام ہے اور یہہ لمن الارض کا جواب ہے اور اخیر دونوں سوالوں کے جواب میں اللہ واقع ہے اور للہ بھی - بغیر لام میں لفظ کی رعایت ہے اور لام میں معنی کی لان المعنی فی قولہ من رب السموات لمن السموات - ملکوت میں ت مبالغہ کے لئے بمعنی ملک اذاً جواب ہے شرط محذوف کا تقدیرہ لو کان معہ آلھۃ -

قل لمن الارض سے ان منکرین حشر کا جواب شروع کرتا ہے کہ انسے پوچھ کہ ﴿ تفسیر ﴾ زمین اور اسکے رہنے والے کسکے ہیں وہ یہی کہینگے کہ اللہ کے کسلئے کہ اللہ کے قائل تھے تب کہہ کہ پھر کیوں نہیں سمجھتے کہ جسکے قبضہ قدرت میں یہہ سب ہیں اور وہ انکا خالق ہے تو کیا وہ مرنے کے بعد زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ پھر فرماتا ہے قل من رب السموات الخ کہ پوچھ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا کون مالک ہے اسکے جواب میں بھی وہ یہی کہینگے کہ اللہ پھر کہہ کیوں نہیں ڈرتے اسکے سوا اور کون ہے کہ جسکو اسکے ساتھ حاجت روا سمجھکر پوجتے ہو کیونکہ ان جوابوں میں اثبات حشر بھی ہے کیونکہ وہ جو ان سب کا مالک ہے وہ مرکر زندہ کرنے پر بھی قادر ہے اور انمیں رد شرک بھی ہے کہ سب کچھ اسکے بس میں ہے اسی کو پکارنا اور پوجنا چاہیے پھر فرماتا ہے کہ آسمان و زمین سے بھی تعمیم کر کے یہہ سوال کر کہ ہر ایک چیز پر کسکا قبضہ ہے اور وہ کون ہے کہ جسکو چاہتا ہے پناہ دیسکتا ہے اور اسکے مجرم کو کوئی پناہ نہیں دیسکتا اگر تمکو یہہ بات معلوم ہے (یقال اجرت فلانا علی فلان اذا اغثتہ منہ ومنعتہ) اسکے جواب میں بھی وہ اللہ ہی کہینگے پھر کہہ کہ تم پر کسنے کیا سحر کر دیا کیا افسوں پڑھکر تمکو احمق بنا دیا کہ اس بات کو جانکر بھی اللہ کے سوا اسکی مخلوق کو پوجتے ہو - جو دیدہ و دانستہ احمق بنجائے تو محاورہ میں کہا کرتے ہیں کہ اسپر کسنے جادو کر دیا کسنے تمکو منتر پڑھکر دیوانہ بنا دیا یہہ مطلب ہے درحقیقت اسپر کسنے سحر کر دیا ہے - عرب کے مشرک ہندوؤں کے سا عقیدہ رکھتے تھے جس طرح ہندو یہہ بھی کہدیتے ہیں کہ ایشر (خدا) جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی اسکی برخلاف نہیں کرسکتا مگر باایں ہمہ سیکڑوں معبود بھی بنا رکھے ہیں کہیں دیوی پوجتی ہے کوئی ہنومان کو مانتا ہے کوئی مہادیو کا لنگ پوجتا ہے کوئی بشن کی مورت پر جل چڑاتا ہے اور پھر ہر ملک میں ہر ایک قوم کا جدا ہی معبود ہے آگ پانی حجر شجر آفتاب ستارے کوئی چیز نہیں چھوڑی کہ جسکو نہ پوجتے ہوں یہی حاجت روا جانکر انکو پکارنا انکی نذر نیاز کرنا انکی پرستش ہے اور یہہ بھی کہتے ہیں کہ ان میں بھی ایشر کی مایا ہے یہہ بھی بڑی قدرت رکھتے ہیں یہی حال عرب کے مشرکوں کا تھا - افسوس ہندوستان کے جاہل مسلمانوں میں بھی ہنود کی صحبت کا اثر آگیا یہہ اپنے بزرگوں کے ساتھ یہہ معاملہ برتتے ہیں وہ اپنے بزرگوں کے ساتھ -

پھر فرماتا ہے بل اتیناہم بالحق الخ کہ ہمنے انکو حق دین دیدیا ہر بات سچی کھولدی پر یہہ جھوٹے منصوبے باندھتے ہیں مشرکین عرب میں سے بعض فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے عرب میں عیسائی بھی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے تھے انکے رد میں فرماتا ہے ما اتخذ اللہ من ولد الخ کہ اللہ نے کسیکو بیٹا نہیں بنایا اور نہ اسکے ساتھ اور کوئی خدائی میں شریک ہے اگر ایسا ہوتا ہر خالق اپنے مخلوق پر قبضہ کرتا اور ایک کا دوسرے سے خلاف ہوکر لامحالہ ایک دوسرے پر غالب ہوتا اللہ پاک ہے انکی ان باتوں سے وہ چھپی اور کھلی ہر بات جانتا ہے کسکو یہہ بات حاصل ہے

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ۝ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ۝

کہہ اے رب اگر تو مجھے دکھانے جسکا انسے وعدہ کیا جاتا ہے تو اے رب مجھے ظالم لوگوں میں نہ داخل کرنا ۔ اور البتہ جسکا کہ ہم انسے وعدہ کرتے ہیں تجھے دکھا دینے پر قادر ہیں ۔

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝ وَاَعُوْذُ بِكَ

برائی کے مقابلہ میں نیکی کر ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ کہ وہ بیان کرتے ہیں ۔ اور کہہ اے رب میں تجھسے پناہ مانگتا ہوں شیطانوں کے وسوسوں سے ۔ اور اے رب میں تجھسے پناہ مانگتا ہوں

رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۭ اِنَّهَا

کہ شیاطین میرے پاس آویں ۔ یہانتک کہ جب اُنمیں سے کسیکے پاس موت آئی تو کہنے لگا کہ اے رب مجھکو پھر بھیج تاکہ میں اچھے کام کروں اسمیں جو پیچھے چھوڑ آیا ۔ ہرگز نہوگا

كَلِمَةٌ هُوَ قَاۗىِٕلُهَا ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ وَّلَا يَتَسَاۗءَلُوْنَ ۝

یہہ ایک بات ہے کہ جسکو وہ کہہ رہا ہے ۔ اور انکے آگے ایک پردہ ہے قیامت تک ۔ پھر جب صور پھونکا جاویگا تو اُس روز نہ باہم نسب ہوگا اور نہ پوچھ گچھ ہوگی ۔

مایوعدون جملہ مفعول ہے تریّنی کا اما اصل میں ان ما تاکید ان شرطیہ کے لئے آیا ہے فلا تجعلنی اسکا جواب لفظ رب اہتمام شان کے لئے مقدم ہوا علیٰ متعلق ہے لقادرون سے بالتی میں ب الصاق کے لئے اور السیئۃ مفعول ہے ادفع کا ارجعون اصل میں رب ارجعنی تھا اور جمع کا لفظ فائدہ تکریر کے لئے گویا یوں کہا ارجعنی ارجعنی ۔ بعض کہتے ہیں رب کی تعظیم کے لئے صیغہ جمع کا لایا ۔ اور بعض کہتے ہیں ملائکہ سے کہہ رہا ہے ارجعونی کہ تم مجھے دنیا میں پھر جانے دو ۔ ہمزات جمع ہمزۃ وہو الدفع والتحریک الشدید والمراد وسوسہ ۔

❁ تفسیر ❁

کفار کی سرکشی پر جو عذاب آنے کے وعدے ہوتے تھے تو تمسخر ٹھٹھا کرتے تھے اور بیہودہ باتیں بکتے تھے اور سخت کلامی اور ایذا سے پیش آتے تھے اسلئے ان آیات میں اللہ تعالیٰ آنحضرتؐ کو اپنے وعدہ کے وثوق پر یہہ حکم دیتا ہے (۱) قل رب اما ترینی الخ کہ اگر تو دنیا میں مجھے انکا وہ عذاب دکھادے کہ جسکا انسے وعدہ کیا گیا ہے تو اس عذاب میں مجھے انکے شامل نہ کرنا کیونکہ جب بدکاروں کی شرارت سے دنیا پر قہر الٰہی آتا ہے تو اس عام بلا میں نیک بھی کبھی آجاتے ہیں جیسا کہ قحط اور وبا یا دشمن کا غلبہ ۔ پھر فرماتا ہے وانا علیٰ ان کہ منکر ہماری اس بات کو غلط نہ سمجھیں اے نبی اس وعدہ شدہ عذاب کو تجھے دکھا دینے پر قادر ہیں ۔ چنانچہ وہ عذاب انکو دکھایا ایسا قحط برسوں کا پڑا کہ جسمیں کتوں اور مردار کے کھانے کی نوبت آئی اور سب چلا اٹھے چنانچہ پھر آنحضرت صلعم کی خدمت میں آکر گریہ وزاری دعا کے خواستگار ہوئے حضرتؐ کی دعا سے وہ بلا دفع ہوئی ۔

حضرتؐ سے وہ لوگ سخت کلامی کیا کرتے تھے اور ایذائیں بھی طرح طرح سے دیتے تھے اسلئے آنحضرتؐ کو بالخصوص اور تبعاً حضرتؐ کے پیروں کو جو ہدایت و ارشاد کی گدی پر بیٹھے یہہ حکم دیتا ہے (۲) ادفع بالتی ہی احسن السیئۃ کہ تم انکی اس بدکلامی کے عوض بدکلام نکرو انکی ایذا کے مقابلہ میں ایذا نہ دو بلکہ برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرو بدکلامی کے جواب میں نرم بات کہو انکی تکلیفیں اٹھا کر دعا کرو ۔ حدیث میں آیا ہے صل من قطعک اعط من منعک ۔ کہ جو تجھسے توڑے تو اس سے محبت کا رشتہ جوڑ اور جو تجھے نہ دے تو اسکو دے ۔ کفار کی سخت تکلیفیں اٹھا کر بھی آنحضرتؐ یہی دعا کرتے تھے کہ اللہم اہد قومی انہم لا یعلمون الٰہی میری قوم کو ہدایت دے وہ جانتے نہیں ۔ کہاں ہیں وہ معترض جو اسلام کی معاشرت پر خونخواری سفاکی بیرحمی کا الزام لگاتے ہیں اسلام نے وہ رحمدلی عفو حلم صلہ رحمی تعلیم کی ہے کہ ایسی کسی مذہب میں نہیں ملتی ۔ جمہور محققین کا اتفاق ہے کہ یہہ آیت آیت سیف سے منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے ۔ وہ اور محل ہے یہہ اور محل ہے ۔ پھر فرماتا ہے (۳) وقل رب اعوذ بک کہ شیطان وسواس ڈالا کرتا ہے ۔ بادا وسوسہ شیطانی سے انسان ان بدکرداروں کے ساتھ تو تو میں میں کرنے پر آمادہ ہو جائے اسلئے چاہئے کہ اللہ سے پناہ مانگے کہ نہ اسکے وسواس دل میں آویں نہ شیاطین پاس آویں ۔ جس طرح کسی پر جن بھوت چڑھ کر اسکی بولی بولنے لگتا ہے اسی طرح شیطان جو بڑی بلا بھوت اور جن ہے آدمی پر کبھی مسلط ہو کر برے خیالات دل میں ڈالدیتا ہے لہذا پناہ مانگنا ضروری بات ہے ۔

پھر فرماتا ہے کہ تو شیاطین کے پاس آنیسے پناہ مانگ کیونکہ شیاطین کفار کے پاس موت تک موجود رہتے ہیں پھر جب موت آتی ہے اور عالم کا پردہ اُنسے اٹھ جاتا ہے

حسن بنیت

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ

پھر جسکا پلہ بھاری ہوا تو وہی فلاح پانے والے ہیں ۔ اور جسکا پلہ ہلکا ہوا تو یہی ہیں وہ لوگ کہ جنہوں نے اپنے تئیں خسارہ میں ڈالا جہنم میں

خَالِدُونَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۝ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا

رہا کرینگے ۔ انکے موہنوں پر آگ کی لپٹیں مارینگی اور وہاں انکے منہ بگڑے ہونگے ہم کہینگے کیا تمکو میری آیتیں نہیں سنائی جایا کرتی تھیں پھر تم انکو جھٹلایا کرتے تھے ۔ کہینگے اے رب ہمارے

غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ۝ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۝ قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ

بدبختی ہمپر غالب ہوگئی تھی اور ہم لوگ بہکے رہے ۔ اے رب ہمکو یہاں سے نکال اگر پھر کریں تو ہم قصوروار ۔ کہیگا پڑے رہو اسمیں دھتکارے ہوئے اور مجھسے نہ بولو

إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ

میرے بندوں میں سے ایک فریق کہا کرتا تھا اے ہمارے رب ہم ایمان لائے پس ہمکو بخشدے اور ہمپر رحم کر اور تو بہت رحم کرنیوالا ہے ۔ پس تمنے انسے مسخراپن کیا یہانتک کہ

أَنْسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ ۝ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝

انکے پیچھے پڑنے میں میری یاد بھول گئے اور تم انسے ہنسی کرتے رہے آج کے دن مینے انکے صبر کا بدلہ دیا کہ وہ ہی مراد کو پہنچ گئے ۔

اور ملائکہ عذاب اور برے اعمال کی سزائیں سامنے دکھائی دیتے ہیں تو کہتا ہے رب ارجعون اے رب مجھے پھر دنیا میں بھیج کہ جاکر اچھے کام کروں اسوقت انکی غفلت سے بیدار اور دنیوی لذات و شہوات سے ہوشیار ہوگا اور حسرتوں کا اسکے گرد ہجوم ہوگا بار بار یہہ التجا کریگا وہاں سے جواب ہوگا کلا ہرگز نہیں یہہ ایک بے فائدہ بات ہے جسکو وہ عبث منہ سے نکال رہا ہے انکے درمیان موت کا حجاب یا پردہ پڑا ہے قیامت تک دنیا میں نہ جائینگے ۔

یہاں سے تناسخ کا صریح ابطال ہوگیا اور یہی مسلک تمام انبیا کا ہے ۔ پھر قیامت کی کیفیت ظاہر فرماتا ہے فاذا نفخ فی الصور کہ جب دوبارہ صور پھنکیگا تو اسوقت نہ انسان کا نسب کام آویگا جیساکہ دنیا میں لحاظ ہوتا ہے کہ یہہ فلاں شخص ہے فلاں کی اولاد ہے فلاں قوم اور قبیلے کا ہے اونچی ذات کا ہے شریف خاندانی ہے یا کم قوم یا اچھی ہے نہ نسب پر وہاں تفاخر ہوگا اور نہ کوئی ان باتوں سے پوچھا جائیگا وہاں تو انسان کے اعمال اور ایمان سے کام پڑیگا فمن ثقلت موازینہ الخ پھر جسکی نیکیوں کا پلہ بدی کے پلہ سے بھاری ہوگا وہ مراد پاویگا اور جسکا پلہ ہلکا ہوگا جہنم میں جاویگا پھر آگے جہنم کی کیفیت بیان فرماتا ہے ۔ (موازین میں چند اقوال ہیں (۱) یہہ عدل و انصاف سے استعارہ ہے (۲) اس سے مراد اعمال حسنہ ہیں پھر جسکے اعمال کی قدر و منزلت ہوئی یعنی پسند الٰہی ہوئے وہ کامیاب ہے ورنہ خرابی میں پڑیگا ابن عباسؓ کہتے ہیں موازین جمع موزون اور یہہ اعمال صالحہ کے موزونات ہیں جیساکہ آیا ہے فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا انکے قول (۳) یہہ کہ درحقیقت اعمال کے تولنے کے لئے ترازو قائم ہوگی کہ جسکے دو پلے ہونگے جیساکہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے مگر اس سے بھی مراد دنیا کی ترازو نہیں جسپر اعراض کا تولنا محال خیال کیا جاتا ہے بلکہ اعمال تولنے کے مناسب جسکی حقیقت وہی خوب جانتا ہے ۔) کہ انکے موہنوں کو آتش جہنم جھلس دیگی جلادیگی ۔ اور وہاں انکے منہ بگڑے ہونگے کلوح کے معنی دونوں ہونٹوں کا پھول کر دانتوں سے جدا ہوجانا ایک نیچے لٹکا پڑے دوسرا اوپر چڑھ جاوے پھر انکے رونے چلانے پر اللہ کی طرف سے انسے فرشتے کہینگے الم تکن آیاتی تتلی علیکم کہ دنیا میں کیا تمکو اللہ کی آیتیں نہ سنائی جایا کرتی تھیں کہ جنکو تم جھٹلایا کرتے تھے وہ کہینگے ہماری بدبختی تھی اور ہم گمراہ تھے اب ہمکو اس آگ سے نکالدے اور دنیا میں بھیج پھر اگر ایسا کریں تو ہم ظالم ہیں وہاں سے جواب ملیگا یہیں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور بات نہ کرو خساء کتے کو ہٹ دھت کرنیکو کہتے ہیں مطلب یہہ کہ کتے کی طرح پھٹکے رہو یہہ ذلت کا کلمہ ہے ۔ کیونکہ دنیا میں میرے بندوں میں سے ایک فریق یعنی ایماندار یہہ دعا کیا کرتے تھے رب اغفر لنا وارحمنا وانت خیر الراحمین تم انسے ہنسی تمسخر کیا کرتے تھے آج اسکا بدلہ تمکو دیا تم یہاں رہو مگر وہ اسی سبب سے وہ ایمان والے کامیاب ہیں جنت میں آرام سے بیٹھے ہیں ۔

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ○ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ○ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ

پوچھیگا تم زمین پر کتنے برس رہے ؟ - کہینگے ایک آدہ دن رہے پس شمار کرنیوالوں سے پوچھ لے - کہیگا تم وہاں نہیں رہے مگر بہت کم کاش

اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ○ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

تمہیں معلوم ہوتا پھر کیا تمنے سمجھ لیا کہ ہمنے تمکو نکما پیدا کیا ہی اور یہہ کہ تمکو ہمارے پاس پھر کر نہیں آنا ہی - پس اللہ جو بادشاہ برحق ہی برتر ہی اسکے سوا کوئی معبود نہیں

رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ○ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ○

عزت کے تخت کا مالک - اور جسنے اللہ کے سوا اور معبود کو پکارا کہ جسکے لئے پہر کوئی سند نہیں تو اسکا حساب اسکے رب کے پاس ہی بیشک کافروں کو فلاح نہوگی -

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ○

اور کہہ اے رب معاف کر اور رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنیوالا ہے -

ع ۶ ۲۶ ۹

ترکیب

قال بقرء علی لفظ الماضی عند اہل الکوفۃ وبلفظ الامر عند اہل الحرمین والبصرۃ والشام - کم ظرف ہی لبثتم کا اے کم سنۃ لبثتم فی الدنیا وفی قبورکم عدد بدل ہی کم سے اور سنین آس سے عدد سنین تمیز بھی ہو سکتا ہی - عادین بالتشدید من العدد اے شمار کرنیوالے - وبالتخفیف علی معنی العادین اے المتقدمین کقولک ہذہ بئر عادیۃ اے سل من تقدمنا لو کا جواب محذوف اے لا جبتم بہذہ المدۃ عبثا مصدر فی موضع الحال ✽ تفسیر ✽ اومفعول لہ وانکم معطوف ہی انما پر انہ بالکسر علی الاستیناف -

منکرین قیامت سے بطور توبیخ کے وہاں یہہ سوال ہوگا کم لبثتم فی الارض الخ کہ جو تم کہتے تھے مرکر جینا نہیں اور زندگی ہی تو دنیا ہی کی زندگی ہی اور وہاں کی زندگی اور اسکے زوال مال وجاہ پر تم پھولے بیٹھے تھے اور اب یہاں اپنے گمان کے برخلاف مرکر زندہ ہونا اور ابدی عذاب میں مبتلا ہونا بھی دیکھ لیا اب بتلاؤ کہ تم دنیا میں کسقدر ٹھیرے تھے - وہاں کے عذاب ابدی کے مقابلہ میں اور نیز اس وجہ سے بھی کہ گذری ہوئی عمر بوقت مصیبت بہت ہی کم معلوم ہوا کرتی ہی یوں کہینگے یوما او بعض یوم ایکروز یا اس سے بھی کم دنیا میں رہے تھے فسئل العادین چاہیے آپ گنتی کرنیوالوں فرشتوں سے دریافت کرلیجئے فرشتہ کہیگا ایک دن یا نصف کہنا تو غلط ہی مگر یہہ صحیح ہی کہ تم دنیا میں بہت کم رہے لو انکم کنتم تعلمون بشرطیکہ تم بھی سمجھ جاتے کہ دار آخرت اور حیات جاودانی کے مقابلہ میں یہاں کی زندگی خواہ سو برس کی کیوں نہو بہت ہی کم ہی فسئل العادین کے ایک معنی یہہ بھی ہیں کہ قدیمی لوگوں سے پوچھ دیکھو اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہی کہ وہ جو پہلے زمانوں میں لمبی عمروں کے لوگ گذرے ہیں وہ بھی حیات دنیا کو اسیقدر قلیل سمجھتے ہیں - یہہ حیات دنیا کی حقیقت ہے کہ جسکے لئے انسان لمبی تدبیریں کرتا پھرتا ہی -

بعض علما کہتے ہیں کہ کم لبثتم میں سوال مرنے کے بعد قبر میں رہنے کی مدت سے ہی کہ آخرت کے مقابلہ میں اسکو بھی بہت ہی قلیل تصور کرینگے - یہہ بھی ممکن ہی افحسبتم انما خلقناکم عبثا الخ یہاں سے ایک تہدید آمیز کلام شروع فرماتا ہی اور یہیں قیامت قائم ہونے پر دلائل بھی ذکر کرتا ہی کہ اگر قیامت قائم نہو تو نیک و بد کو کامل سزا و جزا نہ ملے پھر نہ نیکی مطلوب ہو اور نہ بدی سے نفرت ہو جس سے لازم آوے کہ انسان عبث پیدا کیا گیا ہی سہپر کوئی مطالبہ الٰہی نہیں اسلئے فرماتا ہی کہ کیا تمنے یہہ سمجھ لیا ہی کہ ہمنے تمکو بیکار پیدا کیا ہی اور یہہ کہ تم پھر ہمارے پاس نہ آؤگے فتعالی اللہ تنزیہ اللہ اس بات سے پاک ہی کہ وہ عبث پیدا کرے مگر اس سے یہہ بھی نہ سمجھو کہ وہ ہمارا حاجتمند ہی کیونکہ الملک الحق وہ بادشاہ بے نیاز ہی اسکی بادشاہی ثابت اور قائم ہی کبھی زائل نہوگی لا الہ الا ہو وہ اکیلا ہی اور وہ بادشاہ عرش یعنی تخت کریم ذی عزت کا مالک ہی - عرش سے مراد بعض کے نزدیک ساتوں آسمان ہیں بعض کے نزدیک حقیقۃً عرش - لا الہ کے بعد یہہ فرماتا ہی کہ من یدع جسنے اور معبود کو پکارا بغیر دلیل (اور دلیل تو ہی نہیں) تو ہم کا حساب خاص ہم لینگے ابدی عذاب کی سزا دینگے کافروں کو فلاح نہوگی - سورہ کا ابتدا قد افلح المؤمنون سے اور خاتمہ انہ لا یفلح الکافرون سے کرنا عجب لطف کلام میں پیدا کرتا ہے - اسکے بعد آنحضرت کو دعا و ثنا کی تعلیم کرکے کلام کو کس خوبی سے تمام کرتا ہی قل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین -

سورہ نور مدنیہ ہی اسمین چونسٹھ ۶۴ آیات اور نو رکوع ہین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُورَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا

یہہ سورۃ ہی کہ جسکو ہمنے نازل کیا اور فرض کیا اور اسمین کھلی کھلی آیتیں نازل کیں تاکہ تم سمجھو - عورت زناکرنیوالی اور مرد زناکار سو ان میں سے ہر ایک کے

مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا

سو سو کوڑے مارو اور تمکو اللہ کے حکم میں انپر کچھہ ترس کرنا چاہیئے اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو - اور چاہیئے کہ انکے عذاب کو

طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ○

مسلمانوں کی ایک جماعت دیکھے - زناکرنیوالا نکاح نہیں کرتا بجز بدکار عورت یا مشرک عورت کے اور بدکار عورت نکاح نہیں کرتی بجز زناکار یا مشرک مرد کے - اور مؤمنوں پر یہہ حرام کیا گیا -

سورۃ مبتدا محذوف کی خبر ای ہذہ - انزلناہا سورۃ کی صفت فاجلدوا الزانیۃ والزانی کی خبر مائۃ منصوب ہی مفعول مطلق کی صفت ہو کر وکذا ثمانین -

تفسیر

ابن مردویہ نے روایت کی ہی ابن عباس و ابن زبیر سے کہ یہہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی ہی - اور اسی پر جمہور کا اتفاق ہی - اسمیں معاشرت کے متعلق بہت سے احکام مفیدہ ہیں جنکی طرف مسلمانوں کی جماعت کو ضرورت پڑی منجملہ انکے سب سے پہلا حکم زنا کی بابت ہی - اسلیئے تمہید کے طور پر سر سورۃ میں یہہ بات ظاہر فرمادی کہ یہہ ایک ایسی سورۃ ہی کہ جسکو ہمنے نازل کیا ہی اور ہمنے اسکو یعنی اسکے احکام کو مقرر کیا فرضناہا ای اوجبنا ما فیہا من الاحکام (معالم) اور اسمیں ہمنے آیات بینات (احکام واضحہ) تمہارے فائدہ کے لیئے نازل فرمائے ہیں - یعنی یہہ سب الٰہی احکام ہیں انکی تعمیل میں تمکو چون وچرا کرنا نچاہیئے انکی خوبیاں وہی خوب جانتا ہی -

زنا کی تعریف بعض علما نے یہہ کی ہی کہ پیشاب گاہ کو اس مقام مخصوص میں داخل کرنا (فرج مین) جو طبعاً مرغوب اور قطعاً حرام ہو - غالباً یہہ تعریف عرف عام کے دستور کو اور شرعی قیود کو ملحوظ رکھکر کی ہی - پیشاب گاہ داخل کرنیکی قید سے یہہ بات پیدا ہوئی کہ اگر کوئی کسیکے فرج میں انگلی یا لکڑی داخل کریگا تو اسپر زنا کا اطلاق نہوگا نہ اسکے احکام جاری ہونگے یہہ اور بات ہی کہ یہہ فعل بھی حرام و ممنوع ہی اور اسکے لیئے تعزیر ہی - اسیطرح ایسے مقام مخصوص میں داخل کرنیکی قید سے جو طبعاً مرغوب ہو بعض کے نزدیک دبر یعنی پاخانہ کی جگہہ میں داخل کرنے سے خواہ مرد کے خواہ عورت کے زنا کا اطلاق نہوگا نہ اسپر احکام زنا جاری ہونگے لیکن یہہ فعل بھی حرام ہی اور اسکی سزا تعزیر ہی جیسا کہ امام ابوحنیفہ کا قول ہی کیونکہ یہہ مقام طبعاً مرغوب نہیں طبائع سلیمہ کا ذکر ہی نہ خبیثہ کا - مگر امام شافعیؒ اسکو بھی زنا کہتے ہیں کیونکہ لذت اور قضاء شہوت دونوں جگہہ برابر ہی - اور اسیطرح چار پایوں سے کرنیکو بھی زنا نہ کہینگے گو اس حرام فعل پر اسکو سزا دیجاویگی اور اسیطرح حرام قطعی کے قید سے یہہ بات پیدا ہوئی کہ جو فرج اسکے لیئے حلال ہی جیسا کہ اسکی بیوی اور شرعی لونڈی اسکے ساتھہ کرنے سے زنا کا اطلاق نہوگا گو حالت حیض و نفاس ہی کیوں نہو یہہ اور بات ہی کہ حالت حیض و نفاس میں بیوی کے ساتھہ بھی یہہ فعل کرنا شرعاً حرام ہی - اور اسیطرح جہاں حرام قطعی نہیں بلکہ شبہہ اور اختلاف کی صورت ہو جیسا کہ وطی بالشبہہ یا نکاح فاسد وغیرہ - اسیطرح عورت کا عورت سے رگڑنا یا ہاتھہ سے مرد کا منی نکالنا بھی زنا نہیں گو شرعاً ممنوع اور بدکام ہی - یہہ بہت سے مسائل ہیں کہ جنکی تفصیل اور ادلہ بڑی کتابوں میں ہیں -

زنا کی برائی تمام عقلا کے نزدیک ثابت ہی اور دلائل عقلیہ سے اور اکثر اہل ادیان اسکو برا جانتے ہیں ہماری شریعت میں بھی کثرت سے برائیاں آئی ہیں ایک جگہہ قرآن مجید میں آیا ہی لا تقربوا الزنا کہ زنا کے پاس بھی نہ جاؤ - آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی بری نگاہ سے دیکھنا بھی زنا ہی یعنی ویسا ہی گناہ ہی اسیطرح ہاتھہ سے چھونا اور شہوت انگیز باتیں کرنا بلکہ دلمیں

اسکا قصد مصمم کرنا بھی گناہ ہے۔ اس فعل بد کی شامت سے دنیا میں بھی انسان پر سیکڑوں بلائیں نازل ہوتی ہیں دشمن کا غلبہ رزق کی تنگی عزت وہیبت کی بربادی عمر میں بے برکتی مال و دولت کی بربادی وبا اور سیکڑوں بیماریوں کا آنا۔ اور روح پر بھی ایک ایسی تاریکی پیدا ہوتی ہے جو مرنے کے بعد اندھیری اور عذاب آتش بنکر سامنے آئیگی۔ خدا تعالی کی نظر میں بھی یہہ شخص مقہور ہوجاتا ہے روحانی اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں دعائیں اثر نہیں رکھتا وغیر ذلک توبہ توبہ۔

حضرت موسی علیہ السلام کی شریعت میں زنا کی سزا جان سے مار ڈالنا تھا جیسا کہ توریت کتاب احبار کے بیسویں باب کا دسواں جملہ ہے قولہ وہ جو دوسرے کی جورو کے ساتھ یا اپنے پڑوسی کی جورو کے ساتھ زنا کرے وہ دونوں قتل کئے جاویں اور ۱۹- باب کے ۲۰- ورس میں غیر کی لونڈی اور غیر کی منگیتر کے ساتھ زنا کرنیکی سزا میں صرف کوڑے مارنیکا حکم ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام کے پاس ایک زناکار عورت کو حد مارنیکے لئے لائے تھے آپ نے حد نہ ماری نہ حد مارنیکا حکم دیا جیسا کہ انجیل میں موجود ہے اسلیئے عیسوی شریعت میں زنا پر کوئی حد قائم نہیں ہوئی اور شاید اسی خیال سے انگریزی قانون میں زنا صرف شوہر دار عورت کے ساتھ مباشرت کرنیکا نام ٹھہرایا گیا جسپر کچھہ خفیف سی سزا رکھی ہے اور نئی تعلیم کے لوگ خواہش نفسانی کے لحاظ سے اسکو پسند کرتے ہیں۔ مگر قرآن مجید نے اس افراط و تفریط کو دور کرکے یہہ مناسب حکم دیا الزانیۃ والزانی الخ کہ زناکار کو سو کوڑے مارو اور اس حکم میں فروگذاشت نکرو اور یہہ سزا جماعت کے سامنے دو۔ اول اسلام میں زنا کی سزا بیاہی کے لیئے گھر میں قید کرکے رکھنا تھا موت تک اور کنواری کے لیئے زبان سے لعنت ملامت کرنا جیسا کہ آیا ہے واللاتی یاتین الفاحشۃ من نسائکم فاستشہدوا علیہن اربعۃ منکم فان شہدوا فامسکوہن فی البیوت حتی یتوفاہن الموت او یجعل اللہ لہن سبیلا واللذان یاتیانہا منکم فاذوہما فان تابا واصلحا فاعرضوا عنہما۔ اور اسیطرح لونڈی غلام جو اس امر قبیح کے مرتکب ہوتے تھے تو انکو جوتے تھپڑ مار کر چھوڑ دیتے تھے پھر یہہ حکم بدل گیا بیاہی کی سزا رجم یعنی سنگسار کرنا اور کنواری کی سزا سو کوڑے یا درے مقرر ہوئے امام شافعی رح اسکے ساتھہ برس تک جلاوطنی کا بھی حکم حدیث سے استدلال کرکے دیتے ہیں امام ابو حنیفہ حدیث کو منسوخ العمل قرار دیکر یہہ بات امام کی رائے کے سپرد کردیتے ہیں کہ چاہے تعزیرا ایسا کرے۔

گرچہ الزانیۃ والزانی کا لفظ عام ہے لہذا خوارج اسی عموم کو ملحوظ رکھکر محصن کے لیئے بھی سو درے کی سزا قرار دیتے ہیں رجم نہیں کہتے مگر اسمیں کوئی بھی شبہہ نہیں کہ لونڈی کی سزا زنا پچاس درے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے فان اتین بفاحشۃ فعلیہن نصف ما علی المحصنات من العذاب اور غلام کا بھی یہی حکم اسپر قیاس کرکے قائم ہوا پس اس عموم کی تخصیص ہوگئی اور عموم مخصوص البعض کی تخصیص خبر احاد سے درست ہے چہ جائیکہ تخصیص خبر متواتر ہو پس جمہور اہل سنت کا یہہ مذہب ہے کہ جو مرد یا عورت محصن ہو (یعنی جس عاقل بالغ مسلم نے نکاح صحیح کرکے ایکبار بھی مباشرت کا حق حاصل کرلیا ہو جسکو عرف عام میں بیاہا ہوا کہتے ہیں) اسکو سنگسار کرنا چاہیئے یہہ سزا باسناد صحیح آنحضرت صلعم سے ثابت ہے اور اسپر اجماع صحابہ منعقد ہوچکا ہے۔ اسلیئے اس حکم کے موکد کرنیکے لیئے خدا تعالی نے فرمایا (۱) ولا تاخذکم بہما رافۃ الخ کہ تمکو یہاں ترس نہ کھانا چاہیئے اگر تمکو اللہ اور قیامت پر ایمان ہو (۲) یہہ سزا مسلمانوں کی ایک جماعت کے سامنے ہونی چاہیئے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور یہہ خراب بات جہان سے کم ہو۔

الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ الخ یہہ تیسری تحقیر زنا کی ہے۔ اگر ان الفاظ کو خبر تسلیم کیا جاویگا کیا ہو الظاہر تو یہہ ایک عام اور غالب دستور کا ذکر ہے کہ بدکار کو بدکار یا مشرکہ عورت سے رغبت ہوا کرتی ہے اور اسیطرح ایسی عورتوں کو ایسے مردوں سے رغبت ہوتی ہے اور وہی باہم نکاح یا وطی کرتے ہیں اور ایمانداروں کے لیئے یہہ رغبت بحیثیت مذکورہ حرام ہے یا اسکو بالخصوص انکے حق میں کہا جاوے کہ جنکے حق میں نازل ہوا چنانچہ نسائی نے روایت کیا ہے کہ ایک عورت جسکا نام ام مہزول تھا بدکار تھی ایک صحابی نے اس سے نکاح کرنا چاہا اور آنحضرت صلعم سے پوچھا تو ممانعت میں یہہ آیت نازل ہوئی اسلیئے امام شافعی رح کے نزدیک زناکار عورت سے نکاح درست نہیں پارسا عورت کا بدکار سے نکاح درست ہوسکتا ہے۔ مگر صحیح توجیہہ وہی ہے جو پہلے بیان ہوئی کہ زناکاروں کو ایسی ہی بدکار عورتوں سے نکاح کی رغبت ہوتی ہے ورنہ بقصد تعفف زناکار عورت سے نکاح کرلینا شرعا جائز ہے اور ایسا عہد صحابہ میں ہوا ہے کہ جنسے کسی عورت سے زنا کیا بعد میں اسکی ساتھہ نکاح ہوا اور اس نکاح کو جائز سمجھا گیا ہاں یہہ اور بات ہے کہ فاحشہ عورتوں سے نکاح کرنا اچھا نہیں۔ واللہ اعلم۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا

وہ جو پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ نہیں لاتے تو ان کو اسی کوڑے مارو اور انکی کبھی گواہی قبول نہ کرو

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ

اور یہی لوگ بدکار ہیں - مگر وہ جو اسکے بعد توبہ کرلے اور درست ہو جائے تو بیشک اللہ غفور رحیم ہے - اور وہ جو اپنی بیبیوں کو تہمت لگاتے ہیں اور انکے لئے اور کوئی

شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ

گواہ نہیں ہوتا بجز انکے تو انکی یہہ گواہی ہے کہ چار دفعہ اللہ کو گواہ کرکے یہہ کہے کہ میں سچا ہوں اور پانچویں بار یہہ کہے کہ مجھپر اللہ کی لعنت ہو

اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ

اگر میں جھوٹھا ہوں - اور عورت کی سزا کو یہہ بات دور کردیگی کہ وہ چار بار اللہ کو گواہ کرکے یہہ کہے یہہ شخص جھوٹھا ہے - اور پانچویں بار کہے

اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝

بیشک مجھپر اللہ کا غضب نازل ہو اگر وہ سچا ہو - اور اگر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت تمپر نہوتی اور یہہ کہ اللہ توبہ قبول کرنیوالا حکمت والا ہے (تو کیا کچھہ نہو جاتا)

ترکیب

والذین یرمون مبتدا و فاجلدوہم بالتاویل اسکی خبر و اولئک الخ جملہ مستانفہ - الا الذین ایک جماعت کے نزدیک پہلے جملوں سے مستثنا ہے اور ایک جماعت کے نزدیک صرف الفاسقون سے اور موضع اسکا نصب ہے علی الاصل - الا انفسہم نعت شہداء کی ہے یا اس سے بدل - فشہادۃ احدہم مصدر مضاف فاعل کیطرف مبتدا و الخبر فالواجب شہادۃ احدہم اربع منصوب ہے مصدر ہونیکی وجہ سے ای ان یشہد احدہم اربع الخ باللہ * تقسیم * بصریوں کے نزدیک شہادات سے اور کوفیوں کے نزدیک شہادۃ سے متعلق ہے -

یہہ تیسرا حکم تہمت زنا کی بابت ہے جبکہ زنا کی قباحت اور اسکی سزا مقرر ہوئی تو کسیکو اسکی ساتھہ متہم کرنیکی بھی ممانعت اور اسکی سزا مقرر ہونی چاہئے تھی الذین یرمون المحصنت رمی پھینکنا یہہ استعارہ ہے تہمت زنا سے کیونکہ تہمت لگانیوالا گویا پتھر پھینکتا ہے اور اسکو قذف کہتے ہیں - اس آیت کا صاف حکم یہہ ہے کہ جو کوئی کسی پارسا عورت پر زنا کی تہمت لگائے اور پھر اپنے ثبوت میں چار گواہ نہ پیش کرے تو اسکو اسی کوڑے مارو اور کبھی اسکی گواہی قبول کرو وہ فاسق ہے مگر جب توبہ کرے اور نیک ہوجاوے تو خیر کیونکہ اللہ غفور رحیم ہے -

یہاں چند باتیں قابل غور ہیں (۱) محصنات سے کیا مراد ہے؟ احصان پاکدامنی کو کہتے ہیں خواہ یہہ عورت بیاہی ہو خواہ کواری اگر پاکدامن ہے محصنہ ہے اسیطرح آیت کا عموم چاہتا ہے خواہ کافرہ ہو خواہ مومنہ خواہ آزاد ہو خواہ لونڈی غریب ہو یا امیر شریف القوم ہو یا نہو - مگر فقہا نے احادیث یا دیگر مقامات میں غور و فکر کرکے احصان میں چند شرطیں لگائی ہیں اسلام عقل بلوغ حریت عفت اسلئے وہ کہتے ہیں کافرہ عورت کو تہمت لگانے سے یہہ سزا نہوگی بلکہ تعزیر مگر امام زہری و سعید بن المسیب و ابن ابی لیلی کافرہ کو بھی شامل کرتے ہیں اسپر تہمت لگانیوالے کو بھی یہی سزا دینا فرماتے ہیں - اور اسیطرح دیوانی یا نابالغ یا لونڈی یا زناکار عورت کو (خواہ بالفعل وہ زنا سے تائب ہو گئی ہو) تہمت لگانے پر صرف تعزیر کا حکم دیتے ہیں نہ یہہ حد - گرچہ آیت میں پارسا عورتوں پر تہمت لگانے میں سزا مذکور ہے مگر تمام امت محمدیہ اس بات پر متفق ہے کہ یہی سزا پارسا مرد پر تہمت لگانے میں ہے - (۲) والذین یرمون سے کون مراد ہیں؟ آیت کا عموم چاہتا ہے کہ کوئی کیوں نہو خواہ عورت ہو خواہ مرد ہو مسلمان ہو خواہ کافر ہو غلام ہو خواہ آزاد ہو جو تہمت لگائے اسکو یہی سزا دیجاوے - مگر یہاں بھی علماء نے لڑکے یا دیوانے کو بحکم حدیث رفع القلم عن ثلاث الخ مستثنیٰ کیا ہے کہ ان پر حد نہ قائم ہوگی ہاں اگر حاکم مناسب جانے تو کچھہ گوشمالی کردے - (۳) جبکہ جرم تہمت قائم ہو پھر کیا سب کو یہی سزا

ہونی چاہئے؟ آیت کا عموم یہی چاہتا ہے مگر امام شافعیؒ و ابو حنیفہؒ و مالکؒ و ابو یوسفؒ و محمدؒ و زفرؒ وغیرہم غلام یا لونڈی پر نصف سزا یعنی چالیس درے مارنے کا
حکم دیتے ہیں اس آیت سے فاذا احصن فان اتین بفاحشۃ فعلیہن نصف ما علی المحصنات من العذاب کیونکہ اس آیت میں لونڈیوں کی سزا مزنا نصف قرار
دی ہے جسمیں غلام بھی شامل ہیں پھر جب زنا کی نصف سزا ہے تو تہمت کی بھی نصف ہونی چاہئے۔ امام جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ
حضرت علیؓ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور انکے بعد سب کو میں نے غلام لونڈیوں کو اس جرم میں یہی سزا دیتے دیکھا ہے۔
امام اوزاعی پوری سزا کا حکم لگاتے ہیں اور عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی یہی منقول ہے اور یہہ بھی ثابت ہوا ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے پوری سزا دی تھی یہ مسئلہ اختلافیہ ہے۔

(۴) الا الذین تابوا الخ کس سے استثنا ہے؟ شعبی کہتے ہیں یہہ استثنا سب پہلے جملوں کی طرف رجوع کرتا ہے فاجلدوہم اور لا تقبلوا لہم شہادۃ و اولئک الخ
یعنی توبہ کرنے کے بعد نہ اسکو اسی درے مارو نہ اسکی گواہی رد کرو نہ وہ فاسق ہے۔ ابن عباسؓ و عمرؓ و سعید بن جبیر و مجاہد و عطاء و امام مالکؒ و شافعیؒ کہتے ہیں صرف پچھلے
دونوں جملوں سے استثنا ہے یعنی توبہ کرنے کے بعد اسکی گواہی قبول ہے اور وہ فاسق نہیں توبہ کرنے کے بعد اسکی شہادت قبول ہوگی خواہ اسپر حد قائم ہوئی ہو یا نہ۔ نخعی و
شریحؒ و امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں صرف اولئک ہم الفاسقون سے استثنا ہے یعنی توبہ کرنے کے بعد وہ فاسق نہیں رہتا ہاں اسپر حد بھی قائم ہوگی اور ابداً اسکی گواہی بھی
مقبول نہ ہوگی جس طرح کہ چوری یا دیگر جرائم میں توبہ کرنے سے عنداللہ اسکا فسق دفع ہو جاتا ہے سزا دنیا نہیں اٹھتی اور گواہی قبول نہ کرنا بھی سزا دنیا ہے اور یہی بات
قرین قیاس بھی ہے۔ باقی ہر ایک کے دلائل انکی کتابوں میں مذکور ہیں جسکو شوق ہو وہاں دیکھ لے واللہ اعلم۔

ف زنا کے ثبوت میں چار گواہوں کا ہونا محض بنظر پردہ پوشی شرط کیا گیا ورنہ دو گواہوں سے قتل ثابت ہو جاتا ہے اور ایسا ہی ہونا عین حکمت ہے۔

لعان کا بیان

والذین یرمون ازواجہم الخ یہہ چوتھا حکم اپنی بیوی کی بابت تہمت لگانے کا ہے۔ کہ جو کوئی اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے اور اسکو چار گواہ نہ ملیں (گرچہ قیاس
یہی چاہتا تھا کہ اسی صورت میں اسپر بھی اسی درے مارنے چاہئیں مگر عادتاً غیر عورت پر تو تہمت لگانا عداوت یا رسوائی کے لئے ایک معمولی بات ہے لیکن اپنی بیوی پر تہمت
لگانے میں اسکی بھی بیعزتی ہے اسلئے بغیر سبب قوی اور اپنے معاینہ کی کوئی سلیم الفطرۃ اپنی بیوی پر ایسا الزام نہیں لگا سکتا اور ایسے موقعوں پر چار گواہوں کا ہم
پہنچانا بڑی مشکل بات ہے اسلئے اس بارہ میں دونوں کی رعایت رکھکر یہہ حکم جدا لگا دیا گیا) تو خاوند چار بار اللہ کی قسم کھا کر حاکم کے روبرو یہہ کہے کہ میں سچا
ہوں یہہ چار قسمیں بمنزلہ چار گواہوں کے ہیں اور پانچویں بار یہہ کہے اگر میں جھوٹھ بولوں تو مجھپر اللہ کی لعنت ہو۔ بس اس قسم کے بعد مرد پر بالزام تہمت اسی درے
نہ مارے جاوینگے اب رہی بیوی اگر اسنے زنا کا اقرار کر لیا تو وہ سنگسار کیجاویگی اور اگر وہ اس حد سے بری ہونا چاہے تو اسکو بھی چار بار اللہ کا نام لیکر یہہ قسم کھانی پڑیگی
کہ باللہ یا بخدا یا اللہ کی قسم یہہ یعنی شوہر جھوٹھا ہے اور پانچویں بار یہہ کہے کہ مجھپر اللہ کا غضب نازل ہو جو وہ سچا ہو۔
اسکو شرع میں لعان کہتے ہیں۔ لعان کے بعد دونوں میں نکاح باقی نہ رہیگا اور پھر کبھی اس مرد کو اس عورت سے نکاح درست نہ ہوگا اور جو اس حمل سے بچہ پیدا ہوگا وہ
اس مرد کا نہ کہلائیگا۔ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہہ طلاق بائنہ تصور ہوگا اور امام شافعیؒ اسکو فسخ نکاح کہتے ہیں۔ مالکؒ و شافعیؒ وغیرہما کہتے ہیں اس لعان میں حر و عبد مسلمان
ذمی سب شریک ہیں زہری و اوزاعی و ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ خاص مسلمان حر غیر محدود میں جاری ہو سکتا ہے یعنی جو اہل الشہادۃ ہو اور عورت کے قاذف پر حد قائم ہو سکتی ہو۔
بخاری و مسلم نے سہل بن سعد سے روایت کیا ہے کہ عویمر نے عاصم بن عدی سے کہا تھا کہ تو نبی صلعم سے پوچھ کہ اگر کوئی اپنی بیوی کے پاس کسیکو پاوے تو کیا کرے مار ڈالے عاصم نے حضرت سے پوچھا
آپنے یہہ سوال مکروہ جانا تب عویمر نے کہا خیر میں خود جا کر حضرت سے پوچھونگا تب آپنے فرمایا کہ تمہارے حق میں یہہ آیت نازل ہوئی ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں ائمہ کا اسمیں اختلاف ہے بعض
کہتے ہیں عویمر کی شان میں یہہ آیت نازل ہوئی بعض کہتے ہیں ہلال بن امیہ کے حق میں بعض کہتے ہیں اول تو ہلال کا معاملہ پیش آیا پھر یہی عویمر کا بھی دونوں اسمیں شریک ہوگئے۔

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَ

وہ جو یہہ طوفان بنالائے تمہارے ہی بیچ کا ایک گروہ ہے۔ اسکو اپنے لئے برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ انہیں سے ہر ایک کو بقدر عمل گناہ ہے اور

الَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا

جسنے ان میں سے اسکا بیڑہ اٹھایا اسکے لئے تو بڑا عذاب ہے۔ جب تم نے اسکو سنا تھا تو کیسلئے ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں نے انکے حق میں گمان نیک کیا اور کہدیتے کہ یہہ

إِفْكٌ مُّبِينٌ ۝ لَّوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۝ وَلَوْلَا

صریح بہتان ہے۔ وہ کس لئے اس پر چار گواہ نہ لائے پھر جب گواہ نہ لائے تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔ اور اگر

فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ

اللہ کا تم پر فضل اور اسکی دنیا اور آخرت میں تم پر رحمت نہ ہوتی تو تم پر اس معاملہ میں کہ جسکا تم چرچا کرتے ہو کوئی بڑی مار پڑتی۔ جبکہ تم اسکو اپنی زبانوں سے نکالنے لگے اور کہنے لگے

عصبۃ منکم خبر ان ومنکم اسکی نعت کبر بالکسر معظمہ وبالضم ❊ تفسیر ❊ من قولہم الولاء للکبر طلبہ اکبر ولد الرجل۔ اذ تلقونہ کا عمل مسکم۔

بہتان کے متعلق ایک واقعہ کا ذکر کیا جاتا ہے جو ایک عبرت کا واقعہ ہے۔ تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہہ افک یعنی بہتان کہ جسکا ان آیت میں ذکر ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ ام المومنین پر باندھا گیا تھا جسکی تفصیل میں امام بخاری و مسلم وغیرہ محدثین نے یوں روایت کی ہے۔ عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلعم جب باہر جاتے تو جس بیوی کا نام قرعہ میں نکلتا تھا اسکو ساتھ لیجاتے تھے چنانچہ ایکبار ایک جہاد میں چلے اور میرا قرعہ میں نام نکلا تو مجھے ساتھ لے گئے آیت حجاب نازل ہو چکی تھی اونٹ پر ہودہ میں پردہ میں بیٹھی چلتی تھی جب اس سفر سے واپس آئے شب کو مدینہ کے قریب قیام ہوا رات سے کوچ پکارا گیا میں اس عرصہ میں قضاء حاجت کو گئی لوٹ کر آئی تو گلے کا گلوبند نہ پایا اسکو لینے گئی اتنے میں لوگوں نے میرا ہودہ اسطرح سے اونٹ پر کسدیا اور بوجہ کا تفاوت خیال نکیا کیونکہ اس زمانہ میں تنگدستی کی وجہ سے کھانا کم میسر آتا تھا عورتیں ہلکی پھلکی تھیں وہ سمجھے کہ میں ہودہ میں ہوں قافلہ چلدیا میں لوٹ کر آئی تو کسیکو نہ پایا یہہ سمجھکر کہ آخر میری تلاش کرتے ہوئے لوگ یہیں آئینگے اسی جگہ بیٹھ گئی اسمیں نیند آگئی صفوان بن معطل لشکر کے بعد اسلئے چھوڑا گیا تھا کہ پیچھے سے گری پڑی چیز اٹھا لے بھٹکے آدمی کا خیال رکھے جب وہ میرے قریب آیا اور صبح ہو گئی تھی اسنے مجھے پہچانکر انا للہ کہا اسکی آواز سے میں بیدار ہو گئی اسنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر مجھے اپنے اونٹ پر چڑھا لیا اور نہ میں اس سے بات کی نہ اسنے مجھسے وہ دوپہر کے قریب تک مجھے فرودگاہ لشکر میں لے آیا عبداللہ بن ابی منافق نے جو بظاہر مسلمان تھا یہہ طوفان اٹھایا اور مجھپر تہمت لگائی اور حسان بن ثابت اور مسطح و حمنہ بنت جحش اسکی ہاں میں ہاں ملانیوالے اور اس بات کو مشہور کرنیوالے ہو گئے جب یہہ خبر مسطح کی والدہ کے ذریعہ سے مجھے پہنچی تو میری آنکھوں سے آنسو نہ تھمتے تھے مہینے بھر تک یہی حال رہا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس التفات سابق سے پیش نہ آتے تھے آخر کار میری برأت میں یہہ آیات نازل ہوئیں اور مجھے اپنے اللہ پر بھروسا تھا کہ وہ ضرور میرے معاملہ میں کچھ نازل فرما کر مجھے سچا کریگا۔

ضحاک کہتے ہیں اسکا بیڑہ حسان و مسطح نے اٹھایا تھا اسلئے افتراء ایک قریشی عورت پر حد ماری گئی یعنی حمنہ پر۔ جمہور کے نزدیک بیڑہ اٹھانیوالا عبداللہ بن ابی منافق تھا جسکے لئے عذاب عظیم جہنم میں ہوا اور حسان کا ایکبار حضرت عائشہ رضؓ کے روبرو ذکر آیا فرمایا جنتی ہے کسی نے کہا اسنے بیڑہ اٹھایا تھا فرمایا اسنے آنحضرت کی مدح میں یہہ کہا ہے

ع فان ابی و والدتی و عرضی ❊ لعرض محمد منکم وقاء ❊ دنیا میں سزا پائی کہ اندھا ہو گیا۔

فرمایا اس بہتان کو اپنے حق میں بہتر سمجھو کیسلئے کہ اسکے سبب سے قرآن مجید میں حضرت عائشہ صدیقہ کی برأت اور پاکدامنی قیامت تک کو ثابت ہو گئی آئندہ لوگوں کو بزرگوں کی بیبیوں کی نسبت ایسی باتیں کرنے سے عبرت ہو گئی۔ بعض لوگ اس افترا کو سنکر خاموشی کرتے تھے بعض ہاں میں ہاں ملاتے تھے بعض صریح رد کرتے تھے انمیں صریح رد کرنیوالوں کی

بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ

اپنے مونہوں سے وہ بات کہ جسکا تمکو علم نہیں اور اسکو تمنے ہلکی بات سمجھ لیا حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے - اور جب تمنے اسکو سنا تھا تو کیوں نہ کہدیا کہ ہمیں لائق نہیں کہ اسکو منہ سے

بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

نکالیں سبحان اللہ یہہ تو بڑا بہتان ہے - اللہ تمکو نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا نہ کرنا اگر تم ایمان رکھتے ہو - اور تمہارے لئے اللہ آیتیں

الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَ

بیان کرتا ہے اور اللہ خبردار حکمت والا ہے - وہ جو یہہ چاہتے ہیں کہ بدکاری کا چرچہ ایمان والوں میں پھیلے تو انکو دنیا اور آخرت میں عذاب

الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

الیم ہے - اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے - اور اگر تمپر اللہ کا فضل اور اُسکی رحمت نہوتی اور یہہ کہ اللہ درگزر کرنے والا مہربان ہے -

---

لولا بمعنی ہلا اذ حین مایکون لنا بمعنی ماینبغی لنا سبحانک ﴿ ترکیب ﴾ ہہنا للتعجب ان تعودوا اے کراہۃ ان تعودوا فہو مفعول لہ - اور ممکن ہے کہ مفعول بہ ہو یعظکم کا بمعنی ینہاکم - لہم عذاب الیم خبر ان الذین ان تشیع مفعول یحبون فی الدنیا عذاب الیم سے متعلق ہے - ورحمتہ معطوف ہے فضل اللہ پر یہہ مروان اللہ ﴿ تفسیر ﴾ سے اس پر معطوف جواب لولا محذوف اے لعاجلکم بالعقوبۃ -

مدح اور باقی سکوت کرنیوالوں پر اور اس بات کو مشہور کرنے والوں پر ناراضی ظاہر فرمائی - منجملہ ناراضیوں کے ایک یہہ جملہ بطور زجر کے ہے وتقولون الخ کہ جس بات کا تمکو علم نہیں اسکو بلا تکا جانکر مونہوں سے نکالنے لگے یہانتک کہ کوئی گھر اور کوئی مجلس نہ تھی کہ جہاں یہہ چرچا نہ پھیلا ہو فرماتا ہے یہہ بڑی بھاری بات ہے ولولا اذ سمعتموہ بلکہ تمہیں یہہ مناسب تھا کہ جب اسکو سنا تھا تو یوں کہدیتے کہ ہمکو یہہ بات منہ پر بھی لانی زیبا نہیں سبحانک یہہ بہتان عظیم ہے -

سبحانک عرب میں تعجب اور استبعاد کے موقع پر بولا جاتا ہے جسطرح ہمارے محاورہ میں معاذ اللہ وغیرہ کلمات - بہتان عظیم کہنا سنتے ہی اسلئے ضرور تھا کہ یہہ قصہ پیغمبر علیہ السلام سے تعلق رکھتا تھا عقل سے بھی آدمی کو کام لینا چاہیے باخدا اور اسکے برگزیدہ لوگونکی شان میں اور نیز انکی عصمت ازواج کے حق میں جو کوئی احمق کچھہ بکے تو یہہ نہیں کہ سنتے ہی اسپر ایمان لے آئے اور جا بجا ذکر کرتا پھرے جیساکہ بعض سادہ لوحوں کی عادت ہوتی ہے - اوّل تو ایسے لوگوں پر نیک گمان رکھنا لازم ہے - دوّم اس بات کے جھوٹے ہونیکی صورت میں بزرگوں کو ایذا پہنچنے پر خدا تعالی کی کس قدر ناراضی ہوگی ؟ سوّم اگر سچ بھی ہو تو کسی کی پردہ دری کرنے سے پردہ پوشی کرنی بہرحال بہتر ہے چہارم ایسی باتوں کے پھیلانے سے بجز اسکے کہ ایمانداروں میں فحش کا پھیلانا ہے اور کوئی نتیجہ نہیں اسلئے فرماتا ہے یعظکم اللہ کہ اللہ تمکو نصیحت کرتا ہے آئندہ پھر کبھی ایسا نکرنا اور اللہ تمہارے لئے آیتیں کھول کر بیان فرماتا ہے ادب اور اخلاق حمیدہ اور تہذیب سکھاتا ہے وہ علیم ہے ایسی باتوں میں جو کچھہ خرابیاں پیش آتی ہیں باہمی نفاق و رنجش وغیرہ وہی خوب جانتا ہے اور وہ حکیم ہے انہیں حکمتوں کو ملحوظ رکھکر تمکو ایسی نکوہیدہ باتوں سے منع کرتا ہے -

مگر بعض بیہودہ لوگونکی جبلت ہی ایسی ہوتی ہے کہ وہ ایسی گندہ اور ناپاک باتیں مشہور کیا کرتے ہیں ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ انکے دلوں میں یہی لولہ ہوا کرتا ہے کہ فلاں نے یوں کیا اور فلاں کی جورو نے ایسا کیا اور وہ ایسی اور ایسی سو لہم عذاب الیم انپر دنیا میں بھی خدا کی طرف سے عذاب دردناک نازل ہوتا ہے حد قذف ماری جاتی ہے مردود الشہادۃ اور لوگونکی نظروں میں خفیف غیر قابل الاعتبار ہوجاتے ہیں اور نیز طرح طرح کی مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی عذاب الٰہی میں مبتلا ہوتے ہیں - فرماتا ہے صرف ہمارا فضل اور رحمت تھی جسکے سبب دنیا میں ان لوگوں پر سخت قہر الٰہی نہیں اترا ورنہ بات تو بڑی تھی -

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ

اے ایمان والو شیطان کے قدموں پر نہ چلو اور جو کوئی شیطان کے قدم بقدم چلتا ہے تو یہ اسکو بےحیائی اور بری باتیں بتاویگا۔ اور اگر اللہ کا

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ

فضل اور اسکی رحمت تمپر نہوتی تو تم میں سے کوئی کبھی کبھی نہ سدھرتا لیکن اللہ جسکو چاہتا ہے سنوارتا ہے۔ اور اللہ سننے والا خبردار ہے۔ اور تم میں سے بزرگی اور کشایش والوں کو یہ بات پر قسم کھانا

اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ڮ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

چاہئیے کہ قرابت داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں کو نہ دینگے۔ انکو معاف کرنا اور درگزر کرنا چاہئیے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمکو معاف کرے۔ اور اللہ معاف کرنیوالا مہربان ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَ

وہ جو پاکدامن بےخبر ایمان والی عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں انپر پھٹکار ہے دنیا اور آخرت میں اور انکو بڑا عذاب ہے۔ جس دن کہ انپر انکی زبانیں اور انکے ہاتھ پاؤں

اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ يَوْمَىِٕذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ

گواہی دینگے ہر کام کی جو وہ کیا کرتے تھے۔ اس روز اللہ انکو انصاف سے انکے کئے کا بدلہ دیگا اور جانینگے کہ اللہ ہی برحق ظاہر ہے۔ ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کیلئے اور ناپاک مرد

لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰۗىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

ناپاک عورتوں کیلئے اور پاک عورتیں پاک مردوں کیلئے اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے یہ پاک ہیں ان باتوں سے جو وہ کہتے ہیں۔ انکے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

تفسیر

ولا یاتل ہو یفتعل من آلیت ای حلفت ان یؤتوا ای لا یؤتوا جملہ بیان حلف یوم عامل ظرف ہیں استقرار جو لہم میں ہے۔

یایہا الذین امنوا یہاں پھر صاف صاف مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ ایسی باتیں نکریں۔ یہ باتیں شیطانی وسواس ہیں فرماتا ہے اسکی پیروی نکرو کیونکہ وہ بےحیائی اور بری باتیں سکھایا کرتا ہے۔ شیطان خون کیطرح انسان کے رگوں میں دوڑتا اور جاکر دل میں گھر کر لیتا ہے پھر بھلا اس موذی کے زہر سے کوئی بچ سکتا ہے؟ مگر فضل الٰہی اور اسکی رحمت ہی ہے کہ جو اس سے پناہ میں رکھکر راہ راست کیطرف لاتی ہے چنانچہ فرماتا ہے ولولا فضل اللہ الخ کہ اسکے فضل نے تمکو ستھرا کر دیا ولا یاتل جسطرح بہتان باندھنے والوں پر عتاب ہوا اسیطرح توبہ کرنیکے بعد بھی ان لوگوں سے ترشی و کج بینیہ ممانعت فرمائی۔ طبرانی وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر مسطح کے ساتھ بھانجا ہونیکی وجہ سے سلوک کیا کرتے تھے اس واقعہ میں قسم کھا بیٹھے تھے کہ آئندہ میں اسکو کچھ نہ دیا کرونگا اسلئے یہ آیت نازل ہوئی کہ اہل کرم کو قسم نہ کھانا چاہئیے کہ وہ اپنے دست کرم کو بند رکھینگے انکو معاف کرنا اور درگزر کرنا چاہئیے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمکو معاف کرے۔ سنکر ابوبکر نے کہا بخدا میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے معاف کرے اسکے بعد پھر اسیطرح سے دینے لینے لگے۔ مسطح ابوبکر کے اہل قرابت بھی تھے اور نیز مسکین بھی تھے اور مہاجر بھی اسلئے رحم ولانیکے لئے اولی القربی والمساکین والمہاجرین عموم کے صیغوں سے تعبیر کیا۔ اس آیت میں حضرت ابوبکر کو اہل کرم میں شمار کیا اور مدح کے ساتھ یاد فرمایا۔

ان الذین یرمون اسکے بعد پھر تہمت لگانے والوں پر تہدید کر کے حضرت عائشہ صدیقہ کی پاکدامنی مدلل کر کے اس مبحث کو تمام کرتا ہے۔ فرماتا ہے جو کوئی پاکدامن بےخبر ایماندار عورتوں کو تہمت لگاتا ہے اسپر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور قیامت کے روز جبکہ اسکے اعمال پر اسکے ہاتھ پاؤں گواہی دینگے وہ اپنے اعمال بد کا پورا بدلہ پالے گا۔ بےخبر یعنی اس بد کام کا کرنا تو درکنار اس بیچاری کو اسکی خبر بھی نہیں وہ اسکو جانتی ہی نہیں یہ پاکدامنی کے لئے کامل مدح ہے الخبیثات الخ یہاں سے حضرت عائشہ صدیقہ کی پاکدامنی ثابت کرتا ہے کہ ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے پاس رہتی ہیں اور پاکبازوں کے لئے پاکباز عورتیں ہیں اب دیکھنا چاہئیے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کون زیادہ پاکباز ہوگا پس انکی بیویں بھی پاکباز ہیں مفسرین کا اسپر اتفاق ہے کہ یہ آیت تطہیر عائشہ کے لئے نص قاطع ہے خصوصاً لفظ اولئک مبرؤن مما یقولون اور بھی تاکید کر رہا ہے اسلئے جو شخص پیغمبر علیہ السلام کی بیوی خصوصاً حضرت عائشہ کی جناب میں اسکے بعد بھی بدگمانی کرے کافر ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا

اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا اور کسیکے گھروں میں داخل نہوا کرو جبتک کہ اجازت نہ لو اور وہانکے لوگوں کو سلام نہ دے لیا کرو - یہہ تمہارے لئے بہتر ہی تاکہ تم سمجھو پھر اگر وہاں کسیکو نہ پاؤ تو

فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۝ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ

اندر نہ جاؤ جب تک کہ تمکو اجازت نہ دیجائے اور اگر تمکو کہا جاوے پھر جاؤ تو پھر آؤ یہہ تمہارے حق میں بہتر ہے - اور اللہ جانتا ہی جو کچھہ تم کیا کرتے ہو - تمپر کچھہ گناہ نہیں

اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ۝

کہ کسی ایسے گھر میں جاؤ کہ جہاں کوئی نہیں رہتا ہیں تمہارا اسباب ہے - اور اللہ جانتا ہی جو کچھہ تم دل میں مخفی رکھتے ہو اور جو کچھہ ظاہر کرتے ہو -

ترکیب

غیر بیوتکم استثناء ہی ہوتا ہے تستانسوا تستاذنوا من الاستیناس بمعنی الاستعلام - آنس الشی ابصره وعلمه وحس به (قاموس) کیونکہ مستاذن اس بات کا علم چاہتا ہی کہ اسکو اجازت ملتی ہی کہ نہیں - او من الاستیناس الذی ہو خلاف الاستیحاش ❀ **تفسیر** ❀ فانہ مستوحش ان لا یوذن لہ فاذا اذن استانس - بیضاوی -

جبکہ خدا تعالی نے زنا کو بند کیا اور تہمت اور بدگمانی کی بھی سخت ممانعت فرمائی تو جو چیزیں بدگمانی اور زنا کے اسباب ہیں انکو بھی روکدیا او منجملہ ان اسباب کے کسیکے گھر بغیر اذن و اطلاع کے چلا جانا ہی کیونکہ نہ معلوم گھر میں عورت ننگی ہی یا سوتی ہی پھر وہاں کسیکے خلوت اور ہمکلامی کا ہونا اور بھی محل تہمت ہی خصوصًا اس گھر والے کے لئے بڑے رنج کا باعث ہی بشرطیکہ وہ غیور ہو اسلئے اس بارہ میں بھی ادب سکھانے کے لئے یہہ فرمایا - یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا الخ کہ کسیکے گھر میں بغیر اجازت لئے اور سلام دئے نہ جایا کرو پہلے دروازہ پر جاکر السلام علیکم کہکر یہہ کہے میں آؤں ؟ - احادیث سے ثابت ہی کہ تین بار اجازت لے جب تیسری بار بھی آنیکی اجازت نہ ملے یا کچھہ جواب نہ آئے تو یہہ نہیں کہ وہیں جم جاوے بلکہ الٹا چلا آوے جیساکہ عبداللہ بن قیس نے آنحضرت صلعم سے روایت کیا ہی - اور یہہ حکم عام ہی خواہ اس گھر میں زنانہ ہو یا صرف مردانہ ہو کیونکہ نہ معلوم کہ مرد کس حال میں ہے اور کیا کر رہا ہی ؟ اور اسیطرح جس گھر میں اسکی محرم عورتیں ہوں وہاں بھی اطلاع کرکے آنا چاہئے کیونکہ محرم عورت کا بھی ننگی کھلی دیکھنا درست نہیں بلکہ جس گھر میں خاص اسکی بیوی اور لونڈی رہتی ہوں کہ جنکی برہنگی سے پرہیز ظاہر ہی وہاں بھی بہتر ہی کہ اطلاع کرکے آوے کیونکہ عورتوں کو بعض باتیں نہانے دھونے میں خاوند کے روبرو کرنی بری معلوم ہوتی ہیں اور اسکے لئے بھی باعث نفرت ہونیکا اندیشہ ہی -

فرماتا ہی یہہ بات تمہارے لئے بہتر ہی کیونکہ اسمیں سیکڑوں آفات سے نجات ہی اسلئے فرمایا تاکہ تم سمجھو - پھر فرماتا ہی کہ اگر اس گھر میں تمکو کوئی نہ ملے یعنی آواز نہ آئے جس سے معلوم کرسکو کہ کوئی نہیں تب بھی اندر نہ جاؤ یہانتک کہ کوئی آکر تمہیں اجازت نہ دے اور جو اندر سے آواز آوے کہ چلے جاؤ تو چلے آؤ کیونکہ دروازہ پر ٹھہرا رہنا بھی بعض وقت کہ کوئی رازداری ہو ناگوار گزرتا ہی اسلئے فرماتا ہی یہہ تمہارے حق میں بہتر ہی اور اسکی مصلحت اللہ جانتا ہی اور تمہارے حالات بھی اسکو معلوم ہیں احادیث صحیحہ میں گھر میں جھانکنے کی بھی سخت ممانعت آئی ہی بلکہ آنحضرت صلعم نے ایک شخص کو خفا ہو کر یہہ بھی فرمادیا کہ تیری آنکھہ پھوڑدینے کے قابل ہی اسلئے تو اجازت لینے کا حکم ہوا ہے -

لیس علیکم جناح ان تدخلوا یہہ اسی حکم کا تتمہ ہی فرماتا ہی کہ جن گھروں میں کوئی بستا نہو صرف اسباب رکھنے کے مکان ہوں وہاں بغیر اطلاع جانے میں کچھہ مضائقہ نہیں بیوت غیر مسکونہ کی تفسیر میں علما کے چند اقوال ہیں بعض کہتے ہیں مسافرخانہ بعض کہتے ہیں خرید و فروخت کے مکانات بعض کہتے ہیں بے آباد مکانات بعض کہتے ہیں حمامات مگر آیت میں حکم عام ہی سب کو شامل ہی - لیکن جو مکانات اسباب کے ہوں اور وہاں تجارتی مال ہو وہاں بغیر اجازت جانیکے یہہ معنی نہیں کہ ہر کوئی چلا جایا کرے جسمیں چوری اور بیگانہ مال میں تصرف کا مظنہ ہے بلکہ جنکو وہاں جانیکی اجازت ہی یا جو مجاز ہیں ان کو وہاں کہہ سکتے ہیں اور اطلاع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ وہاں احتمال نہیں کہ کوئی ننگا کھلا ہو -

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ

ایمانداروں سے کہدے کہ وہ اپنی نگاہ بند رکھا کریں اور اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھیں یہ انکے حق میں ستھرائی ہے۔ اللہ جانتا ہے جو وہ کیا کرتے ہیں۔ اور ایماندار عورتوں سے کہدے کہ وہ اپنی

مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۪ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا

نگاہ بند رکھا کریں اور اپنی عصمت کی محافظت رکھیں اور اپنی آرائش نہ دکھایا کریں مگر وہ جو ظاہر ہوتی ہے اور اپنے سینے پر اوڑھنی ڈالا کریں اور اپنی آرائش نہ دکھا دیں مگر

لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ

اپنے شوہروں کو یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں کے لئے یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں کے یا اپنی عورتوں کے سامنے یا

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَلَا يَضْرِبْنَ

اپنی ملوک (لونڈی) یا ان پیچھے رہنے والوں کے جو عورت کی حاجت نہیں رکھتے یا ان لڑکوں کے سامنے جو ہنوز عورت سے واقف نہیں ہوئے اور اپنے پاؤں

بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اس طرح سے نہ ماریں کہ انکا مخفی زیور معلوم ہو جاوے اور تم سب اے مسلمانوں اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تمہیں فلاح ہو۔

تفسیر

من ابصارہم من ہہنا للتبعیض لانہ لا یلزم غض البصر بالکلیۃ وقیل زائدۃ ❊ وقیل لبیان الجنس۔ غیر اولی الاربۃ ای الحاجۃ بالجر علی الصفۃ او البدل۔

منجملہ اسباب زنا کے مرد کا عورت کو اور عورت کا مرد کو دیکھنا ہی ہے نظر زنا کا بڑا سبب ہے کسی نے کہا ہے ع برق نگاہ یار میرا کام کر گئی۔ اسلئے ایمانداروں کو ادب سکھاتا ہے

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم الخ کہ اے نبی ایمانداروں سے کہدے کہ وہ اپنی نگاہ کو بند رکھیں جسکا دیکھنا انہیں حلال نہیں اسکو نہ دیکھیں اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا

اجنبی عورت کا بضرورت منہ اور ہاتھ دیکھنا تو درست ہے اور باقی چیزوں پر نظر کرنا حرام ہے اور بغیر ضرورت اجنبیہ کا چہرہ دیکھنا بھی درست نہیں خصوصاً جبکہ محل فتنہ ہو اور

جو اچانک نظر پڑ جاوے تو پھر نہ دیکھے۔ اور اجنبیہ اگر اور کی لونڈی ہے تو بعض کہتے ہیں ناف سے گھٹنے تک پر نظر نہ کرے باقی کا مضائقہ نہیں بعض کہتے ہیں بازو سر وغیرہ جو کام میں کھولے

جاتے ہیں انکا دیکھنا ممنوع نہیں باقی ممنوع ہے۔ اور عورت اگر محرم ہے خواہ نسب سے خواہ رضاع سے خواہ بیوی کے رشتہ سے تو اسکے ناف سے لیکر گھٹنے تک نظر ممنوع ہے امام ابو حنیفہ

کے نزدیک صرف وہی اعضا دیکھنے درست ہیں جو کام میں کھلجاتے ہیں ہاتھ بازو وغیرہ۔ اور مرد کو مرد کی بابت یہ حکم ہے کہ ناف سے لیکر گھٹنے تک نہ دیکھے اسیطرح ایک عورت کو دوسری عورت کا

ناف سے گھٹنے تک دیکھنا منع ہے۔ عرفا کہتے ہیں جسطرح نظر کو محارم کے دیکھنے سے بند کرے اسیطرح دل کو غیر اللہ کے دیکھنے سے روکے پھر فرماتا ہے ویحفظوا فروجہم کہ اپنے ستر کو محفوظ رکھیں یعنی

حرامکاری نکریں یہ تمہارے لئے دین و دنیا میں بہتر ہے۔ ان اللہ خبیر بما یصنعون میں تنبیہ ہے کہ اللہ کو غافل نہ سمجھو وہ تمہارے ہر ایک کام سے واقف ہے۔

وقل للمؤمنات الخ اسیطرح ایماندار عورتوں کو بھی نظر بند رکھنے اور حرام سے محفوظ رہنے کا حکم دیا اور اسکی ساتھ یہ بھی حکم دیا کہ اپنی زینت کو بجز ان اشخاص مذکورہ

ذیل کے اور کسی کو نہ دکھائیں اور اوڑھنی اوڑھیں جس سے سر اور سینہ اور کان اور گردن نہ دکھائی دیوے۔ یہ جو فرمایا اپنی زینت نہ دکھائیں مگر وہ جو ظاہر ہے

زینت خواہ بصورت قدرتی ہو یا بناوٹی لباس فاخرہ یا زیور یا مہندی کاجل وغیرہ انہیں سے ظاہر زینت کے ظاہر کرنیکی اجازت دی۔ ظاہر زینت بناوٹی میں سے انگوٹھی اور اوپر کا

کپڑا جسکے ظاہر کرنیکی ضرورت ہو اور خلقی میں سے ہاتھ منہ جو بضرورت ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ نسائہن اپنی عورتیں کیونکہ کافر عورتیں بمنزلہ اجانب کے ہیں

بعض کہتے ہیں کافرہ عورتوں کے سامنے ان چیزوں کا کھولنا درست ہے۔ ما ملکت ایمانہن میں غلام لونڈی سب آگئے امام ابو حنیفہ کہتے ہیں صرف لونڈیاں مراد

ہیں کیونکہ غلام اجنبی ہے نہ محرم ہے نہ شوہر اور شہوت موجود ہے فی الجملہ اس سے نکاح درست ہے۔ التابعین غیر اولی الاربۃ سے مراد وہ بوڑھے مراد ہیں جنہیں

عورت کی بالکل خواہش نہ رہے بعض کہتے ہیں وہ بیوقوف عنین مراد ہیں جو کھانے میں ساتھ ہو لیتے ہیں انکا صرف یہی مقصود ہوتا ہے مخنث اور ہیجڑے مراد نہیں۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۭ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلْيَسْتَعْفِفِ

اور جو تم میں مجرد ہیں انکے نکاح کردو اور جو تمہارے غلام اور لونڈیاں نیک ہوں انکے بھی - اگر وہ فقیر ہونگے تو اللہ اپنے فضل سے انکو غنی کر دیگا - اور اللہ بڑا فیض والا خبردار ہے - اور ان لوگوں کو

الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ

پاکدامن رہنا چاہیئے جنکو نکاح میسر نہیں آتا یہانتک کہ اللہ انکو اپنے فضل سے غنی کرے اور وہ جو تمہارے غلاموں میں سے لکھت چاہیں تو انکو لکھ دو اگر تمکو ان میں بہتری

خَيْرًا ڰ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۭ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَي الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ

معلوم ہوتی ہو اور انکو اللہ کے اس مال میں سے کچھ دو جو اسنے تمکو دیا ہے - اور اپنی چھوکریوں کو حرامکاری کے لئے مجبور نکرو اگر وہ پاکدامنی چاہتے ہیں دنیا کی زندگی کا اسباب ڈھونڈھنے کے لئے - اور جو

يُّكْرِھْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

انپر زبردستی کریگا تو انکی بے بسی کے بعد اللہ غفور رحیم ہے - اور البتہ بھیجے تمہارے پاس کھلی ہوئی آیتیں کھلی ہیں اور تم سے پہلوں کا احوال اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت بھیجی ہے

الایامٰی جمع ایم وہو العزب ذکراً کان او انثی بکراً کان او ثیباً - **ترکیب** وایامٰی مقلوب ایائم کیتامٰی - والصالحین معطوف ہے ایامٰی پر مفعول انکحوا کا و الذین یبتغون مبتدا فکاتبوہم خبر **تفسیر** ان علمتم جملہ شرطیہ اگلا جملہ فکاتبوہم دال بر جزا -

جبکہ ہر طرح سے زنا اور اسکے دواعی کی ممانعت کی تو نکاح کرنیکی بھی رغبت دلائی کیونکہ مجرد رہنے میں جوانکے لئے بڑا خطرہ ہے اسلئے آنحضرت صلعم نے نکاح کرنیکی تاکید فرمائی

یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر و احصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء (متفق علیہ) اور فرمایا کہ میرے بعد مردوں کیلئے سخت فتنہ عورتوں سے زیادہ اور کوئی نہیں (متفق علیہ) اسلئے جن قوموں میں مجرد رہنا ہنر ہے انکے ہاں حرامکاری کا بھی کچھ حساب نہیں -

فرماتا ہے وانکحوا الایامٰی منکم کہ اے مسلمانو جو تم میں مجرد ہیں خواہ عورت ہو خواہ مرد خواہ بیوہ خواہ ناکتخدا انکے نکاح کردو لفظ ایامٰی سب کو شامل ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب تم سے وہ شخص کہ جسکے دین اور خلق سے تم خوش ہو نکاح کی خواستگاری کرے تو نکاح کردو ورنہ بڑا فتنہ زمین پر اور فساد سخت ہوگا (رواہ النسائی وابن ماجہ) علماء کے نزدیک یہ امر ندب و استحباب کیلئے ہے بعض کہتے ہیں وجوب کیلئے فیصلہ یہ ہے کہ جہاں زنا میں مبتلا ہونیکا یقین ہو اور نکاح کرنے پر قادر بھی ہو تو نکاح کرنا واجب ہے ورنہ مستحب -

پھر فرماتا ہے والصالحین من عبادکم وامائکم کہ اپنے غلام لونڈیوں میں سے جنکو نیک دیکھو انکے بھی نکاح کردو - کیونکہ نیک ہی نکاح اور خدمت مولی کو ملحوظ رکھ سکتے ہیں یا صالحین سے مراد وہ کہ جنکو نکاح کی صلاحیت ہو - لفظ فانکحوا سے علماء شافعیہ نے یہ بات نکالی ہے کہ نکاح بغیر ولی کے درست نہیں وفیہ ما فیہ فرماتا ہے نکاح کرنیں فقر و فاقہ سے نڈریں اگر وہ فقیر ہیں تو اللہ انکو اپنے فضل سے غنی کر دیگا - بلاشک جو نیک نیتی سے نکاح کرتے ہیں خدا انکو فراخی دیتا ہے اور جنکو نکاح کا مقدور نہو تو انکو پاکدامنی اختیار کرنی چاہیئے یہ نہیں کہ ان عذروں سے مرتکب فواحش ہوں -

والذین یبتغون چونکہ فراخ دستی اور فضل الٰہی ہونیکا ذکر تھا اسلئے جو غلام خدا کے فضل پر توکل کر کے اپنے مولی سے کتابت چاہیں انکے لئے بھی حکم دیا کہ اگر ان میں نفیس دیکھو کہ یہ بدل کتابت ادا کر سکیں گے اور انکا رویہ بھی اچھا ہے تو انکو لکھ دو یعنی مکاتب بنا دو -

اسلام میں بھی یہی دستور باقی رہا اور پہلے بھی تھا کہ جو کوئی غلام اپنے آقا سے یہ معاملہ کر لیا کرتا تھا کہ میں آپ کو اسقدر روپیہ دوں تو آزاد ہوجاؤں آقا اسکو منظور کر لیتا تھا اور لکھ دیتا تھا اس معاملہ کو مکاتبت کہتے تھے وہ غلام آزادانہ خرید و فروخت کر کے وہ مقدار ادا کر دیتا تھا - کتب فقہ میں اس مسئلہ کی بڑی تشریح ہے - اور یہ بھی حکم دیا کہ اس بدل کتابت کے ادا کرنے میں مدد کرو خدا کے دئیے ہوئے مال میں سے انکو بھی دو بعد زکوٰۃ و خیرات یا اس بدل میں سے کچھ چھوڑ دو - ولا تکرہوا عرب میں دستور تھا کہ اپنی چھوکریوں سے زنا کرا کے کموالیتے تھے چنانچہ مدینہ میں عبداللہ بن ابی منافق بھی ایسا ہی کرتا تھا اسلام نے اسکی بھی ممانعت کر دی - ان اردن تحصنا میں ان شرطیہ علی سبیل الغالب واقع ہوا جسکا مفہوم مخالف نہیں -

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔ اسکے نور کی ایسی مثال ہے کہ جیسا کوئی طاق ہو جسمیں چراغ ہو۔ چراغ شیشہ میں ہو شیشہ چمکتے ستارہ کی مانند روشن کیا گیا ہو

مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْۗءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ

روغن زیتون سے جو بابرکت درخت ہے نہ شرقی ہے نہ غربی ہے کہ جسکا تیل سلگ اٹھنے کو ہو اور گو اسکو ابھی آگ نہ لگی ہو۔ نور پر نور۔ اللہ اپنے نور سے

لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

جسکو چاہے ہدایت کرے اور اللہ لوگوں کے لیئے مثالیں بیان کرتا ہے۔ اور اللہ ہر شئے سے واقف ہے۔

ترکیب

اللہ مبتدا، نور السمٰوٰت الخ خبر۔ مثل نورہ صفة نورہ مبتدا، کمشکوٰة موصوف فیہا مصباح صفت سب محذوف سے متعلق ہوکر خبر ہوئی تمام جملہ بیان ہوا نور السمٰوٰت کا۔ المصباح مبتدا، فی زجاجة خبر۔ قس علی ہذا۔ دری منسوب الی الدر، او فعیل کمریق من الدرء یوقد صفت ہے مصباح کی۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ اللہ نے تمہارے لیئے آیات بینات نازل کیں تمکو جہل کی اندھیریوں سے نکالکر علم کی روشنی میں لایا۔ اب یہاں اپنے اوصاف نورانی اور نور و ہدایت کی تمثیل بیان فرماتا ہے کہ وہ اللہ جسنے تمکو جہل کی ظلمات سے نکالا آسمانوں اور زمین کا نور ہے پھر اپنے نور کی اس شمع سے تشبیہ دیکر جو آئینہ میں ہو الخ یہہ فرماتا ہے کہ اللہ اپنے اس نور سے جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

اللہ نور السمٰوٰت والارض **بحث اول**۔ نور لغت میں اس کیفیت کو کہتے ہیں جو آفتاب ماہتاب ستاروں آگ سے زمین اور دیگر اجسام پر فائض ہوتی ہے اس معنی سے اس لفظ کا اطلاق اللہ پر حقیقةً جائز نہیں کس لئے کہ نور بمعنی مذکور ایک عرض ہے جو جسم پر طاری ہوتا ہے اب خواہ اسکو جسم کہو تو بھی وہ حادث او منقسم اور قائم بالغیر ہونیکی وجہ سے الہٰ نہیں ہو سکتا اس فرقہ **مانویہ** کا بھی قول رد ہو گیا جو نور اعظم کو اللہ کہتے ہیں اور فرقہ **مجسمہ** کا بھی جو قرآن کے قائل ہیں کیونکہ اللہ فرماتا ہے لیس کمثلہ شیئ اور انوار سب باہم متماثل ہیں۔ اسلئے علماء اسلام اس جگہہ تاویل کرتے ہیں۔ کہ نور بمعنی منور ہے کہ اسنے آسمانوں اور زمین کو آفتاب و ماہتاب و کواکب اور انبیا و صلحا و ملائکہ سے منور کر دیا اور یہہ قول ابی بن کعب و حسن و ابو العالیہ کا ہے بعض کہتے ہیں بمعنی مدبر السماوات والارض ہے جیسا کہ رئیس عالم کو کہتے ہیں کہ وہ شہر کا نور ہے یعنی مدبر بتدبیر حسن جیسا کہ جریر شاعر کہتا ہے ؎ وانت لنا نور و غیث و عصمة یہہ زجاج او رضحم کا قول ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں نور بمعنی ہادی ہے کیونکہ نور سبب ہدایت ہے کہ وہ آسمان اور زمین والوں کا ہادی ہے۔ اور یہہ بھی ہو سکتا ہے کہ نور کا اطلاق اوسپر مبالغةً ہوا ہو جیسا کہ عادل کو عدل کہدیا کرتے ہیں۔

امام **غزالی** رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام **مشکوٰة الانوار** رکھا ہے اسمیں امام صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقةً آسمانوں اور زمین کا نور ہے پھر اس لفظ کا اطلاق حقیقةً ہے نہ مجازاً بہت سے مقدمات بیان فرما کر یہہ کہا ہے کہ ادراک عقلی ادراک بصری سے اشرف ہے اور دونوں ادراک ظہور چاہتے ہیں جو خواص نور میں اشرف ہے پس ادراک عقلی ادراک بصری سے بدرجۂ اولیٰ انور ہے۔ پھر انوار عقلیہ کی دو قسم ہیں ایک وہ جو سلامة الاحوال کے وقت واجب الحصول ہیں یعنی تعقلات فطریہ دوسرے کسبیہ اور قسم ثانی میں اکثر کجی واقع ہوتی ہے تو اسکے لئے کوئی ہادی و مرشد بھی ضرور ہے اور اس امر میں کلام الٰہی اور کلام انبیاء سے زیادہ کوئی ہادی و مرشد نہیں اسلئے یہہ بھی نور ہیں اسلئے قرآن اور نبی کو بھی نور کہا گیا ہے اور اسی طرح ملائکہ بھی نور ہیں پھر ملائکہ بھی درجہ میں متفاوت ہیں یہانتک کہ سب سے بڑھکر نور اعظم ہے اور وہ روح جو سب ارواح سے اعلیٰ ہے معدن نور ہے پھر یہہ سب انوار جیسے ہولی

خواہ سفلیہ جیساکہ آگ کا نور یا علویہ جیساکہ آفتاب و ماہتاب و کواکب کے انوار اور یا انوار عقلیہ خواہ وہ سفلیہ ہوں جیساکہ ارواح انبیاء و اولیاء یا علویہ ہوں جیساکہ ملائکہ یہہ سب کے سب فی حد ذاتہا ممکن ہیں اور ممکن لذاتہ عدم کو چاہتا ہے اور وجود جو آتا ہے تو غیر کی طرف سے اور عدم ظلمت ہے اور وجود نور ہے پس کل ممکنات اپنی ذات میں مظلم ہیں اور اللہ کے منور کرنے سے اُن میں نور آیا ہے اور اسی طرح انکے سب معارف اللہ کی طرف سے ہیں پس کسی کا ظہور بغیر اسکے ظاہر کرنیکے نہیں اور نور کا خاصہ اظہار اور تجلی اور کمالات کا عطا کرنا ہی اب ظاہر ہوگیا کہ نور مطلق وہ اللہ سبحانہ ہے اور غیر پر اس لفظ کا اطلاق مجازاً ہے کیونکہ اسکے سوا جو ہے من حیث ہو ہو ظلمت محضہ ہے کیونکہ وہ من حیث ہو ہو عدم محض ہے بلکہ انوار بھی من حیث ہی ہی ظلمت ہیں - خلاصہ یہہ کہ وہی نور حقیقی ہے اور جسقدر انوار ہیں اسی کے نور کے پرتوے ہیں - واللہ اعلم -

بحث دوم - نور کو السمٰوٰت والارض کیطرف کیوں مضاف کیا ؟ اسلئے کہ آسمان و زمین انوار عقلیہ و حسیہ سے بھرے ہوئے ہیں حسیۃً تو چاند اور سورج اور ستاروں کی روشنی آسمانوں میں اور زمین پر بھی یہی انوار منعکس ہوتے ہیں کہ جن سے الوان مختلفہ دکھائی دیتے ہیں اگر یہہ نہوتے تو کوئی رنگ نہ ظاہر ہوتا بلکہ سرے سے نہوتا اور انوار عقلیہ سے عالم علوی پر ہے اور وہ جواہر ملائکہ ہیں اور عالم سفلی میں بھی انوار عقلیہ بہت ہیں اور وہ قویٰ نباتیہ اور حیوانیہ اور انسانیہ ہیں اور نور انسانی سے عالم سفل کا نظام ہو رہا ہے جیساکہ نور ملکی سے عالم علوی کا نظام ہے اور یہی باعث انسان کے خلیفہ ہونیکا ہے زمین پر پس عالم انوار بصریہ اور باطنیہ عقلیہ سے مالا مال ہے پھر ان انوار میں ایک کو دوسرے سے ارتباط و سلسلہ ہے مگر سب کا انتہی نور الانوار کیطرف ہوتا ہے اور وہ اللہ سبحانہ ہے اسلئے اللہ کو نور السمٰوٰت والارض کہا -

بحث سوم - مثل نورہ کمشکوٰۃ الخ اپنے نور کو ایسے چراغ سے تشبیہ دی جو آئینہ میں ہو اور آئینہ کسی طاق میں ہو اور چراغ زیتون کے تیل سے روشن کیا گیا ہو اور ایسا صاف ہو کہ جو آگ دکھاتے ہی جل اُٹھے اور زیتون بھی ایسا کہ نہ شرقی ہو کہ صبح ہی کے وقت اسپر آفتاب کی شعاع پڑیں پھر نہ پڑیں اور نہ غربی ہو کہ شام کے وقت ہی اسپر دھوپ پڑتی ہو کیونکہ ایسا درخت کچا ہوتا ہے اُسکا تیل بھی عمدہ نہیں بخلاف اسکے کہ جو نہ شرقی ہو نہ غربی بلکہ میدان میں یا پہاڑ کی بلندی پر ہو وہ خوب تنا اور اور پختہ ہوتا ہے اسکا تیل بھی عمدہ ہوتا ہے - جسکی ساتھ تشبیہ دی گئی وہ تو یہہ چیزیں ہیں بحیثیت مجموعی اور جسکو تشبیہ دی گئی ہے وہ نور اللہ ہے مگر کلام اسمیں ہے کہ اس سے کیا مراد ہے ؟ جمہور متکلمین کے نزدیک ہدایت ہے جو آیات بینات ہے یہہ معنی کہ اللہ کی ہدایت ظہور میں ایسی ہے کہ جیسا کوئی چراغ ہو جسکی یہ صفت ہوں کہ جسکی ہر صفت روشنی چراغ کو ترقی دیتی ہے **سوال** آفتاب کے ساتھ کیوں تشبیہ نہ دی - **جواب** - مقصد الٰہی یہہ ہے کہ اُس روشنی کے ساتھ تشبیہ دے جو اندھیریوں میں سے ظاہر ہو اور ہدایت ایک روشنی ہے جو شبہات کی اندھیریوں میں سے ظاہر ہوتی ہے سو یہہ بات چراغ کیساتھ تشبیہ دینے سے حاصل ہوتی ہے کہ جسکے ہر طرف اندھیری ہوتی ہے برخلاف آفتاب کے کہ وہ جب جلوہ گر ہوتا ہے تو تمام عالم اُسکے نور سے بھر جاتا ہے ظلمت باقی نہیں رہتی - بعض کہتے ہیں نورہ سے مراد قرآن ہے جیساکہ فرماتا ہے قد جاءکم من اللہ نور یہہ حسن و سفیان بن عیینہ و زید بن اسلم کا قول ہے بعض کہتے ہیں اس سے مراد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنکی صفت میں سراجا منیرا آیا ہے - یہہ عطار کا قول ہے - بعض کہتے ہیں اس نور سے مراد وہ نور ہے کہ جو مؤمن کے دل میں ایمان و معرفت کا نور ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کو نور اور کفر کو ظلمت سے تعبیر کیا ہے یہہ اُبی و ابن عباس رض کا قول ہے - امام غزالی رح فرماتے ہیں انسان کے قویٰ مدرکہ پانچ ہیں (۱) قوۃ حسیہ جو حواس خمسہ کو شامل ہے (۲) قوۃ خیالیہ (۳) قوۃ عقلیہ جو حقائق کلیہ کا ادراک کرتی ہے (۴) قوۃ فکریہ جو معارف عقلیہ میں ترکیب دیکر نامعلوم بات کو دریافت کرتی ہے (۵) قوۃ قدسیہ جو انبیاء و اولیاء کو حاصل ہے جس سے اسرار غیب و لوائح ملکوت ظاہر ہوتے ہیں جسکی نسبت اللہ فرماتا ہے لکن جعلناہ نورا نہدی بہ من نشاء من عبادنا یہہ پانچوں نور ہیں ہر ایک کو اُن پانچوں چیزوں میں سے ایک ایک کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے (۱) روح حساس کو مشکوٰۃ سے الخ -

فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۝ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ

ان گھروں میں کہ جنکے بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا اور انہیں اسکا نام یاد کیا جاتا ہے اسکی صبح اور شام ایسے لوگ تسبیح کیا کرتے ہیں کہ جنکو نہ تجارت غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت

عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا

ذکر الٰہی سے نہ نماز قائم کرنے سے اور نہ زکوٰۃ دینے سے اس دن سے ڈرتے ہیں کہ جسمیں دل اور آنکھیں الٹ جاوینگی - تاکہ اللہ انکو انکے عمل کا اچھا بدلہ دے

وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

اور انکو اپنے فضل سے بڑھتی دے - اور اللہ جسکو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے -

ترکیب

فی بیوت یا تو صفت ہے زجاجہ کی المصباح فی زجاجۃ فی بیوت - یا یوقد سے متعلق ہے اے توقد فی المساجد - یا یسبح سے متعلق ہے وہو القوی - رجال یسبح کا فاعل یا مفعول مالم یسم فاعلہ لاتلہیہم رجال کی صفت یخافون صفت ثانیہ - لیجزیہم یسبح سے متعلق -

تفسیر

فی بیوت کو جمہور مفسرین نے کلام سابق کا تتمہ قرار دیکر تشبیہ میں شامل کیا ہے یعنی وہ چراغ جو آئینہ میں ہو اور ایسے صاف تیل سے روشن کیا ہو کسی گندہ اور ناپاک مکان میں نہ ہو کہ جسکی روشنی صاف باطنوں کی آنکھوں میں بے قدر معلوم ہوتی ہے بلکہ ان مکانوں میں ہو کہ جنکے بلند کرنیکا اللہ نے حکم دیا یعنی مساجد - خانہ کعبہ - مسجد نبوی - بیت المقدس مسجد قبا یا عام مساجد اور انکے بلند کرنے سے مراد یا حقیقۃً بلند کرنا یا تعظیم کرنا - ان مقامات خصوصاً بیت المقدس کے قندیلوں کی روشنی جو زیتون کے عمدہ تیل سے روشن ہوتی تھی ضرب المثل تھی - پھر ان گھروں کی صفت بیان فرماتا ہے کہ انمیں ایسے لوگ صبح و شام خدا کی تسبیح کیا کرتے ہیں اور اسکا نام لیا کرتے ہیں - یہ عام ہے خواہ نماز فرائض و نوافل کے ذریعہ سے ہو خواہ بغیر اسکے صرف ذکر و تسبیح ہو - کہ جنکو ذکر الٰہی اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تجارت روک سکتی ہے نہ بیع کرنا - تجارت عام ہے خرید کو اور فروخت کو دونوں کو شامل ہے مگر فروخت میں نقد حاصل کیا جاتا ہے اسمیں اور بھی لالچ ہے جو انسان کو ذکر الٰہی سے روکدیتا ہے اسلئے اسکو جداگانہ بھی بیان کیا کہ انکو فروخت بھی نہیں روک سکتی - اور باوجود اس قدر یاد الٰہی میں مشغول ہونے اور زکوٰۃ و خیرات دینے کے وہ لوگ اپنی عبادت پر نازاں نہیں بلکہ قیامت کے دن سے ڈرتے رہتے ہیں کہ جسدن دل اور آنکھوں کا عجب حال ہوگا دل صدمات کے مارے ہوا ہوگا اور آنکھیں ادہر کو ٹکٹکی باندھے ہوئے ہونگی کہ کیا حکم آتا ہے ؟ یہ سب باتیں انکی اسبات کا سبب ہیں کہ اللہ انکے عمدہ اعمال کا عمدہ بدلہ دے اور نہ صرف بدلہ بلکہ اعمال کے سوا اپنے فضل سے اور بڑھتی بھی عطا کریگا کیونکہ وہ بے نیاز بے پرواہ ہے جسکو چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے -

بعض علماء کہتے ہیں فی بیوت یسبح سے متعلق ہے اور یہ ایک جداگانہ کلام ہے جسمیں یہ بتلانا مقصود ہے کہ وہ نور کہ جسکو تشبیہ دیگئی ہے کہاں اور کسجگہ پایا جاتا ہے ؟ پھر آپ ہی بتلاتا ہے کہ ایسے گھروں میں پایا جاتا ہے کہ جنکے بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا اور جنمیں اسکی یاد کی جاتی ہے اور وہاں ایسے پاکباز لوگ اسکی تسبیح تقدیس کیا کرتے ہیں کہ جنکو کوئی شغل دنیاوی انکے کار سے نہیں روکتا دست بکار دل بیار انکا شیوۂ خاص ہے اور انہیں کے دلوں اور سینوں میں نور الٰہی کا وہ چراغ روشن ہے کہ جس سے انکو اللہ نے اس راہ راست اور صراط مستقیم کی ہدایت کی ہے واللہ اعلم باسرار کلامہ -

رجال کی لفظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ مساجد میں حاضر ہونا مردوں کے لئے ہے جمعہ اور جماعت انہیں پر ہے نہ عورتوں پر - اور یہ بھی اشارہ ہے کہ دراصل رجال یعنی مرد ایسے ہی لوگ ہیں کیونکہ دنیا مردار کے طالب گتے ہیں اور عقبیٰ کے طالب مرد ہیں - بڑی مردانگی یہی ہے نہ کھانا سونا جماع کرنا کسیکو مارڈالنا اور نفسانی خواہشوں کو اس چراغ ہدایت سے جلا دینا بڑی مردمی ہے - اس کلام پاک کی شرح کے لئے ایک دفتر چاہئے -

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ کَسَرَابٍۭ بِقِیْعَةٍ یَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَهٗ لَمْ یَجِدْهُ شَیْـًٔا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ

اور وہ جو کافر ہیں انکے اعمال ایسے ہیں کہ جیسا جنگل میں سراب جسکو پیاسا پانی سمجھتا ہے یہانتک کہ جب اُسکے پاس آتا ہے تو کچھ بھی نہیں پاتا اور اللہ کو پایا

فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۙ اَوْ کَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ

سو اسنے اسکا حساب پورا کر دیا۔ اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ یا ایسے کہ جیسی دریائے عمیق کی اندھیریاں چھپا رکھا ہوا ایک موج نے اُسپر ایک اور موج ہو اُسپر بادل ہو۔ اندھیریاں ہیں

بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَکَدْ یَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۠

ایک کے اوپر دوسری۔ جب اپنا ہاتھ نکالے تو اُسکو دیکھ نہ سکے۔ اور جسکے لئے اللہ ہی نور نہ بناوے تو اُسکے لئے کوئی بھی نور نہیں۔

ترکیب

بقیعۃ موضع جر میں سراب کی صفت یحسبہ بھی سراب کی صفت قیعۃ جمع قاع ای فی فلاۃ۔ والیاء فی قیعۃ بدل من و اولسکونہا وانکسار ما قبلہا لانہم قالوا فی قاع اقواع۔
اوکظلمات معطوف ہے سراب پر تقدیرہ اوکاعمال ذی ظلمات فیقدر ذی لیعود الضمیر من قولہ اذا اخرج یدہ الیہ ویمکن ان یقال لاحذف فیہ والمعنی انہ شبّہ اعمال الکفار
بالظلمۃ فی حیلولتہا بین القلب بین ما یہتدی الیہ۔ لجی بحر صفت ۞ نظلمات یعنی نسبۃ الی اللج لیسے ذی لجۃ یغشاہ صفۃ اخری۔

تفسیر

اُس نور اور نورانی لوگوں کے بعد ظلمت اور ظلمانی لوگوں کا بیان کرتا ہے اور اُنکے حال کو بھی تشبیہ دیتا ہے فقال والذین کفروا الخ کہ کافروں کے اعمال جنکو وہ نیک اور وسیلہ
آخرت سمجھکر کرتے ہیں سراب کی مانند ہیں جسکو جنگل میں دوپہر کے وقت پیاسا دور سے پانی سمجھکر بڑی بیقراری سے اُسکے پاس آتا ہے اور وہاں جاکر کچھ بھی نہیں پاتا
یہی حال انکا ہے کہ بوقت مرگ جن اعمال پر انکو سہارا تھا اُنکو کچھ بھی نہ پاوینگے اور اللہ ہی سے انکو وہاں معاملہ پڑیگا سو وہ انکا حساب کر دیگا۔ ازہری کہتے ہیں سراب وہ ہے
جو ٹھیک دوپہر میں دور سے پانی سا موجیں مارتے ہوئے دکھائی دیا کرتا ہے یعنی پانی چلتا ہوا دکھائی دیا کرتا ہے یقال سرب الماء یسرب سروبا اذا جری فہو سارب۔ قولہ تعالیٰ
ووجد اللہ عندہ لیسے وجد عقاب اللہ الذی توعدہ بہ الکافر عند ذالک۔ یہ انکے بقیہ احوال کا بیان ہے جو اسکے بعد انپر عارض ہوگا بطور تکملہ کے۔ تاکہ یہ نہ سمجھا جاوے کہ
انکے حال کا یہی پر حصر ہے بلکہ اسکے بعد اور بھی برا حال ہوگا پس یہ لم یجدہ شیئا پر معطوف نہیں (ابو سعود) اوکظلمات یہ دوسری مثال ہے کفار کے حال بیان کرنے کے لئے۔
پہلی مثال میں یہ بتلایا گیا کہ انکے اعمال اگر اچھے ہیں عقائد صحیحہ نہ ہونیکی وجہ سراب کی مانند ہیں آخرت میں انسے کوئی نفع نہ ہوگا اور اگر برے ہیں تو وہ ظلمات ہیں تو بہ تو۔ یا یوں
کہو کہ پہلی مثال میں انکے اعمال کا بیان تھا کہ وہ کچھ بھی فائدہ مند نہیں اور دوسری مثال میں انکے عقائد کا بیان ہے کہ وہ ظلمات سے مشابہ ہیں جیساکہ فرمایا یخرجہم من الظلمات
الی النور لیسے من الکفر الی الایمان اگلا جملہ ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور سے اسپر دلالت کرتا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ دریائے لجی (لیسے ذو اللجۃ التی ہی معظم الماء الغمر البعید القعر) یعنی
بڑا گہرا اور بہت عمیق کی قعر میں اندھیرا ہوتا ہے پھر جب اسپر امواج کا تلاطم ہوتا ہے تو اور بھی اندھیرا زیادہ ہوجاتا ہے اور جبکہ امواج پر بادل اور گھٹا گھنگھور ہوتی ہے تو انتہا درجہ
کی اندھیری ہوجاتی ہے تو ایسی حالت میں ہاتھ بھی نہیں دکھائی دیتا حالانکہ پاس کی چیزوں میں جو دکھائی دیا کرتے ہیں عادتاً ہاتھ بہت قریب سمجھا جایا کرتا ہے اسیطرح کافر تین اندھیریوں
میں مبتلا ہے اول اعتقاد بد کی ظلمت جو بحر عمیق کے مشابہ ہے اور عقائد کا محل دل ہے جسکو مختلف موجیں مارنے اور خطرات کے تلاطم میں بڑی مناسبت ہے اور کامل تشبیہ۔ دوم قول
بد کی ظلمت جو انکی زبان سے نکلکر دریا کی طرح موجیں مارتا ہے۔ سوم عمل بد کی ظلمت جو بادل کی طرح محیط ہے۔ یا اسکے قلب اور سمع و بصر کی اندھیریاں مراد ہیں
یا اپنے کفر پر جو اسکو اصرار ہے اسکی ظلمات مترا کمہ کو دریا اور امواج اور سحاب کی ظلمات متراکمہ سے تشبیہ دی گئی ہے پس وہ کافر ان اندھیریوں
میں مبتلا ہے اب کون اسکو انسے نکال سکتا ہے اگر اللہ نہ نکالے اور اسکو نور کا حصہ عطا نہ کرے اسلئے فرمایا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۖ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ ط وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ۝

کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کے رہنے والے اور پرندے پر کھولے ہوئے۔ ہر ایک کو معلوم ہے اسکی نماز اور تسبیح۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهِ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشَاءُ ط لَيُكَادُ سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ۝ يُقَلِّبُ اللّٰهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ط إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصَارِ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَاءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ ۚ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ ط يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ ط إِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

اور اللہ ہی کا قبضہ ہے آسمانوں اور زمین پر۔ اور اللہ ہی کے پاس پھر کر جانا ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ ہی بادلوں کو چلاتا ہے پھر انکو اکٹھا کرتا ہے۔ پھر انکو گھنگھور گھٹا بناتا ہے پھر تو دیکھتا ہے کہ انہیں سے مینہ برستا ہے اور اُتارتا ہے آسمان کے پہاڑوں میں سے اولے پھر انکو ڈالتا ہے جس پر چاہتا ہے روکتا ہے جس سے چاہتا ہے اسکی بجلی کی چمک ہے کہ آنکھیں چوندھیائے ڈالتی ہے۔ بدلتا ہے اللہ رات اور دن کو۔ اسمیں آنکھوں والوں کے لئے ایک بڑی عبرت ہے۔ اور اللہ ہی نے بنایا ہر ایک زمین پر چلنے والے جانور کو پانی سے پھر بعض انمیں سے ہیں کہ اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض ہیں کہ دو پاؤں سے چلتے ہیں اور بعض ہیں کہ چار پاؤں سے چلتے ہیں۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

لَقَدْ أَنْزَلْنَا آيٰتٍ مُبَيِّنٰتٍ ط وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝

البتہ ہمنے کھلی کھلی آیتیں نازل کیں۔ اور اللہ جسکو چاہتا ہے سیدھے رستہ کیطرف ہدایت کرتا ہے۔

ترکیب

الطیر معطوف علی من جمع طائر صافات حال من الطیر ای باسطات اجنحتہن۔ علم کی ضمیر راجع ہے کل کی طرف وہو الاقوی لان القراءۃ برفع کل علی الابتداء یزجی یسوق برفق بینہ انما جاز دخول بین علی المفرد لان المعنی بین اجزاء السحاب۔ رکاما متراکما بعضہ فوق بعض الودق المطر من خلالہ ای مخارجہ جمع خلل کجبال فی جبل من السماء من لابتداء الغایۃ من جبال کا من یا زائدہ ہے اور ممکن ہے کہ پہلے من سے بدل ہو علی اعادۃ الجار والتقدیر ینزل من جبال السماء ای من جبال فی السماء من برد بیان للجبال والمفعول محذوف ای ینزل مبتدأ من السماء من جبال فیہا من برد بردا۔

تفسیر

انوار قلوب المؤمنین وظلمات قلوب الکافرین کے بعد چند وہ دلائل توحید بیان کرتا ہے جنہیں نظر کرنے سے حق سبحانہ اور اسکی توحید کا نور متجلّی اور جلوہ گر ہو کر نور پر نور کی کیفیت حاصل ہو جاوے فقال الم تر ان اللہ یسبح الخ یہ **اوّل** دلیل ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ انسان ہی پر کیا موقوف ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے ملائکہ اور روحانیات اور جو کچھ کہ زمین پر ہے انسان حیوان حجر شجر بلکہ جو انکے درمیان ہے پرند جو ہوا میں پر کھولے معلق دوڑتے پھرتے ہیں سب اسکی تسبیح کیا کرتے ہیں۔ الم تر سے مراد الم تعلم ہے کیونکہ ان چیزوں کی تسبیح آنکھوں سے نہیں دیکھتی ہاں دل کی آنکھوں سے دکھلائی دیتی ہے یعنی عقل سے معلوم ہو سکتی ہے۔

تسبیح کرنے سے مراد متکلمین کے نزدیک ان چیزوں کا اسپر دلالت کرنا کہ انکا خالق صفات نقصان سے منزہ اور بری اور صفات کمال اور نعوت جلال سے موصوف ہے یعنی تسبیح بدلالۃ الحال ہے نہ بالمقال۔ بعض کہتے ہیں بعض چیزیں زبان سے تسبیح کرتی ہیں عقلاء انسان ملائک جن وغیرہ اور بعض بدلالۃ الحال۔ بعض کہتے ہیں ہر چیز اپنی ایک خاص زبان سے جو اسکو عطا کی گئی ہے اسکی تسبیح و تقدیس کرتی ہے جمادات اپنی زبان جمادی سے کرتے ہیں کبھی جمادات کی تسبیح بعض روشن ضمیروں کو بھی سنائی دیجاتی ہے چنانچہ ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں کنکروں کی تسبیح سنائی دی گئی۔ اور نیز عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں لقد کنا نسمع تسبیح الطعام وہو یوکل (رواہ البخاری) کہ ہم کھاتے تھے

کھانے کی تسبیح سُنا کرتے تھے۔ اور نباتات کی بان نباتی سے تسبیح کرتے ہیں چنانچہ مسجد نبوی ایک کھجور کا ٹھنڈ جو مسجد کا ستون تھا جسپر آپ سہارا لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے حضرت کے فراق میں رویا اور اسکا رونا سب کو سنائی دیا (رواہ البخاری) اور یہ حیوانات پرند اور غیر پرند سوا انکے عجائب افعال اس بات کی صریح دلیل ہے کہ خدا تعالیٰ نے انکو ایک قسم کی گویائی اور ادراک عطا کیا ہے اور وہ اللہ کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں اور اللہ نے ہر ایک کو اپنی نماز اور تسبیح فطرتی طور پر تعلیم فرمائی ہے کل قد علم صلوٰتہ وتسبیحہ اور اسی لئے بعد میں فرمایا واللہ علیم بما یفعلون۔ اسکے بعد مبدأ و معاد کا مسئلہ ظاہر کرتا ہے وللہ ملک السمٰوٰت والارض کہ ہر چیز کا وجود اسکی طرف ہے اور اسی کے قبضہ میں ہے اسی لئے اسکو تسبیح و تقدیس کا استحقاق ہے والی اللہ المصیر اور پھر اسیکے پاس جانا ہے اسلئے اسکی تسبیح و تقدیس ضرور ہے آخر اسی سے کام پڑیگا۔

الم تر ان اللہ یزجی سحابا یہہ **دوسری دلیل** ہے کہ اللہ بادل پیدا کرتا ہے پھر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو جمع کر کے انکو گھنگھور گھٹا بنا تا ہے اور ان بادلوں میں سے کس لطف کے ساتھ مینہ برساتا ہے یہہ نہیں ہونے دیتا کہ مشک کے دہانہ کھلنے میں جسطرح بے تحاشا پانی گر پڑتا ہے اسطرح گرے یہہ بھی حکیم و قدیر کی عجب قدرت ہے پھر اور حکمت دیکھو وینزل من السماء من جبال فیہا من برد کہ انہیں بادلوں سے جو پہاڑ کی مانند ہیں جسطرح مینہ برساتا ہے اسیطرح جسم جامد اولے بھی برسا دیتا ہے جنکو پتھر کہنا بمناسبت من جبال نہایت مناسب ہے۔ پھر اور بھی قدرت کاملہ ہے کہ پھر ان اولوں کو جسپر چاہتا ہے گرا کر مضرت پہنچاتا ہے اور جسکو چاہتا ہے محفوظ رکھتا ہے۔ پھر ایک اور قدرت کاملہ و حکمت بالغہ قابل غور ہے یکاد سنا برقہ یذہب بالابصار کہ اس سرد اور تر جگہہ سے کہ جہاں سے اولے اور مینہ برستا ہے بجلی بھی ظاہر کرتا ہے جو سخت آتش بلکہ آتش کی روح ہے پھر وہ اسطرح سے کوندتی ہے کہ دیکھنے والے بھی آنکھ بند کر لیتے ہیں آنکھیں چوندھیا جاتی ہیں اسکے دیکھنے کی تاب نہیں لاتیں۔ پھر عاقل بصیر ان سب چیزوں سے اس قادر حکیم کا جلوہ دیکھ سکتا ہے کہ جس سے عقل کی آنکھیں چوندھیا جاتی ہیں بلکہ اندھی اس نور عقلی سے روشن ہو جاتی ہیں۔ کلام میں بلاغت بھی کس درجہ کی ہے کہ مینہ کا سارا سماں باندھ دیا۔

واللہ یقلب الیل والنہار یہہ **تیسری دلیل** ہے کہ اللہ ہی رات دن کو بدلتا ہے رات کے بعد دن دن کے بعد رات لاتا ہے اور پھر ہر ایک کو چھوٹا بڑا کرتا ہے۔ گرچہ یہہ آفتاب کی حرکت سے ہے مگر آفتاب کی حرکت بھی تو اسی کے ید قدرت میں ہے۔ تمام اسباب کا سلسلہ انجام کار اسکی طرف منتہی ہوتا ہے اسلئے اسکے بعد ارشاد فرماتا ہے ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار کہ اس میں انہیں کے لئے عبرت ہے جو چشم بصیرت رکھتے ہیں۔ وہی ان دلائل سے بانی عالم کا وجود اور اسکے صفات کاملہ سمجھنے کے بعد یہہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ دنیا میں جسقدر نعمتیں ہیں اسکے ہاں سے ہیں وہی مینہ برسا کر دنیا کو آباد کرتا ہے اور سب کے اسباب وہی مہیا کر دیتا ہے اور نیز یہہ بھی کہ اسکی رحمت ناشکری کے وقت زحمت بھی ہو جاتی ہے بادلوں میں سے پانی بھی برساتا ہے مگر وہیں بجلی اور اولے بربادی کے بھی سامان مہیا کر رکھے ہیں۔ اور نیز دولت کے بعد افلاس اور زوال کے بعد اقبال صحت کے بعد تندرستی یہہ سب باتیں رات دن کی الٹا پلٹی کی طرح وہی الٹتا پلٹتا ہے۔

واللہ خلق کل دابۃ من ماء الخ یہہ **چوتھی دلیل** ہے کہ اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا پھر کسیکو پیٹ کے بل کسیکو دو پانوں پر کسیکو چار پانوں پر چلایا یہہ خلاف وضع اور یہہ پیدائش بھی اسی صانع حکیم کا فعل ہے نہ طبیعت کا ہے کا نہ کسی اور کا۔ **سوال**۔ بہت سے جاندار پانی سے نہیں پیدا ہوئے جن آگ سے ملائکہ نور سے آدم خاک سے اور نیز مواد ارضیہ سے بھی حیوانات کو پیدا ہوتے دیکھا ہے۔ **جواب**۔ من ماء صلہ کل دابۃ کا ہے نہ خلق کا یعنی جو جانور پانی سے بنتی ہیں انکو اللہ نے بنایا اور یہہ بھی ہو سکتا ہے کہ اصل جمیع مخلوقات کی پانی ہے پھر اس پانی سے اور عناصر پیدا ہوئے جیسا کہ جلد ثانی میں ہمنے بیان کیا۔ اور یہہ بھی ہو سکتا ہے کہ دابۃ سے مراد زمین پر چلنے والے جانور ہیں جن اور ملائکہ انمیں داخل نہیں اور انکی پیدائش بیشتر پانی سے ہے۔ من ماء کو نکرہ لاکر یہہ بتا دیا کہ ہر نوع دابۃ کو اُس پانی سے پیدا کیا جسکی ساتھ وہ مخصوص ہے۔ بعض جانور پیٹ کے بل چلتے ہیں سانپ وغیرہ بعض دو پانوں سے انسان وغیرہ بعض چار سے گائے بھینس گھوڑا وغیرہ اور بھی عجائب مخلوقات ہیں یا کسیکے چار سے زیادہ پانوں ہیں کنکھجورا وغیرہ تو ان سب کی طرف یخلق اللہ ما یشاء ان اللہ علی کل شیء قدیر میں اشارہ کر دیا

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ

اور کہتے ہیں ایمان لائے ہم اللہ اور رسول پر اور فرمانبردار ہوگئے پھر اسکے بعد بھی ان میں سے ایک فریق پھرا جاتا ہے۔ اور وہ تو ایمان والے ہی نہیں۔ اور جبکہ وہ اللہ اور اُسکے رسول

وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ۝ وَإِن يَكُن لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ۝ أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا

کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ انمیں فیصلہ کیا جاوے تو جبھی ایک فریق انمیں سے منہ موڑ لیتا ہے۔ اور اگر انکو کچھ پہنچتا ہو تو اسکے پاس گردن جھکا کر آتے ہیں۔ کیا انکے دلوں میں بیماری ہے یا شک میں پڑے ہیں

أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ

یا اس سے ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اُسکا رسول انپر ظلم کریگا۔ بلکہ وہی ظالم ہیں۔ مومنوں کی بات تو یہی تھی جبکہ وہ اللہ اور اسکے رسول کیطرف انمیں فیصلہ کرنیکے

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ

لئے بلائے جاویں کہ وہ یہہ کہیں سُن لیا اور مان لیا اور یہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں۔ اور جو کوئی اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کرتا ہو اور اللہ سے ڈرتا اور اس سے حذر کرتا ہو سو وہی کامیاب ہوتا ہے۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُل لَّا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ مَّعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا

اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں مستحکم طور پر کہ اگر تو انہیں حکم دیگا تو نکل پڑینگے۔ کہہ قسمیں نہ کھاؤ حکم برداری چاہئیے دستور کے موافق۔ اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ کہہ اطاعت کرو اللہ اور

الرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝

رسول کی۔ پھر اگر پھر جاؤ تو پیغمبر پر تو وہی ہے جسکا وہ ذمہ وار ہے اور تم پر وہ ہے جو تمہارے ذمہ پر لازم کیا گیا ہے۔ اور اگر اسکا کہا مانوگے تو ہدایت پاؤگے۔ اور رسول پر بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ کھول کر پہنچا دیوے۔

تفسیر

ان دلائل کے بعد جو انسان کے دل میں نور ایمان اور سرور سرمدی پیدا کرتی ہیں چند گمراہ ازلیوں کا تذکرہ کرتا ہے جو ظلمات میں مبتلا ہیں اور ان ظلمات کے سبب ذرا ذرا سے باتوں میں بھی رسول کریمؐ کے اتباع کرنے سے دل چراتے اور حیلہ بہانہ بناتے ہیں۔ یہہ چند منافق تھے جو مدینہ منورہ میں رہتے تھے انہیں کیطرف ان آیات میں روئے سخن ہے کہ یہہ لوگ منہ سے ایمان و فرمانبرداری کا اقرار کرتے ہیں اور موقع پر آکر منہ موڑ جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت وہ مومن نہیں اور جب کسی باہمی فیصلہ کیلیے اللہ اور اُسکے رسولؐ کے حکم ماننے کے لیے بلائے جاتے ہیں تو انکار کر جاتے ہیں اور اگر یہہ معلوم ہو جاوے کہ فیصلہ ہمارے حق میں ہوگا تو رسولؐ کے پاس دوڑے آتے ہیں پھر کیا انکے دل میں مرض نفاق ہے یا شک میں پڑے ہوئے ہیں یا یہہ سمجھتے ہیں کہ اللہ اور اسکا رسول انپر ظلم کریگا؟ بلکہ وہی ظالم ہیں جو ایسی بدگمانی رسول اور اللہ کیطرف جائز رکھتے ہیں۔ ایمانداروں کی یہہ شان نہیں بلکہ اُنکی یہہ شان ہے کہ جب انکو اللہ اور رسولؐ کی طرف بلایا جاوے یعنی کوئی حکم دیا جاوے تو سمعنا و اطعنا کے سوا اور کچھ نہ کہیں یعنی یہی کہیں کہ ہم حکم بردار ہیں۔ اس سرزنش کے بعد وہ منافق قسمیں کھا کر یہہ کہتے تھے کہ اگر آپ ہمیں وطن سے نکلجانے کا بھی حکم دینگے تو ہم تعمیل کرینگے یعنی ہم دل سے مطیع ہیں فرمایا کہدے کیوں جھوٹی قسمیں کھاتے ہو وطن سے نکلنے کا کوئی حکم نہیں وہ تو دستور کے موافق طاعت کا اللہ اور رسولؐ حکم دیتا ہے اسی پر قائم رہو اور سپر بھی قائم نہ رہوگے تو رسول پر کچھ نہیں وہ پہنچا چکا اسکا بار تمہیں پر ہے۔

اب اسمیں مختلف روایات ہیں کہ ان آیات میں کون منافق مراد ہیں اور کس خاص معاملہ کی طرف اشارہ ہے؟ مقاتل کہتے ہیں بشر منافق مراد ہے اسکا ایک یہودی سے جھگڑا تھا جسمیں وہ حق پر نہ تھا اسلئے کہتا تھا کہ اسکا فیصلہ کعب بن اشرف سردار یہود کریگا یہودی جانتا تھا کہ وہ دغاباز ہے اسلئے وہ کہتا تھا کہ آنحضرتؐ کیطرف چلو ضحاک کہتے ہیں مغیرہ بن وائل منافق اور حضرت علی بن ابی طالبؓ میں ایک زمین کی بابت نزاع تھی علیؓ نے کہا آنحضرتؐ سے فیصلہ کراؤ اسنے انکار کیا واللہ اعلم۔

وعد الله الذين آمنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الأرض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم

اللہ نے تم میں سے ایمانداروں اور اچھے کام کرنیوالوں کے لئے وعدہ کر لیا ہے کہ انکو ملک میں حاکم کریگا جیسا کہ اپنے پہلوں کو حاکم کیا تھا اور قائم کریگا انکے لئے

دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم أمنا يعبدونني لا يشركون بي شيئا ومن كفر بعد ذلك فأولئك هم

انکے دین کو کہ جسکو انکے لئے اسنے پسند کیا ہے اور انکے خوف کے بعد انکو امن بدل دیگا میری عبادت کیا کرینگے میرے ساتھ کسیکو بھی شریک نکرینگے - اور جو اسکے بعد ناشکری کریگا سو وہی

الفاسقون ۝ وأقيموا الصلوة وآتوا الزكوة وأطيعوا الرسول لعلكم ترحمون ۝ لا تحسبن الذين كفروا معجزين في الأرض ومأواهم النار ولبئس المصير ع ۱۴

فاسق ہیں - اور نماز پڑھا کرو اور زکوۃ دیا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تمپر رحم کیا جاوے - کافروں کو یہہ نہ سمجھ کہ وہ ملک میں عاجز کردینگے - اور انکا ٹھکانا آگ ہے اور بری جگہہ ہے وہاں کی -

لیستخلفنہم سو جواب قسم مضمر اے وعدہم و اقسم لیستخلفنہم یعبدوننی ❁ **تفسیر** ❁ حال من الذین او استیناف - لایشرکون حال من الواو اے یعبدوننی غیر مشرکین -

پہلے فرمایا تھا کہ جو اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں وہی فلاح پاوینگے وہی کامیاب ہونگے آخرت کی کامیابی تو متعدد مقامات پر بیان ہوچکی تھی اب یہاں دنیا کی کامیابی بیان فرماتا ہے بقولہ وعد اللہ الخ اور اس وعدہ کے بعد پھر ان مسلمانوں کو کہ جنکے لئے خلافت و امامت اور زمین پر حکومت و شوکت کا وعدہ کیا ہے واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ الخ کا حکم دیتا ہے کہ زمین پر اقتدار پاکر اور سلطنت و شوکت حاصل کرکے بنی اسرائیل کی طرح خدا اور اسکے رسول سے برگشتہ نہو جانا بلکہ نماز روزہ اور جمیع امور میں اسکے احکام کی پابندی کرنا جنکی طرف واطیعوا الرسول میں اجمالاً اشارہ ہے تاکہ تمپر رحم کیا جاوے ورنہ قہر الہی میں مبتلا ہوگے شوکت و سلطنت چھین لیجاویگی اور جو دنیا میں اقتدار پاکر خدا سے سرتابی کرلیتے ہیں اور تکبر میں آکر دین کی پروا نہیں کرتے انکو یہہ نہ سمجھو کہ وہ خدا کے قبضہ میں نہیں ہیں سے دنیا میں بھی وہ رسوا ہونگے اور آخرت میں بھی انکا ٹھکانا جہنم ہے - اور نیز اس فقرہ لاتحسبن الخ میں مسلمانوں کو تسلی دینا اور اپنے وعدہ خلافت کا وثوق ظاہر کرتا ہے کہ اے مسلمانو آج جو تم کفار سے دبے ہوئے ہو اور تمہارے مقابلہ میں روم و ایران وغیرہ بڑی بڑی سلطنتیں ہیں یہہ سب ہمارے بس میں ہیں انکو ہم مغلوب و مقہور کردینے پر قادر ہیں -

حاکم نے بسند صحیح اور نیز طبرانی نے بھی ابی بن کعب سے (اس آیت کے شان نزول میں) یوں روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم جب ہجرت کرکے مدینہ میں تشریف لائے تو تمام عرب دشمن ہوگیا مسلمان ہر وقت خوف کی حالت میں ہتیار بند رہا کرتے تھے اور آرزو کیا کرتے تھے کہ کبھی ایسے بھی دن آئینگے کہ ہم امن سے رات کو سویا کرینگے کہ بجز خوف خدا اور کسیکا خوف نہوگا ایسی حالت میں انکی تسلی دینے کیلئے یہ آیت نازل ہوئی خصوصاً جنگ احزاب میں تو مسلمانوں پر از حد تکلیف اور سخت خوف و ہراس تھا - ابو العالیہ نے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے اور ابن ابی حاتم نے بھی ایسا ہی کچھ نقل کیا ہے

ف پیشینگوئی

اس آیت میں اللہ تعالی اس وقت کے مسلمانوں سے جو نیک تھے بطور **پیشینگوئی** یہہ وعدہ کرتا ہے کہ ہم انکو زمین پر اسطرح سے خلیفہ کرینگے یعنی سلطنت و حکومت دینگے کہ جسطرح تم سے پہلوں کو دی تھی حضرت سلیمان و داؤد علیہما السلام وغیرہما کو اور انکے حق پسند دین پر انکو قادر کردینگے کہ آزادی سے وہ اپنے مذہب کی پابندی کرینگے کسیکی روک ٹوک نہوگی ہر طرح سے اس مذہب کے پھیلانے پر قادر ہونگے اور جو خوف انکو دشمنوں کا رہتا ہے اسکو دور کرکے اسکے بدلہ میں امن دینگے کسی سے نہ ڈرینگے کہ دین کو مخفی کریں یعبدوننی میری عبادت کیا کرینگے اور میرے ساتھ کسیکو شریک نکرینگے یعنی بے کھٹکے عبادت و توحید کو بجا لائینگے اور نیک ہونگے اور جو اسکے بعد ناشکری کریگا وہ فاسق ہے اسپر حمایت الہی کا ہاتھ نہ رہیگا -

ف خلافت خلفاء اربعہ سے متعلق

صدق اللہ العلی العظیم اسنے یہہ وعدہ پورا کیا آنحضرت کو جنگ احزاب کے بعد غلبہ دیا اور پھر آپکے بعد حضرت ابوبکر و **عمر و عثمان و علی** رضی اللہ عنہم کے عہد خلافت میں نہ تنہا عرب بلکہ روم و ایران وغیرہ سرسبز سلطنتیں بھی انکے ہاتھ میں دیں اور نہایت امن کے ساتھ انکے زمانوں میں دین اسلام کی اشاعت و ترقی ہوئی - اس آیت سے خلفاء اربعہ کی خلافت کا برحق ہونا صاف صاف ثابت ہوتا ہے - خوارج کا قول باطل ہے جو وہ حضرت عثمانؓ و علیؓ کو خارج کرتے ہیں اسطرح شیعہ کا قول بھی غلط ہے جو وہ خلفاء ثلثہ کو خارج سمجھتے ہیں کیونکہ فتوحات اسلام تو انہیں حضرات کے عہد میں ظہور میں آئیں اور حضرت علیؓ انکے عقیدہ کے موافق تقیہ کرتے تھے انکو امن حاصل نہوا وہ اس آیت کے مصداق ہو نہیں سکتے اور اسیطرح باقی آئمہ اثنا عشر انکو سرے سے حکومت ہی نہیں ملی اور وہ بھی خوف سے تقیہ کرتے رہے انکے مہدی تو آجتک ڈر کے مارے کسی غار میں چھپے بیٹھے ہیں - افسوس بعد میں مسلمانوں نے فسق و فجور اختیار کیا وہ شوکت و قوت بھی انکی نہ رہی اور اب بھی باز نہیں آتے مسلمانوں کی ترقی اور قومی شوکت کا یہی سبب ہے جس سے آج کل کے ریفارمر غافل ہوکر اور اسباب ترقی تلاش کررہے ہیں اللہم ارحم المسلمین و اہد رؤسائہم -

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ

اے ایمان والو چاہئے کہ اجازت لیکر آیا کریں تم سے تمہارے غلام اور تمہارے وہ لڑکے جو حد بلوغ تک نہیں پہنچے تین وقت اجازت لینا چاہئے۔ صبح کی نماز سے پہلے اور

تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ

دوپہر کے وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اُتارا کرتے ہو اور عشا کی نماز کے بعد۔ یہ تین وقت تمہاری برہنگی کے ہیں۔ انکے بعد نہ تم پر کچھ گناہ ہے نہ اُن پر کہ آپس میں

عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا

ایک دوسرے کے پاس آیا جایا کرے۔ اسطرح کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے آیتیں۔ اور اللہ خبردار حکمت والا ہے۔ اور جب تمہارے لڑکے حد بلوغ کو پہنچ جاویں تو انکو بھی اجازت لیکر آنا چاہئے جیسا کہ

اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا

اُنسے پہلے لوگ اجازت لیتے آئے ہیں۔ اسطرح کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے اپنی آیتیں اور اللہ علیم حکیم ہے۔ اور وہ عمر رسیدہ عورتیں کہ جنکو نکاح کی رغبت نہیں رہی ہے

فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

سو انپر کچھ گناہ نہیں اگر وہ اپنے کپڑے اُتار دیا کریں نہ یہ کہ مقامات زینت کو کھول دیویں۔ اور اگر اس سے بھی بچیں تو انکے لئے بہتر ہے۔ اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

ثلٰث مرات فی الاصل مصدر وقد استعملت ظرفا فعلی ہذا نصبہا علی الظرفیۃ ❁ **تفسیر** ❁ والعامل لیستاذنکم والقواعد جمع قاعد عن النکاح وا مامن القعود فقاعدۃ ۔

منجملہ اطاعت اللہ اور اسکے رسول کے ایک استیذان و اجازت کا مسئلہ ہے۔ ان آیات میں خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو ادب سکھاتا ہے جو تدبیر المنزل کے متعلق ایک بڑا اہم مسئلہ تھا جس سے آجتک تمام کتب الہامیہ خالی تھیں۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایکبار آنحضرت صلعم نے ایک انصاری کے لڑکے کو حضرت عمرؓ کے بلانے کو بھیجا دوپہر کا وقت تھا عمرؓ سوتے تھے وہ گھر میں گھس گیا اور عمرؓ کو بیدار کیا عمرؓ کا کپڑا کچھ کھل گیا تھا ان میں خیال آیا کہ انکے آنے جانے کی بابت بھی کاش خدا تعالیٰ کوئی حکم نازل کرے حضرت صلعم کے پاس آئے تو آتے ہی حضرتؐ نے یہ آیت سنائی شاید یہ آیت سنانے کیلئے بلایا ہو۔ مقاتل کہتے ہیں اسما بنت مرثد کا ایک بڑا لڑکا تھا وہ گھر میں ایکبار ایسے وقت آیا جو انکو ناگوار معلوم ہوا انسنے آنحضرتؐ سے ذکر کیا تب یہ آیت نازل ہوئی۔ (معالم)

اسکا خلاصہ یہ ہے کہ غیر مرد اور اجانب جوان یا بالفعل کو تو اجازت لیکر آنیکا پہلے حکم ہو چکا تھا بقولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اہلہا الآیہ اب یہ ہے کہ لڑکے بالے جو حد بلوغ تک نہیں پہنچے جنسے عادتاً پردہ نہیں کیا جاتا وہ اپنے گھر کے ہوں یا بیگانے اور اسیطرح اپنے غلام اور لونڈی سے بھی آنے جانے میں پردہ نہیں ہوا کرتا یہ خادم ہیں ہر وقت آقا کے پاس آتے جاتے ہیں اس بارہ میں کوئی حکم نہیں آیا تھا لیکن مسلمانوں کو بے وقت آنا انکا بھی ناگوار معلوم ہوتا تھا اور ہونا بھی چاہئے بھلا کس کا دل چاہتا ہے کہ سونے کے وقت جبکہ کپڑے اُتار دئے ہوں کوئی ہوشیار لڑکا گو بالغ نہوا ہو خواہ وہ اپنا عزیز ہی کیوں نہو یا اپنا غلام بے محابا چلا آوے؟ اسلئے انکے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اے ایمان والو چاہئے کہ تمہارے غلام اور نابالغ لڑکے تین وقتوں میں تم سے اجازت لیکر آیا کریں صبح کی نماز سے پہلے اور دوپہر کے وقت جبکہ کپڑے اُتار دیتے ہیں (یہ گرمی میں گرم ملکوں میں عام عادت ہے) اور نماز عشا کے بعد۔ ان اوقات کے بعد پھر اور وقتوں میں بے اجازت اور بے اطلاع آنے جانے کی کچھ ممانعت نہیں۔ اور وہ لڑکے جب بالغ ہو جاویں تب انکو ہمہ وقت اسیطرح سے اذن لیکر آنا چاہئے کہ جسطرح انسے بڑے اور بالغ لوگ اذن لیکر آیا کرتے ہیں کما استاذن الذین من قبلہم سے یہی مراد ہے نہ کہ پہلی امتوں کے لوگ۔ ان خاص وقتوں کے علاوہ جبکہ بے اذن و بے اطلاع آنیکی غلاموں اور لڑکوں کو اجازت دیگئی تو اسکے ساتھ گھر میں عورتوں کو کس حال میں رہنا چاہئے ہم اسکی بھی تشریح کر دی۔ یہ نہیں کہ جوان عورت گھر میں ننگے دھڑنگے رہا کرے یا ستر غلیظ ڈھانکنے کیلئے کوئی کپڑا باندھکر باقی بدن برہنہ رہا کرے جیسا کہ بعض قوموں میں دستور ہے نہیں بلکہ گھر میں بھی ستر پردہ کے کپڑے پہنے رہے والقواعد من النساء ہاں بڑی بوڑھی عورتوں کو اوڑھنا یا چادر اُتار دینا کچھ مضائقہ نہیں اسطرح پر کہ چھپانے کے اعضا نہ کھلیں اور اگر یہ بھی گھر میں سر کی اوڑھنی وغیرہ نہ اُتارا کریں تو بہتر ہے۔ عواقب امور کو اللہ جانتا ہے۔

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ

نہ اندھے پر کچھ گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر اور نہ بیمار پر اور نہ خود تم پر اسبات میں کہ تم اپنے گھروں سے کھانا کھاؤ

أَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أُمَّهٰتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أَخَوٰتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أَخْوَالِكُمْ

یا اپنے باپ کے گھروں سے یا اپنی ماں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے

أَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ أَوْ صَدِيْقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوْا جَمِيْعًا أَوْ أَشْتَاتًا فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا

یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے کہ جن کی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہوں یا اپنے دوست کے گھر سے۔ تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ملکر کھاؤ یا الگ الگ پھر جب گھروں میں داخل ہونا چاہو تو

فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ع

اپنے لوگوں پر سلام کہو جو مبارک اور عمدہ دعا ہے اللہ کیطرف سے اسطرح سے بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے آیتیں تاکہ تم سمجھو

تحیۃ مصدر من معنے سلموا لان سلّم وحیّا بمعنیً ۞ من عند اللہ ۞ تفسیر ۞ ظرف مستقر صفۃ التحیۃ

اجازت اور گھروں میں جانیکا ذکر آیا تھا اسلئے اسکے بعد باہم مواکلت و مشاربت کے مسئلہ کو بھی طے فرما دیا بقولہ العظیم لیس علی الاعمیٰ حرج الخ عبدالرزاق نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ مسلمانوں میں یہ دستور تھا کہ کسی اندھے یا لنگڑے یا بیمار کو کھانا کھلانیکے لئے اپنے باپ وغیرہ اقارب کو رہ فی الآیۃ کے گھر لیجا کر کھانا کھلا دیا کرتے تھے مگر وہ لوگ اپنے تقوی و دیانت سے اسمیں تردد کرتے تھے کہ یہ ہم کو بیگانہ گھروں میں کھانا کھلاتے ہیں انکی اجازت بغیر تب یہ آیت نازل ہوئی کہ اسکا کچھ مضائقہ نہیں یعنی درست ہے۔

اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ لوگ اندھے اور بیمار اور لنگڑے کے ساتھ ملکر کھانا کھانیمیں تامل کرتے تھے اور نیز ان گھروں سے بھی کھانے میں تامل تھا پھر اسکی چند وجہ بیان کی ہیں - اندھے کیساتھ اسلئے کہ اسکو کھانے میں امتیاز نہیں رہتا اور لنگڑے کے ساتھ اسلئے کہ مجلس طعام میں اسکی نشست جس انداز خیال کیجاتی تھی اور بیمار سے تو تنفر طبعی ہوا ہی کرتا ہے۔ پس خدا تعالی نے رخصت دی صاف معنی یہ ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ الخ تو تقوی و پرہیزگاری کیوجہ سے لوگوں کو یہ بات پیدا ہوگئی کہ اپنے ہی گھر سے کھانا چاہئے بجز دار تجارت دوستوں کی گھر سے کھانا بلا سبب انکا مال کھانا ہے اور اسی احتیاط سے اندھے کے ساتھ اور بیمار اور لنگڑے کے ساتھ مشترک کر کے نہ کھاتے تھے کہ اندھے کو اچھا لقمہ نہ سوجھے اور میں کھا جاؤں اور بیمار اپنا پورا حصہ نہ کھا سکیگا اور لنگڑے کے آنے میں دیر ہونا معمولی بات ہے مبادا اوس سے بیشتر کھایا جاوے اور نیز وہ اچھی طرح بیٹھ بھی نہیں سکتا کہ پورا حصہ برابر کھاوے اور نیز چند آدمی باہم ملکر بھی اسی خیال سے نہ کھاتے تھے کہ مبادا حصہ سے زیادہ کھایا جاوے اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ حرج و دقت کی بات ہے شرع نے تم کو تنگ نہیں کیا ہے اسلئے اندھے اور بیمار اور لنگڑے کو اور خود تم کو اجازت ہے کہ حسب دستور قوم اپنے گھروں سے اور اپنے رشتہ داروں کے گھروں سے اور اپنے دوستوں کے گھروں سے اور نیز اسکے گھر سے کہ جس نے تمکو اپنی کنجیاں دیکر مختار کر دیا ہے باہم ملکر کھاؤ یا جدا جدا کسلئے کہ عرب میں عادت اور دستور ہے کہ وہ اپنے عزیزوں و دوستوں کے کھانے سے خوش ہوا کرتے ہیں سو یہ بمنزلہ اجازت کے ہے - اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ جہاں دستور نہو یا یہ معلوم ہو کہ ہمارے کھانے سے یہ ناخوش ہوگا تو ہرگز جائز نہیں کہ اسکی اجازت بغیر اسکے گھر سے کھائے - ان تاکلوا من بیوتکم اپنے گھروں سے کھانے کی جو اجازت دی حالانکہ اجازت کی کوئی بھی ضرورت نہیں تو اسلئے کہ اپنے گھروں سے مراد اپنی بیویوں کے گھر ہیں یا اپنی اولاد کے گھر اور اسلئے بیویوں اور اولاد کے گھروں کا ذکر آیت میں نہیں آیا فاذا دخلتم بیوتا الخ پھر جب تم ان گھروں میں کھانا کھانے جاؤ تو اول سلام کہہ لیا کرو گویا یہ اجازت مانگنا ہے علیٰ انفسکم سے مراد اپنے لوگ ہیں کیونکہ احباب رشتہ دار بمنزلہ ایک جان کے ہیں اور جو وہاں کوئی نہو تو خود اپنے اوپر سلام کہو السلام علینا من قبل ربنا کیونکہ فرشتہ جواب دیتے ہیں اور یہ سلام کہنا جس میں سلامتی کی طرف اشارہ ہے اور نیز یہ اللہ کا نام ہے اور مذہب اسلام ہیسے ہی خبر دیتا ہے تمہارے رب کی طرف سے مبارک دعا اور سلام ہے نہ کہ بندگی و کورنش وغیرہ-

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ

مومن تو وہی ہین کہ جو اللہ اور اوسکے رسول پر ایمان لائے ہین اور جب اوسکے ساتھ کسی جمع ہونیکے کام مین ہوتے ہین توجبتک اس سے اجازت نہین لیتے جاتے نہین۔ جو لوگ اے رسول

يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ

تجھسے اجازت لیتے ہین وہی ایمان رکھتے ہین اللہ اور اوسکے رسول پر۔ پھر جو اپنے کسی کام کیلئے تجھسے اجازت مانگین تو انہین سے جسکو چاہے اجازت دیدے اور انکے لئے اللہ سے معافی مانگ

لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ

بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ رسول کا پکارنا ایسا نہ ٹھہراؤ کہ جیسا تم مین سے ایک دوسرے کو بلایا کرتا ہے۔ اللہ جانتا ہے اون کو جو موقع پاکر نکل جاتے ہین

مِنكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ

سو انکو ڈرنا چاہئے جو اوسکے حکم کی نافرمانی کرتے ہین اس بات سے کہ انپر کوئی آفت آوے یا اونکو عذاب الیم پہونچے دیکھو اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانون

وَالْأَرْضِ ۖ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

اور زمین مین ہے اللہ جانتا ہے جس حال کہ تم ہو اور جس دن کہ وہ اوسکے پاس پھر جاوینگے تو وہ انکو بتلاویگا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے اور اللہ کو ہر بات معلوم ہے۔

ودعاء الرسول المصدر مضاف الی المفعول۔ اے دعائکم الرسول ❊ لواذا مصدر فی موضع الحال ویجوز ان یکون منصوبا بیتسللون ❊ **تفسیر** ❊

رسول کی اطاعت کے بارہ مین مدینہ کے منافقون کی مذمت کرتا ہی جو وہ اوس سے پہلو تہی کرتے تھے اس مناسبت کے لئے سورہ کا تتمہ اسی قسم کے آداب پر کرنا انکے دلمین کیفیت نورانی کا پیدا کردینا ہے اور ان سب امور کے مصالح اور حکمتون کی طرف اللہ بکل شئی علیم مین اشارہ کردیا۔ اور علم چونکہ نور ہے اسلئے ختم کلام اسکے ساتھ کیا ابن اسحاق اور بیہقی نے دلائل مین عروہ و محمد بن کعب قرظی وغیرہما سے روایت کی ہی کہ غزوہ احزاب کے ایام مین ابو سفیان قریش کو لیکر چڑھ آیا اور رومہ کے کنوئین کے پاس اترا اور قبیلہ غطفان نے آکر احد پہاڑ کے نیچے ڈیرہ ڈالدیا مدینہ پر حملہ کرنیکے لئے حضرت صلعم نے خبر پاکر مدینہ کے اردگرد خندق کھودنیکا حکم دیا خود بنفس نفیس اور مسلمان بھی اسمین شریک ہوئے مگر منافقون نے پہلو تہی کی ذراسی بات کا بہانہ کرکے بغیر اجازت و اذن رسول کریم کے چلے جایا کرتے تھے اور جو کسی مسلمان کو کوئی ضرورت پیش آتی تھی تو آپسے اجازت لیکر جاتا اور کام سے فارغ ہوکر پھر شریک ہوجاتا تھا تب اللہ تعالیٰ نے اون مومنین کی مدح مین آیت نازل فرمائی انما المومنون الذین الخ اور ضمنا اسمین منافقون کی مذمت ہی کہ وہ جو اسکا خلاف کرتے ہین حقیقی مومن نہین ہین۔ ان اللہ غفور رحیم مین اسطرف اشارہ بھی کردیا کہ ایسے ضروری کام مین اذن لیکر جانا گو جائز ہی مگر تب بھی معافی مانگنا چاہئے امر جامع یعنی وہ کام جو اجتماع کو واجب ہی امر کو جامع علی سبیل المجاز کہا گیا پھر اس امر جامع کی تفسیر یون کی گئی ہی کہ ایسا کام جسمین مسلمانون کا مجمع ضروری سمجھا جاوے جیسا کہ مخالفین سے لڑائی یا کوئی تعمیر و عمل کے متعلق ایسا کام کہ جس مین عام منفعت ہو۔ یا کوئی مشورہ اور اسمین جمعہ اور عید بھی شامل ہین جب امر جامع مین سردار کی اطاعت کا حکم دیا اور مخالفت سے منع کیا تو سردار کے متعلق آداب کا بیان کرنا بھی مناسب ہوا کیونکہ سردار کی عظمت بغیر کوئی امر جامع سرانجام نہوگا فقال لاتجعلوا دعاء الرسول الخ ابو نعیم نے ابن عباس سے بطریق ضحاک یون نقل کیا ہی کہ لوگ آنحضرت صلعم کو یا محمد یا ابا القاسم نام لیکر پکارا کرتے تھے کہ جسطرح آپس مین ایک دوسرے کو اسکا نام لیکر پکارا کرتا تھا اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ اسطرح نہ پکارو بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہکے۔ اسیطرح اور بزرگان دین کے ساتھ بھی ادب ملحوظ رکھنا لازم ہی قد یعلم اللہ الخ یہان اوب مومنونکی مدح کے بعد منافقونکو متنبہ کرتا ہی کہ وہ آنکھ بچاکر نکلجانیوالے ہم سے مخفی نہین رہسکتے رسول کی مخالفت کرنیوالونکو ڈرنا چاہئے کہ دنیا مین انپر کوئی بلا نہ آپڑے۔ بیماری تنگدستی۔ دشمن سے مقہور ہونا مرگ ناگہانی زلزلہ وغیرہ اور آخرت مین دردناک عذاب مین مبتلا ہوجاوین اللہ کو تمہارا سب حال معلوم ہے ما انتم علیہ اسکے قبضہ قدرت مین آسمان و زمین ہی عذاب بھیجنے پر قادر ہی اب تم زبان سے جو چاہو لاف زنی کرو مگر جسدم مرکر اسکے پاس جاؤگے وہ تمکو تمہاری سب کرتوت بتلاویگا و اللہ بکل شئی علیم

سورہ فرقان مکیہ ہی اسمین ستتر آیات اور چھہ رکوع ہین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اپنے بندے پر دنیا بھر کے پر حذر کرنیکو قرآن نازل کیا۔ اوسنے کہ جسکے قبضہ مین آسمان اور زمین ہے اور اُسنے نہ کسیکو بیٹا بنایا

وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا

اور نہ کوئی اوسکی سلطنت مین شریک ہے۔ اور اوسنے ہر چیز کو پیدا کر کے ایک اندازہ پر رکھا۔ اور لوگون نے اُسکے سوا اور معبود مقرر کرلئے کہ جو کچھہ پیدا کر سکتے ہین۔

وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝

حالانکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہین اور نہ اپنے ذات کے لئے ضرر پر قادر ہین نہ نفع پر اور نہ موت کا اختیار رکھتے ہین نہ زندگی کا نہ مر کر زندہ ہونیکا۔

لیکون کا اسم ضمیر جو عبد کی طرف راجع ہی یا فرقان کی طرف یا اللہ کیطرف ❊ ترکیب ❊ پھر فی ہی لیکون کا لام نزل سے متعلق ہے۔

الذی یا تو اول الذی سے بدل ہے یا خبر ہے مبتدا محذوف کی۔ ❊ تفسیر ❊ ولم یتخذ جملہ کلام سابق پر معطوف و اتخذوا جملہ مستانفہ۔

یہ سورہ مکہ مین ہجرت سے پہلے اوسوقت نازل ہوئی ہی جبکہ مشرکین مکہ کا آنحضرت صلعم پر ہجوم تھا اور وہ حضرت کی رسالت اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے پر طرح طرح کے شبہات کیا کرتے تھے اور بت پرستی کے دریا مین غرق تھے اور خدا تعالیٰ کو اور اوسکی صفات کو غلط طور پر اپنے اوہام باطلہ کے موافق سمجھہ رکھا تھا۔ اس سورہ مین ان سب باتون کا جواب ہے اور سورہ نور مین احکام تھے اسلئے اُسکے بعد کسی خاص مناسبت سے قرآن مین یہ سورہ لکھی گئی۔

اول شبہہ اونکا یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کو کیا غرض ہی جو اُسنے اپنے بندے پر کتاب نازل کی؟ دوم اگر نازل ہی کرنا تھا تو اپنے کسی اوس بابرکت شخص پر نازل کرتا تھا جسکو اپنی سلطنت کے اختیارات دے رکھے ہین جیسا کہ ہمارا معبود لات منات یا ملائکہ یا عیسائیون کے اعتقاد کے موافق حضرت مسیح جنکو وہ خدا کا بیٹا کہتے ہین۔

سوم پھر اس قرآن سے کیا فائدہ ہے؟ پس ان سب باتون کا جواب ان آیات مین کس لطف و خوبی کے ساتھہ دیتا ہے۔

تبارک الذی الخ یہ اول شبہہ کا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑی برکت والا ہے (قال الزجاج تبارک تفاعل من البرکۃ والبرکۃ کثرۃ الخیر وزیادتہ) بندون کو خیر اور بھلائی پر پہونچانا اوسیکا کام ہے پس اوسنے بندونکو بھلائی پہونچانے اور سعادت دارین تک پہونچانے کے لئے اپنے ایک بندے پر یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب بھی کیسی کتاب فرقان یعنی حق و باطل مین فرق کرنیوالی کتاب نازل کی۔ اسمین ضرورت نزول قرآن کی طرف بھی اجمالی اشارہ کیا گیا کہ لوگون کے عقائد اور افعال سلیمہ اور غیر سلیمہ مین تو ہما باطلہ سے امتیاز نہین رہا تھا ہی کتاب ہی جو انمین فرق کرتی ہی۔ لیکون للعالمین نذیرا مین تیسرے شبہہ کا تفصیلاً جواب ہے کہ اس سے ہمارا مقصد یہ ہی کہ عالمین یعنی سب جہان کے لوگونکو متنبہ کر دے کہ تمھارے ان عقائد اور ان افعال پر دنیا و آخرت مین یہ سب مصائب بلیات آنے والے ہین اون سے پرحذر ہو۔ اوس عہد مین عرب ہندروم شام سب ملکون مین کفر و شرک و فسق کا دریا طغیانی پر تھا اسلئے سبکا نذیر آنحضرت کو قرار دیا گیا۔ اس سے صاف ثابت ہی کہ آنحضرت کل عالم کے نبی ہین انسانون کے علاوہ جنون کے بھی۔

الذی لہ ملک السموات الخ مین دوسرے شبہہ کا جواب اور اُنکے عقائد باطلہ کا رد ہے کہ اُسکے قبضہ مین آسمان و زمین ہین اُسکا نکوئی بیٹا ہی نہ اوسکی سلطنت مین کسیکو کچھہ حصہ ہے بلکہ ہر ایک شے اوسیکے ایک خاص اندازہ سے پیدا کرنیسے پیدا ہوئی ہی یہ سب مخلوق کو اوس سے رشتہ عبودیت کے سوا اور کوئی رشتہ نہین پھر جب یہ نہین تو اُنپر نازل کرنیکی کیا وجہ قایم ہوسکتی ہے جو وہ محمدؐ سے زیادہ مرتبہ رکھنے کے تمھارے اعتقاد مین مستحق ٹھیرے ہوئے ہین واتخذوا الخ بلکہ لوگون نے غلط توہمات سے اُن لوگون یا دیگر چیزونکو خدا کے سوا معبود بنالیا ہی کہ جو کچھہ بھی نہین پیدا کر سکتے بلکہ خود پیدا کئے گئے ہین اور خدائی کیلئے یہ بات ضرور ہی کہ وہ پیدا کرتا ہو کسیکے پیدا کئے ہوئے نہ ہو۔ اس سے بڑھکر یہ ہی کہ خاص اپنے نفع نقصان کا بھی انہین اقتدار نہین اور نہ کسیکو مار سکتے ہین نہ جلا سکتے ہین

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ ۖ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا ۝ وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ

اور کافرون نے کہدیا کہ کچھ نہین یہ قرآن مگر جھوٹھ ہے کہ جسکو گھڑ لیا ہے اور دیگر لوگون نے اسمین اسکا ساتھ دیا ہے۔ پس وہ ستمگر تو ظلم اور جھوٹھ پر اترآئے اور کہنے لگے کہ قرآن ہے اگلون کی کہانیان

اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ وَقَالُوا

جسکو لکھوا لیا ہے سو وہی اسپر صبح و شام پڑھا جاتا ہے تو کہدے کہ اسکو تو اوسنے نازل کیا ہے جو آسمانون اور زمین کی مخفی باتین جانتا ہے کیونکہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور ستمگر کہتے ہین

مَالِ هَٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ۙ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا ۝ أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنْزٌ

کہ یہ کیسا رسول ہے جو کہانا کہاتا اور بازارون مین پھرتا ہے اسکے پاس کوئی فرشتہ کیون نہین بھیجدیا گیا۔ کہ اسکے ساتھ وہ بھی ڈر سنایا کرتا یا اسکے پاس کوئی خزانہ آپڑتا

أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ۝ انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا

یا اسکے لیے کوئی باغ ہو جاتا کہ جس سے وہ کھایا کرتا۔ اور ظالمون نے کہدیا کہ اے ایماندارو تم نہین تابع ہو مگر ایک شخص جادو کے مارے ہوئے کے۔ دیکھ تیرے لیے کیسی مثالین بیان کین پس وہ گمراہ ہو گئے

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝ تَبَارَكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَٰلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلْ لَكَ قُصُورًا ۝

ع ۱۶

سو درست نہین پا سکتے۔ بڑی بابرکت ذات ہے اوسکی کہ اگر چاہے تو دنیا مین تیرے لیے اس سے بھی بہتر ایسے باغ پیدا کر دے کہ جنمین نہرین جاری ہون اور تیرے لیے بلند محل بنا دیوے۔

افترٰی کا فاعل ضمیر جو عبد کی طرف راجع ہے۔ ہ ضمیر فرقان کیطرف راجع۔ اعانہ کی عبد کی طرف علیہ کی ضمیر افترا کی طرف۔

قوم آخرون اعان کا فاعل ظلما و زورا مفعول ❁ **تفسیر** ❁ جاؤ کا یا مصدر بموضع حال ہین

ان آیات مین انکے اور چند شبہات کا جواب ہے (۱) قرآن مجید پر اوردوسری طرف سے شبہ کیا کہ محمد نے اسکو از خود بنا لیا ہے اور دیگر لوگ (جن سے انکا اشارہ اہل کتاب کی طرف تھا۔ اسکے اس کام مین مددگار بنگئے ہین وہی لوگ انبیاء سابقین کے حالات اور انکی شریعتون کے احکام اسکو بتاتے ہین یہ اپنی فصیح عبارت مین جمع کر لیتے ہین۔ آجکل بھی متعصب لوگ یہی کہا کرتے ہین

اس شبہہ کو قال الذین کفروا سے شروع کیا الذین کفروا مین اشارہ کر دیا کہ ایسی بیہودہ باتین کافر ہی بنایا کرتے ہین پہلے انبیاء کی نسبت بھی اس سے بڑھ بڑھکر شبہات کیا کرتے تھے۔

چونکہ یہ شبہ محض لچر و پوچ اور ایک بدگمانی پر مبنی تھا اسلئے اسکے جواب مین یہی کہدینا کافی تھا کہ فقد جاؤ ظلما و زورا کہ یہ بڑی بے انصافی اور مکر کی بات ہے کونسا اہل کتاب ہے جو آپکو تعلیم کرتا ہے؟ اور آپ قبل نبوت بھر عرب مین صداقت و راستی سے موصوف تھے دنیا کے معاملہ مین کبھی جھوٹھ نہ بولا بھلا خدا کے معاملہ مین جھوٹھ بولکر دنیا کو دشمن بناتے ہین؟

وقالوا اساطیر الاولین الخ یہ اگرچہ ایک دوسرا شبہ ہے جو فی الحقیقت پہلے شبہ کا تتمہ ہے کہ یہ قرآن پہلے لوگونکی کہانیان ہین۔ ثمود فرعون عاد و ثمود وغیرہم لوگونکے تذکرونکی طرف انکا ایما ہے جو قرآن مجید مین نصیحت و عبرت کیلئے ذکر ہوئے ہین۔ اسکے جواب مین فرماتا ہے قل انزلہ الذی الخ کہ اسکو اسنے نازل کیا ہے کہ جو آسمانون اور زمین کے اسرار اور مخفی باتون سے واقف ہے یعنی جبکہ محمد نہ پڑھے لکھے ہین نہ کسیکے شاگرد ہین نہ کہین باہر ملکون مین پھر کر آئے ہین پھر پہلے لوگونکے حالات صحیح طور پر کہ جنکو اہل کتاب اور اہل تاریخ بھی اس کیفیت سے نہین بیان کر سکتے کہانسے معلوم ہو گئے اور تم کو معلوم ہوئے نہین بلکہ اوسی عالم الغیب نے حضرت کو بتلائے ہین کیونکہ وہ غفور رحیم ہے اپنے بندون پر جنکی جو بہلونکے عبرتناک حالات نبی کی معرفت تمکو بتلائے۔ سمین اسطرف بھی اشارہ ہے وہ غفور رحیم ہے ورنہ اس انکار کا مزا دنیا مین ہی معلوم کرا دیتا۔ (۳) شبہ یہ تھا کہ رسول فرشتہ خصال ہونا چاہیئے کہ جو نہ کھاوے نہ دنیا کے کاروبار کیلئے بازارون مین آوے جاوے یا بادشاہ مرفہ الحال ہو کہ جو ہمارے جیسا کھانا نہ کھاوے بلکہ اسکے پاس کوئی آسمانی خزانہ ہونا چاہیئے اور یلقی الیہ کنز کہ جسکی وجہ سے عمدہ کھانے کھاوے اور اوسکے نوکر جاکر بازارون مین خرید و فروخت کیا کرین یا اسکے پاس کوئی ایسا باغ ہو کہ ہر طرح کے میوے وہان سے کھایا کرے یہ شبہ وقالوا مالھذا الرسول سے یاکل منہا تک ہے۔ اور لولا انزل الیہ ملک الخ اسی شبہ کی تائید مین ایک تیسرا شبہہ تھا کہ اسکی تصدیق کے لئے کوئی فرشتہ کیون نہ بھیجا گیا کہ اسکے ساتھ وہ بھی پیغام پہونچاتا لوگونکو یقین آجاتا۔ وقال الظالمون الخ یہ انکا ایک اور طعن تھا کہ جب اسکے پاس نہ خزانہ غیبی ہے نہ باغ تو دیوانہ ہے اسپر کسی نے سحر کر دیا اس جادو کے مارے ہوئے دیوانہ کے لوگ تابع ہو گئے ہین۔ اسکے جواب مین اللہ تعالیٰ حضرت کی تسلی کرتا ہے کہ انظر کیف ضربوا۔ دیکھ یہ بدبخت تجھے کیا کیا کہتے ہین گمراہ ہین راہ راست نہین پا سکتے۔

بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لِمَن كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ۝ إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ۝ وَإِذَا

بلکہ انہوں نے قیامت کو جھوٹھ جانا اور ہم نے قیامت کے جھوٹھ جاننے والیکے لیے دوزخ تیار کر رکھی ہو جب اسکو دور سے دیکھیں گے تو انکو اسکی بہ جوش و خروش سنیں آواز انکی اور جبکہ

أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ۝ لَّا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۝ قُلْ أَذَٰلِكَ

وہ اسکے کسی تنگ مکان میں ہاتھ پاؤں جکڑکر ڈالدیے جاوینگے تو وہان موت کو پکارینگے ان سے کہا جاویگا آج ایک موت کو کیا پکارتے ہو بہت سی موتون کو پکارو۔ کہو کیا یہ

خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَمَصِيرًا ۝ لَّهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خَالِدِينَ ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ

بہتر ہے یا وہ جنت کہ جسکا پرہیزگارون سے وعدہ کیا گیا ہے۔ جو انکا بدلا اور ٹھکانا ہوگی۔ وہان ان کے لیے جو چاہینگے ملیگا سدا رہا کرینگے۔ تیرے رب پر

وَعْدًا مَّسْئُولًا ۝ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا

وعدہ ہو چکا ہے مانگنے سے۔ اور جسدن کہ اللہ ان کو اور ان کے ان معبودون کو جمع کریگا کہ جنکو اللہ کے سوا پوجتے ہیں تو ان سے کہیگا کہ کیا تمہیں نے میرے ان بندون کو گمراہ کیا تھا یا وہ خود

السَّبِيلَ ۝ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنبَغِي لَنَا أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِن مَّتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ

راہ بھول گئے تھے۔ تو وہ کہینگے تو پاک ذات ہے ہمیں کب لائق تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو کارساز بناتے۔ لیکن تو نے انکو اور انکے باپ دادا کو دنیا میں یہان تک آسودگی دی کہ یاد کرنا بھول گئے

وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ۝ فَقَدْ كَذَّبُوكُم بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَن يَظْلِم مِّنكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ۝

اور وہ ہلاک ہونے والے لوگ تھے۔ (اللہ فرمائیگا) سو تمہارے معبودون نے تو تمہیں جھٹلا دیا پس تم نہ ٹال سکتے ہو نہ مدد کر سکتے ہو اور جو کوئی تم میں سے ظلم کرتا ہے اسکو ہم بڑا عذاب چکھا ئینگے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً

اور تجھ سے پہلے ہم نے ایسا کوئی رسول نہیں بھیجا کہ جو کھانا نہ کھاتا ہو اور بازارون میں نہ پھرتا ہو۔ اور ہمنے تم میں سے ایک کو دوسرے کیلیے آزمایش بنا دیا

أَتَصْبِرُونَ ۗ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ۝

کہ دیکھیں تم برداشت کرتے ہو اور تیرا رب دیکھ رہا ہے۔

ع ۲ / ۱۱ / ۱۷

یعنی یہ جو بکتے ہیں آپ کچھ خیال نکرین۔ تبارک الذی ان شاء الخ وہ بڑی برکت والا ہی اگر چاہے تو آپ ہی دنیا میں بہتر سے بہتر اس سے بھی بہتر باغ بنا دے کہ جسکے نیچے نہرین چلا کرین اور بہتر اپنے عمدہ عمدہ محل رہنے کیلیے کر دے۔ مگر دنیا چند روزہ ہی خود اسے نبی انکو یہان کی آرایش منظور نہین۔ مصنف ابن ابی شیبہ نے اور جریر و ابن ابی حاتم نے خیثمہ سے نقل کیا ہی کہ آنحضرت صلعم سے کہا گیا اگر آپکی خوشی ہو تو آپکے ہاتھ میں زمین کے خزانون کی کنجیان دیجاوین اور اس سے آخرت میں تیرا کچھ بھی نقصان نہوا اور مرضی ہو تو یہ سب آخرت میں دیا جاوے آپنے فرمایا آخرت ہی میں چاہتا ہون اسپر یہ آیت نازل ہوئی اور بہت جگہ اسی قسم کا مضمون احادیث صحیحہ میں آیا ہی چونکہ آپکی نظر آخرت پر تھی اور یہی بھی چاہیے اور کفار آخرت کے منکر ہیں تو ان کے نزدیک جو کچھ انعام و افضال ہون یہیں ہون وہان نہین تو کچھ نہین اسلیے اللہ تعالی فرماتا ہی بل کذبوا بالساعۃ کہ وہ آخرت کے منکر ہیں پھر واعتدنا لمن کذب بالساعۃ سعیرا سے لیکر عذابا کبیرا تک دار آخرت کی کیفیت اور وہان کی سزا جزا کا بیان فرماتا ہے اور ان کے معبودون کا ان بت پرستون سے بری الذمہ ہونا ظاہر کرتا ہی کہ جنکو وہ ان کا ذریعہ سمجھکر ان کی عبادت کیا کرتے ہیں۔

وما ارسلنا قبلک من المرسلین یہان سے ان کے شبہہ کا جواب شافی دیتا ہی کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ سے پیشتر جس قدر دنیا میں رسول آئے ابراہیم و اسحاق و موسی و عیسے علیہم السلام کسی کے پاس نہ خزانہ تھا نہ ایسا باغ نہ ان کی تصدیق کے لیے انکے ہمراہ فرشتہ رہتا تھا وہ دنیا میں کھانا بھی کھاتے تھے بازارون میں خرید فروخت کے لیے جاتے تھے یعنی بشر اور غریب لوگ تھے رہے دنیا کے تجملات اور امارت سو یہ ایک فتنہ ہی یعنی آزمایش کہ دیکھین امیر دولتمند شکر کرتا ہی یا کفران نعمت اور غریب مفلس دنیا کے مصائب پر برداشت کرتا ہی کہ نہین لہذا کسیکو کچھ دیا کسی کو کچھ عطا کیا اسلیے مسلمانون سے فرماتا ہی اتصبرون کیا صبر کرتے ہو یعنی صبر کرنا چاہیے اور تمہارا رب دیکھ رہا ہی وہ آخرت میں جزا دیگا

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَٰئِكَةُ أَوْ نَرَىٰ رَبَّنَا لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيرًا ۝

اور ان لوگون نے جو ہمسے ملنے کی امید نہیں رکھتے کہا کہ ہمارے پاس فرشتے کیون نہ بھیجے گئے یا ہم اپنے رب کو دیکھ لیتے البتہ انہون نے اپنے تئین بڑا سمجھ لیا اور بہت ہی بڑی سرکشی کی

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَٰئِكَةَ لَا بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَّحْجُورًا ۝ وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَٰهُ

جسدن فرشتون کو دیکھین گے تو وہ دن مجرمون کے لیے خوشی کا نہوگا اور کہینگے دور دور اور ہم متوجہ ہوے ان کے کامون کی طرف تو ان کو

هَبَاءً مَّنثُورًا ۝ أَصْحَٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا ۝ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَٰمِ وَنُزِّلَ الْمَلَٰئِكَةُ

اوڑتی ہوئی خاک کر ڈالا۔ جنت والون کا اسدن بہتر ٹھکانا ہوگا اور اچھا خوابگاہ۔ اور جسروز کہ آسمان بادلون سمیت پھٹ پڑے اور اتارے جاوین فرشتے

تَنزِيلًا ۝ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَٰنِ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَٰفِرِينَ عَسِيرًا ۝ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ

لگاتار۔ حقیقی بادشاہی اسروز اللہ کی ہوگی۔ اور وہ دن کافرون پر سخت ہوگا۔ اور جسروز کہ ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور کہیگا ای کاش

يَٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۝ يَٰوَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ۝ لَّقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي

میں نے رسول کے ساتھ رستہ اختیار کیا ہوتا۔ ہاے خرابی کاش میں نے فلان کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ البتہ اسنے تو مجھے نصیحت کی بات سے بہکا دیا بعد اسکے کہ وہ میرے پاس پہنچ چکی تھی

وَكَانَ الشَّيْطَٰنُ لِلْإِنسَٰنِ خَذُولًا ۝ وَقَالَ الرَّسُولُ يَٰرَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْءَانَ مَهْجُورًا ۝

اور شیطان انسان کو رسوا کرنیوالا تھا۔ اور رسول کہیگا اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو ردی سمجھ کر ڈالدیا تھا۔

تفسیر

لولا انزل الخ مقولہ ہے قال الذین کا۔ مستقرا تمیز۔ خیر الحق الملک کی صفت۔ یوم کا نصب اذکر محذوف سے

منکرون کا یہ ایک اور شبہ تھا جسکو وقال الذین لا یرجون لقاءنا سے شروع کرتا ہی کہ جنکو ہمسے ملنے کی امید نہین یعنی نہین سمجھتے کہ مرکر اللہ کے سامنے جانا ہی وہ کہتے ہین کیونکہ ایسی باتین وہی کہا کرتے ہین ایماندار کی تو کیا مجال ہے کہ ہمارے پاس فرشتے کیون نہ آئے محمد کے پاس کیون آتے ہین یا ایسا ہوتا کہ ہم خدا کو دیکھ لیتے پھر اس سے آپ پوچھ لیتے کہ یہ تیرا بھیجا ہوا نبی ہی کہ نہین ہے۔ اسکے جواب مین فرماتا ہی لقد استکبروا فی انفسہم الخ کہ انہون نے اپنے آپ کو اس لائق سمجھ لیا ہی کہ انکے پاس فرشتے آوین یا دنیا مین خدا تعالی کو دیکھین یہی یہ بڑے تکبر اور سرکشی کی بات ہی۔ ملائکہ مخصوص لوگون کے پاس آتے ہین جنکی روحانیت انکے قریب قریب پہونچی ہوتی ہی سو وہ انبیا ہین اسی طرح خدا تعالی لطیف الخبیر کو دنیا مین ہر ایک کب دیکھ سکتا ہی۔ خفاش کو کب تاب ہے کہ آفتاب کو دیکھے۔ ہان قیامت مین سب لوگ ملائکہ کو دیکھین گے پھر اسروز کہ وہ ملائکہ کو دیکھین گے انکے لیے کوئی خوشی نہوگی عذاب کے فرشتے سامنے آوینگے جنکو دیکھکر دور دور کرینگے الحذر مانگین گے۔

وقدمنا الی ما عملوا من عمل سے اخیر تک اسی مناسبت کے سبب قیامت کا حال اور ان منکرون کا وبال و نکال بیان شروع کر دیا جو ملائکہ کے دیکھنے کی خواہش کرتے ہین اور وہ بھی تکبر کی راہ سے کہ رسول کا کہنا ہم نہین مانتے ہمارے پاس خود فرشتہ آنے چاہئین۔ قدمنا الی ما عملوا یعنی وہ جو دنیا مین بارادہ ثواب کفار کچھ عمل کرتے ہین ایمان و اعتقاد صحیح نہونے کے سبب اسدن ہباء منثورا یعنی نیست و نابود ہو جاوینگے کچھ کام نہ آوینگے ہان ایماندارون کا اسروز اچھے مقام مین ہونگے۔

اسکے بعد اسدن کے چند اور حالات ہیبتناک بیان فرماتا ہی (۱) یوم تشقق السماء بالغمام ایک جگہ اور آیا ہی ہل ینظرون الا ان یاتیہم اللہ فی ظلل من الغمام غمام ایک ابر سفید اس ابر سے کیا مراد ہے؟ غالباً ملائکہ اور دیگر روحانیات کے انوار ہونگے جو بصورت ابر سفید دکھائی دینگے آسمان پھٹ کر اس ابر مین سے قیامت کو ملائکہ نمودار ہونگے بالغمام مین اس تقدیر پر باء سببیہ بھی ہو سکتی ہی۔ (۲) الملک الخ اسروز حقیقی بادشاہت اللہ کی ہوگی گرچہ آج بھی اسکی حقیقی بادشاہت ہی مگر دنیا مین مجازی بادشاہ بھی ہین اسروز کسی کی نہوگی اسلیے ظہور کامل اسیروز ہوگا۔ (۳) یوم یعض الظالم قرینہ عبارت تعمیم پر دلالت کرتا ہے یعنی ہر ظالم اسروز ہاتھ دانتون سے کاٹیگا افسوس کریگا کہ اے کاش مین فلان شخص کو دوست نہ بناتا اس سے مراد ہر وہ شخص ہوگا کہ جسنے اسکو دنیا مین ہدایت پانے کے بعد ہدایت سے دوستی کے پیرایہ مین باز رکھا تھا اور ایسا بہت سا

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بنا دیے ہیں مجرموں میں سے۔ اور تیرا رب کافی ہے ہدایت و مدد کے لیے۔ اور کافروں نے کہا کہ اس پر کیوں یکبارگی

عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ڔ كَذٰلِكَ ڔ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ

قرآن کیوں نازل نہ کیا گیا۔ یوں ہی نازل ہونا چاہیے تھا تاکہ اس سے تیرے دل کو ہم برقرار رکھیں اور ہم نے اس کو ٹھہر ٹھہر کر سنایا۔ اور کافر تیرے پاس کوئی ایسی مثل (حجت) نہیں لاتے کہ جس کا ہم

وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ۝ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰۗىِٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

تجھے سچا جواب اور عمدہ بیان نہیں دیتے۔ وہ جو جہنم پر منہ کے بل چلا کر جمع کیے جاوینگے انہیں کی جگہ بری ہے اور وہ بڑے گمراہ ہیں۔

تفسیر

جملۃ واحدۃ حال من القرآن ای مجتمعاً۔ کذلک ای انزل کذلک فالکاف فی موضع النصب علی الحال الثانیۃ واللام متعلق بالفعل المحذوف۔

لیکن بعض مفسرین کہتے ہیں ان عام الفاظ میں کسی شخص خاص کی طرف بھی اشارہ ہے اور یہ ہوسکتا ہے۔ پھر اس شخص خاص سے مراد وہ کہتے ہیں عقبہ بن ابی معیط ہے کہ وہ جب سفر سے آتا تھا تو دعوت دیا کرتا تھا چنانچہ ایکبار اس نے آنحضرت صلعم کو بلایا آپ نے اسکے کفر کی وجہ سے انکار کیا اس نے کلمہ شہادت پڑھ لیا تب آپ تشریف لیگئے اسکی خبر ابی بن خلف کو بھی ہوئی وہ اسکا بڑا دوست تھا اس نے اسکو بڑی ملامت کر کے اسلام سے برگشتہ کر دیا اور حضرت کی گستاخی پر آمادہ کیا اس قصہ کو معالم التنزیل و جلالین وغیرہ کتابوں میں نقل کیا ہے اور ابن جریر نے بھی ابن عباس سے ایسا ہی نقل کیا ہے اس تقدیر پر ظالم سے مراد عقبہ اور فلان سے مراد ابی بن خلف کافر ہے۔

وقال الرسول الخ جب کفار نے آنحضرت کو طرح طرح سے ستایا تو آپ نے بددعا تو نہ کی کیونکہ رحمۃ للعالمین تھے مگر خدا تعالیٰ سے شکایت کی جسکو ان آیات میں اللہ تعالیٰ نقل کرتا ہے ابو مسلم اصفہانی کہتے ہیں یہاں قال بمعنی یقول ہے یعنی قیامت میں آنحضرت ان لوگوں کی یوں شکایت کرینگے جیسا کہ آیا ہے فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا لیکن توجیہ اول و کذلک جعلنا الخ سے زیادہ چسپاں ہے جس میں حضرت کو اس شکایت پر تسلی دیجاتی ہے۔ ہجر بمعنی متروک اور ہجر بمعنی ہذیان سے بھی ہوسکتا ہے کہ اس قرآن کی بابت انہوں نے بیہودہ اور لغو باتیں بنائیں۔ کبھی وہ اسکو سحر کہتے تھے کبھی از خود بنایا ہوا کبھی اگلے لوگوں کی کہانیاں۔

وکذلک جعلنا الخ اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضرت کو آپکی شکایت پر تسلی دیتا ہے اور صبر اور برداشت پر آمادہ کرتا ہے کہ یہ کچھ نئی بات نہیں ہمیشہ سے ہر ایک نبی کے کافر بہت سخت دشمن ہوتے آئے ہیں آپ اطمینان رکھیں اللہ تیری مدد کرنے کے لیے اور تیری قوم کو ہدایت کرنے کو کافی ہے وکفی بربک ہادیا ونصیرا +

وقال الذین کفروا الخ یہ انکا قرآن مجید پر ایک اور شبہ تھا کہ یہ تھوڑا تھوڑا وقتاً فوقتاً کیوں نازل ہوتا ہے توریت و انجیل کیطرح ایک ہی بار مجتمع ہو کر کیوں نہ نازل ہوا جس سے معلوم ہو کہ محمد از خود سوچ سوچ کر تصنیف کرتے ہیں۔ اسکا جواب دیتا ہے کذلک لنثبت بہ فوادک ورتلناہ ترتیلا کہ اسکے اسطرح نازل کرنے میں چند حکمتیں ہیں جنکی طرف اجمالاً اس جملہ میں اشارہ کیا گیا ہے (۱) آنحضرت اور اکثر صحابہ لکھے پڑھے نہ تھے اگر یکبارگی اتنی بڑی کتاب نازل ہوتی تو دلوں میں حفظ نہ رہتی اس لکھے پر اعتماد رہتا سو اگلی کتابوں کی طرح اس میں بھی تحریف و تبدیل ہوتی یا کسی حادثہ میں معدوم ہو جاتی پھر جب تھوڑا تھوڑا نازل ہوا تو دلوں میں جمتا گیا لوح حافظہ پر ثابت ہوتا گیا لنثبت بہ فوادک کے یہی معنی ہیں اسلئے اس میں ایک نقطہ کا بھی فرق نہ آیا (۲) یہ کہ تمام احکام جو یکبارگی نازل ہوتے تو قوم کو ثابت و قائم رہنا شاق ہو جاتا (۳) وقتاً فوقتاً نئے نئے حوادث پیش آتے تھے اور جاہل قوم کی تربیت و تعلیم میں ایسی باتیں پیش آیا ہی کرتی ہیں پس ہر حادثہ میں جبرئیل کا کلام الٰہی لیکر آنا آپکے لیے تقویت قلبی کا باعث تھا (۴) یکبارگی قرآن نازل ہوتا تو کفار مقابلہ میں کہہ سکتے تھے کہ اتنی بڑی کتاب کے مقابلہ میں ہم کیونکر کوئی کتاب لا سکتے ہیں لیکن جب تھوڑا تھوڑا نازل ہوا اور کسی ٹکڑے کا بھی جواب نہ بن سکا تو حضرت کا دل قوی ہو گیا انکا عذر جاتا رہا (۵) حالت الہامی ایک عجیب حالت ہے تھوڑے تھوڑے نازل ہونے میں اخیر عمر تک حضرت کو حاصل رہی جو قلب کی تقویت کا باعث ہوا ولا یاتونک بمثل سب اعتراضات کے جواب کے بعد خاتمہ کے طور پر فرماتا ہے کہ تیرے پاس وہ جو کوئی مثل لاتے ہیں یعنی اعتراض کرتے ہیں تو ہم اسکے جواب میں تجھے حق بات کھلی ہوئی بتلا دیتے ہیں۔ الذین یحشرون فرماتا ہے یہ مثل تیرے پاس لانیوالے اوندھے منہ کے بل جہنم میں ڈالے جاوینگے یہ لوگ بڑے شریر و گمراہ ہیں۔ بیان کیے اور یہ اعتراضات کا نتیجہ جنکی سزا جہنم میں اوندھا گرنا ہے۔

قرآن تھوڑا تھوڑا نازل ہونے کی حکمت

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا ۚ فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا ۚ وَقَوْمَ

اور البتہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے ساتھ اسکے بھائی ہارون کو وزیر بنایا پھر ہم نے کہا کہ تم دونوں ان لوگوں کے پاس جاؤ کہ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا پھر ہم نے انکو اکھاڑ کر پھینکدیا اور یاد کرو قوم

نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۚ وَعَادًا وَثَمُودَ وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَٰلِكَ

نوح کو جبکہ انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے انکو غرق کردیا اور انکو لوگوں کے لیے عبرت کی نشانی بنا دیا۔ اور ہم نے ظالموں کے لیے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے۔ اور یاد کرو عاد و ثمود اور کنوئیں والوں کو اور بہت سے قرنوں کو

كَثِيرًا ۚ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ ۖ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ۚ وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۚ

جو اسکے درمیان ہوئے۔ اور ہم نے ہر ایک کا حال بیان کر دیا اور ہر ایک کو ہم نے غارت کر دیا بالکل۔ اور البتہ یہ لوگ اس گاؤں پاس سے بھی ہو آئے ہیں کہ جس پر برا برسا او برسایا گیا۔ پھر کیا انہوں نے اسکو دیکھا نہ ہوگا۔

بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ۞ وَإِذَا رَأَوْكَ إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ۞ إِن كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا

بلکہ یہ مرکر زندہ ہونے کی امید ہی نہیں رکھتے اور یہ جب تجکو اے نبی دیکھتے ہیں تو تجھ سے تمسخر ہی کرتے ہیں۔ کہ کیا یہی ہو وہ کہ جسکو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اسنے تو ہمکو ہمارے معبودوں سے بہکا ہی دیا ہوتا اگر

أَن صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۞ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ تَكُونُ

ان پر ہم جمے نہ رہتے۔ اور بہت جلد جان جاوینگے جبکہ عذاب دیکھینگے کہ کون زیادہ گمراہ ہے۔ دیکھو تو ہی جسنے اپنی خواہشوں کو اپنا خدا بنالیا ہو پھر تو کیا اس کا

عَلَيْهِ وَكِيلًا ۞ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۞

ذمہ دار ہو سکتا ہے۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ ان میں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں کیا ہیں وہ مگر چارپائے بلکہ زیادہ گمراہ۔

ع

تفسیر

ہارون بدل من اخاہ وزیرا مفعول ثان لجعلنا وقوم یجوز ان یکون منصوبا بفعل مضمر دمرنا یا مفعول اذکر محذوف۔ علی ہذا القیاس عادًا وثمود الخ

جبکہ توحید و نفی انداد و اثبات نبوت میں کلام ہوچکا اور منکرین کے شبہات رد کر دیے گئے اور قیامت کا حال اور منکرین کا وبال بھی بیان ہوچکا تو جملًا انبیاء علیہم السلام کا

ذکر کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ ان کے دشمنوں پر آخر کار کیا کیا بلائیں نازل ہوئیں کیونکہ آپکی تسلی کے لیے پہلے فرمایا تھا وکذلک جعلنا لکل نبی عدوًا اور قرآن کا یہی طریقہ ہے کہ ایسے موقعوں

قصص انبیاء بیان ہوتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ انکے تذکرہ بار بار آتے ہیں فقال ولقد آتینا موسیٰ الخ سب سے پہلے موسیٰ کا ذکر کیا کیونکہ ان کی نبوت اور کتاب اہل کتاب میں بہت مشہور تھی کہ

دیکھو موسیٰ کے ساتھ لوگوں نے کیا کیا تھا اور ان کو کسقدر معجزات دیے گئے اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام انکے وزیر بھی تھے۔ آخر فرعونیوں نے نتائج ہلاکت پائے۔ اور اسنے بعد

قوم نوح کو دیکھو کہ انہوں نے نہ صرف نوح کی تکذیب کی تھی بلکہ عموماً رسولوں کے منکر تھے آخر غرق ہوئے پھر قوم عاد و ثمود کو دیکھو کہ حضرت ہود و صالح کے انکار اور مقابلہ سے ان پر

کیا ماجرا گذرا؟ پھر اصحاب الرس کو غور کرو۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں رس کنوئیں کو کہتے ہیں۔ رس کے معنی لغت میں دفن کے ہیں یقال رس المیت اذا دفن (کبیر) ابو مسلم کہتے ہیں ایک ملک کا

نام رس ہے اصحاب الرس اس ملک یا وادی کے رہنے والے۔ یا کنوئیں والے اس وادی میں کنواں ہونا ان کے لیے اس عہد میں اس نام کیساتھ منسوب ہونیکا سبب ہے گیا۔

مفسرین کا اختلاف ہے کہ کس نبی کی امت تھی؟ اکثر یہی کہتے ہیں کہ یہ ایک بت پرست قوم تھی جسکے بہت سے کنوئیں تھے انسے زراعت کرتے تھے اور مواشی کو پانی پلایا کرتے تھے انکی ہدایت کو

حضرت شعیب علیہ السلام بھیجے گئے انہوں نے انسے بہت سرکشی کی اور ایذائیں دیں آخر قہر آسمانی سے ہلاک ہوئے۔ اس تقدیر پر یہ جگہ عرب کے شمال و مغرب میں شام سے ملحق ہے

اور اور روایات بھی ہیں واللہ اعلم عند اللہ۔ اسکے درمیان اور بہت سے قرن یعنی زمانہ گذر گئے ہیں جنمیں انبیاء آئے اور لوگوں نے انکار کیا بلاؤں میں مبتلا ہوئے پھر فرماتا ہے ولقد اتوا

کہ یہ قریش مکہ اس گاؤں پر سفر شام میں گذر چکے ہیں کہ جس پر پتھر برسے تھے یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی بستیاں جھیل مردار کے کنارہ جو الٹی پڑی ہیں جنکو سفر شام میں آتے جاتے یہ

لوگ دیکھتے ہیں اور عبرت نہیں کرتے جب کفار ان سب باتوں سے عاجز آجاتے تھے تو آنحضرت سے تمسخر و ٹھٹھا کرتے تھے کہ کیا اسکو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے؟ یعنی کسی سردار دولتمند کو

بناتا تھا اسنے تو ہمکو ہمارے معبودوں سے روک ہی دیا ہوتا اگر ہم ان پر جمے نہ رہتے۔ فرماتا ہے انکو عذاب الٰہی کے وقت معلوم ہو جاویگا کہ ہم گمراہ تھے یا راہ پر۔ پھر فرماتا ہے کہ جنہوں نے اپنی خواہشوں کو اپنا

معبود بنالیا ہے جو خواہش کہتی ہے اسی پر چلتے ہیں پھر انکے آپ مددگار نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ سنتے سمجھتے ہیں؟ گو ظاہر میں ہیں مگر حس باطن نہیں تو چارپایوں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ وہ مکلف نہیں

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ

اور اُسی نے دو دریاؤن کو باہم ملا یا کہ یہ ایک تو میٹھا خوشگوار اور یہ کھاری کڑوا ہے۔ اور ان دونون کے درمیان پردہ اور حجاب رکھا ہے اور اوسی نے

مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۝ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ

پانی سے پیدا کیا انسان کو پھر اسکے لیے رشتہ نسب ودامادی قائم کیا۔ اور تیرا رب قادر ہے۔ اور اللہ کو چھوڑکر اوسکو پوجتے ہین کہ جو انکو نہ نفع دیتا ہے اور نہ ضرر۔ اور کافر ہے

عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ۝ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَن شَاءَ أَن يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝

اپنے رب سے پیٹھ پھیرے ہوئے اور تجھکو ہم نے (ای نبی) محض خوشخبری اور ڈر سنانے کو بھیجا ہے کہہ مین اسپر تم سے کوئی اجرت نہین مانگتا۔ مگر جو چاہے اپنے رب کی طرف کا رستہ اختیار کر لے

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ۝ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ

اور تو بھروسہ کر زندہ خدا پر جسکو موت نہین اور اُسکی خوبیان یاد کر اُسکی ستایش کے ساتھ۔ اور وہ بس کرتا ہے اپنے بندون کے گناہون سے خبردار ہونے مین۔ جس نے کہ آسمانون اور زمین کو پیدا کیا اور اسکو جو اُن کے درمیان ہے چھ روز مین پھر

اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۩ ۝

قائم ہوا تخت حکومت پر وہ رحمن پس دریافت کر اسکا حال خبردار سے۔ اور جب اُنسے کہا جاتا ہے کہ رحمن کو سجدہ کرو تو کہتے ہین کیا ہے رحمن۔ کیا تو جسے کہیگا اسکو ہم سجدہ کرینگے اور اس سے اور بھی بدکتے ہین

تفسیر ✽ استثناء من غیر الجنس الرحمان مبتدا و فسئل بہ خبر ✽ الا من شاء ✽ بینہما ظرف لجعل علی ربہ متعلق ہے ظہیرا سے اور ظہیرا خبر کان۔

وہو الذی مرج البحرین الخ (۵۳) یہ دلیل ہے کہ اُسنے دو قسم کے دریا روان کیے۔ یا یون کہو دو دریا کو باہم ملا دیا ایک اُنمین سے نہایت شیرین خوشگوار اور دوسرا کھاری تلخ اور باہم ملنے نہین پاتے ان مین قدرتی حد فاصل رکھی ہوئی ہے۔ زمین کے دریا روان جب سمندر مین گرتے ہین اور یہ دریا شیرین ہوتے ہین تو دور تک دونون کی دو دھارین نظر آتی ہین باہم اختلاط پرا نہیں معلوم ہوتا ہے یعنی سمندر کی دھار کھاری اور زمین کے دریا روان کی دھار شیرین ہوتی ہے۔ سمندر مین پڑنے سے دونون سمندر ہو گئے اور سمندر کو عربی مین بحر کہتے ہین۔ اصل المرج الارسال والخلط و منہ قولہ تعالی فہم فی امر مریج۔ ان دونون دریا سے اسطرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ انسان مجمع البحرین ہے اُسکے اندر دو دریا آملے ہین ایک قوی ملکوتیہ کا دریا جو درحقیقت نہایت شیرین اور خوشگوار اور دوسرا قوی حیوانیہ کا دریا جو تلخ ہے ان دونون کے درمیان حد فاصل عقل کامل ہے

(۵۴) وہو الذی خلق من الماء بشرا کہ اسنے ایک پانی سے یعنی منی سے بشر پیدا کر دیا وہی مرد کی ایک منی ہے کہ اُسی سے مرد پیدا کرتا ہے اور اُسی سے عورتین اور رب قادر ہے نسبا اسے ذو نسب والمراد الذکور ینسب الیہم فیقال فلان بن فلان۔ فلانۃ بنت فلان و ذوات صہر اسے اناثا یصاہرون۔ یا یون کہو انسان کو بنا کر اسکی قرابت و مودت کے دو طریقے رکھے۔ ایک نسب دوسرا صہر یعنی دامادی فجعلہ اسے فجعل لہ نسبا و صہرا۔

ولیعبدون من دون اللہ الخ دلائل توحید کے بعد کفار کے اوس طریقہ کی مذمت کرتا ہے جو بت پرستی کے لیے ان مین جاری تھا کہ ایسی چیزونکو پوجتے ہین کہ جو انکو نہ کچھہ نفع دے سکتی ہین نہ ضرر اور کافر جس سے مراد اکثر کے نزدیک ابو جہل ہے) اپنے رب سے پیٹھ پھیرے ہوئے ہے جو ایسی باتین کرتا ہے۔ ابو مسلم کہتے ہین ظہیرا اسجگہ انکے اس قول سے ماخوذ ہے ظہر فلان بحاجتی اذا نبذہا وراء ظہرہ و ہو من قولہ تعالی واتخذ تموہ وراءکم ظہریا۔ یعنی اسکے معنی پیٹھ پیچھے ڈالنے اور پیٹھ پھیر بیٹھے ہین۔ گرچہ ظہیر بمعنی معاون و بمعنی جماعت بھی ہو سکتا ہے پھر فرماتا ہے وما ارسلناک الخ یعنی اسے نبی اگر یہ ہدایت پر نہ آوین تو تیرا کچھہ بھی ذمہ نہین کیونکہ آپکا کام خوشخبری اور خوف دلانا ہے سو آپ کر چکے۔ پھر فرماتا ہے کہ ان حمقا سے کہہ دو مین تم سے اسباب مین کچھہ مانگتا نہین ہی چاہتا ہون کہ تم کو راہ راست نصیب ہو یعنی بے غرض خیر خواہ ہون پھر ایسے شخص سے سرتابی کرنا کس عقل کا مقتضے ہے؟ اسلیے آپکو تسلی دیتا ہے کہ آپ خدائے حی لایزال پر توکل کرین اور اوسکی ثنا و صفت کیا کرین وہ اپنے بندون کے گناہون سے واقف ہے آپ سمجھہ لیگا وہ کہ جسنے چھہ روز مین آسمانون اور زمین اور جو انکے درمیان ہے ان سب چیزون کو بنا دیا پھر تخت حکومت پر قائم ہوا یعنی مخلوقات کو پیدا کرکے اُنپر حکمرانی شروع کی اور وہ کون ہے؟ رحمان۔ خبیر یعنی بڑے خبردار سے پوچھہ جو اللہ ہے جسنے سبکو بنایا ہے۔ ان جملون مین خدا تعالی کی صفات اسطرز پر ثابت کیے کہ جس سے ضمناً انکے بتونکی خدائی باطل ہوگئی کہ نہ وہ حی ہین نہ موت سے بری ہین نہ وہ بندون کے گناہون سے واقف ہین نہ انھون نے کوئی چیز پیدا کی ہے اور پھر ربط بھی بتلا دیا کہ آسمان و زمین کے کرنے مین کتنا وقت لگا اور قدرت نے چھہ روز مین مخلوق پیدا کی آپکا دین بھی بتدریج جاری ہوگا۔ واذا قیل لہم یعنی آپسے کیا برگشتہ ہین وہ رحمان سے بھی برگشتہ ہین جو سجدہ

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا ۝ وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور اُن میں چراغ (آفتاب) اور چمکتا ہوا چاند رکھا۔ اور وہی تو ہے کہ جس نے رات اور دن کو یکے بعد دیگرے کر دیا اُسکے لئے جو سمجھنے کا

اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ۝ وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَ الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا

قصد کرے یا شکر کرنا چاہے۔ اور رحمان کے وہ بندے ہیں جو زمین پر جھک کر چلتے ہیں اور جب اُنسے جاہل مٹھ بھیڑ ہو جاتے ہیں تو کہتے ہیں سلام۔ اور وہ جو اپنے رب کے آگے راتیں سجدے

وَّ قِیَامًا ۝ وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ۝ وَ الَّذِیْنَ

اور قیام میں۔ اور وہ جو کہتے ہیں اے رب ہم سے جہنم کا عذاب دور رکھ　بیشک عذاب جہنم سخت چمٹنے والا ہے البتہ دوزخ برا ٹھکانہ اور برا مقام ہے　اور وہ جو

اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَ لَمْ یَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ

جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگدلی اور اُنکا خرچ کرنا اعتدال پر ہوتا ہے۔ اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور نہ اُس جان کو قتل کرتے ہیں کہ جسکو

حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ۝ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ

اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق سے　اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو ایسا کرتا ہے سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اُسکے لئے قیامت میں دو چند عذاب ہوگا اور اُسمیں خوار ہو کر پڑا رہیگا۔　مگر جو توبہ کرے

وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ

اور ایمان لاوے اور اچھے کام کرے سو اللہ اُنکی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔　اور اللہ غفور رحیم ہے　اور جسنے توبہ کی اور نیک کام کیا پس وہ رجوع کرتا ہے اللہ کی طرف

مَتَابًا ۝ وَ الَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّ

بخوبی۔ اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔　اور جب بیہودہ موقع سے گذر کریں تو بزرگانہ طور سے گذر کریں۔ اور وہ جب اُنکو سمجھایا جاوے آیات الٰہی کے ساتھ تو نہیں گرتے بہرے

عُمْیَانًا ۝ وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ۝ اُولٰٓئِكَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا

اندھے ہو کر۔ اور وہ جو کہا کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا کر۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنکو بدلہ ملیگا بلند محلوں کی کھڑکیاں اُنکے صبر کئے

وَ یُلَقَّوْنَ فِیْهَا تَحِیَّةً وَّ سَلٰمًا ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ۝ قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّیْ لَوْ لَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ یَكُوْنُ لِزَامًا ۝

اور پاوینگے　وہ جنت میں لوگوں کو دعا سلام کہتے ہوئے۔ ہمیشہ رہا کرینگے وہاں جنت بہت عمدہ ٹھہرنے کی جگہ اور خوب مقام ہے۔ کہدے میرا رب کو تمہاری کچھ پرواہ نہیں اگر تم اسکو نہ پکارو البتہ تم جھٹلا چکے سو اب ہوگی سزا لازم

تبارک الذی الخ یہ جواب ہے اُنکے اس قول کا وما الرحمان کہ کیا ہے رحمن۔ فرماتا ہے رحمن وہ بابرکت ہے کہ جسنے آسمان میں برج بنائے اور اسمیں سراج یعنے آفتاب بنایا ہے جو تمام دنیا کا چراغ ہے اگر یہ ہوتا تو اندھیر ہو جاتا۔ اور رات کے لئے بھی اُسنے چاند چمکتا بنایا ہے۔ مطلب یہ کہ رحمان وہ ہے کہ جسنے دنیا کا گھر بنایا اور اس گھر میں آفتاب و ماہتاب کی قندیلیں روشن کیں اور اس گھر میں تمہارے لئے ہر ایک قسم کا سامان معیشت بہم پہنچایا پھر کہتے ہو کہ رحمان کون ہے اور اُسکے آگے سجدہ کرنے سے نفرت کرتے ہو؟ اور اسپر بس نکیا بلکہ اُسنے رات دن بنائے جو ایک بعد دوسرا آتا ہے رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات۔ یا یوں کہو ایک دوسرے کے مخالف ہے۔ یہ مجاہد و قتادہ و کسائی کا قول ہے یقال لکل شئی اختلفا ہما خلفان فقولہ خلفۃ ای مختلفین ہذا اسود وہذا ابیض وہذا طویل وہذا قصیر اگر ہمیشہ رات یا دن ہوتا تو نظام عالم نہ رہتا۔ فرماتا ہے یہ شکر کرنیوالوں اور سمجھنے والوں کے لئے ہے۔ جعل فی السماء بروجا آسمان میں تاروں کے اجتماع سے مختلف صورتیں پیدا ہو گئیں کہیں شیر کی کہیں ترازو کی کہیں بچھو کی کہیں بیل کی کہیں مچھلی کی وغیرہ اور آسمان کو قدیم ایام سے حکما نے بارہ حصوں میں خیالی طور پر اسطرح سے تقسیم کیا ہے جس طرح خربوزے کی قاشیں اور ہر ایک حصہ کا نام برج رکھا ہے اور ہر برج میں صور مذکورہ میں سے جونسی صورت آگئی ہے اُسکو اُسی کے نام سے نامزد کر دیا ہے جس میں شیر کی صورت ہے اُسکو برج اسد کہتے ہیں جسمیں مچھلی کی اوسکو برج حوت علیٰ ہذا القیاس۔ اور یہ بات عرب میں ہمیشہ سے مسلم چلی آتی تھی۔ وعباد الرحمان الخ یہاں سے اُنپر تعریض کرتا ہے کہ تم رحمان کو کیا جانتے ہو تم شیطان کے بندے بنے ہو دیکھو رحمن کے بندے یہ لوگ ہیں جن میں یہ خوبیاں پائی جاتی ہیں۔

الربع

پھر انکے چند اوصاف حمیدہ ذکر کرتا ہے - جس سے عام مسلمانوں کو ان اوصاف کے حاصل کرنے کی ترغیب بھی مقصود ہے کہ خالی باتین بنانے سے رحمان کا بندہ خالص نہین بنتا جبتک
ان باتونکو اپنے مین پیدا نکرے پیدا ہون تو رحمان کے سبھی بندے ہین مگر ادنیٰ اور اچھے اور مقبول بندے نہین صفت اول (۱) الذین یمشون الخ کہ جو زمین پر اکڑتے اور اتراتے ہوئے نہین چلتے بلکہ تواضع
اور فروتنی سے (۲) واذا خاطبہم الجاہلون جب جاہلون سے ہمکلامی کا اتفاق پڑتا ہے تو سلام کہتے ہین یعنی تسلیم اختیار کرتے ہین - یا یہ کہ سلامتی اور سکوت طلب کرتے ہین جیسا کہ کہتے ہین معاف کیجئے
الگ سے الجھنے جھگڑنے نہین کسلئے ایسے ہماری باتون سے درگذر کرنا اور مقابلہ نکرنا عقلاً و شرعاً بہتر ہے اور اسمین سلامتی اور حفظ آبرو ہے - یا یہ کہ سلام تو دیتے کہتے ہین یعنی سلام کرکے رخصت اور
الگ ہو جاتے ہین - سب کا مطلب یہ ہے کہ جہل کے مقابلہ مین حلم اختیار کرتے ہین (۳) وہ تو ان کا دن کا اور یہ ہی لمدن کا برتاو تھا اب خدا سے معاملہ اور شب کی کیفیت بیان فرماتا ہے -
یبیتون لربہم الخ کہ تمام رات یا اسکا بڑا حصہ خدا کی یاد مین صرف کرتے ہین نماز پڑھتے ہین جسمین سجدہ اور قیام ہے حسن کہتے ہین اللہ کے سامنے کھڑے رہتے ہین اور نیاز کے ساتھ اسکے آگے
سر رکھدیتے ہین آنکھون سے آنسو جاری ہوتے ہین - یہ نماز تہجد کی طرف اشارہ ہے جو اسلام کا شیوہ خاص ہے (۴) والذین یقولون ربنا اصرف الخ یعنی اس عبادت پر انکو غرور نہین بلکہ عذاب
جہنم سے ڈرتے اور یہ دعا کرتے رہتے ہین کہ ہم سے عذاب جہنم کو دور رکھیو کہ وہ دردناک عذاب ہے اور جہنم بری جگہ ہے (۵) والذین اذا انفقوا الخ کہ خرچ کرنے مین درمیانہ روی کرتے ہین نہ اسراف
ہے نہ اقتار - کھانے پینے لباس مکان سب مین درمیانہ روی مستحسن ہے - بعض کہتے ہین گناہ کے کام مین صرف کرنا اسراف ہے اور حق اللہ مین دست کشی کرنا اقتار یعنی تنگدلی ہے -
(۶) والذین لا یدعون الخ کہ وہ ہر حال مین شرک سے بچتے ہین خدا کا کسیکو شریک نہین سمجھتے اور کسیکو ناحق قتل نہین کرتے - جن مواقع مین قتل کی رخصت ہے جیسا کہ خون کے
بدلہ مین خونی کا قتل کرنا یا جنگ مین دشمن کا قتل کرنا ان تو وہ ہاتھ نہین روکتے باقی دیگر مواضع مین کہ جنکا خدا نے حکم نہین دیا اور جان کا مارنا حرام کیا ہے وہان ہاتھ
روکتے ہین یہ نہین کہ آپس کی خانہ جنگیون مین یا راہزنی اور چوری وغیرہ امور مین مار ڈالتے ہون - رحم اور عدل دونون کی رعایت رکھتے ہین اور نہ وہ زنا کرتے ہین
پھر فرماتا ہے ومن یفعل ذلک یلق اثاما کہ جو ایسے کام کریگا وہ اسکا بدلہ پاویگا - ان الاثام والاثم واحد والمراد ہہنا جزاء الاثم - یضاعف لہ العذاب یوم القیامۃ -
انکو قیامت مین دو چند عذاب دیا جاویگا ایک شرک کا دوسرا ان گناہون کا و یخلد فیہ مہانا اور اس عذاب مین ہمیشہ خوار و ذلیل رہیگا -
بخاری و مسلم نے ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا گناہ بڑھکر ہے فرمایا کہ تو کسیکو اللہ کا شریک بناوے حالانکہ اسنے تجھے پیدا کیا مینے کہا
پھر کونسا ہے؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنے لڑکے کو اس خوف سے مار ڈالے کہ تجھے اسکو ساتھ کھلانا پڑیگا (عرب مین ایسا بھی ہوتا تھا) پھر عرض کیا پھر کونسا فرمایا ہمسایہ کی بی بی
سے زنا کرنا اسکی تصدیق مین خدا تعالیٰ نے یہ آیات نازل کین والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر الآیہ -
بخاری وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ اس آیت کے بعد مشرکین نے کہا ہم نے تو اور معبودونکو بھی پوجا اور ناحق قتل بھی کیا اور حرامکاری بھی کی ہے پس ہمارے لئے مغفرت کا کیا
طریق ہے تب یہ آیت نازل ہوئی الا من تاب وآمن وعمل عملا صالحا کہ جس نے توبہ کی اور ایمان لاکر عمل صالح کئے فاولئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات اللہ انکے گناہان سابقہ کو
مٹا کر یہ نیک کام انکے نامہ اعمال مین لکھدیگا - یہ معنی ہین گناہون کے نیکیون سے بدلے جانے کے ورنہ گناہ کبھی نیکی نہین ہوتا - (۷) والذین لا یشہدون الزور الخ زور کے
معنی جھوٹی گواہی یعنی جھوٹی گواہی کے پاس بھی نہین جاتے اور مواضع کذب بھی مراد ہوسکتے ہین اور ہر نازیبا مجلس بھی مراد ہوسکتی ہے جو خلاف شرع شریف ہو جیسا کہ ناچ رنگ
کی مجلسین اور کھیل اور تماشون کے مجامع اسیطرح کفار و مشرکین و مبتدعین کے میلے اور تہوار - ان سے اجتناب کرنا عباد الرحمان کی شان ہے - واذا مروا باللغو مروا کراما
اور جو نہین بیہودہ مواقع کے پاس سے گذرنیکا اتفاق بھی ہو تو اعراض کرکے گذرجاتے ہین منہ پھیرکر آنکھ بند کرکے گذرنا انکی طرف متوجہ نہونا بزرگانہ گذرنا ہے (۸)
والذین اذا ذکروا الخ کہ جب انکو آیات الٰہی سنائی جاتی ہین تو ان پر اندھے بہرے ہوکر نہین گر پڑتے جیسا کہ منافقین دکھانے کیلئے ایسا کرتے ہین بلکہ بصیرت اور سمجھنے اور
سننے کی حالت مین ان پر گر پڑتے ہین ایسے اعراض نہین کرتے (۹) والذین یقولون الخ کہ اپنی اولاد اور ازواج کے لئے بھی دعا کیا کرتے ہین کہ انکو صلاح و دینداری دے الٰہی ایسا کر
کہ انسے ہماری آنکھین ٹھنڈی ہووین اور اپنے خاندان اور کنبے کے ہم بزرگ راہبر بنا دین - یہ بڑی نعمت ہے کہ انسان کے زن و فرزند اسکے موافق ہون اور دین مین معین - یا یہ معنی
کہ ہم کو پرہیزگارون کا امام بنا اور ہماری آنکھین ٹھنڈی ہون عباد الرحمان کی جزا فرماتا ہے اولئک یجزون الغرفۃ کہ یہ لوگ جنت مین بلند محلون کی کھڑکیون مین بیٹھینگے اور اسمین ہمیشہ رہا کرینگے
قل ما یعبؤ بکم ربی ... جو رحمان کسیکو کیا پروا نہین اسکی عبادت کرتے ہین ایسے عتاب کیا جاتا ہے کہ تیرے رب کو بھی تمہاری کچھ پروا نہین جو تم اسکو نہین پکارتے تم جھٹلا چکے عنقریب تم پر عذاب آتا ہے

سورۃ شعراء مکیہ ہے اسکے دو سو ستائیس ۲۲۷ آیات اور گیارہ رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طٰسٓمٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً

یہ ہیں آیتیں روشن کتاب کی۔ شاید تو اپنی جان کو گھونٹ کر مار دیگا اسپر کہ وہ ایمان نہیں لاتے۔ اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ان پر ایک ایسی نشانی نازل کریں کہ

فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ

اُس کے آگے اُن کی گردنیں جھک جاویں۔ اور ان کے پاس رحمان کی طرف سے کوئی نئی بات نصیحت کی پہونچتی ہے تو وہ اوس سے مونہہ موڑ ہی لیتے ہیں۔ پس وہ تو جھٹلا چکے اب انکو اُس کی حقیقت

اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

معلوم ہو جاویگی کہ جس سے وہ ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔ کیا وہ زمین کو نہیں دیکھتے کہ اس میں کس قدر اچھے قسم قسم کی چیزیں اگائی ہیں۔ البتہ اس میں ایک بڑی نشانی ہے

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

اور ان میں سے بہت تو ماننے کے نہیں۔ اور البتہ تیرا رب وہی ہے زبردست رحم کرنیوالا۔

ان لا یکونوا مفعول لہ ای لئلا یکونوا ... فظلت ... خاضعین ... المراد اصحاب الاعناق ... محدث صفۃ ذکر ... [illegible]

تفسیر

یہ سورہ بھی مکہ میں اسی وقت نازل ہوئی ہے جبکہ کافروں کا حضرت پر اور مسلمانوں پر ہر طرف سے سخت ہجوم تھا اور اسلام کی روح افزا باتیں انکو عجیب و غریب معلوم ہوتی تھیں حضرت کی نبوت پر وہ طرح طرح سے لغو شبہات وارد کیا کرتے تھے اور جب جواب سے عاجز آجاتے تھے تو اپنی خواہش کے موافق ہر شخص ایک عجیب و غریب معجزے کا طالب ہوتا تھا کوئی کہتا تھا ان پہاڑوں کو یہاں سے ہٹا دو تو جانوں کوئی کہتا تھا کہ اس خشک اور پہاڑی جگہ میں نہر جاری کر دو تو مانوں علیٰ ہذا القیاس حضرت کے دل میں قوم کی خرابی جہالت کی اصلاح کا جوش تھا اور ذرا سی خشکی میں بھی ہوتی تھی انکے نہ ماننے اور کج بحثیاں کرنے سے نہایت رنج ہوتا تھا اسلئے اس سورہ میں آپکو تسلی دی گئی کہ اگر یہ ایمان نہ لاویں تو کیا آپ غم میں گھٹ کر اپنے آپ کو ہلاک کر دینگے۔ اور پھر اسکے بعد چند انبیاء اولوالعزم اور انکی سرکش امتوں کا تذکرہ کرکے یہ بتلا دیا کہ پہلے لوگ بھی اپنے انبیاء کے ساتھ ایسا ہی کرتے آئے ہیں۔ اور چونکہ عرب میں شاعری کا بڑا زور و شور تھا اور عاجز ہو کر قرآن کو شعر کہہ دیا کرتے تھے اسلئے اخیر سورہ میں شعراء کی حقیقت بھی بیان کر دی کہ وہ واہی تباہی باتیں اشعار میں جمع کیا کرتے ہیں ہر وادی سخن میں حیران و پریشان پھرا کرتے ہیں برخلاف قرآن مجید کے کہ جس میں سراسر راستی اور مکارم اخلاق اور توحید وغیرہ کے مضامین عالیہ ہیں۔ اس مناسبت سے اس سورہ کا نام سورہ شعراء ہوا۔ اور نیز ان کو روحانی بلاغت کا اس میں ایک جلوہ انکا نہ لطف دکھا کر ان پر کوڑا سا مار دیا۔

طسم الم کی تفسیر میں حروف مقطعات کی بابت ہم بہت کچھ لکھ آئے ہیں۔ یہاں ط سے مراد طرب اور س سے سرور دائمی اور میم سے محمد ہیں یعنی محمد کو طرب و سرور ابدی میسر ہو یعنی ہم جنہ رذہ ہے واللہ اعلم۔ تلک آیات الکتاب المبین یہ آیتیں جو اے لوگو تم کو سنائی جاتی ہیں روشن اور کھلی ہوئی کتاب یعنی قرآن کی ہیں جنمیں عقل سلیم کو کچھ بھی تردد نہیں ہاں جو کور ازلی اور بدنصیب اصلی ہیں اُن کو ان پر طرح طرح کے شکوک پیدا ہوتے ہیں یہ مضمون الہامی ان کے دل میں نہیں اترتا اسلئے وہ ایمان نہیں لاتے پھر جب وہ ایسے کور باطن ہیں تو اے نبی آپکو ان کے ایمان نہ لانے سے کچھ رنج نہ کرنا چاہیے پھر آپ کیوں جی میں گھٹتے ہیں۔ لعلک باخع نفسک الخ اب رہا ان کا یہ عذر کہ ہمارے سوال کے مطابق حضرت کوئی نشانی نہیں دکھاتے سو یہ بھی غلط ہے انکو اس سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا ورنہ ہم قادر ہیں ان نشا ننزل علیہم من السماء آیۃ الخ کہ آسمان سے ایسی کوئی نشانی اتاریں جس کے آگے انکی گردنیں جھک جاویں مگر ان کا تو یہ حال ہے کہ وما یاتیہم من ذکر من الرحمان الخ کہ جب کوئی نئی بات نصیحت کی ان کے پاس خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے تو اس سے انکار ہی کرتے ہیں فقد کذبوا الخ یہ جھٹلا چکے نہ مانتے ہیں نہ مانیں گے عنقریب اسکی حقیقت انکو معلوم ہو جاویگی۔ اور نشانی دیکھتے ہیں تو ہر وقت دیکھ سکتے ہیں زمین کی جڑی بوٹی کو دیکھیں کہ کس صانع نے کس حکمت سے پیدا کی ہیں۔

وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۙ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۭ اَلَا يَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۝ وَيَضِيْقُ

اور جبکہ تیرے رب نے موسی کو پکارا کہ گنہگار قوم پاس جا فرعون کی قوم پاس۔ کیا نہیں ڈرتے۔ موسی نے عرض کیا اے رب میں ڈرتا ہوں کہ مجھے جھٹلاوینں اور میرا

صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ۝ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ۝ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ

سینہ تنگ ہو جاوے اور میری زبان نہ چلے پس ہارون کو پیغام دے۔ اور مجھپر ان کا ایک گناہ ہے سو مجھے ڈر ہے کہ مجھے مار نہ ڈالیں۔ فرمایا ہرگز نہیں پس تم دونوں میری نشانیاں لیکر جاؤ ہم تمہارے

مُّسْتَمِعُوْنَ ۝ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّ

ساتھ سنتے ہیں۔ پس تم دونوں فرعون کے پاس جاکر کہو کہ ہم رب العالمین کے رسول ہیں کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیجدے۔ فرعون نے کہا کیا تجکو ہمنے اپنے گھر میں لڑکا سا نہیں پالا

لَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ۝ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّاۗلِّيْنَ ۝ فَفَرَرْتُ

اور اپنی عمر میں ہمارے ان برسوں نہیں رہا ہے؟ اور تو اپنا وہ کام کر گیا کہ جو کر گیا ناشکرا ہو کر موسی نے کہا میں نے وہ کام کیا جبکہ میں بیخبروں میں سے تھا۔ پس میں تم

مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝ قَالَ فِرْعَوْنُ

تمہارے ڈر کے مارے بھاگ گیا تب مجکو میرے رب نے دانائی عطا کی اور مجکو رسول بنایا۔ اور کیا یہی احسان ہے کہ جسکو تو مجھپر جتلاتا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنالیا۔ فرعون نے کہا

وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۝ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ

کیا ہے رب العالمین؟ موسی نے کہا رب آسمانوں اور زمین اور ان کے اندر کی چیزوں کا۔ اگر تم کو یقین آوے۔ فرعون نے اپنے آس پاس والوں سے کہا دیکھو سنتے ہو۔ موسی نے کہا تمہارا رب اور

اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۝ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ

تمہارے اگلے باپ دادا کا رب۔ فرعون نے کہا تمہارا وہ رسول جو تمہارے پاس بھیجا گیا البتہ دیوانہ ہے۔ موسی نے کہا رب مشرق و مغرب کا اور انکا جو ان کے درمیان ہے۔ اگر تم عقل رکھتے ہو۔

قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰــهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ۝ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَاَلْقٰى

فرعون نے کہا اگر تو نے میرے سوا اور کوئی معبود قرار دیا تو تجھے قیدیوں میں ڈالدونگا۔ موسی نے کہا اور جو تیرے پاس کوئی کھلی ہوئی بات ہی لایا ہوں۔ کہا اسکو لا اگر تو سچا ہے۔ پس موسی نے ڈالا اپنا

عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِىَ بَيْضَاۗءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ۝ ع

عصاڈالدیا تو فوراً وہ ایک بڑا اژدہا ظاہر تھا اور اپنا ہاتھ نکالا تو فوراً وہ ناظرین کو چمکتا ہوا دکھائی دیا۔

ع ۲ ۴۴

واذ نادی ربک موسی الخ اب یہاں سے انبیاء علیہم السلام کے تذکرہ عبرت انگیز شروع ہوتے ہیں یعنی (۱) قصہ حضرت موسی علیہ السلام کا جس میں انکا فرعون کے پاس جانا اور خدا کا پیغام پہونچانا اور طرح طرح کے معجزات دکھانا اور اسکا نہ ماننا اور انجام کار دریائے قلزم میں مع لشکر کے غرق ہونا مذکور ہے۔

ولا ینطلق لسانی فرعون کے گھر جب موسی تھے اور اسکے فرزندوں کیطرح پرورش پاتے تھے ایکبار فرعون کی داڑھی پکڑلی جس پر خفا ہو کر اسکے قتل کا حکم دیا اسکی بیوی نے سفارش کی کہ نادان بچہ ہے اسکے نزدیک آگ اور جواہرات برابر ہیں دونوں لاکر سامنے رکھے گئے تو آگ منہ میں ڈالی تھی جب سے لکنت زبان پر تھی۔ بعض کہتے ہیں یونہی قدرتی طور پر لکنت تھی بعض کہتے ہیں اس جملہ سے لکنت ثابت کرنا بیفائدہ ہے کیونکہ مراد یہ ہو کہ میں گویا نہیں ہوں مزاج میں غصہ زیادہ تھا عذر کر دیا کہ وہ مجھے جھٹلا ئینگے میرا سینہ تنگ ہوگا زبان نہ چلیگی ولہم علی ذنب یہ گناہ قبطی کو تکہ مارکر مار ڈالنا ہے۔ الم نربک فینا کیا تو ہم میں لڑکپن سے ایک عمر تک نہیں رہا وفعلت فعلتک اور تو نے وہ کام کیا جو کیا یعنی قبطی کو جو ہماری قوم کا تھا مار ڈالا۔ یہ فرعون نے بطور طعن کے کہا تھا۔ موسی نے اقرار کر لیا کہ بیشک ایسا کام نادانستگی سے مجھ سے سرزد ہو گیا وانا من الضالین کے یہی معنی کہ مجھے طریقہ فہمائش معلوم نہ تھا نہ یہ کہ میں نے اصل گمراہ بت پرست تھا سو فرعون سے کہا تھا انا رسول رب العالمین کہ ہم دونوں بھائی رب العالمین کے رسول ہیں مصر کے لوگ اور فرعون بھی بت پرست تھے ستاروں اور دیگر علویات کے بت بنا کر پوجا کرتے تھے اور یہ وہ بادشاہ ہونیکی وجہ سے اپنے آپ کو رب یعنی لوگوں کا پرورش کرنیوالا سمجھتا تھا جیسا کہ ہندو راجہ کو ان داتا یعنی رزق دہندہ کہا کرتے ہیں اس لفظ سے چونکا جیسا کہ مشرکین مکہ رحمان کے لفظ سے چونکتے تھے اسلیے پوچھا رب العالمین کیا ہے رب العالمین؟ موسی نے کہا آسمانوں اور زمین اور ان کے اندر جو کچھ ہے سب کا رب۔ فرعون نے تعجب سے درباریوں سے کہا سنتے ہو یہ کیا کہتا ہے یعنی ایک شخص ایسا ہو سکتا ہے کہ ان چیزوں کا رب ہو وہ اللہ تعالیٰ کا

قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ۝ يُرِيدُ أَن يُخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُم بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ۝ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَابْعَثْ

فرعون نے آس پاس والون سے کہا بیشک یہ بڑا واقف کار جادوگر ہے ۔ چاہتا ہے کہ تمکو اپنے جادو کے زور سے تمہارے ملک سے نکالدے پھر تم کیا رائے دیتے ہو ۔ بولے اسکو اور اسکے بھائی کو مہلت دے اور

فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ۝ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيمٍ ۝ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ۝ وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنتُم مُّجْتَمِعُونَ ۝ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ

شہرون میں نقیب بھیج دے ۔ کہ تیرے پاس ہر ایک بڑے جادوگر واقف کو لے آوین پس سب جادوگر ایک دن معین کی میعاد پر جمع کیے گئے ۔ اور لوگون سے کہا گیا کیا تم بھی اکٹھے ہوتے ہو ۔ شاید کہ ہم جادوگرون کے

إِن كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ۝ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِن كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ۝ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِينَ

تبع ہو جاوین اگر وہی غالب رہے ۔ پھر جب جادوگر آئے تو فرعون سے کہا بھلا کچھ ہمکو انعام بھی ہے اگر ہم ہی غالب آجاوین ۔ اسنے کہا ہان بیشک تب تو تم مقربون میں داخل ہو جاؤ گے

قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنتُم مُّلْقُونَ ۝ فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ ۝ فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ

انسے موسیٰ نے کہا ڈالو کیا ڈالتے ہو ۔ پھر انہون نے اپنی رسیان اور لکڑیان ڈالدین اور کہا فرعون کے اقبال سے ہم ہی غالب ہین ۔ پھر موسیٰ نے اپنا

عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ۝ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ۝ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۝ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ

عصا ڈالدیا پھر تو جبھی وہ نگلنے لگا اُن کے ان شعبدون کو ۔ پھر جادوگر سجدہ میں گر پڑے ۔ کہنے لگے ہم رب العالمین پر ایمان لائے ۔ موسیٰ اور ہارون کے رب پر ۔ فرعون نے کہا کیا تم میری اجازت سے پہلے

آذَنَ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ

ایمان لے آئے ہو ۔ بیشک یہ تمہارا بزرگ ہے کہ جسنے تمکو جادو سکھایا ہے سو ابھی معلوم کر لو گے کہ مین تمہارا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤن کٹوا ڈالتا ہون اور تم سب کو

أَجْمَعِينَ ۝ قَالُوا لَا ضَيْرَ إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ۝ إِنَّا نَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطَايَانَا أَن كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ

سولی پر چڑھا دیتا ہون ۔ بولے کچھ مضائقہ نہین ہمکو اپنی رب کے پاس پھر جانا ہے ۔ ہمکو امید ہے کہ ہمارا رب ہمارے گناہون کو معاف کریگا اس سبب سے کہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے ۔

ع

منکر تھا موسیٰ نے کہا بلکہ تمہارے اگلے باپ دادا کا بھی رب ہے اسپر اسکو اتنے ہی کہدیا یہ دیوانہ ہے اسپر موسیٰ نے اور ترقی کی کہ مشرق اور مغرب کے سب لوگون کا رب تمہارے باپ دادا کی کیا خصوصیت ہے اگر تمھین عقل ہو یعنی مین دیوانہ نہین ہون تم احمق ہو اسپر فرعون نے کہدیا کہ اگر تو نے میرے سوا کسی اور کو رب بنایا تو مقرر تجھے قید خانہ مین ڈالدونگا ۔ فرعون کا قید خانہ بھی معاذ اللہ برا قید خانہ تھا کسی کنوئین مین قیدیون کو ڈالدیا کرتے تھے اوپر سے مونھہ بند کر دیتے تھے جیسا کہ ہندو راجاؤن کے عہد مین دستور تھا موسیٰ نے کہا اگر مین تجھے کوئی نشانی اپنی صداقت کی دکھاؤن تب بھی تو مجھے قید مین ڈالیگا ۔ اُس نے کہا وہ نشانی دکھا موسیٰ نے تو ہاتھ بغل مین سے نکالا تو آفتاب کی طرح چمکتا ہوا نکلا ۔ یہ ید بیضا ۔ پھر عصا یعنی اپنے ہاتھ کی لکڑی کو ڈالا تو اسکے دربار مین اژدہا بنکر لہرانے لگا فرعون اور درباری ڈر کے مارے بھاگ اٹھے اور اسکی ضلالت کی قلعی تو ہین کھل گئی موسیٰ نے اسکو پکڑ لیا پھر وہی لکڑی ہو گئی ۔ بدنصیب نے معجزے دیکھکر ایمان نہ لایا کہدیا کہ یہ بڑا جادوگر ہے اسکے زور سے تمہارا ملک لینا چاہتا ہے ۔ فرعونیون کے عہد مین جادو اور طلسم کا بڑا زور تھا چنانچہ اُس عہد کے یادگار مسلمانون کے ابتدائی عہد تک موجود تھے جنکو اہل اسلام کے مورخین نے نقل کیا ہے دیکھو تاریخ مصر ۔ درباریون نے صلاح دی کہ آپ بھی اپنے ملک مین سے نامی جادوگر ایک روز معین مین جمع کرکے اسکو عاجز کر دیجیے اور عید کوئی فرعونیون کا میلہ ہوتا تھا جسمین سب لوگ شریک ہوتے تھے وہ روز قرار پایا تاکہ سب لوگ اسکو عاجز ملاحظہ کرین چنانچہ ہر روز وہ سب جادوگر اور طلسم کار آگئے اور ایک میدان مین فرعون اور اسکے امراء اور عام لوگ جمع ہوئے وہان موسیٰ اور ہارون بھی تشریف رکھتے تھے مقابلہ کی ٹھہری موسیٰ نے کہا ڈالو کیا ڈالتے ہو یعنی پہلے تم کچھ دکھاؤ انھون نے اپنی رسیان اور لکڑیان مین پر ڈالین لوگونکو سانپ سے بھرتی ہوئی نظر آنے لگین پھر موسیٰ نے عصا ڈالا وہ اژدہا بنگیا سب کو نگل گیا ۔ فرعون کے جادوگرون کو معلوم ہو گیا کہ یہ کام سحر کی طاقت سے باہر ہے یہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا نشان ہے فوراً ایمان لائے اور سجدہ مین گر پڑے ۔ فرعون بڑا خفا ہوا اور کہا میرے حکم سے پیشتر تم کیون ایمان لائے یہ موسیٰ تمہارا استاد معلوم ہوتا ہے تمہاری باہم سازش پائی جاتی ہے مین تمکو ابھی سزا دیتا ہون کہ ایک طرف کا ہاتھ دوسری طرف کا پاؤن کٹوا کر دار پر چڑھاتا ہون انہون نے کہا کچھ مضائقہ نہین دنیا کی تکلیف چند ساعت کی ہے گذر جاوے گی آخر ہم اپنے اللہ کے پاس جاوینگے ہمکو امید ہے کہ وہ ہمین بخشدیگا کسلیے کہ سب سے پہلے ہم مومن ہوا اور آسکے رب پر ایمان لائے چنانچہ فرعون نے ایسا ہی کیا ۔ رب العالمین کے بعد رب موسیٰ و ہارون اسلیے کہا کہ فرعون بھی اپنے آپکو رب سمجھتا تھا

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَاۗىِٕنِ حٰشِرِيْنَ ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ لَشِرْذِمَةٌ

اور موسے کو ہمنے حکم بھیجا کہ میرے بندون کو راتون رات لے نکل کیونکہ تمہارا تعاقب کیا جاویگا۔ پھر فرعون نے شہرون مین ہرکارے دوڑائے۔ کہ یہ ایک تھوڑی سی

قَلِيْلُوْنَ ۝ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَاۗىِٕظُوْنَ ۝ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ۝ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ كَذٰلِكَ

جماعت ہے اور یہ ہمکو غصہ دلانیوالے ہین۔ اور ہم سب خطرہ رکہتے ہین۔ پس ہمنے ان کو باغون اور چشمون اور خزانون اور عمدہ مقام سے خارج کیا ایسے ہی

وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا تَرَاۗءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ

اور وارث کردیا ان کا بنی اسرائیل کو۔ پس فرعونی ان کے پیچھے پڑے دن نکلتے۔ پھر جب دونون جماعتین مقابل ہوئین تو موسی کے لوگ کہنے لگے ہم پکڑے گئے۔ کہا ہرگز نہین۔ بیشک میرے ساتھ میرا رب ہے

سَيَهْدِيْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاَنْجَيْنَا

وہ مجھے ابھی راہ بتاویگا۔ پھر ہمنے موسے کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر مار۔ سو دریا پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا بڑے پہاڑ جیسا ہو گیا۔ اور اس مقام پر ہم دوسرونکو فرعونیون کو لائے

مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ ع ۸

اور موسے اور اسکے سب ساتھیون کو بچالیا۔ پھر ان دوسرون کو غرق کردیا۔ البتہ اسمین ایک بڑی نشانی ہے۔ اور انہین سے اکثر ماننے والے نہین۔ اور البتہ تیرا رب وہی تو زبردست رحم کرنیوالا ہے

واوحینا الی موسی باقی تمام قصہ کو حذف کرکے جو موسی کی سرگذشت مصر سے تعلق رکہتا تھا بنی اسرائیل کے مصر سے جانیکا تذکرہ شروع فرمایا۔ کیونکہ نشانی قدرت کاملہ اور اسکے کفر و انکار کا نتیجہ ظاہر کرنا مقصود مقام تھا۔ موسی کو اللہ تعالی نے حکم دیا کہ میرے بندون کو یعنی بنی اسرائیل کو راتون رات مین لے نکل چنانچہ موسی بنی اسرائیل کو مع زن و فرزند کسی عید کے بہانہ سے باجازت فرعون لے نکلا اور اسرائیلیون نے فرعونیون سے عید کے بہانہ سے زیورات بھی مستعار لیئے تھے جب سب نکل گئے تو فرعون کو خبر ملی کہ وہ نکلکر ملک شام مین جاتے ہین فرعون نے جابجا ہرکارے بھیجدیئے کہ لوگ لڑنے کو آوین اور کچھ خوف نکرین کیونکہ ان ہولاء لشرذمۃ قلیلون یہ تھوڑے لوگ ہین اور انہون نے ہمکو ناخوش کیا ہے ایک تو ہماری حکومت سے نکلے جاتے ہین دوسرے ہمارے زیورات لے گئے محض بنظر احتیاط تم کو کہلا بھیجا ہے کہ مدد کو آؤ وانا لجمیع حذرون۔

پس فرعون اور اسکے ساتھ بہت سے لوگ ان کے تعاقب مین نکلے اور صبح دن نکلتے ہوئے اسرائیلیون کو دریا قلزم کے قریب آلیا بنی اسرائیل انکو دیکھکر ڈر گئے موسی نے تسلی دی کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے خدا نے موسی کو حکم دیا کہ دریا پر اپنا عصا مار اسکے مارتے ہی دریا پھٹ گیا اور پانی کی باڑ پہاڑ کیطرح سے دونون طرف کھڑی ہوگئی بنی اسرائیل خشک زمین پر سے سلامت نکل گئے ان کے پیچھے پیچھے اسی رستہ سے جب وہ یہان آئے تو دریا باہم ملگیا وہ سب ڈوب کر مر گئے۔ یہ ایک اللہ کیطرف کی بڑی نشانی ہے لیکن وہ اکثر نہین مانتے کذلک۔ واورثنا بنی اسرائیل اس مقام پر اکثر لوگون کو دہوکا ہوگیا ہے کذلک کو اخراج کے متعلق کیا ہے اسے اخرجنا کما وصفنا۔ اور پھر اورثنا بنی اسرائیل کو جدا جملہ کرکے ہا کی ضمیر کو فرعونیون کے جنات و عیون و کنوز و مقام کریم کیطرف پھیرا ہے اور اسکی تفسیر مین کہدیا ہے کہ فرعونیون کے غرق ہونیکے بعد باغون اور عمدہ مقامات کے بنی اسرائیل پھر لوٹ کر آکر مالک ہوئے تھے۔ حالانکہ یہ بات نہین ہوئی کیونکہ تمام اہل تاریخ اسپر متفق ہین کہ دریا قلزم کو عبور کرکے بنی اسرائیل چالیس برس تک تیہ مین ٹکر لیتے پھرے مصر مین واپس نہ آئے اور نیز اس فرعون کے بعد دوسرا فرعون تخت مصر پر بیٹھا ہے انکی سلطنت کا خاتمہ بابل کے بادشاہ کے ہاتھ سے سیکڑون برس بعد ہوا صحیح توجیہ یہ ہے کہ کذلک مقام کی صفت ہے بیضاوی فرماتے ہین او مثل ذلک المقام الذی کان لہم علی انہ صفۃ مقام اس تقدیر پر معنے صاف ہوگئے کہ ایسے مقامات کا ہم نے بنی اسرائیل کو وارث یعنی مالک کر دیا۔ یعنے ملک شام اور فلسطین مین ان کو بھی ہم نے ویسے ہی عمدہ مقامات اور باغ اور چشمے اور خزانے عطا کیئے جیسے کہ فرعونیون کے پاس تھے اور انسے نکالکے ہم نے اون کو دریا قلزم مین غرق کیا۔ خلاصہ یہ کہ ان عمدہ مقامات سے انکو نکالا اور ایسے عمدہ مقامات بنی اسرائیل کو عطا کیے۔ اور سورۂ دخان مین بھی ایسا ہی آیا ہے کم ترکوا من جنات و عیون و زروع و مقام کریم و نعمۃ کانوا فیہا فاکہین کذلک و اورثنا ہا قوماً آخرین۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ۝ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ ۝ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ

اور سنا ان کو ابراہیم کی خبر۔ جبکہ اُسنے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کیا پوجا کرتے ہو۔ کہا بتوں کو پوجتے ہیں سو انھیں کے گرد رہا کرتے ہیں۔ ابراہیم نے کہا کیا تمھاری بات سنتے ہیں

إِذْ تَدْعُونَ ۝ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ۝ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ۝ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝ أَنْتُمْ

جبکہ تم پکارتے ہو۔ یا تم کو نفع دیتے ہیں یا ضرر۔ بولے بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا ہے۔ کہا اب تم کو معلوم ہو گیا کہ تم

وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ۝ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ۝ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ۝ وَإِذَا مَرِضْتُ

اور تمھارے اگلے باپ دادا کس چیز کو پوجتے تھے۔ پس وہ میرے سب دشمن ہیں رب العالمین کے سوا۔ وہ کہ جس نے مجکو پیدا کیا پھر مجکو رہنمائی کی اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور جب بیمار ہو جاتا ہوں

فَهُوَ يَشْفِينِ ۝ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ۝ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ۝ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۝

تو مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ جو مجھے موت دیگا پھر زندہ کریگا۔ اور وہ کہ جس سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے گناہ معاف کرے گا۔ اے رب مجھے حکمت عطا کر اور مجھے شائستہ لوگوں میں ملا دے۔

وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۝ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ۝ وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ۝ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ

اور پچھلوں میں میرے لئے سچی زبان رکھ۔ اور مجکو جنت النعیم کے وارثوں میں کر۔ اور میرے باپ کو بخشدے کہ وہ گمراہ ہے۔ اور مجکو جی اٹھنے کے دن رسوا نہ کرنا۔ جس دن

مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ۝ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝ مِنْ

نہ مال کام آوے نہ اولاد۔ مگر اسکو کہ جو اللہ کے پاس پاک دل لیکر گیا۔ اور نزدیک لائی جاوے گی جنت پرہیزگاروں کے لئے اور ظاہر کیجاوے گی جہنم سرکشوں کیلئے۔ اور کہا گیا کہاں ہیں وہ جنکو تم اللہ کے سوا پوجتے تھے

دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ أَوْ يَنْتَصِرُونَ ۝ فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ۝ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ۝ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ۝ تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي

کیا وہ تمھاری کچھ مدد کرتے ہیں یا بدلہ لے سکتے ہیں۔ پھر اسمیں وہ اور گمراہ اور سب شیطانی لشکر ڈالا جاوےگا۔ وہاں جھگڑتے ہوئے کہینگے اللہ کی قسم ضرور ہم صریح

ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ۝ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ۝ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ۝ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً

گمراہی میں تھے جبکہ تمکو ہم رب العالمین کے برابر کرتے تھے۔ اور ہم کو گمراہ نہیں کیا مگر ان گنہگاروں نے۔ پھر نہ ہمارا کوئی شفاعت کرنیوالا ہے اور نہ کوئی دوست غمگسار۔ کاش ایکبار پھر ہمیں دنیا میں جانا ملے

فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

تو ہم ایمان والے ہو جاویں۔ البتہ اسمیں ایک نشانی ہے اور انہیں سے اکثر تو ماننے والے نہیں اور بیشک تیرا رب جو ہے تو زبردست ہے رحم کرنے والا۔

ترکیب

کذلک منصوب بیفعلون فانہم عدو لی انما افرد القیاس اعداء لان العدو جنس یطلق علی الواحد والکثیر۔ اوالمراد فو عداوۃ الا رب العلمین استثناء جنس اور غیر جنس سے دونوں سے ہو سکتا ہے الذی مبتدا، فہو مبتدا ثان یہدنی اسکی خبر اور جملہ الذی کی خبر۔ اور بعد کے الذی پہلے کی صفات ہیں۔ اور صفات میں واو کا داخل کرنا جائز ہے یوم لا ینفع بدل ہے اول یوم سے الا من ۞ استثناء متصل ہے اور غیر متصل بھی ہو سکتا ہے۔

تفسیر

واتل علیہم نبأ ابراہیم۔ الخ یہ (۳) قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے جس میں حضرت کو کامل تسلی دیگئی ہے کہ ابراہیم کا باپ اور انکے تمام قوم بھی گمراہی میں مبتلا تھی بت پرست تھے پھر ابراہیم کو اپنے باپ کے جہنمی ہونے کا کیا کچھ کم غم تھا مگر بجز دعا کرنیکے اور کچھ نکر سکے پھر آپ کیوں اے نبی اسقدر غم کرتے ہیں؟ اور جب ابراہیم کے ساتھ ان بت پرستوں نے نہ صرف مقابلہ ہی کیا بلکہ آگ میں ڈالا اور وہاں سے سلامت آنے پر دیس چھوڑنا پڑا۔ بس آپ پر یہ مصائب کوئی نئی بات نہیں۔

اذ قال لابیہ وقومہ ما تعبدون گو حضرت ابراہیم جانتے تھے کہ یہ بتون کو پوجتے ہین لیکن سوال اس غرض سے کیا تھا کہ انکی بتون کی کمزوری ثابت کرین تاکہ انکو شرمندگی حاصل ہو اور پھر یہ انکی پرستش چھوڑ دین مگر وہ تو ایسے پختہ تھے کہ نعبد اصناما کہنے پر بس نکیا بلکہ فنظل لہا عاکفین بھی کہدیا کہ ہم نہ صرف انکی پرستش کیا کرتے ہین بلکہ ہم دن بھر انکے گرد رہا کرتے ہین (والعکوف الاقامۃ علی الشیٔ وانما قالوا نظل لانہم کانوا یعبدونہا بالنہار دون اللیل - کبیر) انکو اس بت پرستی پر تفاخر تھا اور اسکے وہ مسرت ظاہر کرنا چاہتے تھے (اللہ رے گمرہی -)

ابراہیم علیہ السلام کی قوم بابل اور اسکے اطراف مین تھی وہ لوگ مذہب صابی رکھتے تھے جو ستارون اور دیگر نورانی اور آسمانی چیزونکی پرستش کیا کرتے تھے پھر اُن معبودون کے نام سے طرح طرح کی مورتین بنا رکھین تھین - تخمیناً پچاس سال ہوئے ہونگے کہ شہر نینوی کے بعض تودون کو فرانس کی ایک جماعت نے بحکم حضرت سلطان عجائبات قدیمہ دریافت کرنیکی غرض سے کھدوایا تو بہت نیچے سے سنگ مرمر کا ایک عجیب غریب مکان برآمد ہوا جسکی دیوارون پر ہر طرف عجائب مورتین تراشی ہوئی تھین اور پھر اسکے صدر مقام مین ایک بہت بلند بیل سنگ مرمر کا تھا جسکے پاؤن ہاتھی کے اور بازوؤن پر عقاب کیسے پر اور اسکی صورت انسانکی تھی دو قد آدم اونچا تھا جسکو اُکھاڑ کر فرانس کے عجائب خانہ مین رکھا گیا اور دیوارون پر کچھ کتبہ بھی تھا جو آج تک کسی سے پڑھا نہین گیا - غالباً یہ ابراہیم کی قوم کا بت تھا

حضرت ابراہیم نے پھر اُنسے دریافت کیا ہل یسمعونکم اذ تدعون او ینفعونکم او یضرون کہ بھلا جب تم انکو پکارتے ہو کچھ تمھاری بات بھی سنتے ہین یا تم کو کچھ نفع یا نقصان بھی دیتے ہین ؟ اسکا وہ کیا جواب دیتے بجز اس کہنے کے کہ بل وجدنا آباءنا کذلک یفعلون ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے انکی تقلید ہم کرتے ہین - اسپر حضرت ابراہیم نے فرمایا افرأیتم ما کنتم تعبدون انتم وآباؤکم الاقدمون - اب تم کو معلوم ہوگیا کہ تم اور تمھارے باپ دادا کیسے بے حقیقت چیز کی عبادت کیا کرتے تھے فانہم عدو لی الا رب العالمین یہ سب میرے دشمن ہین یعنی مجھے انسے نفرت وعداوت ہے مگر رب العالمین سے نہین - اسکے بعد رب العالمین کے چند اوصاف ذکر کرتے ہین جن سے انکو اُسکی طرف رغبت پیدا ہو پس فرمایا الذی خلقنی فہو یہدین وہ کہ جسنے مجھے پیدا کیا پھر وہی مجکو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے والذی ہو یطعمنی ویسقین واذا مرضت فہو یشفین کہ صرف یہی نہین کہ پیدا کرکے ہی اُسنے چھوڑ دیا پھر اوس سے کچھ کام نہین پڑتا بلکہ جسطرح ابتدا مین اسکی طرف حاجت تھی حال مین بھی ادنی اور اعلی حاجت اُسی سے وابستہ ہے یطعمنی ویسقین سے چھوٹی باتون کی طرف واذا مرضت فہو یشفین سے امور عظام کی طرف ایما کیا - والذی یمیتنی ثم یحیین والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین کہ زندگی و دنیا کے بعد بھی اس سے تعلق ہے وہی موت دیگا پھر قیامت کو دوبارہ وہی زندہ کریگا اُسی سے مجھے گناہون کے معافی کی امید ہے (ہرچند حضرت ابراہیم گناہگار نہ تھے مگر خاصان خدا المقام عبادت اپنی ذرا ذراسی فروگذاشت کو بھی بہت بڑا گناہ سمجھا کرتے ہین -)

اسکے بعد جو دار آخرت اور دنیا کی بہودی کے لیے حضرت ابراہیم نے اپنے رب سے دعا کی اُسکو نقل کرتا ہے رب ہب لی حکما والحقنی بالصالحین - حکم سے مراد کمال قوت نظریہ کا کہ جس سے ادراک حق ہووے والحقنی بالصالحین سے مراد کمال قوت عملیہ کا کہ جس سے خیر کو عمل مین لاوے واجعل لی لسان صدق فی الآخرین اور مرنیکے بعد دنیا مین میرا سچائی اور ذکر خیر کیساتھ تذکرہ رہے یعنی توحید کا طریقہ جو مجھے نصیب ہوا ہے میرے پیرو بعد مین بھی رہین کہ وہ اس سبب سے مجھے ذکر خیر سے یاد کرین جو اورون کے لئے توحید کیطرف رغبت کا باعث ہو واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم اور مجکو جنت نعیم کا وارث کیجو - یہ سعادت آخرت کی دعا تھی - جب سعادت دنیا و آخرت کے سوال سے فارغ ہوئے تو باپ کے لیے بھی دعا کی کیونکہ وعدہ کر چکے تھے اور نیز اپنے حقدارون کو نعمت مین شریک کرنا عالی حوصلون کا کام ہے ولا تخزنی یوم یبعثون کہ قیامت کے روز مجھ سے کوئی باز پرس بھی نکرنا پھر اسکے بعد قیامت کا حال شروع کردیا کہ اُسروز نہ مال کام آویگا نہ اولاد نفع دیگی مگر قلب سلیم کہ جسمین توحید و اخلاص ہو پھر جنت اور جہنم کی کیفیت اور وہان گمراہون اور اُنکے معبودون کا باہم جھگڑا ہونا اور ایکدوسرے کو برا بھلا کہنا اور پھر انکا بار دیگر نیکی کمانے کے لئے دنیا مین آنیکی خواہش کرنا ذکر کرتا ہے -

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ

نوح کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا جبکہ انکے بھائی نوح نے کہا کیا تم نہیں ڈرتے میں تمھارے لئے امانت دار رسول ہوں پس اللہ سے ڈرو اور میرے کہنے پر چلو

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ

اور اسپر میں تم سے کچھ بھی اجرت نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو اللہ ہی پر ہے جو تمام جہان کا رب ہے۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ بولے کیا ہم تجھے مانیں اور تیرے تابع تو

الْأَرْذَلُونَ ۝ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ۝ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنْ أَنَا

کمینے لوگ ہو گئے ہیں۔ نوح نے کہا اور مجھے کیا خبر وہ کیا کرتے ہیں انکا حساب تو میرے رب ہی پر ہے اگر تمہیں خبر ہو۔ اور میں تو ایمان داروں کو نہیں ہانکنے کا۔ میں جو ہوں تو

إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ۝ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ

کھولکر ڈر سنانیوالا ہوں۔ کہنے لگے اے نوح اگر تو باز نہ آیا تو ضرور سنگسار کیا جائیگا نوح نے کہا اے رب میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا۔ پس تو میرے اور انکے درمیان فیصلہ کر دے اور مجھکو اور میرے ساتھ

مَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ

جو ایمان دار ہیں انکو بچا دے۔ پھر ہم نے اسکو اور اُسکے ساتھ والوں کو بھری کشتی میں بچا لیا۔ پھر بعد میں اور باقی لوگوں کو غرق کر دیا۔ البتہ اسمیں ایک نشانی ہے۔ اور انمیں اکثر تو ماننے والے نہیں اور البتہ تیرا رب ہی زبردست مہربان

ع ۱۸ / ۱۰

واتبعک جملہ حالیہ ہے ضمیر نؤمن سے ارذلون جمع ارذل بمعنی ذلیل۔ ✽ ترکیب ✽ ماعلمی ظاہر میں ما استفہامیہ ہو محل رفع میں بسبب مبتدا ہونے کے و علمی اسکی خبر اور ممکن ہے کہ نافیہ ہو باکی ب دونوں تقدیر پر علمی سے متعلق ہے ✽ دوسری تقدیر پر خبر کو مضمر ماننا پڑیگا۔ بعد اے بعد انجائنا ✽ تفسیر ✽

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کا عبرتناک قصہ بیان فرماتا ہے۔ گرچہ سورۂ اعراف و سورۂ ہود میں یہ قصہ مشرحاً بیان ہو چکا ہے لیکن چونکہ اسلوب قرآن مورخانہ نہیں کہ جنکے نزدیک مکرر بیان کرنا عیب ہے بلکہ واعظانہ کہ جنکے نزدیک عبرتناک قصوں کو بمقتضائے مقام و حالات قوم مکرر بیان فرمانا عین حکمت ہے خصوصاً نئے اسلوب سے اسلئے اسکا پھر یہاں اعادہ کیا۔ حضرت نوح کا ساڑھے نو سو برس تک انکو وعظ و پند فرمانا اور پھر انکا ہدایت پر نہ آنا آنحضرت صلعم کے لئے کامل تسلی اور انکے اخیر نتیجہ غرق ہونے سے حضرت کے ہم وطنوں سرکش قریش کو کامل تہدید ہے۔

کذبت قوم نوح المرسلین گرچہ قوم نوح کے صرف نوح رسول تھے مگر جبکہ ان کو جھٹلایا تو سب نبیوں کو جھٹلایا کیونکہ دین کی باتوں میں سب ایک زبان تھے ایک کی تکذیب سب کی تکذیب ہے اسلئے المرسلین جمع کا صیغہ آیا۔ کہ انکے فعل بد کی پوری شناعت اور کامل قباحت ظاہر ہو جاوے۔ اسلئے بعد کے قصوں میں بھی یہی صیغہ استعمال ہوا ہے اخوہم نوح نوح انکے بھائی تھے کیونکہ ایک قوم کے تھے۔ نوح نے اولاً یہی فرمایا الا تتقون کہ کیوں نہیں خدا سے ڈرتے بت پرستی کرتے ہو۔ قوم نوح میں بھی بت پرستی کا رواج تھا۔ یہ تو انکا وصف تھا اب اپنی حالت ذکر کرتا ہے انی لکم رسول کہ میں تمہارے لئے خدا کی طرف سے پیغام لیکر آیا ہوں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا اور امین امانت دار بھی ہوں یعنی اس پیغام رسانی میں کچھ کمی زیادتی نہیں کرتا ہوں جب یہ ہے تو فاتقوا اللہ واطیعون اللہ سے ڈرو کہ اسکے احکام کی مخالفت نکرو اور میرا کہا مانو وما اسئلکم علیہ من اجر میں تم سے اسپر کچھ مانگتا نہیں یعنی بے غرض ہوں کیونکہ غرضمند کی بات میں دغدغہ ہوتا ہے البتہ مزدوری تو میری ہے مگر تم پر نہیں رب العالمین پر ہے پھر اسی کلمہ کا اعادہ کیا تاکید کیلئے فاتقوا اللہ واطیعون ان سب باتوں کے بعد اُن بدبختوں نے یہ غدر کیا انؤمن لک الخ کہ ہم تجھپر کیونکر ایمان لاویں تجھپر تو یاجی لوگ ایمان لائے ہیں جو احمق اور بدعقل ہوتے ہیں اور کوئی دنیاوی لالچ انکا مقصود ہوتا ہے یعنی دل سے نہیں۔ نوح علیہ السلام پر غربا لوگ ایمان لائے تھے اور ہمیشہ ہر کام میں یہی پیشقدمی کیا کرتے ہیں کیونکہ راہ حق میں مانع جاہ و حشم دنیاوی ہے سو یہ انکے ہاں نہیں تھا اسلئے نوح نے فرمایا وما علمی الخ کہ انکی حقیقۃ حال سے میں آگاہ ہوں مجھے انکے باطن سے کیا کام بظاہر مومن ہیں منکو دور کر دونگا آخرکار یہ بایں

كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَا اَسْئَلُكُمْ

قوم عاد نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جبکہ اُنسے اُنکے بھائی ہود نے کہا کیا تم نہیں ڈرتے۔ البتہ میں تمھارا امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں تم سے

عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ۝ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ۝ وَاِذَا

اسپر کچھ مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری جو ہے تو رب العالمین پر ہے۔ کیا ہر ایک ٹیلہ پر نشان بناتے ہو کھیلنے کو؟ اور کیا کاریگری کے محل بناتے ہو شاید کہ تم ہمیشہ رہو گے۔ اور جب

بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ۝ وَجَنّٰتٍ

ہاتھ ڈالتے ہو تو جبار بنکر پنجہ مارتے ہو۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور اوس سے ڈرو کہ جس نے تم کو اُسکا مدد دی کہ جسکو تم جانتے ہو۔ تمھاری چارپایوں اور اولاد سے اور باغوں اور

وَّعُيُوْنٍ ۝ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ۝ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ

چشموں سے امداد کی ہے۔ میں ڈرتا ہوں تمپر بڑی دن کی آفت آنے سے۔ وہ بولے برابر ہے ہم کو تو نصیحت کرے یا نہ کرے۔ یہ تو اگلی

الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ

لوگونکی عادت ہی ہے اور ہمپر کوئی آفت نہیں آنے کی۔ پس اُسکو جھٹلایا پھر ہم نے اُنکو ہلاک کیا۔ بیشک اسمیں بڑی نشانی ہے۔ اور وہ تو اکثر ایمان نہیں لائینگے۔ اور البتہ تیرا رب ہے زبردست مہربان

الریع بالکسر والفتح المرتفع من الارض۔ قاموس۔ مصانع المصنعۃ کالحوض یجمع فیہا المطر والمصانع الجمع۔ والقری والمباني من القصور والحصون۔ قاموس

تفسیر یہ حضرت ہود علیہ السلام کا قصہ ہے اسکے شروع میں بھی وہی الفاظ ہیں کہ جو حضرت نوح علیہ السلام کے قصے کے ابتدا میں تھے اسلئے اُنکی تفسیر کی بار دیگر ہم کوئی ضرورت نہیں سمجھتے صرف اُن کلمات کی تفسیر کیجاتی ہے۔ جو حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم عاد سے فرمائی تھے اور پھر قوم نے اُنکو کیا جواب دیا تھا؟

(۱) اتبنون بکل ریع آیۃ تعبثون ریع بلند جگہ آیۃ نشان۔ قوم عاد عرب میں ایک بڑی مالدار قوم تھی انہیں سلطنت بھی تھی ایک زمانہ تو انکی سلطنت و شوکت کا ایسا گذرا ہے کہ مصر لیکر ترکستان و سندھ تک ایشیا کے اکثر ملکوں میں انہیں کا پھریرہ ہوا میں اُڑتا تھا۔ جب اقبال و اقبال حد کو پہنچا تو اسکے ساتھ حرام کاری وغیرہ افعال زشت بھی حد کو پہنچے تھے جسلئے خدا نے ان میں ہود علیہ السلام کو مبعوث کیا جو انکی بربادی کا سامان تھا منجملہ ان بیفائدہ اور نکمی باتوں کے ایک بات یہ بھی تھی کہ انکو نام آوری اور اپنے یادگار چھوڑ کر مرنیکا از حد شوق تھا جیسا کہ مالداروں کو ہوا کرتا ہے اسلئے وہ ہر ایک بلند پہاڑی یا ٹیلے پر اپنی یادگار کیلئے نشان بلند منارے بناتے تھے جو انکے مقبرے خیال کیے جاتے تھے چنانچہ مصر کے بلند منار اب تک انکے مناروں کی نظیر دنیا میں باقی ہیں۔ چونکہ یہ عبث کام تھے جس سے دین و دنیا کا کوئی فائدہ نہیں اسلئے سب سے اول ہود علیہ السلام نے اسی پر اعتراض کیا کہ کیا تم ایسا کرتے ہو؟ یعنی ایسا کرنا نہیں چاہیے مفسرین نے گو اسکی تفسیر میں اور توجیہیں بھی لکھی ہیں مگر سیاق و سباق اور تاریخ کو بھی توجیہ موافق ہے۔

(۲) وتتخذون مصانع لعلکم تخلدون۔ مصانع پانی کے حوض۔ اور بلند محل۔ جب مقبروں کی تعمیر میں انکا یہ حال تھا تو مکانات کی تعمیر میں کیا کچھ اسراف نہوگا؟ چنانچہ وہ عجائب غرائب بلند اور مضبوط محل بنواتے تھے اور انکی تعمیر میں بیشمار روپیہ صرف کرتے تھے اسکو بھی بیجا خرچ اور دنیا فانی کو مقام جاودانی سمجھنے کے خیال سے منع فرمایا یعنی تم جو ایسے استحکام کرتے ہو کیا یہاں ہمیشہ رہو گے؟ دنیا چند روزہ کے لیئے بقدر ضرورت مکان کافی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا یہ پہلا کام ہے کہ دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کا ثبوت دکھاویں۔

(۳) واذا بطشتم بطشتم جبارین یعنی باوجود اس حب دنیا اور حب جاہ اور علو کے غیروں سے تمھارا جابرانہ معاملہ ہے عدل و انصاف کا نہیں جیسا کہ جبار قوم کی عادت ہوتی ہے جسکو چاہا بیگار میں پکڑ لیا ذرا سے انکار پر پیٹ ڈالا مار ڈالا کسیکا کچھ دینا ہوا تو دھمکا دیا یا مار کر نکالدیا کسی کی عورت یا عمدہ چیز کو زبردستی سے چھین لیا۔ یہ باتیں بھی بربادی کا سبب ہوتی ہیں اسلئے فرمایا و اتقوا اللہ و اطیعون اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو مگر پھر انکو خواب غفلت سے مجملاً و تفصیلاً بیدار کر کے عذاب الٰہی سے ڈرایا مجملاً و اتقوا الذی امدکم بما تعلمون میں پھر اسکی تفصیل کی امدکم بانعام الخ مگر وہ کب مانتے تھے کہدیا آپ وعظ کریں یا نکریں ہمپر کچھ اثر نہوگا یہ پہلوں کی عادت ہے وہ ہمیشہ یونہی خبط کرتے آئے ہیں پس تکذیب کی تو تمام قوم عذاب الٰہی سے غارت ہو گئے

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ۚۖ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ

قوم ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جبکہ اُن سے اُنکے بھائی صالح نے کہا کیا تم نہیں ڈرتے؟ میں تمھارے لئے امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم سے

عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ۝

اسپر کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ میری مزدوری جو ہے تو رب العالمین پر ہے۔ کیا تم یہاں کی چیزوں میں امن سے چھوڑ دیے جاؤ گے۔ باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتیوں میں اور ایسی کھجوروں میں کہ جنکا شگوفہ نازک ہے

وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۝

اور کیا تم پہاڑوں میں خوشی خوشی سے گھر تراشا کرتے ہو؟ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور بیہودہ لوگوں کی بات پر نہ چلو۔ وہ جو ملک میں فساد کرتے ہیں اور صلاح نہیں چاہتے۔

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝ۚ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚۖ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ

وہ بولے تو جو ہے تو جادو کا مارا ہوا ہے۔ تو کچھ نہیں مگر ہمسا ایک آدمی پس کوئی نشانی لے آ اگر تو سچا ہے۔ صالح نے کہا یہ اونٹنی ہے اسکے پینے کی ایک باری

شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ۚ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ۝ۙ فَاَخَذَهُمُ

اور ایک دن مقرر تمہارے پینے کے لئے ہے اور اسکو برائی سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ تم کو بڑے دن کی آفت آ لے گی۔ پھر انھوں نے اوسکی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر وہ پشیمان ہوکر رہگئے۔ پس اون کو

الْعَذَابُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

آفت نے آ لیا البتہ اسمیں بڑی نشانی ہے۔ اور ان میں سے اکثر نہیں ماننے گے۔ اور البتہ تیرا رب جو ہے تو بڑا زبردست ہے مہربان۔

آمنین حال من ضمیر تترکون فی جنات الخ بدل من فیما ہہنا باعادۃ الجار ۞ ترکیب ۞ ہضیم لطیف لین تنحتون تحت تراشیدن۔ فارہین حال۔

یہ پانچواں قصہ حضرت صالح علیہ السلام کا ہے۔ یہ قوم عاد کے بعد عرب کے شمالی کنارہ میں تھی۔ انکے ہاں باغ اور کھیتی اور پانی کے جاری چشمے اور عمدہ کھجوریں پیدا ہوتی تھیں یہ ملک نہایت سرسبز اور شاداب ہے۔ اس قوم کو بڑی فراغبالی حاصل تھی باغوں اور کھیتوں میں عیش کیا کرتے تھے مگر بدبخت بت پرست تھے راہزنی اور غارتگری اور چوری اور دیگر فواحش میں سخت مبتلا تھے قیامت اور روز جزا کے منکر اور ان میں بیہودہ لوگ انکے پیر تھے جنکی نسبت فرماتا ہے الذین یفسدون فی الارض ولا یصلحون۔ انھیں کے کہنے پر چلتے تھے اس قوم میں خدا تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث کیا حضرت نے فاتقوا اللہ واطیعون کا ارشاد فرمایا کہ اللہ سے ڈرو میں تمھارا امین رسول ہوں میرے کہنے پر چلو۔ آخر فرمانے حدا کا کلام ٹرلیگا اسلئے فرماتے ہیں (۱) اتترکون فیما ہہنا آمنین الخ کہ کیا تم یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ یہاں کی ان نعمتوں باغوں کھیتیوں چشموں کھجوروں میں بحالت امن رہنے پاؤ گے ہمیشہ یہیں رہو گے مرنا ہوا اوڑ جاتے رہو گے؟ آدمی جب لذات دنیا میں مستغرق ہو جاتا ہے گو وہ زبان سے نہ کہے کہ میں سدا یہاں رہونگا مگر اسکا برتاؤ اور زبان حال یہی کہا کرتی ہے جسلئے حضرت صالح علیہ السلام نے انکو اس کلام کیسا تھ مخاطب فرمایا (۲) وتنحتون من الجبال بیوتا فارہین کہ تم کس امنگ کے ساتھ پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو گویا ہمیشہ یہیں رہنے کا سامان کرلیا ہے اس سے مراد دنیا سے نفرت اور دار القرار کی طرف رغبت دلانا تھا کیسلئے کہ تمام گناہوں کی جڑ دنیا کی محبت ہے (۳) فاتقوا اللہ واطیعون اللہ سے ڈرو بری باتوں کو چھوڑ دو جو میں تمکو ارشاد کروں اسپر عمل کرو نہ کہ بدمعاشوں مفسدوں کے کہنے پر چلو۔ قوم نے جواب میں تین باتیں کہیں (۱) انما انت من المسحرین کہ تجھپر تو کسی نے جادو کردیا ہے یعنی دیوانہ ہے بہلا دنیا کی لذتوں کو چھوڑنا اور ایک موہوم گھر کی طرف منھ موڑنا کس عاقل کا کام ہے؟ (۲) اگر یہی خدا کا حکم ہے تو تجھے کسطرح سے معلوم ہوگیا اگر تو نبی ہے تو تجھ میں اور ہم میں کیا فرق ہے جیسے ہم ہیں ویسا تو (۳) اگر تو سچا ہے تو کوئی معجزہ دکھا۔ چنانچہ حضرت کی دعا سے معجزہ کے طور ایک ناقہ یعنی اونٹنی پیدا ہوئی جسکے لئے پانی پینے کا ایک دن مقرر ہوا اور کہدیا کہ اسپر بد قصد نکرنا آخر ایک نے اسکو زخمی کردیا اور ذبح کر ڈالا سب انپر آثار عذاب نمودار ہوئے ندامت کرنے لگے مگر اسوقت کی ندامت سے کیا فائدہ تھا جسکے سبب ہلاک ہوگئے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ۞ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۞ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۞ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۞

قوم لوط نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جبکہ ان سے انکے بھائی لوط نے کہا کیا تم نہیں ڈرتے؟ میں تمھارا باامانت رسول ہوں۔ پھر اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۞ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ۞ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ

اور میں تم سے اسپر کچھ مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری جو ہے تو رب العالمین پر ہے۔ کیا تم دنیا کے مردوں پر آتے ہو اور وہ جو

لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ۞ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ۞ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ

تمھارے لیئے تمھارے رب نے تمھاری بیویاں پیدا کیں ہیں انکو چھوڑتے ہو۔ بلکہ تم حد سے گذرنے والے لوگ ہو۔ وہ بولے اگر تو اے لوط باز نہ آیا تو ضرور نکالدیا جاویگا اسنے کہا میں تمھارے کام سے البتہ

الْقَالِينَ ۞ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ۞ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۞ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ۞ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ۞ وَأَمْطَرْنَا

بیزار ہوں۔ اے رب مجھے اور میرے گھر کو اس سے بچا جو وہ کرتے ہیں۔ پھر ہم نے اسکو اور اسکے کنبے کو سب کو بچالیا۔ مگر ایک بڑھیا کو جو پیچھے رہجانے والوں میں تھی۔ پھر اور دوسروں کو ہلاک کیا۔ اور

عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ۞ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۞ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۞

اُنپر مینہ برسایا۔ پھر کیا بری بارش ہو ڈرائے گیونکی۔ البتہ اسمیں ایک بڑی نشانی ہے اور انہیں سے اکثر تو ماننے والے نہیں۔ اور البتہ تیرا رب ہے زبردست مہربان

كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ۞ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۞ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۞ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۞ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

بن والوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جبکہ اُن سے شعیب نے کہا کیا تم نہیں ڈرتے؟ میں تمھارے لئے امانت دار رسول ہوں پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم سے

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۞ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ۞ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۞ وَلَا

اسپر کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ میری اجرت جو ہے تو رب العالمین پر ہے۔ پیمانہ بھر کر دیا کرو اور کسیکو نقصان نہ پہونچایا کرو۔ اور سیدھی ترازو سے تولا کرو۔

تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۞ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ۞ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۞

اور لوگوں کو انکی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو اور ملک میں فساد مچاتے نہ پھرو۔ اور اُس سے ڈرو کہ جس نے تم کو اور اگلی خلقت کو بنایا۔ وہ بولے تو جو ہے تو جادو کے مارے ہوؤں میں کا

وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ۞ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۞ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۞ فَكَذَّبُوهُ

اور تو بھی ہم جیسا ایک آدمی ہے اور ہم تو تجکو جھوٹوں میں خیال کرتے ہیں۔ پھر تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے اگر تو سچا ہے۔ رسول نے کہا میرا رب خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو

فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۞ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۞ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۞

...... پس انکو سایہ کے دن کے عذاب نے آلیا۔ بیشک وہ عذاب بڑے دن کا۔ بیشک اس میں ایک بڑی نشانی ہے اور وہ تو اکثر ماننے والے نہیں اور البتہ تیرا رب ہے زبردست مہربان

یہ چھٹا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی بھتیجے تھے اور انکے حکم سے اوس سرزمین پر بھیجے گئے تھے جو شام کے جنوب و مشرق میں ہے جھیل مردار کے قریب۔ سدوم عمورہ وغیرہ اس جھیل کے قریب چند شہر تھے وہاں کے لوگ علاوہ بت پرست ہونیکے لونڈے باز بھی تھے۔ عورتوں سے رغبت نہ رکھتے تھے لڑکوں پر مرتے تھے حضرت لوط علیہ السلام نے انکو اس فعل بد سے منع کیا اسکے جواب میں کہنے لگے کہ اگر تو اس عظ سے باز نہ آئیگا تو یہاں سے نکالدیا جاویگا۔ حضرت نے فرمایا میں تو منع ہی کرونگا کیسلئے کہ میں اس ناپاک کام سے بیزار ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اور میرے گھر کے لوگوں کو اس سے بچا دے یا اسکی شامت سے محفوظ رکھے مراد یہ کہ اسپر عذاب آنیوالا ہے میں اوس سے پناہ مانگتا ہوں۔ پس ایکروز انپر عذاب آیا حضرت لوط اور انکے گھر والوں کو حکم ہوا کہ بڑے تڑکے سے تم شہر چھوڑ کر چلدو پیچھے مڑکر نہ دیکھنا صبح کو یہ غارت ہونگے۔ حضرت کی بیوی انھیں لوگوں میں کی تھیں ان کو اہل وطن سے تعلق تھا پیچھے مڑکر دیکھا تو وہ بھی ہلاک ہوئیں تمام شہر وزیر پتھر برسے اُلٹ دیئے گئے جنکے آثار حضرت نبی آخر الزمان علیہ السلام کے عہد تک باقی تھے اب بھی کچھ کچھ سیاحوں کو معلوم ہوتے ہیں۔

كذب اصحاب لئيكة - یہ ساتواں قصہ مدین والوں کا ہے مدین کے قریب کچھ کنوئیں آبپاشی کے لئے تھے وہاں درخت تھے وہاں کے لوگوں کو اصحاب الایکہ کہتے ہیں انکے نبی حضرت شعیب علیہ السلام تھے یہ کمبخت بت پرست تھے اسپر کم تولتے تھے لین دین میں فریب کرتے تھے راہزن ڈاکو چور بدکار بھی تھے حضرت نے ان سب باتوں سے منع کیا نہ مانا بلکہ کہنے لگے ہم پر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرا دے اگر تو سچا ہے کہ عذاب آئیگا چنانچہ انجام کار ایسا ہی ہوا کہ آسمان سے ایک سخت دھوئیں کا بادل انپر سایہ کیطرح نمودار ہوا (گویا آسمان کا ٹکڑا ٹوٹا ہے) اور اسنے آتش فشانی کی جسکے صدمے سے سب مر گئے یہ ابر اس پہاڑ کا آتشیں دھواں تھا واللہ اعلم

حاشیہ صفحہ ۲۵۹ متعلق بآیت وانہ لفی زبر الاولین

انہ کی ضمیر آنحضرت صلعم کیطرف بھی پھر سکتی ہے اور قرآن مجید کیطرف بھی۔ شق ثانی کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ یہ قرآن یعنی اسکے مطالب بہیئتہ تو کچھ نہیں اولین کے کتب کے موافق ہیں اُن میں بھی پائے جاتے ہیں باستثناء اُن مواضع کے کہ جہاں کتب اولین میں تحریف واقع ہوئی ہے۔ اگر اس مطابقت کے لیے میں کچھ نظائر پیش کروں تو یہ تمام کتاب بھی بس نکرے جو شخص قرآن مجید اور کتب سابقہ کو دیکھے گا اس بات کی پوری تصدیق کریگا۔ عجب مشکل بات ہے مخالف کے ہاتھ سے نجات نہیں اگر قرآن مجید کتب سابقہ کے مطابق ظاہر کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں اُنسے لیا گیا ہے حالانکہ جانتے ہیں کہ آنحضرت اُمی تھے اور اُنکے زمان بھی عرب میں کوئی کتب یا کتب سابقہ کا نہ تھا پھر کسنے وہاں سے نقل کیا اور کب کیا اور کس کی معرفت کیا اور اسی شبہ کی بنیاد پر ایک پادری صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن نازل ہونیکی کیا ضرورت تھی اور جو اُن باتوں کو دکھایا جاتا ہے کہ جہاں قرآن مجید نے اُنکی غلط باتوں کو چھوڑکر صحیح بات ذکر کی ہے تو کہتے ہیں لو صاحب قرآن کتب سابقہ کا خلاف کر رہا ہے۔

اول شق پر بھی معنی صاف ہیں کیونکہ اب کتب سابقہ بلا تحریف میسر نہیں آتیں پس کچھ اہل مذاہب نے اپنی خود غرضیوں سے بھی ان میں ایسی تحریف و تبدیل کی ہے کہ کچھ کا کچھ کر دکھایا۔ اس بات کو علماء اسلام نے کتب مناظرات میں بڑی خوبی کے ساتھ ثابت کر دیا ہے۔ مگر تاہم اُن میں اب بھی آنحضرت صلعم اور آپ کے دین متین کی بابت بقدر بشارتیں پائی جاتی ہیں کہ اتنی اور کسی کے لیے نہیں پائی جاتیں۔ اس مقام پر بطور نظیر کے چند بشارات مختصر نقل کرتا ہوں مفصل کتب مناظرات میں ہیں وہاں دیکھو

(۱) توریت سفر استثنا کے اٹھارہویں باب میں ۱۰ درس یہ ہے میں ان کے لیے (بنی اسرائیل کے لیے) انکے بھائیوں میں سے (بنی اسمٰعیل میں سے کیونکہ وہ بنی اسرائیل کے بھائی ہیں) (اے موسی) تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اسکے منہ میں ڈالونگا انتہی اس خبر کا مصداق نہ تو حضرت یوشع علیہ السلام حضرت موسی کے جانشین ہیں جیسا کہ علماء یہود کہتے ہیں کیونکہ وہ خود موسی کے تابع تھے کتاب و شریعت جدید انکے پاس نہ تھی نہ یہ حضرت عیسی علیہ السلام کیلئے ہے کیونکہ باعتقاد نصاری حضرت عیسی خدا کبھی خدا کے بیٹے کبھی خدا کے ٹکڑے بحکم تثلیث تھے اور حضرت موسی انسان تھے خدا اور انسان میں کوئی بھی مماثلت نہیں اور نیز عیسی علیہ السلام بغیر باپ کے تھے موسی باپ سے پیدا ہوئے تھے۔ عیسی کی شریعت موسی کی شریعت کے ماتحت ہے نہ انکا طرز نبوت انکے طرز نبوت سے ملتا ہے موسی کی نبوت حکومت و شوکت کیساتھ تھی برخلاف عیسی کے آپکے علاوہ حضرت عیسی اور یوحنا یعنی یحیی علیہ السلام کے عہد تک اس بشارت کے موجب لوگوں کو اس نبی کا انتظار تھا اور یہ نبی موعود انہیں نبیوں میں مشہور تھا چنانچہ انجیل یوحنا کے اول باب میں ہے کہ لوگوں نے یحیی سے پوچھا کیا تو الیاس ہے کیا تو مسیح ہے یا وہ نبی ہے۔ وہ نبی سے اشارہ ان کا اسی نبی موعود کیطرف تھا جسکو مسیح اور الیاس کے غیر سمجھتے تھے۔ رہی یہ بات کہ بعض حواریوں نے یہود کے مقابلہ میں اس بشارت کا مصداق حضرت عیسی کو قرار دیا ہے جیسا کہ کتاب اعمال سے پایا جاتا ہے تو یہ استدلال پھر کوئی حجت نہیں البتہ آنحضرت اور موسی کی مماثلت خود کہے دیتی ہے کہ اسکے مصداق آنحضرت ہیں۔ آنحضرت والدین سے پیدا ہوئے تھے جیسا کہ موسی۔ موسی نے بنی اسرائیل کو فرعون کی قید سے رہا کیا آنحضرت نے عرب کو غیر قوموں کی حکومت سے ابتک رہائی دی۔ جسطرح حضرت موسی کے بعد یوشع ایک غیر شخص ان کا جانشین ہوا اسیطرح حضرت کے بعد ابوبکر صدیق جانشین ہوئے جسطرح موسی کے بعد بنی اسرائیل میں سردار ہوئے اسیطرح آنحضرت کے بعد۔ حضرت موسی کی شریعت میں طہارت نجاست حلت و حرمت قصاص وغیرہ کے متعلق۔ احکام تھے اسیطرح آنحضرت کی شریعت میں بھی ہیں اور بہت سی باتیں ہیں اسلئے اللہ تعالی قرآن میں فرماتا ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ اسلئے آنحضرت کی نبوت کے آنحضرت کے معاصر علماء یہود بھی قائل تھے ان الفت جاہ و مال سے بعض نے دین اسلام قبول نکیا بعض نے کیا اسمعیل آنکے مخیریق تھا جو جنگ احد میں شریک ہوا اور عبداللہ بن سلام وغیرہ۔ اولم یکن لہم آیۃ ان یعلمہ علماء بنی اسرائیل

(۲) یشعیا نبی علیہ السلام کی کتاب میں جو اب تک اہل کتاب کے نزدیک کلام الہی مانی جاتی ہے آنحضرت اور آپکی امت کا نہایت صراحت کیساتھ ذکر ہے چنانچہ اسکے ساٹھویں باب کے یہ جملے ہیں اٹھ روشن ہو کہ تیری روشنی آئی اور خداوند کے جلال نے تجھپر طلوع کیا ہے کہ دیکھ تاریکی زمین پر چھا جائیگی اور تیرگی قوموں پر لیکن خداوند تجھپر طالع ہوگا اور اسکا جلال تجھپر نمود ہوگا اور قومیں تیری روشنی میں اور بادشاہ ان نور سے

طلوع کی تجلی مین چلینگے (یہ طلوع خداوندی اس پیشین گوئی کے بعد بجز قوم عرب کے اور کسی پر ابتک نہین ہوا - اور اسی طلوع خداوندی کا حضرت موسی علیہ السلام سے ارشاد ہوا تھا جیسا کہ توریت
سفر استثنا کے تینتیسوین باب مین ہی جسکے یہ جملہ ہین اور اسنے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا دس ہزار قدسیون کے ساتھ آیا اور
اسکے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت اُن کے لیے تھی - کوہ سینا سے خدا تعالی کا آنا حضرت موسی پہ تجلی فرمانا اور توریت عطا کرنا مراد ہے اب کوہ شعیر اور کوہ فاران سے آنا جو عرب کے پہاڑ کے
نام ہین اور دس ہزار قدسیون کے ساتھ آنا یہ بجز اسی طلوع خداوندی کے جو آنحضرت صلعم کے وسیلہ سے عرب پر ہوا اور جنگ بدر مین ہزارون قدسی فرشتون کے ساتھ آیا یعنی مدد کی اور کسی پر
صادق نہین آسکتا - اشعیا نبی کے کلام مین تصریح ہی کہ سوقت تمام قومون پر ظلمت ہوگی اور دیگر قومین اس جماعت خدا کی روشنی مین آئینگے اور شاہان اسکی تجلی مین آوینگے یہ بجز آنحضرت
کی بعثت کے اور کسی پر صادق نہین آسکتی - آنحضرت کے بعثت سے پہلے تمام عالم پر تاریکی چھائی ہوئی تھی غیر قومین آپکی روشنی مین آئین شاہان مطیع اسلام ہوے پھر آگے اور بھی تصریح
ہے کثرت سے اونٹ آکے تجھے چھپا لینگے (یہ شہر یروسلم کیطرف خطاب ہی جبکو حضرت عمر کی خلافت مین اہل اسلام نے اونٹون پر سوار ہوکر ہر طرف سے محاصرہ کر لیا تھا) مدیان اور عیفہ
کے جوان اونٹ وہ جو سبا کے ہین آوینگے (سبا سے قبائل یمن مراد ہین بنو حمیر وغیرہ اس غزوہ مین وہی بیشتر شریک تھے) وے سونا اور لبان لاوینگے اور خداوند کی تعریف کی
بشارتین سناوین گے قیدار کی ساری بھیڑین تیرے پاس جمع ہون گی نبیط کے مینڈھے تیری خدمت مین حاضر ہونگے اور وے میری منظوری کیواسطے میرے مذبح پر چڑہائے جاوینگے
قیدار حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بڑے بیٹے کا نام ہی جسکی نسل سے آنحضرت اور بہت سے قبائل عرب ہین ان سبکا جمع ہونا اور خدا کی منظوری کے لیے مذبح پر چڑہایا جانا
یعنی شہید ہونا ابتلا مین بجز آنحضرت کے اور کس پر صادق آتا ہے ؟ - پھر آگے چلکر اس شہر اور ہیکل کا تعمیر کرنا اور بیت المقدس کی خدمت کرتے رہنا غیر قومون کے ہاتھ سے
مذکور ہی - اب بنی اسرائیل کے غیر وہ کونسی قوم ہی جسنے طیطس کے ڈہاے ہوئے ہیکل اور یروسلم کی تعمیر کی اور اسکے بادشاہون نے اسکی خدمت گزاری کی اور وہان امن قائم کیا
؟ بجز اسلامیون کے حضرت عمر نے مسجد اقصی کی تعمیر کی پھر بعد مین شاہان اسلام اسکے ابتک خدمت گزار رہے وہان جب سے یہود کو امن ہو گیا -

پھر ۶۱ باب مین یہ ہی کہ وے پرانے اجاڑ مکانون کی تعمیر کرینگے الخ اور انھین دائمی شادمانی ہوگی الخ اور انکے ساتھ ایک ابدی عہد باندہونگا اور انکی نسل قومون کے درمیان
نامور ہوگی اور انکی اولاد امتون کے درمیان سب جو انھین دیکھین گے اقرار کرینگے کہ یہ وہ نسل ہی جسے خداوند نے مبارک کیا ہی عہد ابدی مسلمانون سے باندھا گیا ابتک یروسلم کے
قابض ہین اور شام کی سرزمین کے - پھر ۶۲ باب مین یروسلم کا نئے نام سے نامزد ہونا اور اسکی تعمیر کرنیوالی قوم کا اسکو محترم جاننا مذکور ہی - اجڑے ہوئے یروسلم کو محترم جانکر بجز مسلمانون کے
اور کسنے تعمیر کیا ہی ؟ اور انہین کے عہد مین اسکا نیا نام بیت المقدس مشہور ہوا - پھر ۶۵ باب مین مسلمانون کا یروسلم پر قبضہ پانا اور انکا خدا کے نزدیک مبارک ہونا صراحتہً مذکور ہی کیونکہ
انہین نئی قوم سے ابدی عہد باندہنا منظور ہی - پھر ۶۶ باب مین ان لڑائیون کا ذکر ہے جو مسلمانون اور عیسائیون مین بیت المقدس کی بابت ہوئین اور انجام مسلمانون کی کامیابی کا
کیا قولہ خداوند کی بات سنو اے تم جو اسکے کلام کے سبب کانپتے ہو (یعنی مسلمان جنکی نسبت آیا ہی تقشعر جلودہم) تمہارے بھائی جو تمسے کینہ رکھتے (عیسائی لوگ جو بہ نسبت اور قومون کے
مسلمانون کے بھائی ہین کینہ بھی رکھتے تھے) اور میرے نام کیواسطے تمھین خارج کر دیتے ہین کہتے ہین خداوند کی تمجید کیجائیگی (عیسائی مسلمانون سے دین کی لڑائی سمجھکر لڑتے تھے کہ یہ
لوگ خانہ خدا کے کیون مالک ہو گئے ؟ آخر ایکبار غالب آکر مسلمانون کو وہان سے خارج کر دیا سو برس کے قریب مسلمان خارج رہے) پر وہ (اللہ) تمہاری خوشی کے لیے دکھائی دیگا اور وہ پشیمان
ہونگے شہر کیطرف سے غلغلے کی آواز اور ہیکل کیطرف سے بھی آواز یہ خداوند کی آواز ہی جو اپنے دشمنون کو بدلا دیتا ہی (پھر ایک جرار لشکر کیساتھ صلاح الدین یوسف شاہ مصر نے بیت المقدس پر چارون طرف سے
حملہ کیا اور ہر طرف سے تکبیر کے نعرے بلند تھے جب سے خدا کے دشمن مغلوب ہو کر نکلے اور بھاگ گئے شہر فتح ہوا جھنڈا کھڑا کیا گیا ہزارون دشمن خدا مارے گئے - پھر ۱۴ درس سے اخیر تک اور بھی تصریح ہے - اسکے
سوا کتاب دانیال اور زبور حضرت داود مین اور انجیل مین اور انکی دیگر کتب مسلمہ مین کہین بالاجمال کہین بالتفصیل آنحضرت صلعم کی بکثرت بشارتین موجود ہین جنکو غور کرکے بہت سے خدا ترس اہل
کتاب حضرت پر ایمان لائے اور لاتے ہین - اور جنکے دلون پر خدا تعالی نے مہر کر دی ہی وہ کبھی نہین مانتے سیکڑون حجتین پیش کیے چلے جاتے ہین واللہ الہادی ۱۲ منہ غفر اللہ لہ

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ۝

اور یہ قرآن رب العالمین کا اوتارا ہوا ہے - اسکو روح امین - تیرے دلپر لیکر آیا ہو تاکہ تو ڈر سنانیوالوں میں سے ہو - صاف عربی زبان میں - اور البتہ اسکی خبر پہلوں کی کتابوں میں ہے

اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ۝ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ

کیا انکے لیے یہ نشانی کافی نہیں ہوئی کہ قرآن کی حقانیت کو علماء بنی اسرائیل جانتے ہیں - اور اگر ہم اسکو کسی عجمی پر نازل کرتے - پھر وہ اسکو انکے سامنے پڑھتا تو اسپر کبھی ایمان نہ لاتے - ہم نے یہ انکار اسطرح سے

فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ۝

گناہگاروں کے دل میں بٹھادیا ہے - وہ اسپر عذاب الیم دیکھے بغیر ایمان نہ لاوینگے - پھر وہ انپر دفعۃً آجاوے اور انکو خبر بھی نہ ہو - پھر کہنے لگیں کہ کیا ہم کو کچھ مہلت ملے گی

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ۝ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ۝

پھر کیا وہ ہمارے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں - دیکھ تو بھی اگر ہم انکو برسوں مہلت دیں - پھر انکے پاس وہ آوے کہ جسکا انکو خوف دلایا گیا تھا - تو انکے کچھ بھی کام نہ آوے وہ جو کچھ برتا رہے تھے -

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ۝ ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝

اور ہم نے ایسی کوئی بستی ہلاک نہیں کی کہ جسکے ڈر سنانے والے نہ ہوں - یاد دلانیکو اور ہم نے کسی پر ظلم نہیں کیا

تفسیر

لم یکن کان تامہ ہے تو فاعل آیۃ وان یعلمہ بدل اور ناقصہ ہو تو آیۃ خبر مقدم ان یعلمہ اسم - بلسان نزل سے متعلق - اور منذرین سے بھی ہو سکتا ہے - ان ساتوں قصوں کے بعد چند باتیں ثبوت نبوت در و منکرین کیلئے ذکر فرماتا ہے (۱) وانہ لتنزیل رب العالمین کہ یہ قرآن رب العالمین کا اوتارا ہوا ہے لفظ رب العالمین دو باتوں کیطرف اشارہ کرنیکے لئے فرمایا اول یہ کہ جسطرح ہم تمہاری جسمانی پرورش کرتے ہیں رزق روزی دیتے ہیں اسیطرح روحانی تربیت بھی ہمارا کام ہے اور روحانی تربیت کا ذریعہ وحی اور پیغمبر پر کتاب نازل کرنا ہے دوم یہ کہ تم جو اس نعمت آسمانی کا مقابلہ کرتے ہو اور پھر ابتک تم عذاب سے بچے ہوئے ہو یہی سبب ہے کہ یہ رب العالمین کا کلام ہے جسکا شیوہ رحمت عام ہے ورنہ دیکھتے کیا ہوتا اور اسیلئے قصص مذکورہ میں ہر ایک کا مقطع وان ربک لہو العزیز الرحیم پر کیا جس سے آنحضرت صلعم کے مخاطبوں کو یہ جتلایا جاتا ہے کہ ہم زبردست ہیں دم بھر میں ہلاک کر سکتے ہیں لیکن رحیم بھی ہیں اور رب ہیں پرورش کرنیوالے تم پر ترس کھانیوالے (۲) نزل بہ الروح الامین الی عربی مبین وہ جو فرمایا تھا کہ یہ قرآن رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے اسپر یہ شبہ باقی رہتا تھا کہ رب العالمین نے اسکو کسطرح سے نازل کیا ہے - کیا لکھی لکھائی کتاب آسمان سے فرشتہ لیکر آیا ہے کیا حضرت کو غیب سے آواز آتی ہے یا آپ سے ہر وقت خدا تعالیٰ باتیں کرتا ہے کیا صورت ہے؟ اسکی کیفیت بیان فرما دی کہ اسکو روح الامین یعنی جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دلپر لیکر آیا ہے صاف عربی زبان میں - انکشاف غیبی انسان کے دلپر ہوا کرتی ہیں اور جبرئیل چونکہ روح ہیں انکی سرایت دل تک بخوبی ہوتی ہے اور ایسی روحانی اور لطیف چیزیں اپنے الفاظ سے جو مضمون چاہتے ہیں بشر کے دلپر القا کر دیتے ہیں - جن لوگوں پر جن یا کسی روح ناپاک کا گذر ہوتا ہے باوجودیکہ وہ جس زبان سے واقف بھی نہیں ہوتے اس زبان میں انکو وہ دور دراز کی باتیں اور دیگر مطالب القا کر جاتے ہیں جسکا لوگوں کو بارہا مشاہدہ ہوا ہے چہ جائیکہ روحانیات مقدسہ اور انمیں سے خاص حضرت جبرئیل امین جنکے اوپر القا کریں - حواریوں پر بعد مسیح کے روح القدس اترا تھا جس سے وہ مختلف زبانیں بولنے لگے تھے (کتاب اعمال) معلوم ہوا کہ حضرت روح الامین نہ صرف معانی بلکہ الفاظ کیساتھ قرآن کا القا حضرت کے دلپر کرتے تھے پھر اسکو حضرت جمع کروا دیتے تھے - یہ ہے نزول قرآن کی کیفیت (۳) وانہ لفی زبر الاولین نیز اس قرآن اور نبی علیہ السلام کا پہلوں کی کتابوں میں ذکر ہے یہ بھی بڑی دلیل حقانیت ہے - گرچہ کتب سابقہ بالفعل بعینہ موجود نہیں انمیں بہت کچھ تحریف و تبدیل ہوئی اور ہوتی ہے مگر تاہم جسقدر پیشین گوئیاں آنحضرت صلعم کی بابت انمیں ابتک پائی جاتی ہیں اور کسیکے لئے انمیں نہیں پائی جاتیں (۴) اولم یکن لہم ایۃ - علماء بنی اسرائیل میں سے بہت دیندار وں نے آنحضرت اور قرآن کی تصدیق کی اور اقرار کیا کہ ہماری کتب میں انکا ذکر ہے اور خلقت آپکی منتظر تھی یہ بھی دلیل ایک ہی علامت حق ہونیکی ہے عبداللہ بن سلام وغیرہ علماء یہود نے اقرار کیا (۵) ولو نزلناہ الخ قرآن مجید پر انکا یہ بھی شبہ تھا کہ یہ تو ہماری زبان میں ہے جسکو محمد بخوبی جانتے ہیں اگر کسی اور زبان میں بنا کے لاتے تو جانتے اسکا جواب دیتا ہے اگر غیر عربی زبان میں آتا تو تم ہرگز نہ مانتے

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ۝ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ۝ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

اور قرآن کو شیاطین لیکر نہین اُترے اور نہ یہ اُنکا کام ہے اور نہ وہ اسکو کر سکتے ہین۔ وہ تو سُننے کی جگہ سے الگ کر دیئے گئے ہین۔ پس تو اللہ کے ساتھ اور کسی معبود کو نہ پکار

فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ۝ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ عَصَوْكَ

ورنہ تو عذاب مین مبتلا ہوگا۔ اور اپنے نزدیک کے قرابت داروں کو ڈر سنا اور اپنے بازو جھکا یعنی تواضع کر انکے لیے جو تیرے تابع ہین ایماندار لوگ۔ پھر اگر وہ تیری نافرمانی کرین

فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ۝ اِنَّهٗ هُوَ

تو کہدے کہ مین تمھارے کام سے بری ہون۔ اور توکل کر زبردست مہربان پر۔ اُس پر جو تجھے دیکھتا ہے جبکہ تو اُٹھتا ہے (نماز کیلیے) اور تیرا نمازیون مین پھرنا بھی دیکھتا ہے بیشک وہ جو ہے

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ۝ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ۝

سنتا جانتا ہے مین بتاؤن تم کو کس پر شیاطین اُترا کرتے ہین۔ ہر جھوٹے گنہگار پر اُترا کرتے ہین وہ بات اوڑا لایا کرتے ہین اور بہت تو ان مین سے جھوٹے ہین

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اور شاعرون کی بات پر تو بدراہ لوگ چلا کرتے ہین۔ تو نہین دیکھتا کہ وہ ہر میدان (سخن) مین سر مارتے پھرا کرتے ہین۔ اور وہ جو کہتے ہین کرتے نہین۔ مگر وہ جو ایمان لائے اور

الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ۭ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝ ع

اچھے کام کیئے اور اللہ کی انہون نے بہت یاد کی اور بدلا لیا بعد اسکے کہ اُنپر ظلم کیا گیا۔ اور ظلم کرنے والے اب جان لینگے کہ وہ کونسی کروٹ بدلتے ہین۔

ع ۱۵

تفسیر

ہوگی منقلب صفت ہو مصدر محذوف کی والعامل ینقلبون ای ینقلبون انقلاب ای منقلب ہیمون خبران کی اور حال بھی ہوسکتا ہے ہب خبر فی کل واد

اگرچہ پھر بھی وہ یہ شبہ کرتے تھے کہ جبرئیل نہین بلکہ شیاطین آنحضرتؐ پر القا کرتے ہین اور ہر مخالف کہہ سکتا ہے کہ یہ کیونکر معلوم ہوا کہ وہ القا کرنیوالے جبرئیل امین ہین کوئی شیطان نہین؟ اسکا کیا جواب تسلی بخش عطا کرتا ہے وما تنزلت به الشیاطین کہ شیاطین نے اسکو نازل نہین کیا ہی کیونکہ وما ینبغی لهم یہ اُنکی قبضہ قدرت سے باہر ہے کس لیئے کہ شیاطین اور ارواح خبیثہ کو مضامین خبیثہ سے دلی رغبت ہے ناپاک باتین اُنکی خوراک ہین روحانی مضامین اور توحید و معرفت اور ترک حب دنیا اور آخرت سے محبت اور خدا تعالی سے دلی رغبت اور شہوات و لذات فانیہ سے نفرت وغیرہ مضامین عالیہ قرآن مجید مین ہین اسلیئے اُنکو دلی نفرت ہے پھر یہ مطالب شیاطین کو اول تو معلوم ہی نہین اگر کو وہی شہوات و لذات کی باتین معلوم ہین کہ جن سے نفس خوش ہوتا اور روح پر تاریکی آتی ہی اور جو معلوم بھی ہون تو وہ کاہیکو ایسی باتین تعلیم و القا کرنے لگے کہ جن سے اُنکو دلی نفرت ہے بلکہ وما یستطیعون اُنکو اسکی قدرت ہی نہین کہ وہ کسی مقدس اور پاکباز دل تک پہونچین اور پھر ایسی باتین القا کرین گوہ کے کیڑے کو پھول تک کہان رسائی خفاش کو آفتاب تک کہان دسترس اور بالفرض وہان تک دسترس بھی ہو تو پھر ملاء اعلی اور حظیرۃ القدس تک کہان رسائی کہ جہان سے یہ مضامین عالیہ آتے ہین؟ اسلیئے فرماتا ہے انهم عن السمع لمعزولون ترمذی نے سورۂ جن کی تفسیر مین ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ پہلے جن آسمان تک چڑھ جایا کرتے تھے وہان سے کوئی بات سن آتے تھے تو ساحرون کاہنون کو آتین سو جھوٹھ ملا کر کہدیا کرتے تھے مگر جب سے کہ آنحضرت صلعم نبی کیئے گئے اُنکو وہان تک جانے سے روک دیا گیا۔

جب انکے تمام شبہات کا پورا جواب دیدیا گیا اور قرآن مجید کا کلام الہی ہونا ثابت کر دیا گیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے ان بت پرستون کو شرک سے منع کرتا اور توحید کا حکم دیتا ہے فقال فلا تدع مع الله الها آخر کہ اللہ کے ساتھ اور کسیکو خدا بناکر نہ پکار اور جو ایسا کریگا تو عذاب دیا جاویگا قوم عرب بلکہ اوس عہد کے تمام بنی آدم ہند و روم ایران و ترکستان کے عیسائی یہودی اسی بلا مین مبتلا تھے اسلیئے اس اصلی مقصد کا بیان کرنا مقدم ٹھہرا اور اسکے بعد خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا

یہ حکم دیا وانذر عشیرتک الاقربین (ا) کہ اپنی قرابت داروںکو ڈرا کہ تمھارے ان بُرے افعال پر یہ آفت آنیوالی ہے امام بخاری نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلعم جبل صفا پر چڑھکر پکارے اور لعیکم قبائل سے شروع کیا اے بنی فہر اے بنی عدی یہانتک کہ قریش کے تمام قبائل کا نام لیا اور وہ سب جمع ہوئے اور جو کوئی خود نہ آسکا تو اُسنے اپنے کسی آدمی کو بھیجدیا پس قریش کے لوگ اور ابولہب سب آئے آپنے فرمایا اگر مین تمکو خبردون کہ کسی وادی مین تمپر چھاپہ مارنیکو کوئی لشکر جمع ہو رہا ہے تو تم میری تصدیق کروگے انھون نے کہا بیشک کسلیئے کہ ہم نے بارہا تجربہ کرلیا ہے کہ آپنے کبھی کوئی بات جھوٹی نہین کہی ہے تب آپ نے فرمایا سو مین تمکو مطلع کرتا ہون کہ ایک سخت عذاب آنیوالا ہے تب ابولہب نے کہا تیرے ہاتھ ٹوٹین کیا اسلیئے ہم کو جمع کیا تھا۔ اور بخاری نے ابوہریرہ سے اسی امر مین یہ بھی روایت کیا ہے کہ آپنے فرمایا تھا اے قریش تم اپنا بندوبست آپ کرو مین تمھارے اوپر سے خدا کا عذاب دور نہین کرسکون گا اے عبد مناف مین خدا کے مقابلہ مین تمھارے کچھ کام نہین آؤنگا اے عباس بن عبدالمطلب مین تیرے لئے اللہ کے مقابلہ مین کچھ کار آمد نہ ہونگا اے صفیہ رسول اللہ کی پھوپھی مین تیرے لئے اللہ کے مقابلہ مین کچھ کام نہ آؤنگا اے فاطمہ بنت محمد تو جو چاہے میرے پاس سے مال مانگ لے لیکن خدا کے مقابلہ مین تیرے کچھ کام نہ آؤنگا (افسوس آجہم کو خاندانو نپر ناز ہے اسکو آخرت کا سرمایہ سمجھ بیٹھے ہین)

اقارب کیلئے تو خدا تعالی سے نافرمان ہونیپر آنحضرتؐ کو ڈرسنانیکا حکم ہوا اور ایماندارون کے آگے جھکنے اور تواضع و مدارات کرنیکا حکم دیا بقولہ واخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین یہ دوسرا حکم تھا ایمان و اطاعت رسول کا مرتبہ کہانتک بلند ہے کہ اپنے رسول پاک کو انکی تواضع کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ بتواضع پیش آتے تھے اور اگرچہ ڈرسنانیپر بھی تیرا حکم نہ مانین تو کہدے کہ مین تم سے الگ ہون فان عصوک الخ اور انکی ہر مخالفت سے کچھ خوف نہ کیجئے بلکہ توکل علی العزیز الرحیم اللہ زبردست مہربان پر توکل کر وہ زبردست ہے اسکے آگے انکا زور تجھپر نچلیگا اور مہربان ہے اپنی مہربانی سے تجھے ہر وقت محفوظ رکھیگا الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین وہ اللہ جو تجھے دیکھتا ہے جبکہ تو نماز تہجد کیلئے اُٹھتا ہے یا دعا کے لئے اُٹھتا ہے اور نیز نمازیون مین تیرا پھرنا بھی دیکھتا ہے کہ تو کبھی رکوع کرتا ہے کبھی قیام کبھی سجود۔ مقاتل کہتے ہین حین تقوم سے مراد تنہا نماز کیلئے اوٹھنا اور تقلبک سے مراد جماعت مین نماز پڑھنا ابن عباس کہتے ہین ساجدین سے مراد مصلین ہے مجاہد کہتے ہین تقلبک سے مراد آنحضرت کا نماز مین پیچھے سے نمازیون کو دیکھنا ہے تقلب بصرک فی المصلین کیونکہ موطا مین امام مالکؒ نے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا مین پیچھے سے بھی دیکھا کرتا ہون مجھپر تمھارا رکوع و خشوع مخفی نہین۔ امام رازی تفسیر کبیر مین فرماتے ہین کہ شیعہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ آنحضرتؐ کے آباء مومنین تھے کیونکہ تقلبک فی الساجدین سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے حضرت کی روح پاک کو ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف نقل کیا۔ اسبات کو امام صاحب نے رد کردیا ہے۔

مراد یہ کہ تیرے افعال حمیدہ کو دیکھتا ہے جو تجھپر مہربانی اور محافظت الٰہی کا سبب ہین یعنی تو نیکو کار ہے اور نیکون کی حفاظت ہمیشہ ہم کرتے آئے ہین واللہ اعلم۔

پھر انکے شبہ کارد کرتا ہے بقولہ ھل انبئکم علی من تنزل الشیاطین کفار کہتے تھے کیا عجب ہے کہ محمد پر شیاطین نازل ہوکر اسکو قرآن کی تعلیم کرتے ہون جیسا کہ کاہنون کو غیب کی باتین بتایا کرتے ہین اور شاعرون کو شعر کا مضمون القاء کرتے ہین۔ پس خدا تعالی دونومین فرق بتلاتا ہے کہ کاہنون اور شاعرونکی اور حالت ہے پیغمبر کی اور پہلے کاہنون کا حال بیان کرتا ہے بقولہ تعالی تنزل علی کل افاک اثیم کہ شیاطین تو بڑے جھوٹون بدکارون پر نازل ہوا کرتے ہین اور وہ کاہن ہین جو یلقون السمع کوئی بات اوڑا لیتے ہین واکثرہم کاذبون اور اکثر تو جھوٹے ہوتے ہین سفلی عملیات کے عامل اکثر ناپاک اور گندے رہا کرتے ہین تاکہ شیاطین انکے پاس خوشی خوشی سے آوین اب رہے شاعر انکا یہ حال ہے والشعراء الخ کہ انکے پیچھے تو بدراہون کی جماعت ہوا کرتی ہے یہ کوئی مضمون نظم کرتے ہین وہ اسکو نقل کرتے پھرتے ہین۔ مگر اس سے مراد وہ شاعر ہین کہ جو آنحضرتؐ کی ہجو کیا کرتے تھے جیسا کہ ہبیرہ بن وہب و امیہ بن ابی الصلت اور لوگونکو جمع کرکے سناتے تھے اور وہ لوگون سے بیان کرتے پھرتے تھے الم تر الخ یہ انکی بدراہی کی دلیل ہے کہ ہر میدان سخن مین ٹکر اتے پھرتے ہین کیا کیا جھوٹے اور مبالغہ آمیز بندشین باندھتے ہین وانہم یقولون الخ منہ سے کہتے ہین کرتے نہین ہجو وصال معشوق سب فرضی جھگڑے ہوتے ہین الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات مگر جوان مین دیندار ایماندار ہین وذکروا اللہ کثیرا اور اللہ کی یاد کرتے ہین وانتصروا من بعد ما ظلموا اور جو کسی کی ہجو بھی کرتے ہین تو پہلے انپر ظلم ہو چکنے کے بعد کرتے ہین۔ ان جملونمین حسان بن ثابت کیطرف اشارہ ہے کہ کفار کی جب ہجو کی کہ وہ پہلے آنحضرت اور مومنین کی ہجو کرچکے تھے مگر یہ بھی سچی ہجو۔ خلاصہ یہ کہ جو شعر برا ہے برا ہے اور جو اچھا مضمون ہے خدا و رسول کی مدح مین وعظ و پند کی نظم مین تو اچھا ہے وسیعلم الخ معلوم ہو جاویگا ظالمونکو مرکر کہان جاتے ہین ۹

سورہ نمل مکیہ ہے اسکی ترانوے آیات اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

یہ ہیں آیتیں قرآن اور کھلی کتاب کی جو ہدایت اور بشارت ہے ایمانداروں کے لیے۔ اُنکے لیے جو نماز ادا کرتے اور

الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ

زکوۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ البتہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انکے اعمال انکی آنکھوں میں بھلے کر دکھائے ہیں پس وہ سرگرداں ہیں۔ یہی ہیں کہ

الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ

جن کو برا عذاب ہے اور وہ آخرت میں بڑے خسارہ میں ہوں گے۔ اور بیشک تجھکو قرآن دیا جاتا ہے حکمت والے علم والے کے ہاں سے۔

وکتاب معطوف ہے قرآن مجرور مضاف پر ہدی و بشری دونوں محل حال میں ہیں ❖ **ترکیب** ❖ آیات یا کتاب سے اور مبتدا محذوف کی خبر بھی ہو سکتے ہیں۔ الذین یقیمون صفت ہے المومنین کی وہم بالاخرۃ الخ تتمہ صلہ کا ہے وحال یا عطف کے لیئے۔ اور عطف کی صورتیں ❖ **تفسیر** ❖ جملہ فعلیہ سے اسمیہ کی طرف تغیر کرنا اونکا ثبات اور ایمان پر استمرار ثابت کرنیکے لیئے ہے یہ سورہ بھی مکہ میں نازل ہوئی ہے اسمیں بھی توحید و اثبات نبوت کے مباحث اور چند انبیاء علیہم السلام کے تذکرے ہیں اور انپر جو کچھ انعامات ہوئے ہیں وہ بھی بیان ہوئے ہیں جو انکی خداپرستی کا نتیجہ تھا۔ فرماتا ہے طس ان دو حرفوں سے کسی خاص بات کی طرف اشارہ ہے جسکو وہی خوب جانتا ہے تلک یعنی یہ آیتیں جو اس سورہ میں ہیں قرآن اور کتاب مبین کی آیات ہیں کسی شاعر کا کلام نہیں۔ کتاب مبین سے مراد بھی قرآن ہے۔ مگر کتاب مبین کہنے سے یہ بات بتلانی مقصود ہے کہ قرآن مجید میں کوئی بات بعید از عقل نہیں سب باتیں اسکی صاف اور ظاہر ہیں جنکو ہر ایک صاف عقل سلیم تسلیم کرنے میں ذرا بھی تردد نہیں کر سکتا۔ مگر وہی کہ جسکے دل کی آنکھیں روشن ہیں ورنہ جیسے کہ اندھوں اور جنم کے کور باطنوں کج طبعوں کو اسمیں ہزار قیل و قال ہیں اسلیئے فرماتا ہے ہدی و بشری للمومنین۔ کہ یہ قرآن ہدایت ہے سب کے لیئے مگر نفع اس سے وہی اوٹھاتے ہیں جنمیں راستی کا مادہ رکھا ہوا ہے اسلیئے بشری کو مومنین کیساتھ مخصوص کیا۔ پھر آگے چلکر یہ بھی کھول دیا کہ زبان سے مومن کہنا کافی نہیں جبتک کہ انمیں یہ اوصاف نہ پائے جاویں (۱) الذین یقیمون الصلوۃ کہ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں یعنی باہتمام سے اور اسکی ساری شرطوں اور قاعدوں سے نماز کو ادا کرتے ہیں معلوم ہوا کہ جو نماز ادا نکرے وہ پورا اور کامل مومن نہیں۔ حیف ہے اُن لوگوں پر جو خداپرستی اور دین کی حمایت کا دعوی کرتے ہیں نماز سے بیفکر ہیں۔ (۲) ویؤتون الزکوۃ۔ اور وہ جو زکوۃ دیا کرتے ہیں۔ زکوۃ شرع میں مال میں سے چالیسواں حصہ خدا کے نام دینا۔ اور اسکے علاوہ ہر ایک قسم کی خیرات کو بھی زکوۃ کہتے ہیں۔ مالی اور بدنی دونوں عبادتوں کو شامل کر لیا ان دونوں وصف میں۔ مگر سبکے ساتھ ایک بڑی قید بھی ہے وہ کیا ہے؟ وہم بالآخرۃ ہم یوقنون کہ وہ آخرت پر یقین بھی رکھتے ہیں۔ اسمیں ایمان یعنی جملہ اعتقادیات کی طرف ایک اہم جز کے ذکر کرنے سے اشارہ کر دیا کیونکہ مکہ کے لوگ بہ نام خدا تعالے کے اور کچھ کچھ صفات باری تعالی کے معتقد تھے مگر آخرت کے بالکل منکر تھے اور نہ صرف وہ بلکہ اوس عہد میں باستثنا بعض سب مذاہب آخرت کے منکر تھے اسلیئے اسکی تصریح کی اور اسکے بعد ان الذین لایؤمنون بالآخرۃ الخ میں آخرت کے منکروں کا بد نتیجہ بھی بیان فرما دیا کہ لہم سوء العذاب وہم فی الآخرۃ ہم الاخسرون کہ انکو برا عذاب ہے اور آخرت میں وہی زیادہ نقصان اوٹھاوینگے کیونکہ جب یہ اسکے منکر ہیں تو اسدن کے لئے کوئی توشہ کیوں جمع کرنے لگے۔ ؟ یہی خسارہ ہے اور آخرت کے انکار کی وجہ بھی بیان کر دی کہ زینا لہم اعمالہم فہم یعمہون کہ وہ جو کام لذات و شہوات و فراہمی مال و زر اور دنیا کے استحکام کے لیئے کرتے ہیں وہ انکو بھلے معلوم ہونے ہیں قضا و قدر نے انکی نظروں میں زیبا کر دیئے ہیں۔ اسمیں حیران و سرگرداں ہیں آخرت اور مرنے کا تصور بھی برا جانتے ہیں۔ جو دنیا میں اسطرح غرق ہے گویا آخرت کا منکر ہے

اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِىَ اَنْۢ بُوْرِكَ

یاد کر جبکہ موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ ابھی میں تمہارے پاس وہاں کی کوئی خبر لاتا ہوں یا کوئی انگارا سلگا کر لاتا ہوں تاکہ تم تاپو۔ پھر جب موسیٰ اسکے پاس آئے تو آواز آئی کہ برکت دیا گیا

مَنْ فِى النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَاَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ

وہ جو آگ میں ہے اور وہ جو اسکے آس پاس ہے اور پاک ہے اللہ جو تمام جہان کا رب ہے۔ اے موسیٰ میں جو ہوں تو اللہ زبردست حکمت والا ہوں اور اپنی لاٹھی ڈالدے پھر جب اسکو دیکھا کہ وہ سانپ کی طرح ہل رہی ہے

وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۟ اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَىَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

تو موسیٰ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا ہم نے کہا اے موسیٰ نہ ڈر۔ کیونکہ میں جو ہوں تو میرے پاس رسول نہیں خوف کھاتے۔ مگر جس نے ظلم کیا پھر بدی کے بعد نیکی بدل دی تو میں غفور رحیم ہوں۔

وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِىْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۟ فِىْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝

اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال وہ سفید نکلیگا بے عیب۔ یہ ایک نشانی ہے منجملہ نو نشانیوں کے جو فرعون اور اسکی قوم کے پاس بھیجی جاتی ہیں۔ کیونکہ وہ ایک بدکار قوم ہے

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

پھر جب انکے پاس ہماری نشانیاں آئیں آنکھیں کھولنے والیں تو کہنے لگے یہ صاف جادو ہے اور ان نشانیوں کا ظلم و تکبر سے انکار کیا حالانکہ دلمیں مان چکے تھے۔ پھر دیکھ کیا ہوا انجام مفسدوں کا۔

اذ کا عامل اذکر محذوف اور علیم بھی متعلق ہو سکتا ہے۔ نودی کا مفعول ﴿ترکیب﴾ مالم یسم فاعلہ یا تو ضمیر ہے جو موسیٰ کی طرف پھرتی ہے یا ان بورک علی الاول ان تفسیر کے لیے من تو

بورک سے انہ ضمیر شان انا مبتدا اللہ خبر تہتز حال ہے رآہا مفعول سے کانہا حال ہے ضمیر تہتز سے الا من ظلم استثنا منقطع موضع نصب میں اور ممکن ہے کہ محل رفع میں ہو کر بدل ہو کر بیضاء من غیر سوء۔

فی تسع تینوں حال ہیں الی محذوف سے متعلق تقدیرہ مرسلا الی فرعون۔ مبصرۃ حال ہے ﴿تفسیر﴾ مبصرۃ بھی پڑھا ہے تب مفعول ہے ظلما و علوا حال ہیں ضمیر جحدوا سے مفعول لہ بھی ہو سکتے ہیں۔

اسکے بعد پھر قرآن مجید کی حقانیت کا ذکر کرتا ہے وانک لتلقی القرآن من لدن حکیم علیم کہ اے پیغمبر تو قرآن کو ایک بڑے حکیم اور بڑے خبردار علم والے کی طرف سے حاصل کر رہا ہے یعنی یہ ایک حکیم اور علیم کا کلام ہے جو دو فائدے

تجھکو پہونچ رہا ہے جو احکام اسمیں ہیں بندوں کی بھلائی کیلئے ہیں نہیں صدہا حکمتیں رکھی ہیں اور جو خبریں یا اگلے لوگوں کے تذکرے اسمیں ہیں وہ سراسر سچ اور بے کم و کاست ہیں خبردار کے بیان کئے ہوئے ہیں جسکو

ہر ایک چیز کی خبر ہے یہ جملہ آیندہ قصوں کی تمہید بھی ہے اسکو دونوں طرف لگا دیا ہے اسلئے اسکے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ذکر کرتا ہے جو دو ہزار سال پیشتر گذرا ہے پس فرماتا ہے اذ قال موسیٰ الخ۔

یہ حضرت موسیٰ کا وہاں سے قصہ ہے کہ جب وہ اپنے خسر حضرت شعیب علیہ السلام کے گھر سے دس برس کے بعد اپنی بیوی کو لیکر پھر مصر میں جا رہے ہیں۔ سردی کا موسم تھا رات کو رستہ میں دور آگ کی

چمک نظر آئی بیوی سے کہا تم ٹھہرو میں جا کر تمہارے تاپنے کے لئے آگ لاتا ہوں ورنہ وہاں جو کوئی ہوگا اوس سے خبر رستہ کی پوچھونگا کیونکہ رستہ بھی بھول گئے تھے پھر جب وہاں آئے

تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سبز درخت آگ کا شعلہ ہو رہا ہے یعنی منور ہے وہ تجلی حق کی روشنی تھی جس کو حکیمانہ خیال کے لوگ گیاس کہتے ہیں کہ وہ ایک مادہ ہے جو رات کو چمکتا ہوا نظر

آیا کرتا ہے وہ گھاس میں بھی ہوتا ہے جانوروں میں بھی ہوتا ہے۔ کرم شب تاب جسکو جگنو۔ یا پٹ بیجنا کہتے ہیں اسی مادہ سے چمکتا ہے۔ سمندر میں بھی رات کو آگ کی چنگاریاں نظر

آیا کرتی ہیں۔ یہ کیا ضرور ہے کہ ہر جگہ وہی مادہ مان لیا جایا کرے بغیر اسکے تجلی حق کی روشنی کیا محال بات ہے؟ الغرض اسکو دیکھکر حیرت میں رہ گئے تب وہاں سے آواز آئی کہ حیرت نکر

کہ اس آگ میں جو ہیں یعنی فرشتے اور جو اسکے اردگرد ہیں وہ بھی فرشتے بابرکت ہیں اسی برکت الٰہی کا یہ نور ہے اور اسکے ساتھ ہی یہ بھی کہدیا۔ سبحان اللہ رب العالمین کہ اللہ رب العالمین جو العالمین ہے

جس کی تربیت یافتوں میں سے یہ نورانی ملائکہ بھی ہیں وہ آگ میں نظر آنے سے پاک ہے یعنی اس آگ یا روشنی کو اور اسکے آس پاس والوں کو اللہ نہ سمجھ لینا بلکہ یہ مقام اسکی

تجلی گاہ ہے اور یہ ملائک اسکے جلووں میں ہیں خدا نہیں یا موسیٰ انہ انا اللہ الخ خدا جو ہوں تو میں زبردست حکمت والا ہوں۔ پھر موسیٰ سے خدا تعالیٰ کا کلام شروع ہوا۔ یہ آواز

کچھ معمولی آواز نہ تھی جسکے لئے حروف اور جہت تجویز کرنی پڑے بلکہ ایک روحانی ندا تھی جسکی حقیقت ہم نہیں جان سکتے اور وہی اوسکی ذات پاک سے لائق ہے واللہ اعلم۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ

اور البتہ ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم دیا اور ان دونوں نے کہا سب تعریف ہے واسطے اللہ کو کہ جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایماندار بندوں پر فضیلت دی۔ اور سلیمان داؤد کا وارث ہوا اور کہا

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ۝ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَ

ای لوگو ہم کو پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہم کو ہر ایک نعمت دی گئی بیشک یہ اوسکا فضل ہے ظاہر اور سلیمان کے لئے اسکا لشکر جمع کیا گیا جن اور آدمیوں اور

الطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

پرندوں کا پھر وہ صف بستہ کھڑے ہوتے تھے یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کے جنگل پر آئے تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہ تمکو سلیمان اور اوسکا لشکر نہ پیس ڈالے اور انکو خبر بھی نہ ہو

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

پھر سلیمان اسکی بات سے مسکرا کر ہنس پڑا اور کہنے لگا ای رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر کروں کہ جو تو نے مجھے اور میرے ماں باپکو عطا کی ہیں اور ایسا اچھا کام کروں کہ جسکو تو پسند کرے اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے نیک بندوں میں

ضاحکا حال موکدۃ وقیل مقدرۃ لان التبسم مبدء الضحک وقیل ضحکا علی انہ ✿ تفسیر ✿ مصدر والعامل فیہ تبسم لانہ بمعنی ضحک۔ حشر کا مفعول مالم یسم فاعلہ جنودہ۔

یہ دوسرا قصہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا ہے جو اس تفصیل سے یہود و نصاری کو بھی معلوم نہ تھا اسی حکیم و علیم نے حضرت کو بتلایا ہے۔ فرماتا ہے ہم نے سلیمان اور داؤد کو علم دیا انکا علم و دانش مشہور اور ضرب المثل ہے جسکے شکریہ میں وہ الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المؤمنین کہتے ہیں۔ یہ مجمل تھا پھر اس علم کی آگے تفصیل فرماتا ہے لقولہ وورث سلیمان داؤد اس وراثت میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں کوئی علم و دانش و نبوت کی وراثت کہتا ہے۔ یہ چیزیں ورثہ میں نہیں آتیں مبدء غیب سے عطا ہوا کرتی ہیں پھر سلیمان کے وارث ہونیکے یہ معنی کہ جو کمالات انکے باپ کو عطا ہوئے تھے وہی اس فرزند رشید کو بھی یعنی سلیمان کے کمالات نئے نہیں کہ نہیں کو عطا ہوئی ہوں بلکہ خاندانی ہیں۔ خاندانی اہل کمال کی نسبت انکے کمالات کا اپنے بزرگوں سے ورثہ پانا محاورہ میں آتا ہے اور یہی قول جمہور پسند ہے۔ بعض کہتے ہیں ملک و سلطنت کا ورثہ وغیرہ فیہ وقال ا ــــ سے سلیمان اس علم اور ورثہ کی تفصیل شروع ہوتی ہے کہ ہمکو جانوروں کی بولی خدا تعالی نے سکھائی اور ہم کو ہر ایک نعمت عطا کی ہے۔ پھر ہر ایک نعمت کے جملہ سے بعض خاص خاص نعمتوں کا خدا تعالی ذکر کرتا ہے (۱) وحشر لسلیمان الخ کہ سلیمان کے پاس تین قسم کا لشکر جمع تھا جنوں کا آدمیوں کا پرندوں کا جو تخت سلیمان کے اوپر سایہ کرتے تھے۔ یہ کبوتر وغیرہ ہونگے جو خطوط اور فرامین پہونچانے کا کام دیتے ہونگے جیسا کہ آگے ہدہد کا ذکر آتا ہے کہ وہ حضرت سلیمان کا خط لیکر بلقیس شاہزادی کے پاس گیا تھا (۲) حتی اذا اتوا الخ ایکبار سلیمان کا لشکر کسی ایسے مقام سے گذرا کہ جہاں چیونٹیوں کے بل تھے اور وہ زمین پر چل رہے تھے انمیں سے ایک چیونٹی نے کہا اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں بے خبری میں تم پاؤں کی روندن میں نہ آجاؤ۔ یہ بات حضرت سلیمان کو معلوم ہوگئی کیونکہ خدا تعالی نے انکو بہت سے علوم عطا کئے تھے اسپر آپ ہنسے ایک اسلئے کہ چیونٹی سلیمان کو بے خبری کا الزام لگاتی ہے اسکو یہ معلوم نہیں کہ حضرت کو کیا کیا علم دئے گئے ہیں؟ دوم خدا تعالی کی عنایت اور رحمت پر خیال کرکے اسنے مجھے ایسا بلند مرتبہ کیا اسلئے اسکے بعد سلیمان نے خدا سے دعا کی کہ مجھے شکر گذاری کی توفیق دے اور اس جاہ و حشم پر مغرور و متکبر نہ کرے۔ بلکہ اس بلند اقبالی پر اچھے کام کیا کروں اور جماعت صالحین سے باہر نہ ہوں۔ ✤ یہ قصہ گو بائبل میں نہیں مگر اسکی تصدیق کرتی ہوئی باتیں اول کتاب السلاطین کے چوتھے باب میں بہت کچھ ہیں جنمیں سے بعض جملے یہ ہیں۔ ۲۹۔ اور خدا نے سلیمان کو دانش اور خرد نہایت بہت دی اور دل کی وسعت بھی عنایت کی ایسی جیسے سمندر کے کنارہ کی ریت اور سلیمان کی دانش اہل مشرق اور اہل مصر کی دانش سے کہیں زیادہ تھی الخ۔ اور اسنے درختوں کی کیفیت بیان کی سرو کے درخت سے لیکے جو لبنان میں تھا اس زوفہ تک جو دیواروں پر اگتا ہے اور چارپایوں اور پرندوں اور رینگنیوالوں اور مچھلیوں کا حال بیان کیا۔

منطق الطیر بیضاوی کہتے ہیں نطق کے معنی عرف میں ان الفاظ کا استعمال کرنا جو دل کی بات کو ظاہر کردیں خواہ وہ مفرد ہوں خواہ مرکب اور نطق کا مجازا اطلاق کبھی اصطلاح پر بھی ہوتا ہے کہ جس سے کوئی بات ظاہر کیجاوے حیوانات کا نطق اسی قسم کا ہے کہ انکی آوازیں انکے تخیلات کے تابع ہیں جو بمنزلہ عبارات کے ہوتی ہیں اور شاید سلیمان علیہ السلام قوت قدسیہ سے ہر حیوان کا وہ خیال دریافت کر لیتے تھے کہ جس خیال سے اسنے وہ آواز نکالی ہے انتہی ملخصا۔ اب حکیمانہ خیال کو بھی کوئی توجیہ کرنیکی ضرورت نہیں کیونکہ یہ بات انکے نزدیک ناممکن نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت کو چیونٹی کا خیال معلوم ہوگیا ہوگا جو وہ اپنی جماعت کے آگے ظاہر کر رہی تھی۔ خدا نے حیوانات کو بھی علم و ادراک دیا ہے انکے باہم ہمکلامی اور اطلاع دینے کے ذریعے پیدا کئے ہیں یہ اور بات ہے کہ ہم نہیں جانتے اس تقدیر پر کیا ضرورت ہے کہ نملہ کسی قبیلہ کا نام یہ کہا جاوے اور جن سے قوم عمالیق مراد لیا جاوے ایسی توجیہیں دور از کار ہیں واللہ اعلم

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ۝ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ

اور پرندوں کی حاضری لی پھر کہا کہ کیا ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا ہوں۔ کیا وہ غائب ہو گیا ہے؟ میں اسکو سخت سزا دونگا یا اوسکو ذبح کر ڈالونگا یا وہ میرے پاس کوئی صاف حجت

مُبِينٍ ۝ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ۝ إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن

بیان کرے۔ پھر اوسنے تھوڑی دیر کے بعد آکر کہا کہ میں تیرے پاس وہ خبر لایا ہوں جو تجھے معلوم نہیں اور سبا سے تیرے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ یعنی ایک عورت کو دیکھا کہ انپر حکمرانی کر رہی ہے اور اوس کو

كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ۝ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ

ہر چیز حاصل ہے اور اوسکے پاس ایک بڑا تخت ہے میں نے اسکو اور اوسکی قوم کو اللہ کے سوا آفتاب کو سجدہ کرتے ہوئے پایا اور شیطان نے انکے اعمال کو انکے لیے آراستہ کر دکھایا پھر انکو رستے سے روک دیا

فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ۝ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۝ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ

کہ وہ رستہ نہیں پاتے۔ اسبات کا کہ اوس اللہ کو سجدہ کرتے۔ کہ جو نکالتا ہے مخفی چیز کو آسمانوں اور زمین میں اور جانتا ہے جو کچھ تم مخفی کرتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو۔ اللہ کہ جسکے سوا اور کوئی معبود نہیں مالک ہے

الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ قَالَ سَنَنظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ اذْهَب بِّكِتَابِي هَٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ

بڑے تخت کا سلیمان نے کہا ہم دیکھینگے تو سچا ہے کہ جھوٹا ہے۔ میرے اس خط کو لیجا کر انپر ڈالدے پھر تو لوٹ آ پھر دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ۝ إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝

بلقیس نے کہا اے دربار والو میری طرف ایک عزت کا نامہ ڈالا گیا ہے اور وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم میرے سامنے تکبر نکرو اور میرے پاس مطیع ہو کر چلے آؤ۔

(۲۰) وتفقد الطیر کہ پرندوں کو دیکھا تو ان میں ہدہد کو نہ پایا فرمایا کہ اسکو سزا دونگا یا کوئی عذر معقول بیان کرے تھوڑی دیر کے بعد ہدہد آیا اور اوسنے سبا کی شہزادی بلقیس کا حال بیان کیا کہ اسکے پاس سب ساز و سامان سلطنت حاصل ہیں اور ایک بڑا عمدہ تخت بھی ہے کہ جسپر وہ جلوس کرتی ہے مگر باوجود اسکے آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں (وہ لوگ آفتاب پرست تھے یا تو صابی ہونگے یا کوئی اور مذہب مروج ہوگا جو شیطانی مذہب تھا) اور اللہ کو سجدہ نہیں کرتے جو آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو ظاہر کرتا ہے۔ آسمانوں کی چھپی ہوئی ستارے آفتاب و ماہتاب چھپ جاتے ہیں انکو پھر اللہ ہی ظاہر کرتا ہے پھر انکو کیا سجدہ کرنا چاہیے اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں طرح طرح کی جڑی بوٹیاں اور اناج وغیرہ انہیں ہدہد نے اپنی خورش بھی ظاہر کر دی اور وہ اللہ جو ان کی مخفی اور ظاہر باتوں کو جانتا ہے وہ اللہ جو بڑے تخت کا مالک ہے یعنی اسکے تخت کے آگے انکے تخت کی کیا حقیقت ہے؟ یہاں تک ہدہد کی گفتگو تھی جو تمام ہوئی اب سلیمان علیہ السلام اسکے جواب میں فرماتے ہیں سننظر اصدقت الخ کہ ہم دیکھتے ہیں تو جھوٹا ہے کہ سچا ہے؟ جا تو میرا یہ نامہ لیجا اور جا کر اوپر سے ڈالدینا پھر چھپ کر دیکھنا کہ وہ آپس میں کیا کہتے ہیں۔ سلیمان علیہ السلام نے نامہ لکھا جسکا یہ عنوان تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الا تعلوا علی واتونی مسلمین۔ اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے۔ اسکے بعد واضح ہو کہ تم میرے پاس مطیع ہو کر حاضر ہو جاؤ اور تکبر نکرو اب یہ کچھ ضرور نہیں کہ سلیمان نے بعینہ یہی لکھا ہو بلکہ ممکن ہے کہ کچھ اور بھی ہو جسکا خلاصہ خدا تعالیٰ نے یہ بیان کر دیا۔ اور سرنامہ پر بسم اللہ لکھی تھی عبرانی زبان میں پس ہدہد نامہ لیکر گیا اور اوپر جا کر ڈالدیا یعنی بلقیس کے تخت پر اسنے پڑھا اور اپنے ارکان دولت سے ذکر کیا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ سلیمان کے پاس جاؤں یا نہ جاؤں۔

سبا یشجب کا بیٹا اور وہ یعرب کا اور وہ قحطان کا جو تمام قبائل یمن کا باپ تھا۔ پھر سبا کی بھی بہت سی اولاد تھی پھر اسکے نام سے یمن میں ایک شہر سبا بسا جو صنعا سے تین دن کے فاصلہ پر ہے۔ سبا سے مراد اگر قبیلہ ہے تو غیر منصرف ہے ورنہ منصرف۔ کہ بلقیس الہدہاد کی بیٹی وہ شرحبیل کا بیٹا وہ ذوی الاذعار کا وہ افریقس کا وہ ذوالمنار کا جسکو ابرہہ بھی کہتے تھے وہ صعب کا جسکو ذوالقرنین کہتے تھے وہ حارث الرائش کا جسکو تبع اول کہتے تھے کئی پشت آگے چلکر اسکا نسب نامہ حمیر سے ملتا ہے جو سبا مذکور کا بیٹا تھا۔ اسی سبا نے مارب کی زمین پر ایک پختہ بند بندھوا کر تالاب کے طور پانی جمع کیا تھا جس سے چھوٹی چھوٹی نہروں کے ذریعہ سے ملک میں بڑی سرسبزی تھی آخر لوگوں کی ناشکری سے وہ بند ٹوٹا اور ملک برباد ہوا جیسا کہ سورۂ سبا میں مذکور ہے۔ شداد بن عاد بن لاماط بن سبا بھی سبا کی نسل میں سے تھا۔ بلقیس انہیں کے تخت پر بیٹھی تھی اس قوم کی بڑی شان و شوکت کی سلطنت ہو چکی ہے۔ ان کے آثار اب تک ملک یمن میں پائے جاتے ہیں۔ از تاریخ ابوالفداء ناقلا عن ابی سعید المغربی ۱۲ منہ

قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ۝ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّ اُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ۬ وَّ الْاَمْرُ

کہنے لگی اے سردارو میرے معاملہ مین راے دو مین کوئی بات تمھارے حاضر ہوئے بغیر طے نہین کرتی ہون۔ وہ بولے ہم لوگ زور آور اور بڑے سخت لڑنے والے ہین اور تو مالک

اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ۝ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَ كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝

و مختار ہے۔ پھر تو دیکھ لے کہ کیا حکم کرنا چاہئے بولی جب کسی بستی مین بادشاہ داخل ہوا کرتے ہین تو اُسکو خراب کر دیتے ہین اور وہانکے عزت دارونکو ذلیل کر دیتے ہین۔ اور وہ ایسا ہی کرتے ہین

وَ اِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ؗ فَمَاۤ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰىكُمْ ۚ

اور مین انکے پاس کوئی تحفہ بھیجتی ہون پھر دیکھتی ہون کہ ایلچی کیا جواب لیکر آتے ہین۔ پس جب وہ سلیمان پاس پہونچا تو کہنے لگا کیا تم میرے مال سے مدد کرنا چاہتے ہو۔ سو جو کچھ مجکو اللہ نے دے رکھا ہے

بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ۝ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَ لَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَاۤ اَذِلَّةً وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ ۝ قَالَ يٰۤاَيُّهَا

وہ بہتر ہے اوس سے جو تم کو دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفہ سے خوش رہو۔ لوٹکر جا اونکے پاس ہم اونپر ایک ایسا لشکر بھیجتے ہین کہ جسکا مقابلہ ان سے نہ ہوسکے اور انکو ہم وہان سے ذلیل کرکے نکالدینگے اور وہ خوار ہونگے۔ سلیمان نے کہا ای

الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَ اِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ

سردارو تم مین ایسا کون ہے کہ جو میرے پاس اُسکا تخت لے آئے اس سے پہلے کہ وہ میرے پاس مطیع ہوکر آ دین۔ ایک زور آور جن نے کہا مین لا دونگا اوسکو قبل اسکے کہ تو جگہ سے اوٹھے۔ اور مین اسپر قوی ہون

اَمِيْنٌ ۝ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ۫

امانت دار ہون۔ اوس شخص نے کہا کہ جسکے پاس کتاب کا علم تھا۔ مین اسکو تیرے پاس لاتا ہون قبل اسکے کہ تو اپنی طرف پھیر کر دیکھے پھر جب اسکو سلیمان نے اپنے پاس رکھا دیکھا تو کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے

لِيَبْلُوَنِيْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَ مَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝

تاکہ مجھے آزماوے کہ مین شکر کرتا ہون یا ناشکری کرتا ہون۔ اور جو کوئی شکر کرتا ہے تو اپنے بھلے کو اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بے پروا عزت والا

انھون نے کہا ہم بڑے قوی اور بڑے لڑنیوالے لوگ ہین سلیمان سے کچھ خوف نہین مگر تا ہم آپ کی جو راے ہو دی ٹھیک بلقیس بڑی عقلمند عورت تھی سوچی کہ لڑائی کا انجام بُرا ہے اگر غالب آگیا تو آکر اُلٹ پلٹ دیگا عزت دارون کو ذلیل کر دیگا اور بادشاہون کا یہی دستور ہے۔ صلح کر لینی بہتر ہے۔ اول مرتبہ اُسکے پاس جانا تو مصلحت نہین تحفہ تحائف دیکر ایلچیونکو بھیجنا چاہئے اس سے سلیمان کی پوری کیفیت معلوم ہو جاویگی یہ بات سبکو پسند آئی بڑے بڑے بیش قیمت ہدیے دیکر ایلچیونکو بھیجا تاکہ سلیمان اس مال کو دیکھکر نرم ہو جاوین مگر سلیمان علیہ السلام کا مقصد اس بت پرست بادشاہزادی کو اسلام مین لانا اور برائی سے بچانا تھا اسلئے ان تحفون کو کچھ بھی خاطر مین نہ لاکر یہ فرمایا کہ اللہ کا دیا میرے پاس بہت کچھ ہے ایسے ہدیون سے تمھین خوش ہو۔ جاؤ جاکر کہدو کہ حاضر ہو ورنہ مین ایسا بھاری لشکر بھیجتا ہون کہ جسکا کوئی مقابلہ نہ کرسکیگا اور مین اُنکو وہان سے ذلیل و خوار کرکے نکالدونگا۔ ایلچی تو ادھر روانہ ہوئے اُدھر حضرت سلیمان نے اپنے درباریون سے کہا کوئی ہے کہ اُسکے آنے سے پیشتر میرے پاس اسکا تخت اوٹھا لاوے؟ ایک بڑے قوی جن نے کہا مین اوسکو تیرے پاس آپکے دربار کے اوٹھنے سے پہلے لے آتا ہون مین قوی بھی ہون اور امانت دار بھی ہون آمین کچھ خیانت نکرونگا مگر اُس شخص نے کہ جسکو کتاب الٰہی کا علم تھا اسم اعظم جانتا تھا یہ کہا کہ مین آپکے پلک جھپکنے سے پہلے لے آتا ہون چنانچہ اُسنے لاکر سلیمان کے سامنے اُسکو کھڑا کر دیا سلیمان نے اسپر خدا کی عنایت کا بڑا شکریہ ادا کیا و من شکر فانما الخ بھی کہدیا کہ جو کوئی خدا کا شکریہ ادا کرتا ہے تو اپنے لئے یعنی اللہ کو اسکا کچھ فائدہ نہین پہونچتا بلکہ بندے کو کہ وہ اور بھی نعمتین اُسکو عطا کرتا ہے اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو اللہ کو کچھ بھی پروا نہین۔ (یہ وہ لوگ ہین کہ جنکو دولت و حکومت کا کچھ بھی نشہ نہین چڑھتا) قال نکروا لھا۔ الخ۔ یہان سے پھر اصل قصہ شروع ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس تخت مین کچھ ایسا تغیر و تبدل کردو کہ اسکی پہلی صورت بدل جاوے تاکہ مین جب بلقیس آوے اسکی عقل کا امتحان کرون کہ

قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۭ قَالَتْ كَاَنَّهٗ

سلیمان نے کہا اسکے تخت کو متغیر کر دو اسکے امتحان کے لیے ہم دیکھیں وہ راہ پاتی ہے یا ان میں سے ہوتی ہے جو راہ نہیں پاتے۔ پھر جب وہ آئی تو کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ بولی گویا یہ

هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ۝ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ

وہی ہے۔ اور ہم کو آگاہی ہو چکی ہے اس سے پہلے اور ہم فرمانبردار ہو چکے تھے اور سلیمان نے اس عورت کو منع کر دیا اُسے کہ جنکو اللہ کے سوا پوجا کرتی تھی کیونکہ وہ کافروں میں کی تھی۔ اُس سے کہا گیا محل میں داخل ہو

فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ڛ قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

پھر جب اُسکو دیکھا تو اسکو پانی کا حوض سمجھی اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اوٹھایا۔ سلیمان نے کہا یہ تو ایک محل ہے شیشوں سے جڑا ہوا۔ وہ بولی اے رب میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا اور میں سلیمان کے ساتھ اللہ کی حکم بردار ہوئی جو جہان کا رب ہے

ترکیب

ننظر بالجزم علی الجواب وبالرفع علی الاستیناف۔ وصدھا۔ الفاعل اما الضمیر الراجع الی اللہ تعالی او الی سلیمان ای وصدھا عما کانت الخ عبادتہا الشمس۔

عن التقدم الی الاسلام انہا بالکسر علی الاستیناف وبالفتح علی البدل او تفسیرہ من ما یکون ما علی انہا مصدریۃ۔ الصرح القصر وقیل عرصۃ الدار۔

کہ دنیا وی چیزوں کے پہچان میں جب یہ حال ہو تو خدا تعالی کی ذات وصفات کے پہچاننے میں تم نے کتنی غلطی نہ کی ہو گی؟ چنانچہ جب وہ آئی اور اوس سے پوچھا گیا کہ کیا آپکا ایسا ہی تخت ہے؟ اسکو پہچان نہ سکی دھوکے میں آگئی کہا ایسا ہی میرا بھی تخت ہے۔ اسکو اسکے مشابہ بتلایا یہ نہیں کہا کہ یہ وہی ہے۔ مگر تھوڑی دیر بعد بلقیس کو معلوم کرایا گیا کہ یہ وہی تخت ہے اسپر اوس نے بطور معذرت کے کہا واوتینا العلم الخ کہ حضور ہمکو کیا آزماتے ہیں ہم کو تو اس حالت سے پیشتر ہی معلوم ہو گیا تھا کہ آپ بڑے بالا قدر ہیں۔ خدا تعالی کے برگزیدہ ہیں وکنا مسلمین اور ہم یہاں حاضر ہونے سے پہلے ہی آپکے فرمانبردار دل میں سے تھے جب ہی تو حاضر ہوئے۔ بعض مفسر کہتے ہیں کہ یہ حضرت سلیمان کا کلام ہے کہ ہم کو پہلی ہی معلوم تھا کہ تو نہ بتلا سکے گی اور ہم ہمیشہ سے اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ اور بلقیس کو ایمان لانے سے آفتاب پرستی نے روک رکھا تھا اور یہ اسلئے کہ وہ بھی کافر قوم میں کی تھی وصدھا الخ کے یہ معنی۔ یا یہ کہ سلیمان نے اُسکو عبادت غیر اللہ سے روک دیا۔

پھر دوسرا امتحان اور کیا گیا قیل لہا ادخلی الصرح الخ صرح قصر کو بھی کہتے ہیں یعنی محل اور اُسکے صحن کو بھی۔ کہتے ہیں حضرت سلیمان نے ایک ایسا محل بنایا تھا کہ جسکا صحن پانی کا حوض تھا جس میں رنگ برنگ کی مچھلیاں تھیں مگر اُسکو اوپر سے صاف بلور یا سفید شیشے سے پاٹ دیا تھا اسکے اوپر سے آتے جاتے تھے جب بلقیس کو دربار میں بلایا تو اوس محل کے صدر میں تخت بچھوا کر اُسپر بیٹھے اور بلقیس کے آنے کا حکم دیا جس کا راستہ اُسی حوض پر سے تھا شیشہ و بلور میں پانی لہرانا اور مچھلیوں کا پھرنا دیکھکر یہ سمجھی کہ حوض ہے اسلئے پنڈلیوں پر سے کپڑا اوٹھایا وہ سمجھ گئی تھی کہ گھٹنے سے کم ہی کم پانی ہے۔ کپڑا اوٹھانا تھا کہ سلیمان نے فرمایا انہ صرح ممرد من قواریر یہ حوض پانی کا شیشوں سے پٹا ہوا ہے کپڑا اوٹھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ عورت تھی اور اسپر بادشاہ ملک کے عین دربار میں اسکی بے عقلی اور گنوار پن ثابت ہو جانے سے اُسکو سخت ندامت ہوئی اور سمجھ گئی کہ میری عقل خاک بھی نہیں سلیمان علیہ السلام کے روبرو صاف کہدیا ربانی ظلمت نفسی الخ کہ اسوقت تک میں بڑی خطاوار تھی اب سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین پر ایمان لائی۔ سلیمان کے ساتھ سے یہ مراد کہ سلیمان کی ہدایت اور رہنمائی سے یا یہ کہ جس طرح سلیمان لائے ہیں اسیطرح میں بھی کیونکہ رب العالمین کے پہچاننے میں پہلے سے قاصر تھی۔

قصہ تمام ہوا اب قرآن میں اسبات کا کچھ ذکر نہیں کہ سلیمان کے ساتھ اُسنے شادی کی اور وہیں رہ گئی یا پھر یمن میں چلی گئی۔ نہ یہ کہ اس وقت تک اسکی شادی ہو چکی تھی کہ نہیں اور پھر شادی یمن میں کسکے ساتھ ہوئی؟ ان باتوں کا ثبوت تو تاریخ سے ہو گا ہم کو اسنے کوئی سروکار نہیں۔ نہ یہ بات قرآن سے ثابت ہے کہ بلقیس پر سلیمان غائبانہ عاشق تھے اور بلقیس کسی پری یا جنیہ کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی اسلئے مشہور تھا کہ اسکی پنڈلیوں پر بال ہیں اسبات کے دریافت کرنیکو سلیمان نے

یہ تدبیر کی تھی - یہ سب افسانے ہین جو اپنے خیالات کے مطابق لوگون نے قرآن واحادیث مین شامل کردئے ہین - واللہ اعلم

فوائد (۱) قرآن مجید سے صرف یہ ثابت ہوا کہ ہدہد نے حضرت سلیمان سے بلقیس کی مفصل کیفیت بیان کی اور حضرت سلیمان نے ہدہد کو نامہ دیکر بھیجا جسمین ظاہر کیا گیا تھا کہ بلقیس مطیع ہوکر یہان آوے - بلقیس کے آنے سے پیشتر سلیمان نے اسکا تخت منگالیا جسکے لانے کی بابت عفریت جن نے یہ کہا تھا کہ مین آپکے اوٹھنے سے پیشتر اوسکو لاسکتا ہون مگر ایک شخص نے کہ جسکو کتاب کا علم تھا نہ اسکا قرآن مین نام بتلایا ہے نہ یہ کہ کونسی کتاب کا اسکو علم تھا - نہ یہ کہ کتاب کے علم سے کیا مراد ہے؟ ہان مفسرون نے اسکا نام آصف بن برخیا بتلایا ہے اور اسکو سلیمان کا وزیر کہا ہے اور علم کتاب سے مراد اسم اعظم کا علم بتلایا ہے) اسکو لاموجود کیا بلقیس آئی اور اسلام لائی - (۲) ان باتون پر عقلی قاعدہ سے کوئی اعتراض نہین ہوسکتا تاہم مخالفون نے دو قسم کے اعتراض کیے ہین اول اہل کتاب نے کہ یہ قصہ ہماری کتابون مین نہین اسلئے غلط ہے -

اسکا جواب بارہا دیچکے ہین کہ بہت سی کتابون کے بائبل مین حوالے ہین کہ یہ اور دیگر حالات تواریخ شاہان بنی اسرائیل مین (اول سلاطین باب ۲۲) پھر سلیمان کے جملہ حالات کا حصر صرف کتاب السلاطین وغیرہ کتب بائبل پر کیونکر سمجھ لیا؟ دوسرا اعتراض فلسفیانہ خیالات کا ہے (۱) یہ کہ ہدہد جانور ہے اول تو اسکی رفتار مین ایسی سرعت کہان کہ تھوڑی سی دیر مین شام کے ملک سے اوڑکر یمن پہونچا اور وہان سے لوٹ کر آیا دوم اوس جانور کو خداپرستی اور آفتاب پرستی مین کیا فرق اور پھر اوسنے اسقدر لمبی چوڑی گفتگو سلیمان سے کیونکر کی؟ یہ باتین بعید از قیاس ہین (۲) سلیمان شام کے بادشاہ تھے انکو بلقیس کا حال نہ معلوم ہوا حالانکہ وہ بھی ایک بڑی سلطنت کی مالک تھی باوجودیکہ تم کہتے ہو جن وشیاطین انکے تابع تھے اور ہدہد نے خبر دی؟ (۳) سیکڑون کوس کے فاصلہ سے بلقیس کا تخت پلک جھپکنے سے پہلے سلیمان کے پاس کیونکر آگیا اور علم بالکتاب سے یہ قدرت کب حاصل ہوسکتی ہے کیا اب ایسے لوگ نہین کہ ایک کتاب تو کیا سیکڑون کتابون کو دہو ئے بیٹھے ہین وہ تو دو کوس سے بھی اتنی جلدی تخت تو کیا کوئی تختہ بھی نہین لاسکتے - یہ باتین پرانے افسانے ہین -

انکے **جواب** معتزلہ اور انکے پیروان ومریدان نے بذریعہ تاویل کے یون دئے ہین - کہ الطیر جمع طائر پرند کو بھی کہتے ہین اور تیز گھوڑے کے سوار کو بھی جیسا کہ کسی حدیث مین آیا ہے کہ بہتر وہ شخص ہے کہ گھوڑے کی لگام کو اللہ کی راہ مین تھامے ہوئے ہو لطیر اور جاوے جہان کھٹکا پاوے - الغرض کلام عرب مین طائر تیز گھوڑے کے سوار کو بھی کہتے ہین تفقد الطیر جمع طائر یعنی سوارونکی فوج کو دیکھا انمین ہدہد کو نہ پایا جو انکا سپہ سالار تھا اور ہدہد کا سپہ سالار ہونا کتاب السلاطین سے ثابت ہے وہ نمک حلال سلطنت تھا بغیر اطلاع یمن کی طرف بلقیس کے حالات دریافت کرنے چلا گیا اور آکر سلیمان کو خبر دی فلمکث غیر بعید کے یہ معنی نہین اسیوقت آموجود ہوا بلکہ بہت زمانہ نہین گذرا معمولی زمانہ سفر سے جلدی آگیا -

لوگون نے ہدہد کو سچ مچ کا ہدہد جانور سمجھ لیا اور تفصیلی خبر سلیمان کو معلوم نہ تھی اور یہ ممکن ہے کیونکہ اوس عہد مین تار اور ریل نہونے کی وجہ سے غیر مملکتون کے حال تفصیل سے بمشکل معلوم ہوتے تھے اب رہا تخت کا طرفۃ العین مین حاضر ہونا سو یہ قرآن مجید سے ثابت نہین جو ثابت ہے تو یہ ہے کہ جب سلیمان نے اسکو اپنے روبرو دیکھا تو شکر کیا کہ ایک بادشاہ کا تخت میرے روبرو خدا کی عنایت سے موجود ہے ہان ایک عفریت یعنی قوی جن یعنی عمالیقی آدمی نے یہ کہا تھا (درقوی اور سخت آدمیون کو جن سے تعبیر کیا کرتے ہین جسطرح نیک کو فرشتہ اور خوبصورت کو پری کہتے) اور ایک اہل علم نے بھی کہا تھا کہ مین طرفۃ العین مین لاکر حاضر کرتا ہون - اب یا تو وہ انکی زیادہ گوئی تھی یا ایک محاورہ کی بات ہے جلدی کام کرنیکو کہدیا کرتے ہین کہ یہ کام طرفۃ العین مین یا پلک جھپکنے مین ہوگیا یا کردونگا لیکن خدا تعالیٰ نے اسکے لانیوالے کا نام بھی نہین بتلایا بلکہ یہ کہدیا فلما راٰہ مستقرا عندہ یعنی اہل علم کی حکمت عملی سے ممکن ہے کہ لایا ہو اور جلدی لایا ہو -

صحیح جواب یہ ہے جانورونکا خط لیجانا کچھ مشکل بات نہین طوطی اور مینا کی گفتگو اور مالک کو باتون پر مطلع کردینا بارہا مشاہدہ مین آیا ہے پھر ہدہد نے ایسا کیا ہو تو کیا محال بات ہے؟ اور جب ہم یہ بات ثابت کرچکے ہین کہ جن ایک جداگانہ مخلوق ہے اسکے افعال وقویٰ انسانی افعال وقویٰ سے کہین زیادہ ہین تو پھر اوس سے ایسی بات کیا بعید ہے - اسیطرح اسمار الٰہی اور روحانیات کی طاقتین حد سے باہر ہین پھر سلیمان علیہ السلام کے پاس اگر کوئی ایسا شخص ہو تو کیا بعید ہے انسان کی عادت ہے جبتک آنکھ سے نہین دیکھتا اور اسکے نزدیک وہ محال معلوم ہوتی ہے تو انکار کردیتا ہے تار کے اور ریل جاری ہونے سے پیشتر جو کوئی انکے حالات بیان کرتا مجنون شمار کیا جاتا - تمام عالم خدا کے عجائب اسرار کا مجموعہ ہے اسوقت کے تعلیم یافتون نے سمجھ لیا کہ ہمنے سبکا احاطہ کرلیا حالانکہ روحانیات اور انکی تاثیرات اور نفوس قدسیہ کی قوتین جو کرامت یا معجزہ کہلاتی ہین انکے ذہن بلید تک بھی نہین پہونچین ان فنون سے ناآشنا محض ہین اسلئے انکار کرتے ہین مسخر سے پیش آتے ہین واللہ اعلم -

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ

اور البتہ قوم ثمود کی طرف ہم نے اون کے بھائی صالح کو بھیجا کہ اللہ کی بندگی کیا کرو پھر تو وہ دو فریق ہوکر باہم جھگڑنے لگے۔ صالح نے کہا اے قوم تم کس لئے نیکی سے پہلے برائی کے لئے جلدی

الْحَسَنَةِ ۖ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَن مَّعَكَ ۚ قَالَ طَائِرُكُمْ عِندَ اللَّهِ ۖ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ۝

کرتے ہو۔ تم اللہ سے معافی کیوں نہیں مانگتے کہ تم پر رحم کیا جاوے۔ وہ بولے ہم کو تجھ سے اور تیرے ساتھ والوں سے نحوست معلوم ہوئی۔ اُسنے کہا تمھاری نحوست خدا کے پاس ہے بلکہ تم ایسی قوم ہو کہ امتحان کیے جاتے ہو

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝ قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ

اور شہر میں نو شخص تھے کہ جو زمین پر فساد کرتے تھے اور اصلاح نکرتے تھے۔ انھوں نے کہا باہم اسکی قسم کھاؤ کہ صالح اور اُسکے گھر والوں پر شبخون ماریںگے پھر اُسکے وارث سے کہدینگے

مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۝ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ

کہ ہم اُسکے کنبے کی ہلاکت کیوقت موجود نہ تھے اور ہم سچے ہیں۔ اور انھوں نے ایک داؤ کیا اور ہم نے بھی ایک داؤ کیا کہ انکو خبر بھی نہوئی۔ پھر دیکھ اُنکے مکر کا کیا انجام ہوا۔ ہم نے اُنکو

وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ وَأَنجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ وَلُوطًا إِذْ

اور اُنکی قوم کو غارت کردیا سب کو۔ پھر یہ اُنکے گھر ہیں کہ خالی پڑے ہوئے ہیں اُنکے ظلم سے۔ البتہ اسمیں ایک بڑی نشانی ہے اُنکے لئے جو جانتے ہیں۔ اور ہمنے انکو بچالیا جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کیا کرتے تھے اور ہم نے لوط کو بھیجا

قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ۝ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ

جبکہ اُسنے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم بیحیائی کرتے ہو اور تم دیکھتے ہو۔ کیا تم عورتوں کو چھوڑکر مردوں پر خواہش کرکے آتے ہو؟ بلکہ تم جاہل قوم ہو۔ پھر اُسکی قوم کا اور کوئی جواب

قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ۝ فَأَنجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا

نہ تھا۔ بجز اسکے کہ یہ کہدیا لوط کے گھر کو اپنی بستی سے نکالدو — کیونکہ یہ لوگ پاک رہنا چاہتے ہیں۔ پھر ہم نے لوط اور اُسکے گھر کو بچالیا مگر اُسکی بیوی کو۔ ہم نے اُس کو

مِنَ الْغَابِرِينَ ۝ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ۝

پیچھے رہجانے والوں میں ٹھہرادیا تھا۔ اور اُنپر برساؤ برسایا۔ پھر کیا برا برساؤ تھا ڈرائے ہوؤں کا

ع ۱۴ ۱۹

ولقد ارسلنا الی ثمود اخاہم صالحا یہ تیسرا قصہ حضرت صالح علیہ السلام کا ہے اسکی شرح ہوچکی مگر اسجگہ عبارت کا حل کرنا ضروری ہے۔ فاذا ہم الخ یعنے جب صالح علیہ السلام نے وعظ و دعوت اسلام شروع کی تو دو فریق ہوگئے ایک اہل توحید کا دوسرا وہی گمراہوں کا اور باہم جھگڑنے لگے۔ لم تستعجلون حضرت صالح نے فرمایا تھا اگر تم نہ مانوگے تو عذاب الٰہی نازل ہوگا وہ کہنے لگے عذاب کیوں نہیں آتا اسپر صالح نے فرمایا خدا سے بدی کیوں مانگتے ہو بھلائی خیر و برکت مانگو ایمان لاؤ استغفار کرو۔ قالوا اطیرنا۔ حضرت صالح کی دعوت کے بعد اُنپر کچھ خشک سالی نمودار ہوئی تھی اسپر وہ صالح سے کہنے لگے یہ تیری اور تیری ساتھ والوں سے نحوست آئی۔ صالح نے فرمایا یہ تمھارے اعمال کی نحوست خدا کے ہاں مقدر تھی اور تم کو اس سے آزمایا جاتا ہے۔ بل انتم قوم تفتنون۔ شہر میں نو شخص بڑے بدمعاش تھے باہم قسم کھائی کہ رات کو گھر میں گھسکر صالح اور اسکے کنبے کو قتل کرڈالو اور پھر اُسکے وارثوں سے کہدینا کہ وہاں ہم موجود نہ تھے۔ آخر خدا نے صالح علیہ السلام کو محفوظ رکھا اور وہ تمام قوم آسمانی بلا سے ہلاک ہوئی۔ اور اُنکے گھر خالی ہوگئے۔ ولوطا الخ یہ چوتھا قصہ حضرت لوط کا ہے۔ وانتم تبصرون یعنی تم جانتے ہو کہ یہ بیحیائی کا کام ہے پھر اُسکو کیے جاتے ہو۔ اسبات کا انکی طرف سے یہی جواب تھا کہ لوط کو اپنے شہر سے نکالدو یہ بڑی پاکیزگی ظاہر کرتا ہے۔ ائنکم لتاتون استفہام انکاری ہے یعنی تم کو ایسا نکرنا چاہیئے کہ عورتوں کو چھوڑکر مردوں سے یعنی لڑکوں سے شہوت رانی کرو۔ قدرناہا من الغابرین۔ حضرت لوط کو حکم ہوا تھا کہ بڑی رات سے شہر چھوڑکر چلے جانا جو پیچھے رہیگا ہلاک ہوگا بیوی پیچھے رہگئی تو وہ ہلاک ہوئی فرماتا ہے کہ مقدر ٹھہر گیا تھا وہ پیچھے رہیگی

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ؕ آٰللّٰهُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِکُوْنَ ؕ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَکُمْ

کہہ سب تعریف ہے اللہ کے لئے اور سلام ہے اسکے برگزیدہ بندوں پر۔ بھلا اللہ بہتر ہے یا جنکو وہ شریک بناتے ہیں۔ بھلا کس نے بنائے ہیں آسمان اور زمین اور کس نے تمہارے لئے

مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ یَّعْدِلُوْنَ ؕ اَمَّنْ جَعَلَ

آسمان سے پانی اُتارا ہے؟ پھر ہم نے اوس سے ترو تازہ باغ اُگائے۔ تمھیں کیا مقدور تھا کہ انکے درخت اُگاتے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الہ ہے؟ بلکہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جو کجروی کرتے ہیں بھلا کون ہے کہ جسنے

الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ وَجَعَلَ بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَکْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ؕ اَمَّنْ

زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور اوس میں ندیاں بنائیں اور اُسکے لئے پہاڑ بنائے۔ اور دو دریاؤں میں پردہ رکھا۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الہ ہے؟ بلکہ وہ اکثر بے علم ہیں بھلا کون ہے جو

یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ؕ اَمَّنْ یَّهْدِیْکُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ

بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے۔ اور برائی کو دور کر دیتا ہے اور تم کو زمین کا خلیفہ بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الہ ہے؟ تم بہت کم سمجھتے ہو بھلا کون ہے جو تم کو جنگل اور دریا کی اندھیریوں میں

وَالْبَحْرِ وَمَنْ یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَی اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ؕ اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَمَنْ یَّرْزُقُکُمْ

رستہ بتلاتا ہے؟ اور کون خوشخبری کی ہوائیں چلایا کرتا ہے اپنی رحمت سے آگے۔ کیا کوئی اور الہ ہے اللہ کے ساتھ۔ اللہ پاک ہے اُنکے شریک کرنے سے۔ بھلا کون ہے جو نئی خلقت پیدا کرتا ہے پھر اسکو دوبارہ بناویگا اور کون تمکو

مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ

آسمان اور زمین سے روزی دیا کرتا ہے؟ کیا اللہ کیساتھ کوئی اور الہ ہے۔ کہہ اپنی سند تو لاؤ اگر تم سچے ہو۔ کہہ اللہ کے سوا کوئی آسمان اور زمین کا رہنے والا غیب کی بات نہیں جانتا

وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ۝ بَلِ ادّٰرَکَ عِلْمُهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ ۟ بَلْ هُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْهَا ۟ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۝

اور اُنکو کیا خبر کہ وہ کب اُٹھائے جاوینگے۔ بلکہ آخرت کے بابمیں اُنکی سمجھ عاجز آگئی بلکہ وہ اوس سے شک میں ہیں بلکہ وہ اوس سے اندھے ہیں

ع ۵

حضرات انبیاء علیہم السلام کے قصے بیان فرما کر اور انپر بلاکت کا آنا ظاہر کر کے آنحضرت صلعم کیطرف خطاب کرتا ہے کہ قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفے کہ سب تعریف اللہ کو ہے کہ جسنے اپنے پاکباز بندوں کو بچالیا اور سرکشوں کو ہلاک کیا اور ان تمام برگزیدوں پر سلام و صلوٰۃ کہ جنہوں نے خدا کی راہ میں مخالفوں کے کیسے کیسے جور و جفا اوٹھائے ہیں۔ یہ کلام گویا قصص سابقہ کا خاتمہ ہے پر کس خوبی کا خاتمہ کہ جسکا بیان نہیں اور نیز یہ کلام آئندہ باتوں کے لئے تمہید بھی ہے کہ اسکی تعریف اور برگزیدوں پر سلام کر کے کوئی نصیحت یا عمدہ کام شروع کرنا چاہیئے اسکے بعد منکرین کو اپنے عجائبات قدرت ملاحظہ کراتا جاتا ہے اور پوچھتا جاتا ہے کہ بتلاؤ اللہ کے سوا یہ کسکے کام ہیں؟ اول تو مجملاً یہ فرمادیا کہ تمھارے معبود بہتر ہیں یا اللہ پھر اسکے بعد چند دلائل اللہ کے بہتر اور قادر مطلق اور وحدہ لاشریک ہونے پر بیان فرماتا ہے (۱) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا پھر اوپر سے پانی برسا کر اوس سے عمدہ عمدہ کار آمد باغ اور درخت اُگانا یعنی اُسنے تمھارے لئے آسمان و زمین کا گھر بنایا اور اسمیں روزی بھی پیدا کی (۲) زمین کو ٹھہرنے کے لئے بنایا اور اسمیں پہاڑ اور نہریں بنائیں جو انسان کی راحت کے سامان ہیں اور دو دریاؤں میں پردہ رکھا (۳) بیقراری کے وقت انسانکی فریاد رسی وہی کرتا ہے نہ کہ اور تم کو زمین کا خلیفہ بناتا ہے اک کے بعد دوسرا وارث اور مالک ہوتا آتا ہے یعنی اسکا احسان تم پر پشت در پشت ہے (۴) تم کو جنگل اور دریا کی اندھیریوں میں رستہ وہی بتاتا ہے جنگل میں درختوں کی اندھیری پھر رات کی پھر ابر کی اسیطرح سمندر کے سفر میں جب رستہ بھول جاتے ہیں وہاں وہی رہنمائی کرتا ہے (۵) بارش کے آنے سے پیشتر خوش آیند ہوائیں وہی چلاتا ہے (۶) وہی ابتداءً پیدا کرتا ہے وہی مرنیکے بعد دوبارہ پیدا کریگا۔ مبدء و معاد کی طرف معاش کے بعد اشارہ کر دیا۔ (۷) آسمان سے پانی کے ذریعہ سے اور زمین سے نباتات کے واسطے سے ہی تم کو روزی دیا کرتا ہے۔ تمھارے بتونکا معبود ہونیکا کیا دلیل ہے؟ آسمانوں اور زمین کی مخفی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر وہ خدا کے شریک کس بات سے ہو گئے؟ بلکہ انکو یہ بھی معلوم نہیں کہ مر کر کب زندہ ہونگے۔ بل ادارک علمہم ای انتہے و تکامل یعنی باوجودیکہ مشرکین کو معلوم کرا دیا گیا کہ آخرت برحق ہے مگر پھر اس سے شک میں ہیں۔ یا یہ معنی کہ ادرک کے معنی انتہی و فنی من تدارک اور کت الثمرۃ لان تلک غایتہا التی عندہا تنعدم (ک) کہ انکا علم آخرت کے بارہ میں نیست ہو گیا جس لئے وہ شک میں ہیں بلکہ اوس سے اندھے ہیں ان تین باتوں کے لئے تین ضرب ہیں۔ ضرب یہ ہے کہ انکو حشر کا وقت معلوم نہیں بلکہ اسکو جان ہی نہیں سکتے بلکہ اسمیں شک میں ہیں بلکہ اس سے اندھے ہیں۔ واللہ اعلم

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ

اور منکروں نے کہا کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مرکر مٹی ہوگئے تو کیا ہم پھر زمین سے نکلیں گے۔ اسکا تو ہم سے اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادوں سے وعدہ کیا گیا تھا۔ یہ تو صرف پہلوں کی

الْاَوَّلِيْنَ ۝ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ

کہانیاں ہیں کہہ تم زمین میں پھر کر دیکھو کہ کیا انجام ہوا گناہگاروں کا۔ اور ہی تو ان پر غم نہ کھا اور نہ انکے مکر کرنے سے دل تنگ ہو۔ اور وہ کہتے ہیں

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِىْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ

کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو۔ کہہ شاید بعض وہ چیزیں کہ جنکی تم جلدی کرتے ہو تمھاری پیٹھ کے پیچھے آلگی ہوں۔ اور البتہ تیرا رب لوگوں پر فضل کرتا ہے لیکن

اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝

انمیں سے اکثر شکر نہیں کرتے۔ اور البتہ تیرا رب جانتا ہے جو کچھ انکے دلوں میں مخفی ہے اور وہ جو ظاہر کرتے ہیں۔ اور آسمان و زمین میں ایسی کوئی مخفی بات نہیں جو کتاب مبین میں نہیں ہے

ترکیب ۞ اذا کا عامل نخرجون کا مدلول وہو نخرج نہ خود نخرجون کیلئے کہ ہمزہ و ان و لام اسکے عمل کرنیسے مانع ہیں۔ ہمزہ کا مکرر آنا انکار کی تاکید کیلئے۔ ردف کم بمعنی لحقکم لام تاکید کیلئے زیادہ کیا گیا۔ بعض الذی ردف کا فاعل۔ غائبۃ صفات غالبہ سے ہے ت مبالغہ کیلئے جیسا کہ راویۃ میں ۞ **تفسیر** ۞ مبالغہ راویہ کہتے ہیں یا ہم ہے ایسی ہے جیسے کہ عاقبۃ میں

مبدا میں کلام کرکے معاد میں کلام کرتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ قیامت میں شک وہی بات پر مبنی ہے ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کو اسباب پر قادر نہ سمجھا جاوے دوسرے یہ کہ ممکنات اور انکے حالات کا علم اور یاد داشت سے اسکو عاری سمجھا جاوے کہ مرنیکے بعد ہر ایک جاندار کے اجزا کو اسکے بدن میں جمع کرنا دشوار خیال کیا جاوے انھیں بناؤں پر وہ حشر کے برپا ہونے پر کلام کرتے تھے۔ اپنا کمال قدرت تو آیات گذشتہ میں ثابت کر دیا تھا کہ ہم نے آسمان و زمین اور سب چیزیں بنائیں اور تمھارے رزق کے کیسے کیسے سامان کئے اسطرح سے ثابت کر دیا تھا کہ گویا آنکھوں سے دکھا دیا تھا اسکے بعد اسکی قدرت میں شک کرنا کمال حماقت تھا اسلیئے انکے احمقانہ شبہ کو اسکے بعد نقل کرتا ہے وقال الذین کفروا یہ شبہ انھیں دونوں باتوں پر مبنی ہے کہ آیا جب ہم مر گئے اور ریزے ریزے ہوگئے پھر انکو کیونکر جمع کیا جاویگا؟ گویا اسکی قدرت کا بھی انکار کیا اور علم کا بھی کہ ہر ایک بدن کے اجزا اسکو کیونکر معلوم ہونگے؟ یہ تو اصلی شبہہ تھا اور لقد وعدنا ہذا اسپر انکی فضول گفتگو تھی کہ یہ ناممکن اور غلط بات ہے نہ صرف ہم سے بلکہ ہمارے باپ دادا سے پہلے انبیا اور انکے نائب ایسی باتیں کہتے آئے ہیں یہ کہانیاں اور افسانے ہیں۔ قدرت کی بابت تو پہلے کلام ہو چکا گو وہاں سے علم کامل بھی سمجھا جاتا تھا مگر چونکہ وہ لوگ بلید الذہن تھے اسلیئے علم کا اثبات صراحۃً کرنا پڑا بقولہ وان ربک لیعلم ما تکن صدورہم وما یعلنون کہ خدا انکی باتوں کو جانتا ہے یعنے جنکا وجود ذہنی ہے وہ باتیں بھی تو اس سے مخفی نہیں چہ جائیکہ جنکا وجود خارج میں ہوا اور انکے جمیع افعال و حرکات و حالات سے واقف ہے یعنے اعراض کہ جو غیر قار ہیں ادھر موجود ہوئے ادھر مٹ گئے چہ جائیکہ وہ چیزیں جو عرصہ تک قائم رہتی ہیں پھر تعمیم کرتا ہے وما من غائبۃ فی السماء والارض الا فی کتاب مبین کہ اثر کیا موقوف ہے جو چیزیں آسمانوں اور زمین میں مخفی ہیں ابھی تک میدان ظہور میں نہیں آئی ہیں وہ سب کتاب مبین میں ہیں یعنی علم الٰہی میں جسکو کسی خاص اعتبار سے کتاب مبین اور کبھی لوح محفوظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

پس ان دونوں مقدموں سے مل کر جواب تو تمام ہوگیا۔ اب رہی انکی فضول گفتگو کہ وہ حضرتؐ سے تمسخر کیطور پر کہتے تھے کہ کہاں ہے آپکا وہ عذاب جسکا آپ ہم سے قیامت و رسالت و توحید کے انکار کی سزا میں وعدہ کرتے ہیں؟ اسکا جواب اصلی جواب سے پیشتر محض حضرتؐ کی تسلی کیلئے دیتا ہے کہ قل سیروا فی الارض الخ کہ زمین پر پھر کر دیکھو کہ گناہگاروں کا انکے جرم پر کیا انجام ہوا؟ وہ ہلاک ہوئے انکے مکانات اور بستیوں کے ابتک آثار پائے جاتے ہیں ولا تحزن اب آپ ان حمقاء کی باتوں سے رنج کیجئے دل تنگ ہوجیے اور وہ جو عذاب کا وقت پوچھتے ہیں تو کہدے وہ عنقریب ہے مگر اسکا فضل ہے کہ تحمل کرتا ہے جلدی بلا نہیں نازل کرتا جسکا تم شکر نہیں کرتے ۞ ہاں مشو غرہ تو بر حلم خدا ۞ سخت گیرد دیر گیرد مر ترا ۞

إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ أَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○ وَإِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ

بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل کو اکثر وہ باتین سناتا ہے جنمین وہ اختلاف کرتے ہین۔ اور البتہ یہ قرآن ہدایت اور رحمت ہے ایمانداروں کیلئے۔ تیرا رب ان مین فیصلہ

بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ○ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ○ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْا

کرتا ہے اپنے حکم سے۔ اور وہ زبردست خبردار ہے۔ پس تو اللہ پر توکل کر۔ کیونکہ تو صریح حق پر ہے۔ البتہ تو مردون کو نہین سنا سکتا اور نہ بہرون کو آواز سنا سکتا ہے جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر

مُدْبِرِيْنَ ○ وَمَآ أَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا

بھاگین۔ اور نہ تو اندھون کو انکی گمراہی سے ہدایت کرنیوالا ہے تو انھین کو سنا سکتا ہے جو ہماری آیتون پر ایمان لاتے ہین فرمانبردار ہوکر۔ اور جب ان پر وعدہ پورا ہوگا تو انکے لیے ہم زمین سے

لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ○

ایک جانور نکالین گے جو ان سے کلام کریگا اس لیئے کہ لوگ ہماری آیتون پر یقین نہین لاتے تھے۔

ترکیب عن ضلالتہم ہادی سے متعلق اور ممکن ہے العمی سے متعلق و المعنی ان العمی صدر عن ضلالتہم۔ تکلمہم من الکلام او من الکلم اذا قری۔ تکلمہم ان الناس بالفتح اکثر بعض کا مفعول ہادی العمی علی الاضافۃ و بالتنوین و النصب علے اعمال اسم الفاعل

تفسیر تکلمہم بان الناس و بالکسر علی الاستیناف۔

مبدء و معاد مین کلام کرکے اب نبوت مین کلام شروع ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بڑی کامل اور روشن دلیل قرآن مجید ہے اسلیے سب سے پیشتر قرآن مجید کے ان کمالات کا ذکر کرتا ہے جو اسکے الہامی اور کلام الٰہی ہونیکے صاف شواہد ہین از انجملہ ان ہذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ہم فیہ یختلفون کہ اہل کتاب کو شرائع اور حالات انبیاء و دیگر امور دینیہ کے جاننے کا بڑا دعوی تھا اور اب بھی انکے بعض لوگ یہ کہا کرتے ہین کہ قرآن مجید مین جو کچھ عمدہ مطالب ہین ہمارے ہان سے لیے گئے ہین اور عرب کے لوگ بھی انکو علوم کا سرچشمہ جانتے تھے اور آنحضرت صلعم باوجودیکہ علوم رسمیہ نہین جانتے تھے لکھے پڑھے نہ تھے پھر حضرت پر وہ قرآن مجید نازل ہوا جو یقص علی بنی اسرائیل بنی اسرائیل کو بھی اون مواقع مین (کہ جہان وہ خود گرداب اختلاف باہمی مین غوطے کھا رہے ہین اور ترددات گوناگون اور شکوک و شبہات بوقلمون مین گرفتار ہین) رہنمائی کرتا ہے اور جو ٹھیک اور صحیح بات ہو وہی پتی تولی بتلا رہا ہے اسکے الہامی ہونے کی صاف دلیل ہے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ جو قوم علوم کا سرچشمہ خیال کیجاتی تھی جب قرآن انکو صحیح بات بتلاتا ہے تو اب بجز اسکے اور کیا خیال ہو سکتا ہے کہ قرآن اسکا کلام ہے کہ جو تمام جاننے والون سے زیادہ اور صحیح بات جاننے والا ہے اور وہ کون ہے خدا تعالیٰ کے سوا؟ پس قرآن اسیکا کلام ہے۔ اب بطور نظیر کے مین چند وہ مقامات بتلاتا ہون کہ جہان قرآن مجید نے علماء بنی اسرائیل اور انکے کتب محرفہ توراۃ و انجیل کو انکے اغلاط فاحشہ پر متنبہ کیا ہے (۱) خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کی بابت مین بہت سی غلطیان ان مین تھین جنکی قرآن مجید نے اصلاح کی **اول** یہ کہ توریت موجودہ مین ہے کہ خدا نے چھ روز مین آسمان و زمین کو بنایا اور ساتوین روز آرام کیا۔ حالانکہ یہ غلط بات ہے خدا تھکتا نہین جو آرام کرے اسلیے قرآن مین فرماتا ہے وما مسنا من لغوب کہ ہم کو آسمانون اور زمین کے بنانے مین تکان نہین ہوا۔ **دوم** یہ کہ توریت سفر پیدائش اول باب کے ۲۶ ورس مین ہے تب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بناوین۔ حالانکہ خدا کا کوئی مانند نہین ہو سکتا اور نہ اوسکی کوئی صورت و شکل ہے یہ باتین جسمانی چیزون کے لیئے ہوتی ہین اسلیے قرآن نے اصلاح دی۔ لیس کمثلہ شئ کہ اوسکے مشابہ اور اوسکے مانند کوئی چیز نہین ہے (**سوم**) حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ مین عجب خلط ملط کیا ہے۔ سفر پیدائش کے ۲ باب مین لکھا ہے کہ خداوند نے عدن کے پورب طرف ایک باغ لگایا اور آدم کو وہان رکھا اور اس باغ کے بیچ مین ایک درخت لگایا جو حیات کا اور نیک و بد کی پہچان کا درخت تھا اور آدم کو اس درخت کے کھانے سے منع کر دیا (بدین خیال کہ ہماری برابر نہو جاوے) اور پھر آدم نے اسکو کھا لیا تو اسی رشک و حسد مین آکر باغ سے نکال دیا جیساکہ اسی سفر کے ۳ باب کے ۲۲ جملہ مین ہے اور خداوند خدا نے کہا دیکھو کہ انسان نیک و بد کی پہچان مین ہم مین سے ایک کی مانند ہو گیا اور اب ایسا نہو کہ ہاتھ بڑھاوے اور حیات کے درخت سے بھی کچھ کھاوے اور ہمیشہ جیتا رہے اسلیئے خداوند خدا نے اسکو باغ عدن سے باہر کر دیا

اس قصہ کو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں کس خوبی کے ساتھ صحیح بیان کیا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ پھر اسی سفر کے باب ۶ درس ۵۔۶ میں ہے جب خداوند زمین پر انسان پیدا کرنے سے پچتایا اور نہایت دلگیر ہوا معاذ اللہ خدا تعالیٰ کو کیا نا عاقبت اندیش اور جاہل سمجھا ؟ پھر کتاب خروج کے باب ۱۹ اور باب ۲۴ اور کتاب احبار کے باب ۲۶ و دیگر مقامات میں ہے کہ خدا تعالیٰ بدلی میں اترا اور خیمہ کے دروازہ پر کھڑا رہا اور اسکے مونھ سے آگ اور نتھنوں سے دھوان نکلا اور وہ ایک کروبی پر سوار ہو کر اڑا اور اسرائیل کے ستر لوگوں نے موسیٰ اور ہارون کے ساتھ میں خدا کو کرسی پر بیٹھے دیکھا اور کھایا اور پیا۔ اور اُسکا لباس برف سا سفید اور اسکے سر کے بال صاف ستھرے اون کے مانند تھے ؟ اور نیز کتاب خروج کے باب ۲۰ ورس ۵ اور باب ۳۴ ورس ۷ اور کتاب یرمیاہ کے باب ۳۲ ورس ۱۸ میں تصریح ہے کہ خدا تعالیٰ باپ دادوں کے گناہ کی سزا ان کی تیسری چوتھی پشت کو دیتا ہے اسکا بھی خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فیصلہ کر دیا ولا تزر وازرۃ وزر اخری کہ کوئی شخص کسی کا گناہ نہیں اٹھاتا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت اس کی نیکی بدی اسی کے لیے ہے۔ (۳) ملائکہ کی بابت اور حضرات انبیا علیہم السلام کی بابت زناکاری بت پرستی شراب خوری دغابازی قتل وغیرہ کی سیکڑوں تہمتیں ان کی توریت وانا جیل میں ہیں چنانچہ انجیل میں مسیح علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے کہ مجھ سے پہلے جسقدر انبیا آئے تھے چور و قزاق تھے۔ ان سب باتوں سے قرآن مجید میں انبیا کو پاک اور بری بتلایا وانہم عندنا لمن المصطفین الاخیار فرمایا (۳) تاریخی واقعات میں سیکڑوں غلطیاں ہیں اور طرز بیان میں بیہودہ بیان ہیں کہ جنکو حسب موقع قرآن مجید نے درست کیا اور ٹھیک ٹھیک بات کو بتلا دیا۔

(۴) خود یہودیوں میں صدوقی اور فریسی وغیرہ کئی فرقے تھے اس سبب سے کہ جب بار دیگر توریت بنائی گئی تو اس میں آخرت کا کچھ حال نہ لکھا گیا صدوقی فرقہ آخرت کا منکر تھا اور باہم بڑی قیل وقال اور جوتی پیزار ہوا کرتی تھی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بہت صاف صاف بیان فرما دیا (۵) باہم عیسائیوں کے فرقوں میں سخت اختلافات تھے یعقوب حواری کہتے تھے کہ بغیر عمل کے ایمان معتبر نہیں جیسا کہ ان کے خط میں مذکور ہے برخلاف اسکے پولوس شریعت کی پابندی کو لعنت اور خدا کی ناراضی کا سبب بتلاتا ہے جیسا کہ اسکے نامجات میں متعدد جگہ مذکور ہے۔ اور اسی قسم کے صدہا اختلافات ہیں کہ جنکی قرآن مجید نے اصلاح کی۔ اگر ہر ایک کو مفصل بیان کروں تو ایک دفتر کی حاجت پڑے انشاء اللہ اگر فرصت ملی تو اسی ایک آیتہ کی تفسیر ایک ضخیم کتاب میں لکھوں گا ازانجملہ یہ کہ قرآن ہدی ورحمۃ للمؤمنین کہ قرآن ایمانداروں کے لیے ہدایت ہے مبدء و معاد علم اخلاق واحکام قتل و قصاص و نماز و روزہ وغیرہا میں سے کوئی بات اسنے باقی نہیں چھوڑی اور دوسرا لطف یہ کہ پر رحمت ہے یعنی احکام میں جو سختیاں پہلے تھیں سب دور کر دیگئیں سہولت کے لباس سے شریعت کو ملبوس کر دیا گیا۔ پھر ایسی کتاب دنیا میں کسی نبی کے بھی ہاتھ پہ ظاہر نہیں ہوئی چہ جائیکہ امی کے ہاتھ پر ظاہر ہو پھر اسکے الہامی اور اسکے خاتم النبیین ہونے میں کون شک ہے ؟ ۔ پھر اس پہلی بات کیطرف رجوع کرتا ہے کہ ان ربک یقضی بینہم بحکمہ وہو العزیز العلیم کہ انکے باہمی اختلاف میں تیرا رب اپنے حکم سے فیصلہ کرتا ہے نہ کہ انکی خواہش اور ڈر سے کیونکہ وہ زبردست ہے کسی سے نہیں دبتا اور خبردار ہے تیرا بات اسکو ٹھیک ٹھیک معلوم ہے اے نبی فتوکل علی اللہ اللہ پر بھروسہ رکھ جو فریق فیصلہ الٰہی سے ناخوش ہوگا تو تیرا کیا کریگا ؟ انک علی الحق المبین تو صاف حق پر ہے اور حق کا حامی اللہ ہے ان دلائل کے بعد مرسے ہٹ دھرم کفار کی نسبت فرماتا ہے انک لا تسمع الموتی الخ کہ یہ بوجہ نہ ہونے حس باطنی کے مردہ ہیں تو مردوں اور بہروں کے سنانے کے لیے نہیں آیا ہے نہ تو ازلی اندھوں کو ہدایت کے لیے آیا ہے تو انھیں کو سنانے اور ہدایت کرنے آیا ہے کہ جنھیں ایمان لانیکا مادہ اور صلاحیت ہے الا من یؤمن بایاتنا سے یہی مراد ہے اس آیت سے یہ ثابت کرنا کہ مردے زندوں کی بات سن سکتے ہیں یا نہیں ؟ تکلف ہے اسکو اس مسئلہ سے کچھ علاقہ نہیں کیونکہ موتی سے مراد یہاں کفار ہیں واذا وقع علیہم القول الخ یہ قرآن مجید کے لیے ایک اور دلیل ہے جسمیں قرب قیامت ایک آفت یعنی جانور کے نکلنے اور کفار سے کلام کرنیکا ذکر ہے۔ اور نیز اب یہاں سے پھر قیامت کا حال شروع کرتا ہے اور قیامت سے پیشتر اسکی بڑی علامت بیان فرماتا ہے کہ اذا وقع علیہم القول جب بات پوری ہو جاویگی یعنی وقت معین ختم قیامت کا آویگا

دابۃ الارض

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُمْ بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا

اور جس روز ان لوگوں میں سے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے ہر ایک گروہ کو جمع کر کے صف بستہ کھڑا کرینگے ۔ یہاں تک کہ جب سب حاضر ہو چکیں گے تو اللہ فرمائیگا کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا حالانکہ تم انکو

عِلْمًا أَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنْطِقُونَ ۝ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا

سمجھنے بھی نہ تھے یا کہو کیا کیا کرتے تھے ۔ اور ان کے ظلم سے ان پر الزام قائم ہو جاویگا پھر وہ بات بھی نہ کر سکیں گے ۔ کیا انہوں نے نہ دیکھا تھا کہ ہم نے انکے سکون کیلیئے رات کو اور دیکھنے کیلیئے دن کو بنایا

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ

البتہ اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلیئے جو ایمان لاتے ہیں ۔ اور جس روز کہ صور پھونکا جاویگا تو گھبرا جاوینگے وہ جو آسمانوں میں ہیں اور وہ جو زمین میں ہیں مگر وہ جسکو اللہ چاہے اور سب اسکے پاس گردن جھکائے آوینگے

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ۝ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ

اور تو جو پہاڑوں کو جمے ہوئے سمجھتا ہے دیکھیگا کہ وہ بادلوں کی طرح چلیں گے ۔ اس اللہ کی کاریگری سے کہ جسنے ہر شے کو ٹھیک کر دیا ۔ بیشک وہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ۔ جو نیکی لاویگا سو اسکو اس سے

خَيْرٌ مِنْهَا وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ۝ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

بہتر ملیگا اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے امن میں ہونگے ۔ اور جو بدی لاوینگے سو وہ موہنہ کے بل آگ میں ڈالے جاوینگے ۔ (کہا جاویگا) تمکو وہی بدلہ ملتا ہے جو کرتے تھے ۔

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَأَنْ أَتْلُوَ الْقُرْآنَ ۖ فَمَنِ

(کہہ) مجھکو تو یہی حکم ہوا ہے کہ اس شہر کے اس رب کی عبادت کیا کروں کہ جسنے اسکو محترم کیا اور اسکے قبضہ میں ہر چیز ہے ۔ اور مجھے حکم ہوا کہ فرمانبردار بن رہوں ۔ اور یہ کہ قرآن سناؤں پھر جو

اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنْذِرِينَ ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ ع ۱۱ ۳

راہ پر آگیا تو وہ اپنے بھلے کو راہ پر آتا ہے اور جو گمراہ ہوا تو کہدے کہ میں تو صرف ڈر سنانیوالا ہوں ۔ اور کہہ سب تعریف اللہ کے لیئے ہے وہ تمکو اپنی نشانیاں دکھائیگا تم انکو پہچان لوگے اور تیرا رب تمہارے کاموں سے بیخبر نہیں

ترکیب

یوم منصوب ہے اذکر محذوف سے ۔ من کل امۃ من تبعیض کے لیئے ہے من یکذب بیان ہے فوجا مفعول یحشر کا ولم تحیطوا جملہ حال کیلیئے اے کذبتم بہا بادی الرای غیر ناظرین فیہا نظر التعمق ۔ اماذا ام ای شی کنتم تعملون تحسبہا جملہ حال ہے جبال یا ضمیر تری سے وہی تمر حال ہے ضمیر منصوب سے جو تحسبہا میں ہے ای تمر مثل السحاب صنع اللہ مصدر موکد لنفسہ ہے مضمون الجملۃ المتقدمۃ کقولہ تعالی وعد اللہ ۔ وان اتلو معطوف ہے ان اکون پر ۔

تفسیر

تو ہم لوگوں کے لیئے زمین سے ایک ایسا جانور یا چارپایہ نکالیں گے کہ جو لوگوں سے کلام کریگا اسلیئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے سو اب دیکھو خدا کی عجیب غریب نشانی ظاہر ہوئی مگر اب کیا ہوتا ہے ۔ یا یہ معنی کہ لوگوں سے یہ کہیگا کہ یہ لوگ ہماری یعنی اللہ کی آیتوں پر یقین نہیں لاتے تھے یعنی ان پر الزام قائم کریگا

دابۃ الارض مسلم نے عبداللہ بن عمرو سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے قیامت کی اول نشانیوں میں سے آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا اور دابۃ الارض کا لوگوں پر دن چڑھے ظاہر ہونا ہے اور ان میں سے جو کوئی پہلے ہو تو دوسری علامت اس کے ساتھ ہی ساتھ ہوگی ۔ اور بھی احادیث صحیحہ میں اسکا ذکر آیا ہے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے صرف قریب قیامت کے ایک دابہ کا نکلنا ثابت ہوتا ہے جو لوگوں سے کلام کریگا ۔ اور قدرت الہی کا نمونہ ہوگا ۔ اب قرآن میں یہ نہیں کہ وہ دابۃ الارض کس شکل کا ہوگا کوئی چارپایہ ہوگا یا دو پاؤں کا ہوگا انسان کی صورت ہوگی یا کسی اور چیز کی ؟ ۔ یہ باتیں علماء نے ثابت کی ہیں معالم التنزیل

مین حضرت علیؓ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ ایسا جانور نہوگا کہ جسکے دم ہوگی بلکہ داڑھی ہوگی مراد آپ کی یہ کہ وہ ایک انسان ہوگا۔ عام خیال یہ ہے کہ وہ جانور ہوگا کہ جو کوہ صفا کے زلزلہ آنے کے بعد اوسکے کسی کھوہ مین سے نکلیگا اور لوگون سے کلام کریگا اور اسکا عام چرچا ہوگا۔

اللہ کی قدرت سے یہ کچھ بھی بعید نہین۔ اب بھی دنیا کے جزائر اور جنگلون اور سمندرون مین عجائب غرائب جانور موجود ہین۔ ایک مچھلی ہے کہ جسکی انسان کیسی شکل ہے بعض مچھلیان پردار ہین۔ علامت قیامت کے بعد حشر کی کیفیت بیان فرماتا ہے ویوم نحشر من کل امۃ فوجا کہ قیامت کے روز ہم ان لوگون مین سے جو ہماری آیتون کو جھٹلایا کرتے تھے ہر ایک جماعت کو جمع کرکے پوچھین گے کہ تمنے بے سمجھے بوجھے میری آیتون کو کیون جھٹلایا؟ انکو وہان کچھ جواب نہ آئیگا۔ الم یروا الخ یہ منکرین کیلئے الزام دیا جاتا ہے کہ ناحق انکار کیا خدا تعالیٰ کے عجائبات قدرت سے۔ حالانکہ ہمنے ان کے لیے رات اور دن بنا دیے جن کے انقلاب مین ہزار ہا خدا کی قدرت کے نشان ہین ویوم ینفخ فی الصور الخ یہان سے پھر حشر اور اسکی ابتدا تفصیل کیساتھ ذکر فرماتا ہے کیونکہ اجمال کے بعد تفصیل خوب دل مین جم جاتی ہے۔ صور پھونکنے کا اکثر بگل یا بگل کی مانند ہو۔ قیامت کی ابتدا یہین سے ہوگی کہ اسرافیل فرشتہ اس کو مونھ سے لگاکر بجاویگا اسکی آواز اس شدت کی ہوگی کہ اول حیوانات مرجاوینگے پھر نباتات فنا ہونگے پھر جمادات۔ اور اسکی ہیبتناک آواز سے آسمان و زمین کے سب لوگ گھبرا اوٹھین گے مگر جن کو اللہ چاہیگا نہ گھبرائین گے۔ وہ کون لوگ ہونگے؟ بعض کہتے ہین ملائکہ حوران جنت بعض کہتے ہین اہل اللہ انبیاء و اولیاء و شہداء۔ حدیث مین آیا ہے کہ موسیٰ بھی انھین مین ہونگے۔ وکل اتوہ داخرین اور سب اسی کے پاس عاجز ہوکر چلے آوینگے یہ جب ہوگا کہ مرکر زندہ کرنے کے لیے دوبارہ صور پھونکا جاوے گا۔ اس لیے علماء یہ بھی فرماتے ہین کہ ویوم ینفخ فی الصور سے دوسری بار کا صور مراد ہے اور پہلے صور کا اثر ظاہر کرنے کے لیے یہ جملہ ہے وتری الجبال کہ یہ پہاڑ جو تجکو جمے ہوئے دکھائی دیتے ہین بادلون کی طرح اوڑتے پھرین گے اس پر جو وہم ہو کہ یہ کیونکر ہوگا تو فرماتا ہے صنع اللہ الخ کہ یہ کام اسی اللہ کا ہوگا کہ جسنے ہر شے کو مستحکم کیا ہے پس جو مستحکم کرنا جانتا ہے وہ اسکو اکھیڑنا بھی جانتا ہے اوس کو تمہارے سب کام معلوم ہین۔ یہ تمہید ہے میدان حشر کے بیان کی۔ اس لیے فرماتا ہے کہ اوس روز اس قانون پر عمل ہوگا من جاء بالحسنۃ الخ کہ جو کوئی نیکی لیکر آویگا (ایمان و عمل نیک) وہ اس کا اس سے بہتر بدلا پاوے گا اور اوس دن کی گھبراہٹ سے امن مین رہیگا اور جو برائی لیکر آوے گا کفر و شرک تو جہنم مین ڈالدیا جاوے گا۔ فرشتے کہینگے یہ تمہارے عمل بد کی سزا ہے اور کچھ نہین۔

انما امرت ان اعبد رب ھذہ البلدۃ الخ مبدء و معاد و نبوت مین کلام کرکے سورہ کو کس عمدہ خاتمہ پر تمام کرتا ہے جو تمام اگلے مضمون کا خلاصہ ہو اول یہ کہ لوگون کو کہدے کہ مجکو صرف اس شہر کے رب کی عبادت کا حکم ہوا ہے یعنی مکہ کے رب کی۔ صرف اللہ کی عبادت پر مامور ہون توحید خالص میرا وظیفہ ہے۔ اگرچہ خدا تعالیٰ نہ صرف مکہ کا رب ہے بلکہ تمام شہرون اور کل مخلوق کا لیکن ھذہ البلدۃ کہنے سے قریش کو انفعال دلانا مقصود تھا کہ وہ رب کہ جسنے تمہارے اس شہر کو متبرک کیا حرمت دی جسکی بدولت تم عرب کی مار دھاڑ سے امن مین ہو اور اسی پر کیا منحصر ہے ولہ کل شیء اسکی اور بہت خوبیان ہین اور ہر شے اوس کے قبضہ مین پس وہی پرستش کے قابل ہے دوم امرت ان اکون من المسلمین کہ توحید کے بعد خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری نیک باتون کا بجالانا بری باتون سے بچنا بھی میرا فرض ہے سوم وان اتلو القرآن الخ کہ تمکو قرآن سناؤن تبلیغ احکام کردون۔ پھر جو ہدایت پر آویگا اپنا بھلا کریگا نہ مانیگا اپنا برا کریگا اس ترتیب مین یہ بھی اشارہ ہے کہ تبلیغ اسی کا کام ہے جو خود توحید اور اعمال صالحہ سے آراستہ ہو اسی کی بات اثر بھی کرتی ہے۔ پھر اس خاتمہ کو کس عمدہ جملہ سے تمام کرتا ہے۔ قل الحمد سب خوبیان اللہ کے لیے ہین وہ تمکو اپنی وہ نشانیان ابھی دکھاتا ہے جسکی تمکو جلدی ہے سو ان کو پہچان لوگے چنانچہ بدر اور قحط کا دخان دیکھ لیا وما ربک بغافل عما تعملون اور اللہ تمہارے کام سے غافل نہین ہر ایک عمل کا بدلہ دیگا۔ ولہ الحمد اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ المصطفین الاخیار خصوصاً علی محمد سید الابرار و آلہ الاطہار و صحابہ الاخیار۔

الحمد للہ

کہ آج پنجشنبہ کے روز چوبیسوین تاریخ ماہ جمادی الآخر سنہ ۱۳۱۹ ہجری مین یہ حصہ پنجم بمقام دہلی سخت جاڑے کے موسم مین تمام ہوا طبع ناکام کو وادی مضامین کی سخت گھاٹیون کے طے کرنے سے آرام ہوا۔

خدا تعالیٰ ہمارے بادشاہ جم جاہ فریدون سپاہ بندگان عالی متعالی اعلیٰ حضرت آصف جاہ نظام الملک میر **محبوب علیخان** خلد اللہ ملکہ کو دارین مین شاد و خرم رکھے کہ آج انکے سایۂ عاطفت و ظل حمایت و تربیت مین صدہا بندگان خدا راحت کیساتھ زندگانی بسر کر رہے ہین اہل علم و دین کی خدمت بفراغت قلب بجا لا رہے ہین اور انکے وزیر خوش تدبیر مدار المہام جناب نواب سر آسمان جاہ بہادر اور جمیع اراکین خیر خواہان دولت بہیہ کو سلامت رکھے اس جلد کا کچھ حصہ بمقام حیدرآباد بمکان محب العلما والفقرا مہمان نواز امیر کبیر دوست مکرم نواب معز یار جنگ بہادر و فیروز یار جنگ بہادر سلمہما اللہ تعالیٰ لکھا گیا

مین انکی مہمان نوازی کا تہ دل سے مشکور ہون

ابو محمد عبد الحق عفی عنہ